تفسیر الجیلانی

الغوث الربانی والامام الصمدانی

سیدنا محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

متوفی ٥٦١ ہجری

ترجمہ و تقدیم

استاذ العلماء شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت علامہ

مفتی **عبد الرسول منصور** الازہری

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر
مکتبہ مصباح القرآن
ساہیوال پاکستان

تفسیر الجیلانی

الغوث الربانی والامام الصمدانی

سیدنا محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

متوفی ۵۶۱ ھ

ترجمہ و تقدیم

استاذ العلماء مبلغ اسلام، فقیہ العصر حضرت علامہ الحاج

مفتی عبد الرسول منصور الازہری

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر
مکتبہ مصباح القرآن
ساہیوال پاکستان

تفسیر الجیلانی

{جلد دوم}

الغوث الربانی والامام الصمدانی

سیدنا محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

متوفی ۵۶۱ ھ

ترجمہ و تقدیم

استاذ العلماء مبلغ اسلام فقیہ العصر حضرت علامہ الحاج

مفتی عبد الرسول منصور الازہری

دامت برکاتہم العالیہ

ترجمہ آیات قرآنی

حضرت علامہ پیرزادہ امداد حسین دامت برکاتہم العالیہ

تحقیق و تخریج

حضرت علامہ حافظ منیر احمد صابر ازہری

ناشر

مکتبہ مصباح القرآن ساہیوال پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : تفسیر الجیلانی (جلد دوم)

مولف : غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر الجیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ

ترجمہ وتقدیم : مبلغ اسلام مفتی عبدالرسول منصور الازہری

ترجمہ آیات قرآنی : حضرت علامہ پیرزادہ امداد حسین

تحقیق وتخریج : حضرت علامہ حافظ منیر احمد صابر ازہری

پروف ریڈنگ : علامہ محمد افضل منیر، واہ کینٹ پاکستان،

علامہ محمد ضیاء اللہ نورانی [ایم فل/پی ایچ ڈی اسکالر]

قاری عبدالمجید، حافظ محمد عرفان، عبدالقیوم (ادارہ مصباح القرآن ساہیوال)

اصدار وپیشکش : صاحبزادہ تنویر احمد سیفی وو سٹر برطانیہ

کمپوزنگ : محمد عامر خان [ساہیوال پریس]، حافظ محمد انور [دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور پاکستان]

اعداد وتدوین : محمد منور نورانی [ادارہ مصباح القرآن ساہیوال]

ناشر : مکتبہ مصباح القرآن، مسعود ٹاؤن عارف روڈ، ساہیوال، پاکستان

+092-40-4228412, 0300-6932918

email:idaramisbahulquran@gmail.com

مقاماتِ تحصیل

☆ مکتبہ مصباح القرآن، مسعود ٹاؤن عارف روڈ، ساہیوال، پاکستان

☆ 65-Grove St. Redditch, Worc Sh. B-98-8DL, UK.

Tel: 0044-1527595007


الانعام ۹۸

وَلَقَدْ جِئْنَٰهُم بِكِتَٰبٍ فَصَّلْنَٰهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

الاعراف ٥٢

فہرس

المآئدہ	667
الانعام	777
الاعراف	901
الانفال	1047
التوبہ	1111
یونس	1223

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

سُورَةُ المَائِدَة

[مقدمہ سورہ المائدہ]

اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم رہنے والوں، اس کے وعدوں کو نبھانے والوں اور اس کے ان معاہدوں کی حفاظت کرنے والوں پر جو اس کے ذاتی اوصاف کے درمیان ایک دوسرے سے مناسبت اور مقابلے سے منعقد ہوئے ہیں، یہ بات مخفی نہیں کہ وہ تمام اوامر و نواہی، جو شریعت کے اندر وارد کیے ہوئے ہیں، وہ صرف اوصاف متقابلہ اور اسماء الٰہیہ متخالفہ ہیں، چناں چہ وہ اختلافات جو ان آثار کے درمیان پائے جاتے ہیں اور ان اوصاف پر مترتب ہوتے ہیں ان کا منشاء اور مبدأ یہی اوصاف و اسماء متقابلہ ہیں۔

پھر اوامر و نواہی کے وارد ہونے کا راز صرف یہ ہے کہ اس اعتدال اور انصاف الٰہی کو حاصل کیا جائے جو خلافت کے استحقاق کے لیے تیار کیا ہوا ہے اور خلق و ایجاد اور ظہور و اظہار سے مطلوب و مقصود ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ان خاص بندوں کو جن کا خمیر اس فطرت پر اٹھایا ہے، مشقت پیدا کرنے والی تکالیف کے ساتھ مکلف فرمایا ہے کہ انہیں دل کو لگنے والی اشیاء سے قطع تعلق اور مرغوب و لذیذ چیزوں کو ترک کرنے کی ترغیب دی کہ یہ تمام اشیاء فطری اور الٰہی اعتدال سے رکاوٹ بنتی ہیں اور انہیں اس صراط مستقیم کی ہدایت دی جو اس کی توحید تک پہنچانے والا ہے، بایں طور کہ ان تمام اضافات کا اسقاط کر دیا جاتا ہے، جو کثرت اسماء و صفات سے طاری ہوتی ہیں، جب کہ ان کی کثرت کا منشا و مبدأ ذات باری تعالیٰ کی وہ محبت والی تجلیات ہیں، جو ازل سے ابد تک کسی غرض اور علت کے بغیر چمکتی چلی جا رہی ہیں۔ ہمیں تو اس سلسلے میں سوا حیرت، استغراق اور سرگشتگی کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اے کاش! کہ وہ اپنی بارگاہ سے ہم پر بھی نظر کرم فرما دے اور ہمیں بھی ان سے کچھ خیرات میسر آ جائے۔ اسی مصلحت کی بنا پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے وعدوں کے ایفا اور معاہدوں کی حفاظت کی وصیت فرمائی تاکہ وہ اپنے فطری مقصد کے حصول کے لیے خود کو تیار کر لیں، چنانچہ انہیں ندا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں رکرتی ہوں) جو بہت ہی مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ اپنے عرش پر مضبوط عدل کے ساتھ استواء فرمانے والا۔

﴿الرَّحْمٰنِ﴾ اپنے بندوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے والا۔

﴿الرَّحِيْمِ ۝﴾ انہیں تسلیم ورضا کے باغ تک لے جانے والا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ
وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ②﴾ [المائدة: 1-2].

اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔ تمہارے لیے بے زبان جانور حلال کیے گئے ہیں سوائے ان کے جو تمہیں آئندہ پڑھ کر سنائے جائیں گے لیکن اِحرام کی حالت میں شکار کو حلال نہ سمجھنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے ① اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ اور نہ عزت والے مہینے کی اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیوں کی اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں (قربانی کی علامت کے) پٹے پڑے ہوئے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو اپنے رب کا فضل اور اس کی رضا تلاش کرنے کے لیے مسجد حرام کا قصد کرنے والے ہوں۔ اور جب تم احرام کھول دو تو شکار کر سکتے ہو۔ جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر ہرگز نہ اُکسائے کہ تم بھی ان کے ساتھ زیادتی کرو۔ نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے ②

تفسیر الجیلانی

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ تم ان وعدوں کا پاس کرو جو تمہاری اصلاح کے لیے تمہارے اندر رکھے ہوئے ہیں۔

﴿اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ اللہ تعالیٰ کی حدود پر دوام رکھو اور ان عہود و عقود کی حفاظت کرو جو تمہاری دنیا و آخرت کی تدبیر کے لیے حق تعالیٰ نے تمہارے اندر رکھے ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے---

﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ جانوروں کے آٹھ جوڑے اور جو ان کے مشابہ ہیں، تمہارے مزاج کی تقویم اور تقویت کے لیے تاکہ تم اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح نبھا سکو۔

﴿اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ کتاب اللہ میں جس کی تحریم کی گئی ہے، اندریں حال کہ تم ہو---

﴿غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ﴾ مطلقا

﴿وَاَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ تم نے حج کا احرام باندھ رکھا ہو اور تمہیں حکم دیا گیا ہو کہ تم نے اپنی نفسانی خواہشات اور غصے کی قوت کو ان کے تقاضوں سے قابو میں رکھنا ہے تاکہ تم ارادی موت پر قادر ہو سکو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو تدبیر میں رکھنے والا۔

﴿يَحْكُمُ﴾ اپنی حکمت و مصلحت کے تقاضے کے ساتھ۔

﴿مَا يُرِيْدُ﴾ تحریم و تحلیل کا اوقات و حالات کے مطابق۔

اس کے کسی فعل کے متعلق اس سے پوچھا نہ جائے گا بلکہ تمہارے لیے اس کی اطاعت بھی لازم ہے، خصوصا اعمال حج میں

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اللہ تعالیٰ پر طاعت و عبادت کے طور پر تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ---

﴿لَا تُحِلُّوْا﴾ اور اپنے لیے مباح نہ کرلو۔

﴿شَعَآئِرَ اللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ کی ان حرمتوں کو جو اس نے ایام حج میں حرام کر دی ہیں، اپنے حکم کی تعظیم اور اپنے گھر کی توقیر کے لیے۔

﴿وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ﴾ تم اپنی حیوانی قوتوں کے استعمال کو ایام حج میں بیت اللہ کی تعظیم کے لیے حلال نہ جانو۔

﴿وَ لَا﴾ مباح کرلو اپنے لیے---
﴿الْهَدْیَ﴾ بیت اللہ شریف کے لیے ہدیہ کی جانے والی قربانی کی حرمت کا خیال کیا جائے۔
﴿وَ لَا الْقَلَآئِدَ﴾ در پے ہوان جانوروں کے جن کے گلے میں قلادہ ڈال کر بیت اللہ شریف کے لیے روانہ کیا گیا ہے، جیسا کہ عرب کا رواج اور معروف عادت تھی۔
﴿وَ﴾ تم پر لازم ہے کہ---
﴿لَا﴾ عارض آؤ اور نہ جنگ وجدال کرو، ان اہل ایقان، ایمان والوں کے ساتھ جو حقیقی کعبہ کی طرف متوجہ ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ بقعہء امکان سے نکل کر مجاہدہ کے طریق پر ہوتے ہوئے تقرب کے لیے وجوب کی بارگاہ میں پہنچ جائیں۔ اندریں حال کہ وہ---
﴿آمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ تقرب، کعبہ ذات کے تحقق اور اسماوصفات کے عرفات میں وقوف کا ارادہ رکھنے والے، کیونکہ بیت اللہ شریف کی زیارت کا ارادہ رکھنے والے کے لیے میدان عرفات کا وقوف تو لازمی امر ہے، بلکہ یہ زیارت بیت اللہ کے سلسلہ میں رکن اصلی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف منجذب ہونے والے حضرات کے نزدیک یہ زیارت مجاہدے کے راستے سے ہوتی ہے اور اہل عنایہ کو کشف ومشاہدے تک لے جاتی ہے۔
مگر منجذبین کی وہ جماعت جو اس کی طرف استغنا اور استغراق تام کے ساتھ جس کے آس پاس کثرت کا شائبہ تک نہیں، متوجہ رہتی ہے۔ وہ تو قوت واقتدار والے بادشاہ کے حضور مقام صدق میں فائز المرام رہتی ہے۔ بایں حالت کہ وہ---
﴿يَبْتَغُوْنَ﴾ اور یہ زائرین طلب کرتے ہیں کہ وہ اس مرتبہ عظمیٰ پر فائز رہیں۔
﴿فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ اعمال اور اوامر ونواہی کے وسیلے کے بغیر۔
﴿وَ﴾ نیز وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تلاش کرتے ہیں۔
﴿رِضْوَانًا﴾ حق تعالیٰ کی جانب سے رضا اور تحسین، ان شعائر کی ادائیگی پر جو حج حقیقی میں رکھے ہوئے ہیں کیونکہ اے اکرم الاکرمین و یا ارحم الرّاحمین ایک بندے کا وثوق واعتماد تیری طرف سے رضا کے علاوہ کس پر ہو سکتا ہے۔

﴿وَ اِذَا حَلَلْتُمْ﴾ جب تمہاری حیوانیت قوی ہو جائے ان تکالیف کے اٹھ جانے کے بعد جو تم پر حج میں رکھی گئی تھیں کہ مکمل طور پر حج کے ایام اور اس کے اوقات ختم ہو جائیں۔

﴿فَاصْطَادُوْا﴾ یعنی اپنے لیے مباح سمجھو جو بری اور بحری شکار اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے۔

﴿وَ﴾ جب تو نے حج کے فوائد کو جان لیا اور اس کے مناسک واحکام کو پہچان لیا۔

﴿لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ﴾ یعنی کسی قوم کا تم پر بغض اور تمہارا ان سے خوف کرنا تمہیں کسی جرم عظیم میں نہ ڈال دے۔

﴿اَنْ صَدُّوْكُمْ﴾ اور تمہیں پھیر دیں۔

﴿عَنِ﴾ توجہ کرنے سے۔

﴿الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ جس کے پاس اس کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا حرام ہے۔

تو اے کعبہ معظمہ اور قبلہ مکرمہ جو بیت الوحدت ہے، کا ارادہ کرنے والو! تم پر لازم ہے۔

﴿اَنْ تَعْتَدُوْا﴾ اور نہ جنگ وجدال کی تیاری کرو اور کفار کے ساتھ قتال وجدال زیارت سے بے نیاز کر دے گا، جو شہوانی، غضبی اور بے ثبات لذتوں والی قوتوں کے تابع ہو کر کی جائے گی۔

﴿وَ تَعَاوَنُوْا﴾ مدد چاہو۔

﴿عَلَى﴾ لشکروں پر

﴿الْبِرِّ﴾ جو امید اور رب کے ساتھ حسن ظن تک لے جانے والی ہو۔

﴿وَ﴾ لشکروں پر

﴿التَّقْوٰى﴾ جو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کے خوف پر مطلع کرنے والا ہو۔

﴿وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ﴾ جو عقلاً وشرعاً بری خصلت ہے۔

﴿وَ الْعُدْوَانِ﴾ حدود شرعیہ سے تجاوز کر جانا۔ (العیاذ باللہ)

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ کہ تم اس کی حدود سے تجاوز اور اس کے عہود توڑنے کی جرأت کرو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس پر قادر۔

﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝﴾ جواثم وعدوان کر کے اپنی ذات پر ظلم کرتا ہے، اس کے لیے دردناک عذاب رکھتا ہے۔
جب اشیاء عالم میں اصلاً حلت واباحت ہے اور انہیں حرمت جولاحق ہوتی ہے، شرع شریف کی طرف سے ہے، تو سبحانہ وتعالیٰ نے اولاً محلات کے احکام اور ان کی جزئیات کا ذکر فرمایا، پھر ان محرمات کو اپنے قول (اِلَّا مَا یُتْلٰی) سے مستثنیٰ فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳ ﴾ [المائدة: 3].

تم پر حرام کیے گئے ہیں مردار، خون، خنزیر کا گوشت، جس جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو، گلا گھونٹنے سے مرنے والا، چوٹ کھا کر مرا ہوا، بلندی سے گر کر مرا ہوا، سینگ لگنے سے مرا ہوا، جس کو درندے نے کھایا ہو سوائے اس کے جس کو تم نے (زندہ پا کر) ذبح کرلیا ہو، جو (بتوں کے) تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور جوئے کے تیروں سے تمہارا تقسیم کرنا۔ یہ سب گناہ ہے۔آج کافر تمہارے دین (پر غالب آنے) سے مایوس ہوگئے ہیں۔لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا ہے۔ پس جو شخص بھوک میں مجبور ہو جائے (اور کوئی حرام چیز کھالے) بشرطیکہ وہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۝۳

تفسیر الجیلانی

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ﴾ تمہارے دین میں

﴿الْمَيْتَةُ﴾ زندگی کو ختم کرنے والے کسی سبب کے بغیر اپنی طبعی موت مرنے والا۔

﴿وَ الدَّمُ﴾ ذبح یا اس کے بغیر رگوں میں بہنے والا خون۔

﴿وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ﴾ عقلاً وشرعاً جس کی خباثت ونجاست ظاہر ہے۔

﴿وَ﴾ منجملہ محرمات سے۔

﴿مَا اُهِلَّ﴾ اس کے ذبح پر پکارا گیا ہو۔

﴿لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ بتوں کے ناموں سے۔

﴿وَ الْمُنْخَنِقَةُ﴾ ذبح کے بغیر، گلا گھونٹ کر جس کی حیات کو زائل کیا گیا ہو، جیسا کہ مشرکین عرب کیا کرتے تھے۔

﴿وَ الْمَوْقُوْذَةُ﴾ جس کی جان لکڑی اور پتھروں سے مار مار کر لی گی ہو۔

﴿وَ الْمُتَرَدِّيَةُ﴾ جو بلندی یا کنویں میں گر کر مرا ہو۔

﴿وَ النَّطِيْحَةُ﴾ جسے کوئی دوسرا جانور سینگ مار کر ختم کر دے۔

﴿وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ﴾ اس کا کچھ حصہ کھالے اور اس کی حیات کا خاتمہ ہو جائے۔

﴿اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ جس کا گلا اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کاٹ دو، بشرطیکہ تم اس میں زندگی کی رمق محسوس کرو، تو وہ تمہارے لیے حلال ہے۔

﴿وَ﴾ اسی طرح تم پر حرام کیا گیا ہے۔

﴿مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ یعنی ان بتوں کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور جو کعبۃ اللہ کے آس پاس رکھے ہوئے اور واجب التعظیم سمجھے جاتے ہیں۔

﴿وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ﴾ یعنی تیروں کے ساتھ پانسہ ڈالنا۔

● عرب کے رسم ورواج کے مطابق وہ لوگ تین تیروں کے ساتھ قسمت کا حال معلوم کیا کرتے تھے۔ ایک تیر پر لکھا ہوتا تھا، میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے، دوسرے پر میرے رب نے مجھے منع کیا ہے اور تیسرے پر وہ غافل ہے۔ امر والا تیر آتا تو وہ کام انجام دیتا، نہی والا ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے اور غافل والا سامنے آتا تو دوبارہ یہ عمل دہراتے۔

ان تیروں کے ساتھ استقسام کا معنی ہے، اس قسمت غیبی کے بارے استفسار کرنا، جو اللہ تعالیٰ کے علم خاص میں ہے۔ اس پر اس نے کسی فرد بشر کو مطلع نہیں کیا۔ اس قسم کے ہتھ کنڈے کہانت اور کفر ہیں، جو کمزور ذہن اور خبیث الطبع لوگوں سے صادر ہوتے ہیں اور ان کو اللہ کی قضا پر رضا کی دولت حاصل نہیں ہوتی۔

﴿ذٰلِكُمْ﴾ تمہارا تیروں سے پانسہ ڈالنا---

﴿فِسْقٌ﴾ امر الٰہی اور شریعت کے خلاف ہے اور جاہلیت کی خباثت ہے۔ اس لیے اس قسم کی خرافات سے بچنا تم پر لازم ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ يَئِسَ﴾ ناامید ہوگئے۔

﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ تمہارے انصراف اور پھر جانے سے۔

﴿مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ﴾ ان کی قبیح عادات ورسومات بد چھوڑ کر اب ان کے غلبے سے نہ ڈرو۔

﴿وَاخْشَوْنِ﴾ بہرحال میرے امر ونہی کو ترک کرنے کے سلسلے میں میری پکڑ اور میرے انتقام سے ڈرو۔

﴿اَلْيَوْمَ﴾ جو یہ ہے---

﴿اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کہ وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے مخالفین پر تمہیں غلبہ دے گا اور تمہارے اس دین کو تمام ادیان پر بلند کرے گا۔

﴿وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ ظاہراً و باطناً استیلاء و غلبہ کے ساتھ اور آراء و افکار فاسدہ کو جڑ سے اکھیڑ کر۔

﴿وَ﴾ تم پر میری اتمام نعمت سے ہے کہ

﴿رَضِيْتُ﴾ میں نے اختیار وانتخاب کیا ہے۔

﴿لَكُمُ الْاِسْلَامَ﴾ اطاعت وانقیاد۔

﴿دِيْنًا﴾ مسلک ومذہب، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دین صرف اسلام ہے۔ تمہارے دین کے کمال، تم پر اتمام نعمت اور تم پر بیان کردہ تحلیل وتحریم کے بعد۔

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ﴾ تم میں سے۔

﴿فِيْ مَخْمَصَةٍ﴾ ایسی سخت بھوک جو مردار اور محرکات کے استعمال پر مجبور کردے، اندریں حال کہ تم ہو---

﴿غَيْرَ مُتَجَانِفٍ﴾ مائل

﴿لِّاِثْمٍ﴾ اور معصیت تو بھوک کو بند کرنے کی حد تک اس سے تناول کرنے کی رخصت ہے۔

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ﴾ تمہارے احوال کی اصلاح کرنے والا۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ جو حالت اضطرار اور مخمصہ میں تم سے صادر ہوا۔

﴿رَّحِيْمٌ﴾ اس رخصت کے بعد تمہارا مواخذہ نہ کرے گا۔

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ [المائدة:4-5].

(اے رسول مکرم! ﷺ) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے؟ آپ فرمائیے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے شکار پکڑنے کی تعلیم دیتے ہوئے سدھایا ہو یعنی تم انہیں وہ طریقہ سکھاتے ہو جو اللہ تعالی نے تمہیں سکھایا ہے۔ پس جس شکار کو وہ تمہارے لیے پکڑ رکھیں تم اس میں سے کھا سکتے ہو۔ اور اس جانور پر (جس کو شکار پکڑنے کیلیے چھوڑا جارہا ہے) اللہ تعالی کا نام لیا کرو اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالی جلد حساب لینے والا ہے ۝ آج تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کردی گئیں۔ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔ پاک دامن مسلمان عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی (بھی تمہارے لیے حلال ہیں) جب کہ تم ان کے مہر انہیں ادا کردو پاکباز بنتے ہوئے نہ اعلانیہ بدکاری کرتے ہوئے اور نہ چوری چھپے آشنا

بناتے ہوئے اور جو ایمان (کے تقاضوں) کا انکار کرتا ہے تو بس اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۝

تفسیر الجیلانی

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ﴾ یعنی مألوف ومانوس اشیاء سے کون سی شے؟
﴿اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ﴾ تمہارے دین میں---
﴿الطَّيِّبٰتُ﴾ ذبح کیے ہوئے جانور جن کا ذکر سورہ کے آغاز میں ہو چکا ہے۔
﴿وَ﴾ اسی طرح حلال کیا گیا ہے تمہارے لیے شکار---
﴿مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ﴾ تمہارے لیے شکار کرنے والا جانور اپنے پنجوں اور ناخنوں سے، اندریں حال کہ تم ہو
﴿مُكَلِّبِيْنَ﴾ انہیں شکار کا طریقہ سکھانے والے اور اس کے آداب سے آگاہ کرنے والے۔
﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ عقل کے تقاضوں سے جو انہیں مختلف انواع کے حیلے سکھانے کے لیے تمہیں عطا کی گئی ہے اور جب تم انہیں سکھا دو تو---
﴿فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ ان کے حلال طیب شکار سے۔
﴿وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ یعنی تم پر لازم ہے کہ انہیں شکار کے لیے چھوڑتے وقت اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کو یاد کرو۔
﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ کہ اس شکار اور ذبیحہ جانور پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام نہ لو اور اسم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے بعد پھر انہیں حلال نہ سمجھو۔
﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ تمہارے تمام احوال پر مطلع۔
﴿سَرِيْعُ الْحِسَابِ۝﴾ جو اس کے اوامر کی تعمیل نہ کرے اور اس کے نواہی سے اجتناب نہ کرے، اس کے لیے شدید العذاب ہے۔
﴿اَلْيَوْمَ﴾ جب تمہارا دین تمام ادیان پر ظاہر و غالب ہو گیا ہے۔
﴿اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ﴾ حلال شدہ مذکورہ اشیا۔

﴿وَ﴾ ایضاً

﴿طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ﴾ یعنی یہود ونصاریٰ اوران کے ذبیحہ جانور۔

﴿حِلٌّ لَّکُمْ﴾ تمہارے دین میں---

﴿وَ طَعَامُکُمْ﴾ اورتمہار کھلانا بھی

﴿حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ کیونکہ وہ بھی ملل اورادیان والے ہیں۔

﴿وَ﴾ اسی طرح حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے---

﴿الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ﴾ ان کے مقرر کردہ مہر کی کمی اور کوتاہی کیے بغیر جب کہ تم ہو---

﴿مُحْصِنِیْنَ﴾ بیوی اور نکاح کے حقوق کی حفاظت کرنے والے۔

﴿غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ﴾ علانیہ زنا کرنے والے۔

﴿وَ لَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ﴾ چھپ کر بدکاری کرنے والے۔

﴿وَ مَنْ یَّکْفُرْ﴾ تم سے اورانکار کرے۔

﴿بِالْاِیْمَانِ﴾ اوراس کے لوازمات اوراس کی حدود سے جواس کی صحت پر دال ہیں۔

﴿فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَ ھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ٥﴾ جن کی کاوش دنیا میں ہی رائیگاں گئی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھا عمل کررہے ہیں۔ پھر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بندوں کی معاش سے متعلق حلت و حرمت، نکاح، شادی، حسن معاشرت اوران کے آداب مشروعہ کا ذکر کیا تواب ارادہ فرمایا کہ انہیں معاد ''لوٹ کے جانے کا مقام'' کے راستے کی ہدایت کی جائے تاکہ وہ مکمل طور پراس کی طرف میلان وتوجہ کریں اور تقرب کی نیت سے اس کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کریں توانہیں ندا دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُوا۟ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ وَٱمْسَحُوا۟ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَٱطَّهَّرُوا۟ ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ ٱلْغَآئِطِ أَوْ لَـٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُوا۟ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَـٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُۥ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝٦﴾ [المائدة: 6].

اے ایمان والو! جب تم نماز ادا کرنے کے لیے اُٹھو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھولو۔ اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھولو۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو (سارا بدن) پاک کرلو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر تم پانی کو نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس پاک مٹی سے مسح کرلو۔ اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تا کہ تم شکر ادا کرتے رہو ۝٦

تفسیر الجیلانی

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟﴾ ذات حق کی وحدت اور کثرت کے شائبے سے اس کی پاکی کے ساتھ۔

﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ﴾ یعنی جب تم ارادہ کرو کہ بقعہء امکان سے نکل کر فضاء وحدت کی طرف تقرب واشتیاق سے سفر کریں۔

﴿فَٱغْسِلُوا۟ وُجُوهَكُمْ﴾ یعنی تم پر لازم ہے کہ طہارت حاصل کرو شوق ومحبت اور جذب الٰہی کے پانی کے ساتھ، جو تمہاری مردہ روحوں کو اگانے والا ہے تمہارے چہروں کی تعیناتی زمین سے، جو حق تعالیٰ سے اس حال میں ملتے ہیں کہ ان میں امکان کا شبہ اور کثرت کا عیب ہوتا ہے۔

﴿وَ﴾ پاک کرو۔

﴿أَيْدِيَكُمْ﴾ انہیں کوتاہ اور چھوٹا کرو سامان دنیا میں لین دین کی نجاستوں سے۔

﴿اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ ان کی تطہیر کرنے میں مبالغے کی حد تک۔

﴿وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ﴾ یعنی مٹا دو اور کھرچ ڈالو اپنی اس انانیت وشخصیت کو جس سے تمہاری طلب اور آرزو پیدا ہوتی ہے۔

﴿وَ اَرْجُلَكُمْ﴾ اور اپنے ان قدموں کو جن سے تمہارا سلوک اور تمہاری خواہش وابستہ ہے۔

﴿اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ یہاں تک کہ تمہاری یہ سیر وسلوک فنا کا شکار ہو جائیں۔

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ﴾ اے حق تعالیٰ کی طرف مائل ہونے والو!

﴿جُنُبًا﴾ امکان کی خباثتوں اور نجاستوں میں لتھڑے ہوئے ہو۔

﴿فَاطَّهَّرُوْا﴾ تو تم پر لازم ہے کہ پر مشقت ریاضات میں مبالغہ کرو کہ قطع تعلقات اور دنیاوی مرغوب خواہشات کے ترک کرنے کا اہتمام کرو۔ بشری تقاضوں سے نکلو اور ارادی موت کو پانے کی کوشش کرو۔

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى﴾ ابرار کی اس جماعت سے ہو، جو امکان کی باد سموم اور اس کی آگ کے بخار سے مریض ہو چکی ہے، اور کسی قدم واقدام کے بغیر اس میں محبوس ہو گئی ہے۔

﴿اَوْ عَلٰى سَفَرٍ﴾ یا اس کا تعلق ان مساکین ومسافرین سے ہے، جن کے ساتھ کوئی مددگار نہیں۔

﴿اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾ یعنی دنیا کے جاہ ومال کی نجاستوں میں ملوث ہونے کے بعد لوٹا ہو۔

﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ اور تم نے انہیں ناپسند سمجھا ہو کہ وہ شیطان کا مضبوط ترین جال ہیں، جس کے ساتھ اہل ارادہ کو جادہ واستقامت سے پھیرا جا سکتا ہے۔

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا﴾ اس صورت میں اپنے نفوس وقلوب کی طرف سے۔

﴿مَآءً﴾ حق کا اشتیاق تمہارے نفوس کی خباثتوں کو پاک کرنے والا، انہیں جڑ سے اکھاڑنے والا، سچی محبت جو تعلقات کی میل کو زائل کر دے اور کامل جذب بجانب حق جو فنا پر مجبور کر دے۔

﴿فَتَيَمَّمُوْا﴾ یعنی تم پر لازم ہے کہ تم متوجہ رہو۔

﴿صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ کامل، اکمل اور تمام رذائل سے طیب وطاہر مرشد۔

﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ﴾ یعنی اپنی باطل شخصیات کا۔

﴿وَ اَيْدِيَكُمْ﴾ یعنی اپنے اوصاف ذمیمہ اور حضوری سے رکاوٹ بننے والے گناہوں کو۔

﴿مِّنْهُ﴾ یعنی اس کے قدموں اوراس کی بلند ترین چوکھٹ کی خاک سے شاید وہ تمہیں نجات کی طرف لے جائے، بایں معنی کہ تعینات کی تنگی سے نکال کر فضائے ذات تک پہنچا دے۔

﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ﴾ تمہارے امور و معاملات کی تدبیر کرنے والا۔

﴿لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ﴾ اور تم میں باقی رکھے۔

﴿مِّنْ حَرَجٍ﴾ جو تمہیں تمہارے فطری مقصد حیات تک پہنچنے سے منع کر دے۔

﴿وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ اور تمہیں تعیین کی میل کچیل سے صاف کر دے۔

﴿وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ﴾ جو آنکھ نے دیکھی نہ کان نے سنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر کھٹکی۔

﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾ جب تم منزل سے ہم کنار ہو گئے۔

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِىْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ
لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ
لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩﴾ [المائدة: 7-9].

اور تم پر اللہ تعالیٰ کی جو نعمت ہے اس کو یاد رکھو اور اس کے پختہ عہد کو بھی (یاد رکھو) جو اس نے تم سے لیا ہے جب تم نے کہا تھا: ہم نے سنا اور اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی باتیں جاننے والا ہے۝٧ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے لیے (حق پر) مضبوطی سے قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی عداوت تمہیں اس پر ہرگز نہ اُکسائے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۝٨ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۝٩

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ پھر سننے اوراس وعدہ الٰہی کا شرف پانے کے بعد۔

﴿اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ جو تم پر انعام کی گئی ہے اوراس کا شکر بجالاؤ۔

﴿وَ﴾ یاد کرو۔

﴿مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ﴾ جب تم نے اس کا قول ''کیا میں تمہارا رب نہیں'' ---

﴿سَمِعْنَا﴾ تیرا قول، ''تو ہمارا رب ہے، تو نے ہی ہمیں عدم سے نکال کر ظاہر کیا ہے۔''

﴿وَ اَطَعْنَا﴾ برضا ورغبت جو تو نے ہمیں حکم فرمایا۔

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اس کا عہد توڑنے سے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اسرار و بواطن پر مطلع ہے۔

﴿عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ یعنی تمہارے سینوں کی چھپی آرزوئیں، اوراپنے علم وخبر کے مطابق تمہیں جزا دے گا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ﴾ طریق توحید میں جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، اس پر مستقیم رہو۔

﴿شُهَدَآءَ﴾ حاضر اور متحضر۔

﴿بِالْقِسْطِ﴾ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملنے والی نعمتوں کے حقوق کے لیے۔

﴿وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ اور تمہیں نہ ابھارے۔

﴿شَنَاٰنُ قَوْمٍ﴾ کسی قوم کی شدید عداوت اوران کا بغض۔

﴿عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کے سلسلے میں تم انصاف نہ کرو، کہ انتقام پر قدرت پاتے ہوئے اپنے دلوں کی تشفی کے لیے اس کی حدود سے تجاوز نہ کر جاؤ بلکہ ہر حال میں انصاف سے کام لو اور بالخصوص قوت وطاقت کے وقت۔

﴿اِعْدِلُوْا﴾ قدرت وکامیابی کے ساتھ مالا مال ہونے والو!

﴿هُوَ﴾ تمہارا عدل وانصاف کرنا۔

﴿اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ اللہ کے محرمات اوراس کی منہیات سے اجتناب کرنے میں۔

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ تمہارے تمام احوال میں تمہارا نگران۔

﴿إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ جو تمہارے نفوس کے تقاضے اور حیلے بہانے ہیں۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ﴾ اپنے بندوں کے امور کا مدبر ہے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اس کی توحید کے ساتھ۔

﴿وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ نیکیاں جو اس کے قریب کرنے والی ہیں اور جن کی ادائیگی کا اس نے حکم دیا ہے، بایں طور کہ انہیں اس کے تفضّل سے گناہوں کی معافی مل گئی۔

﴿لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ کہ انہیں اس کی ملاقات کا شرف مل گیا۔

پھر اہل ایمان سے وعدہ کے بعد حسب عادت کفار کو وعید پیش کی جا رہی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ
أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾﴾

[المائدة:10-11].

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخی ہیں ﴿١٠﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی ہے جب ایک قوم نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائے تو اللہ تعالیٰ نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک لیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے ﴿١١﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ہماری توحید کا اور عناداً ہمارے غیر کا وجود ثابت کیا۔

﴿وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا﴾ جو ہماری توحید پر دلالت کرتی ہیں اور ہمارے رسولوں پر نازل کی ہوئی ہیں۔

﴿أُولَٰئِكَ﴾ مشرکین اور بعید از بارگاہ الوہیت۔

﴿اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۝﴾ اس کے مصاحب وملازم ہیں، اس سے نجات نہ پاسکیں گے کیونکہ وہ کفر وضلال میں انتہاء کو پہنچ چکے ہیں۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ وہ کس طرح تمہیں دشمن کے ہاتھ سے بچائے گا۔

﴿اِذْ هَمَّ﴾ ارادہ کیا۔

﴿قَوْمٌ﴾ تمہارے دشمنوں سے۔

﴿اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ﴾ جب تم نماز میں مشغول تھے، وہ اچانک حملہ آور ہوکر تمہیں جڑ سے ختم کرنا چاہتے تھے۔

﴿فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾ تمہارے نبی ﷺ پر وحی فرما کر محض تم پر کرم کرتے ہوئے۔

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ جو تم پر نگران ہے کہ اس کی مخالفت نہ کرنا۔

﴿وَ عَلَى اللّٰهِ﴾ تمام امور ومعاملات میں۔

﴿فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝﴾ اس کی واحدانیت پر یقین رکھنے والے اور اس کی حفاظت وحمایت پر ایمان۔

- جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو ایمان پر قائم رہنے، جادۂ توحید وفرقان پر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی، تو بطور شہادت بنی اسرائیل کے تزلزل واضطراب کا ذکر فرمایا کہ وہ کس سطحی ایمان پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی عہد وپیمان سے پھر گئے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝١٢﴾ [المائدة:12].

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب مقرر کیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نے نماز قائم کی اور زکوۃ

ادا کی اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کی مدد کی اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسن دیا تو میں ضرور تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور میں تم کو ضرور ان باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ پس اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کیا تو وہ یقیناً سیدھے راستہ سے بھٹک گیا﴿۱۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ﴾ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی زبان پر۔

﴿مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ یعنی وہ پختہ وعدہ، جب انہیں فرعون سے خلاصی ملی، وہ اس کی جائیداد و میراث کے وارث بنے اور ملک مصر میں رہائش پذیر ہوئے۔

﴿وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا﴾ ان کے منتخب کردہ لوگوں سے ہر فرقے سے ایک نقیب جوان میں ریاست و اقتدار میں مسلّم تھا کہ ان سے ہر نقیب اپنی جماعت کی طرف سے ہمارے نبی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے حضور جواب دہ تھا۔

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ وہ انہیں ساتھ لیکر شام میں اریحا کے مقام پر پہنچیں، چنانچہ وہ تمام نقبا آپ کے ساتھ وہاں پہنچے، اس بستی میں قوی ہیکل کنعانی لوگ رہتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقبا کو ان کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا اور ان سے وعدہ لیا کہ صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد اپنی جماعت سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ جب ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر دشمنوں کی قوت وشوکت کو دیکھا اور ان کی جنگی صلاحیتوں کا جائزہ لیا تو وہ ڈر گئے اور واپس آکر چند لوگوں کے سوا تمام نے اپنی اپنی قوم کو اس سے آگاہ کر دیا اور یوں وہ نقضِ عہد کے مرتکب ہوئے۔

﴿وَ﴾ اس کے باوجود---

﴿قَالَ اللّٰهُ﴾ جب انہیں حکم دیا۔

﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ﴾ کہ ان پر تمہاری مدد کروں گا اور انہیں اس بستی سے نکال دوں گا۔

مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم۔

﴿لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ﴾ اس طور پر جو تمہیں تمہارے رسول کی طرف سے پہنچی ہے۔

﴿وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ﴾ مشروع طریقے سے۔

﴿وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ﴾ کسی تفریق کے بغیر

﴿وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ﴾ اعلاء کلمہ حق اور اس کے دین کی اشاعت میں اس کی تم نے مدد کی۔

﴿وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ﴾ دنیا کی زیب و زینت جو تمہارے پاس موجود ہے۔

﴿قَرْضًا﴾ فقراء و مساکین کے لیے خرچ کرنا۔

﴿حَسَنًا﴾ اذیت دینے اور احسان جتلائے بغیر۔

﴿لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ﴾ تمہارے دیوانِ عمل سے ضرور مٹا دوں گا۔

﴿سَیِّاٰتِكُمْ﴾ تمام تر

﴿وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ﴾ تمہارے اخلاص کی جزا کے طور پر۔

﴿جَنّٰتٍ﴾ تین تفریح گاہیں، علم، یقین، اور حق۔

﴿تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ حقائق و معارف کے پانیوں سے بھرپور۔

﴿فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعظ و نصیحت سننے کے بعد۔

﴿فَقَدْ ضَلَّ﴾ اور اس نے گم کر دیا۔

﴿سَوَآءَ السَّبِیْلِ۝﴾ اس کے مرض کا علاج نہیں اور اس کے نجات پانے سے امید نہیں۔

---اِهْدِنَا بِفَضْلِكَ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ---

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً ۚ یُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا
قَلِیْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا
اِنَّا نَصٰرٰٓی اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا
یَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾ ﴾ [المائدة:13-14].

پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے۔ وہ (اللہ تعالیٰ کے) کلام کو اپنی اصلی جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ انہوں نے بھلا دیا۔ آپ ان کی خیانت پر ہمیشہ آگاہ ہوتے رہیں گے سوائے چند لوگوں کے (جو اس خیانت سے محفوظ رہے) پس آپ انہیں معاف کر دیں اور درگزر فرمائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ﴿۱۳﴾ اور ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ وعدہ لیا تھا جنہوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں۔ پس انہوں نے بھی اس کا بڑا حصہ بھلا دیا جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ تو ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض کو ڈال دیا اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ﴿۱۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ﴾ اور عہد و پیمان کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے۔

﴿لَعَنّٰهُمْ﴾ فضاء توحید سے دور کر دیا۔

﴿وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً﴾ امکان کی تاریکی سے تاریک کر دیا، بایں طور کہ---

﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ﴾ جو اعلاء کلمہ توحید کے لیے کتاب اللہ میں ثابت تھے۔

﴿عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ جنہیں اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا۔

﴿وَ نَسُوْا حَظًّا﴾ نصیب

﴿مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾ یعنی تورات کے ساتھ اور انہیں اس کی نصیحت کی گئی تھی۔

﴿وَ﴾ سنگ دلی اور نسیان سے ان کی یہ حالت ہوئی۔

﴿لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ﴾ دائماً ابداً

﴿عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ﴾ خیانت میں غلو و مبالغہ کرے گی۔

﴿اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ﴾ اور وہ جو ایمان لے آئے اور تورات کے ساتھ انصاف کیا اور اس کے مضمون کو ظاہر کیا۔

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ﴾ ان سے انتقام کے بجائے ان پر احسان کرو۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ﴾ جوانتقام پر قادر ہے۔

﴿يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۝﴾ قدرت کے باوجود انتقام سے تجاوز کرنے والے۔

﴿وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى﴾ نصرت دین اور اعلاءِ کلمہ حق کے مدعی ہیں۔

﴿اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ﴾ جیسا کہ یہود سے لیا تھا، تو یہود کی طرح انہوں نے بھی اسے توڑ ڈالا۔

﴿فَنَسُوْا﴾ جیسا وہ بھول گئے۔

﴿حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾ یعنی انجیل کے ساتھ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر منزل تھی۔

﴿فَاَغْرَيْنَا﴾ ڈال دی اور لازم کر دی۔

﴿بَيْنَهُمُ﴾ یہود و نصاریٰ کے درمیان اور وہ تھے، یعقوبیہ، نسطوریہ اور ملکائیہ۔

﴿الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ﴾ لگاتار رہنے والی۔

﴿اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ کہ ان کا نفاق وشقاق کبھی بھی ختم نہ ہوگا۔

﴿وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ﴾ دونوں یا تمام فریقوں کو۔

﴿بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۝﴾ دنیا میں بغض و نفاق اور آخرت میں عذاب و عقاب۔

﴿ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا
كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ
اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝١٥ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ
السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝١٦ ﴾ [المائدة: 15-16].

اے اہل کتاب! بے شک تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہارے لیے بہت سی ایسی چیزیں بیان کرتا ہے جن کو تم کتاب میں چھپایا کرتے تھے۔ اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتا ہے۔

بے شک تمہارے پاس آ گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور ایک ظاہر کرنے والی کتاب ﴿۱۵﴾ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی توفیق سے انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور انہیں سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے ﴿۱۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ﴾ یعنی یہود و نصاریٰ جو بغض و نفاق کی فطرت پر پیدا ہوئے ہیں۔

﴿قَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلُنَا﴾ رسول کی نسبت سبحانہ و تعالیٰ کی طرف تعظیم و توقیر کے لیے ہے۔

﴿يُبَيِّنُ﴾ اور ظاہر کرتے ہیں۔

﴿لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ﴾ اس کے اوامر و نواہی سے اور وہ اخبار جو ماضی اور مستقبل سے تعلق رکھتی ہیں، بالخصوص نعت و اوصاف خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام، پھر ان مذکورہ اشیاء کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم سے امور دین سے کوئی شے فوت نہ ہو جائے اور اس پر تمہارا مواخذہ نہ ہو۔

﴿وَ﴾ اس کے باوجود

﴿يَعْفُوْا﴾ اور درگزر کرتے ہیں۔

﴿عَنْ كَثِيْرٍ﴾ کتاب سے تمہاری بہت سی مخفی کی ہوئی چیز سے، جن پر عذاب و مواخذہ مترتب نہیں ہوتا، اس لیے تم اس کے لائے ہوئے پورے دین پر ایمان لاؤ۔

﴿قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ اس کے پاس

﴿نُوْرٌ﴾ واضح

﴿وَّ﴾ وہ ہے۔

﴿كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ جس کی ہدایت و ارشاد بالکل ظاہر ہے۔

﴿يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کا ہادی۔

﴿مَنِ اتَّبَعَ﴾ ان میں سے

﴿رِضْوَانَهٗ﴾ یعنی اس کے ساتھ راضی ہوا۔

﴿سُبُلَ السَّلٰمِ﴾ یعنی توحید کے وہ طریقے جو وحدت کی سلامتی تک پہنچانے والے ہیں، جسے اس کے حضور دار السلام کا نام دیا گیا ہے۔

﴿وَيُخْرِجُهُمْ﴾ جو اس کی رضا کی اتباع کرنے والے ہیں۔

﴿مِّنَ الظُّلُمٰتِ﴾ عدم، امکان اور تعینات کی تاریکیوں سے۔

﴿إِلَى النُّوْرِ﴾ یعنی اس وجود کی طرف جو ظلمت کے شائبے سے پاک ہے۔

کیوں کہ وہی نور علی نور ہے۔ اہل عنایت سے جسے چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے، تو وہ رسول معظم ﷺ انہیں نکالتے ہیں۔

﴿بِإِذْنِهٖ﴾ اس کی توفیق اور اس کی جانب سے جذب کے ساتھ۔

﴿وَيَهْدِيْهِمْ﴾ کہ ان کے لیے اس کی جانب سے عنایت کارفرما ہوتی ہے۔

﴿إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ جو اس کی توحید تک پہنچانے والا ہے۔

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ۗ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ أَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَأَحِبَّآؤُهٗ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ ﴾ [المائدة: 17-18].

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ تو مسیح ابن مریم ہی ہے۔ (اے رسول مکرم ﷺ!) آپ فرمائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم، اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمائے تو کس کی مجال ہے کہ اس کو اس ارادہ سے باز رکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے

لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ﴿١٧﴾ یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ (پیارے نبی!) آپ فرمائیے: پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو۔ وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا سزا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے ﴿١٨﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَقَدْ كَفَرَ﴾ حق سے اعراض کیا اور اس کی قدر نہ پہچانی۔

﴿الَّذِينَ﴾ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو اور مبالغہ اختیار کیا یہاں تک کہ---

﴿قَالُوٓا﴾ ایک ہی بات

﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ آفاق میں تجلی فرمانے والا۔

﴿هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ﴾ ان سے، اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا منہ بند کرنے کے لیے۔

﴿فَمَنْ يَمْلِكُ﴾ دور کرتا ہے اور منع کرتا ہے۔

﴿مِنَ اللَّهِ شَيْئًا﴾ اس کی مراد اور اس کی مقدورات سے۔

﴿إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ﴾ اپنا سایہ وجود دراز نہ کرے اور اپنے نور کا چھینٹا نہ ڈالے اور عدم اصلی اور فنا جبلی پر باقی رکھے۔

﴿الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ اللہ تعالیٰ کو کسی کی کوئی پروا نہیں کیوں کہ---

﴿وَلِلَّهِ﴾ جو اکوان عالم سے مطلقاً منزہ اور پاک ہے۔

﴿مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ ایجاداً و اعداماً ہر طرح ان میں حسب ارادہ تصرف کرنے والا ہے۔

﴿يَخْلُقُ﴾ اور ظاہر کرتا ہے۔

﴿مَا يَشَآءُ﴾ اپنے لطف و کرم سے، اور جسے چاہتا ہے، اسے معدوم و مخفی کر دیتا ہے اپنے قہر سے۔

﴿وَاللَّهُ﴾ تمام اوصافِ کمال کے ساتھ متصف ہونے والا۔

﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ﴾ جو اس کے ارادے میں مقدر ہو۔

﴿قَدِيْرٌ﴾ نہ اس کی قدرت میں کمی کوتاہی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے ارادے اور مشیت میں کوئی حد بندی آتی ہے۔

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى﴾ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہم السلام کے حق میں مبالغہ اور غلو کی انتہا کرتے ہوئے۔

﴿نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ﴾ کیونکہ ہم اس کے نبی کی عبادت کرتے ہیں۔

﴿وَ اَحِبَّآؤُهٗ﴾ کیونکہ ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ جل جلالہ

﴿بِذُنُوْبِكُمْ﴾ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو۔ وہ دنیا میں قتل، قید، جلاوطنی اور ذلت و مسکینی کی مہر لگا کر عذاب دے رہا ہے اور آخرت میں تو اس سے بھی کہیں زیادہ عذاب دینے والا ہے۔ اس لیے اپنے دین اور اپنے نبی کے حق میں مبالغہ نہ کرو اور یہ جھوٹ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرو۔

﴿بَلْ اَنْتُمْ﴾ اور تمہارے نبی بھی۔

﴿بَشَرٌ مِّمَّنْ﴾ یعنی اس جنس سے کہ---

﴿خَلَقَ﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اور ظاہر کیا ہے اپنے ارادے کے مطابق، اس لیے کہ تم میں اور نوع بشر میں اس کا تصرف و اختیار ہے۔

﴿يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ اپنے فضل اور احسان کے طور پر۔

﴿وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ عدل اور انتقام کی صورت میں۔

﴿وَ﴾ جان لو کہ---

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا﴾ ان میں اپنے ارادے اور اختیار سے جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔

﴿وَ اِلَيْهِ﴾ کسی غیر کی طرف نہیں۔

﴿الْمَصِيْرُ﴾ کیونکہ سب کی ابتدا بھی اسی سے ہے اور انتہا بھی اسی کی طرف۔

﴿ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ عَلَىٰ فَتۡرَةٖ مِّنَ ٱلرُّسُلِ أَن تَقُولُواْ مَا جَآءَنَا
مِنۢ بَشِيرٖ وَلَا نَذِيرٖۖ فَقَدۡ جَآءَكُم بَشِيرٞ وَنَذِيرٞۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ١٩ وَإِذۡ قَالَ مُوسَىٰ
لِقَوۡمِهِۦ يَٰقَوۡمِ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَةَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ جَعَلَ فِيكُمۡ أَنۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكٗا وَءَاتَىٰكُم
مَّا لَمۡ يُؤۡتِ أَحَدٗا مِّنَ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٢٠ يَٰقَوۡمِ ٱدۡخُلُواْ ٱلۡأَرۡضَ ٱلۡمُقَدَّسَةَ ٱلَّتِي كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمۡ وَلَا
تَرۡتَدُّواْ عَلَىٰٓ أَدۡبَارِكُمۡ فَتَنقَلِبُواْ خَٰسِرِينَ ٢١ ﴾ [المائدة:19-21].

اے اہل کتاب! بے شک تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہارے لیے (احکامِ خداوندی) بیان کرتا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت تک بند تھا تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ بس اب تو تمہارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۹﴾ اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی۔ جب اس نے تم میں سے انبیاء بنائے اور تمہیں حکمران بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو سارے جہانوں میں کسی کو نہیں دیا تھا ﴿۲۰﴾ اے میری قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ اور پیٹھ پھیرتے ہوئے پیچھے نہ ہٹو ورنہ تم نقصان اُٹھاتے ہوئے لوٹو گے ﴿۲۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ﴾ اپنے دین میں فخر و غرور کے ساتھ کام نہ لو اور نہ ہی اس میں کمزوری پیدا کرو کیونکہ---

﴿قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا﴾ جس کا تمہاری کتاب میں وعدہ دیا ہوا ہے۔

﴿يُبَيِّنُ لَكُمۡ﴾ تمہارے دینی امور، اندریں حال کہ وہ ہے---

﴿عَلَىٰ فَتۡرَةٖ﴾ انقطاعِ وحی کا دور۔

﴿مِّنَ ٱلرُّسُلِ﴾ اور ہم نے اسے بطور رسول اس لیے بھیجا ہے کہ---

﴿أَن تَقُولُواْ﴾ اپنے دین اور یقین کے کمزور ہونے پر یہ عذر نہ بناؤ کہ---

﴿مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ﴾ کہ ہم اپنے امور کی اصلاح کرتے۔

﴿فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ﴾ تاکہ تم اس کے متعلق اپنے اس رویے پر عذر و بہانہ نہ کرسکو، مگر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور دین وایمان کے اسرار و رموز کو قبول نہ کیا۔

﴿وَاللّٰهُ﴾ تمہیں جزا دینے والا۔

﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ﴾ انواع جزا سے۔

﴿قَدِيْرٌ﴾ اپنی قدرت کے مطابق تمہیں جزا دے گا۔

﴿وَ﴾ یاد کرو۔

﴿اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ﴾ وہ تمہارے اسلاف وآبا ہی تو تھے، جب آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد دلایا تاکہ وہ ان کا شکر بجالائیں۔

﴿يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ تفضل واحسان کے طور پر۔

﴿اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ﴾ تم میں سے۔۔۔

﴿اَنْبِيَآءَ﴾ جو تمہیں توحید باری تعالیٰ کی راہ دکھاتے تھے۔

﴿وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا﴾ اطراف زمین میں تصرف کرنے والے۔

﴿وَّاٰتٰىكُمْ﴾ سمندر کو پھاڑنا، بادل کا سایہ کرنا، پتھر سے پانی پلانا، من وسلوٰی کا اتارنا، ایسی کرامات ونشانات قدرت عطا کیے۔

﴿مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾ جب تمہیں ظہور حکومت اور تسلط دیا ہے۔

﴿يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ﴾ جو تمام فتنوں کی آلائشوں سے پاک کی ہوئی ہے۔

﴿الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ تمہارے مقر اور مسکن کے لیے، اسے اپنے علم سے مقدر کر رکھا ہے کیوں کہ وہ انبیاء اولیاء اور اصفیاء کرام کے مساکن ومنازل کی سرزمین ہے۔ اسی لیے تم عمالقہ اور فراعنہ کے در و دیوار جو ظلم و ستم اور بغاوت وفساد کے مراکز ہیں، انہیں چھوڑ کر اسی سرزمین کا رخ کرو۔

﴿وَ﴾ تم پر لازم ہے کہ۔

﴿لَا تَرْتَدُّوْا﴾ وحی سن لینے کے بعد
﴿عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ﴾ طاقتوروں کے خوف سے۔

- یہ بات بھی مروی ہے کہ جب انہوں نے اپنے نقباء سے کنعانیوں کے حالات سنے تو وہ ڈر گئے اور گھبرا کر کہنے لگے، اے کاش! کہ ہم الٹے پاؤں واپس چلے جائیں، آؤ! ہم اپنا کوئی قائد بنائیں، جس کی سر پرستی میں ہم مصر لوٹ جائیں، ہمارا مصر میں مرنا کسی دوسری جگہ سے اور زندہ رہنے سے بہتر ہے۔

﴿فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ﴾ عظیم خسارے والے، دنیا میں حیران و درماندہ اور آخرت میں خائب وخاسر۔

﴿ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ ﴾ [المائدۃ:22-24].

انہوں نے کہا: اے موسیٰ! اس زمین میں تو بڑی جابر قوم (آباد) ہے اور ہم اس زمین میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس زمین سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ اس زمین سے نکل جائیں تو پھر ہم ضرور داخل ہوں گے ﴿۲۲﴾ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں میں سے دو آدمیوں نے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا تھا کہا: تم دروازہ سے ان پر داخل ہو جاؤ اور جب تم دروازہ سے داخل ہو گے تو یقیناً تم ہی غالب آ جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اگر تم مومن ہو ﴿۲۳﴾ انہوں نے کہا: اے موسیٰ! بے شک ہم ہرگز کبھی بھی اس زمین میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس زمین میں ہیں۔ پس تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور ان سے لڑو۔ بے شک ہم تو یہاں ہی بیٹھے ہیں ﴿۲۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى﴾ عدم قدرت اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے، اور یہ معاملہ محض ان کے ایمان کی کمزوری

اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر عدم وثوق کی بنا پر تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں جنگ کرنے اور وہاں جانے کا حکم دیا اور ان سے عہد و پیمان کیا تھا۔

﴿اِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ﴾ ان سے مقابلہ ومقاتلہ نہیں کیا جا سکتا۔

﴿وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا﴾ کسی بھی طریقے سے۔

﴿فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا﴾ کسی بھی طریقے سے۔

﴿فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۝﴾ کیوں کہ ان کے ساتھ قتال کی ہمارے پاس طاقت نہیں ہے۔

﴿قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ﴾ اللہ کے قہر وغضب سے خصوصاً اس کا حکم وارد ہو جانے کے بعد کیوں کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے وعدے پر یقین رکھنے والوں سے تھے۔

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا﴾ ایمان وایقان اور حکمت ومعرفت عطا فرما کر۔

﴿ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ﴾ کہ اپنے دشمن پر ان کے شہر کا دروازہ تنگ کر دو اور انہیں قریب کر کے ان پر ہلہ بول دو جسامت اور تنگیٔ مکان کی وجہ سے ان کا گلا گھٹ جائے گا اور وہ موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ﴾ اس طور طریقے سے۔

﴿فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ﴾ اصحاب غنیمت ہو گے۔

﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾---

﴿قَالُوْا﴾ بطور استہزا اپنے سینوں میں چھپے ہوئے نفاق عدم وثوق اور عہد ومیثاق سے بے پروائی کو ظاہر کرتے ہوئے۔

﴿يٰمُوْسٰٓى﴾ ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھواؤ جس کی ہمارے پاس طاقت ہی نہیں۔

﴿اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا﴾ اور اگر آپ چاہتے ہیں تو---

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ﴾ اے داعی!

﴿وَ رَبُّكَ﴾ جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور اس کی اعانت اور اس سے مدد حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہو۔

﴿فَقَاتِلَآ﴾ دشمن کے ساتھ

﴿اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۝﴾ اور انتظار کرتے ہیں کہ معاملے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

﴿ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَٱفْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ ٱلْقَوْمِ ٱلْفَٰسِقِينَ ﴿٢٥﴾
قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي ٱلْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى ٱلْقَوْمِ
ٱلْفَٰسِقِينَ ﴿٢٦﴾ ۞ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ٱبْنَيْ ءَادَمَ بِٱلْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا
وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ ٱلْءَاخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ ﴾ [المائدۃ:20-27].

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! بے شک میں صرف اپنے اور اپنے بھائی کا مالک ہوں۔ پس تو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے (25) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام کردی گئی ہے۔ یہ زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے۔ سو آپ اس نافرمان قوم پر افسوس نہ کریں (26) آپ ﷺ ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر حق کے ساتھ سنا دو۔ جب دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ اس (دوسرے) نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کردوں گا۔ اس (پہلے) نے کہا: اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں سے قبول فرماتا ہے (27)

تفسیر المیزان

﴿قَالَ﴾ متحیر اور مایوس ہوتے ہوئے اور اپنے رب سے شکوہ کرتے ہوئے۔

﴿رَبِّ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ﴾ اور تیرے حکم کی تعمیل میں نہیں وثوق رکھتا۔

﴿إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ جو تیرے حکم کے تقاضے سے خارج ہیں اور تیری اعانت وتائید پر وثوق ویقین نہیں رکھتے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ شکوہ سنا حالاں کہ وہ ان کے احوال واقوال سے اچھی طرح باخبر تھا۔

﴿قَالَ فَإِنَّهَا﴾ یعنی ارض مقدسہ

﴿مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً﴾ چالیس کے عدد کی تخصیص، اس لیے کہ ایمان کی تکمیل غالباً چالیس سال کے بعد ہوتی ہے، یہ ان کے لیے مجازات اور مجاہدات کے طور پر تھی تاکہ ان چالیس سالوں میں ان کا ایمان بھی

مکمل ہو جائے اور ان کو اپنے اعمال بد کی جزا بھی مل جائے، یہ فرمان اس وقت جاری ہوا جب وہ شام سے مصر کی طرف لوٹ رہے تھے۔

﴿یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ﴾ مقدسہ میں چھ فرسخ کے اندر اندر ہی حیران و پریشان پھرتے رہے، اس دوران نہ مصر جا سکے اور نہ ہی شام میں اس مدت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ان کے ساتھ رہ کر انہیں ظاہری و معنوی گمراہی سے بچانے کی کوشش فرماتے رہے۔ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی پریشانی اور ان کے قلق و اضطراب کو دیکھا، تو آپ کو ان پر رحم آ گیا اور نبوت کی شفقت و رحمت کے پیش نظر آپ نے ان کے حق میں جو دعائے ضرر کی تھی، اس پر آپ نے ندامت محسوس کی، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ قول ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا تَاْسَ﴾ اے شکوہ کرنے والے نبی! غم نہ کر۔

﴿عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۠﴾ جو تصدیق و ایمان کے تقاضے سے خارج ہونے والے ہیں۔

﴿وَ اتْلُ﴾ اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم!

﴿عَلَیْهِمْ﴾ اپنے مومن متبعین پر۔

﴿نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ﴾ یعنی قصہ ہابیل و قابیل کا، ان کا اختلاف، ان کا جھگڑنا اور قابیل کا ہابیل کو قتل کر دینا تاکہ وہ ان دونوں کے قصے سے عبرت اور نصیحت حاصل کرتے ہوئے احسن و اقوم راستہ تلاش کریں اور بندۂ مومن کے لیے حسن معاشرت، بھائیوں سے بہتر سلوک اور محنت و مصیبت میں راہ استقامت تلاش کریں۔ اس عظیم مقصد کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنے میں بھی دریغ نہ کریں اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا معاملہ رکھیں۔

﴿بِالْحَقِّ﴾ واقع کے مطابق اور سابقہ کتب کے موافق

● ان کا قصہ کچھ یوں ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کی جڑواں بہن کے ساتھ شادی کرنے میں جھگڑا کیا اور یہ ان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا، قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میری جڑواں بہن تیری جڑواں بہن سے زیادہ خوبصورت ہے، اس کے ساتھ شادی میں تجھ سے زیادہ میرا حق ہے، دونوں نے جب یہ تنازع اپنے والد گرامی قدر کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے دونوں بھائیوں کو اللہ کے

قریب کرنے والی قربانی دینے کا حکم دیا۔
﴿اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا﴾ اپنے باپ کے حکم پر ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کے تقاضے پر۔

● قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا، اس نے گندم کی بوری کی مقدار قربانی کے لیے پیش کی اور ہابیل نے مویشی پال رکھے تھے، اس نے ایک خوبصورت موٹی تازی بکری قربانی کے لیے منتخب کی۔

﴿فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا﴾ وہ ہابیل تھا۔
﴿وَلَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ﴾ اس وقت قربانی کی قبولیت کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ اترتی اور قربانی کی چیز کو کھا جاتی، چناں چہ دونوں نے اپنی اپنی قربانیاں پکڑیں اور پہاڑ پر جا کر چھوڑ دیں، آسمان سے آگ اتری، اس نے ہابیل کی قربانی کو ختم کر دیا اور قابیل کی قربانی دھری کی دھری رہ گئی۔ اس سے اس کے غصے میں اور اضافہ ہوا اور وہ حسد سے جل اٹھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانی کو قبول کر لیا (اور میری قربانی کو قبول نہ کیا)۔
﴿قَالَ لَاَقۡتُلَنَّكَ﴾ کیوں کہ اس سے اللہ کے حضور تیرا مرتبہ وفضیلت مجھ سے بالا ہو گیا اور اسے بنیاد بنا کر تو لوگوں کے درمیان بھی اپنی فوقیت و برتری کا اظہار کرے گا۔
﴿قَالَ﴾ ہابیل نے، اے میرے بھائی! اس تقرب میں میں نے تو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور اخلاص و انقیاد اور اطاعت کا جذبہ ہی پیش کیا ہے اور کسی نفسانی خواہش کو سامنے رکھے بغیر اس کے غیظ و غضب سے بچنے کی آرزو کی ہے، بس اس نے اپنے فضل و کرم سے میری قربانی کو قبول فرما لیا۔
﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر اطلاع رکھنے والا، تقرب کے لے پیش کیے جانے والے ان کے اعمال نہیں قبول کرتا مگر
﴿مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ۝﴾ جو خوف اور امید کے درمیان رہ کر اس کا تقرب حاصل کرتے ہیں کسی نفسانی خواہش کے بغیر وہ جو کچھ بھی اس کے حضور لاتے ہیں، اس میں وہ مخلص ہوتے ہیں۔
جب قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو اس نے قسم کھا کر کہا:

﴿ لَئِنۢ بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَآ أَنَا۠ بِبَاسِطٖ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَۖ إِنِّيٓ أَخَافُ ٱللَّهَ رَبَّ
ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٨﴾ إِنِّيٓ أُرِيدُ أَن تَبُوٓأَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلنَّارِۚ وَذَٰلِكَ جَزَٰٓؤُاْ
ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُۥ نَفْسُهُۥ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُۥ فَأَصْبَحَ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ ٱللَّهُ
غُرَابٗا يَبْحَثُ فِي ٱلْأَرْضِ لِيُرِيَهُۥ كَيْفَ يُوَٰرِي سَوْءَةَ أَخِيهِۚ قَالَ يَٰوَيْلَتَىٰٓ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ
مِثْلَ هَٰذَا ٱلْغُرَابِ فَأُوَٰرِيَ سَوْءَةَ أَخِيۖ فَأَصْبَحَ مِنَ ٱلنَّٰدِمِينَ ﴿٣١﴾ ﴾ [المائدة: 28-31].

اگر تو نے مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے﴿۲۸﴾ میں چاہتا یہی ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو اُٹھالے تاکہ تو دوزخیوں سے ہوجائے اور یہی ظالموں کی سزا ہے﴿۲۹﴾ اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل اس کے لیے آسان بنا دیا۔ پس اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگیا﴿۳۰﴾ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔ کہنے لگا: ہائے افسوس! کیا میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا۔ پس وہ پچھتانے والوں میں سے ہوگیا﴿۳۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَئِنۢ بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ﴾ اپنے غیظ وغضب کی فراوانی اور اپنے نفس امارہ کی بدشگونی سے۔

﴿لِتَقْتُلَنِي﴾ کسی شرعی رخصت کے بغیر محض ظلم اور عناد سے۔

﴿مَآ أَنَا۠ بِبَاسِطٖ يَدِيَ إِلَيْكَ﴾ اپنے نفس سے تیرے حملے کو دور کرنے کے لیے یا پھر---

﴿لِأَقْتُلَكَ﴾ اپنے نفس امارہ کے تقاضے پر۔

﴿إِنِّيٓ أَخَافُ ٱللَّهَ رَبَّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝﴾ تخریب کاری سے محض حملہ آور کو دور رکھنے کے لیے اور نہ ہی مجھے اپنی ذات پر قتل کا خوف ہے کیوں کہ ظلماً مقتول ہونے والے شہدا اپنے رب کے پاس زندہ رہتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے، وہ اپنے رب سے ملنے والے فضل پر شاداں وفرحاں ہوتے ہیں۔

﴿اِنِّیۡ﴾ میرے بھائی میری تیرے ساتھ شفقت کا یہ عالم ہے۔
﴿اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓ اَ﴾ کہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائے۔
﴿بِاِثۡمِیۡ﴾ تیرے اس گناہ کے ساتھ جو میرے قتل کی طرف منسوب ہے۔
﴿وَ اِثۡمِكَ﴾ جس گناہ میں تو پڑا ہے۔
﴿فَتَكُوۡنَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ﴾ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس ظلم کے ساتھ۔
﴿وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيۡنَ۔﴾ اس کے حضور
﴿فَطَوَّعَتۡ لَهٗ نَفۡسُهٗ﴾ اس کے حسد کو ابھارا، اور اس کے نفس نے اسے راضی کرلیا۔
﴿قَتۡلَ اَخِيۡهِ فَقَتَلَهٗ﴾ ظلماً، کسی مدافعت کے بغیر جیسا کہ ہابیل نے وعدہ کیا تھا، اسی وقت وہ نادم ہوا۔
﴿فَاَصۡبَحَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ۔﴾ دنیا و آخرت کا عظیم خسارہ، اب وہ حیران ہوا کہ اسے کس طرح چھپایا جائے اور دور کیا جائے کیوں اس سے پہلے بنی آدم سے کسی کی موت واقع نہ ہوئی تھی، چناں چہ وہ اسے اپنی گردن پر اٹھا کر ایک بدبودار کوڑا کرکٹ والی جگہ پر لے آیا۔
﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ﴾ اسے سکھانے کے لیے۔
﴿غُرَابًا﴾ جس نے اپنے ہم جنس دوسرے کوے کو مار ڈالا، جس نے اس کو ٹھکانے لگانے کا ارادہ کیا۔
﴿يَّبۡحَثُ فِى الۡاَرۡضِ﴾ اپنی چونچ اور پاؤں سے۔
﴿لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ يُوَارِىۡ﴾ اور چھپائے۔
﴿سَوۡءَةَ اَخِيۡهِ﴾ اپنے بھائی کے جسم کو جو اسے برا لگ رہا تھا۔
﴿قَالَ﴾ قابیل نے حسرت حیرت اور رنج و غم سے۔
﴿يٰوَيۡلَتٰٓى﴾ اے میری ہلاکت! حاضر ہو جا۔
﴿اَعَجَزۡتُ﴾ اور عقل کے تقاضے سے عاری ہو گیا ہوں۔
﴿اَنۡ اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا الۡغُرَابِ﴾ جو عقل و ادراک سے خالی ہے، کہ میں اس کے تابع اور اس کا شاگرد بن جاؤں۔
﴿فَاُوَارِىَ سَوۡءَةَ اَخِىۡ فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ۔﴾ ابدی ندامت کہ پھر عمر بھر وہ نہ ہنسا، سو سال تک زندہ رہا

اوراس کا چہرہ سیاہ ہوگیا کہ کوئی اسے پہچانتا نہ تھا۔

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾﴾ [المائدة: 32-33].

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر (یہ حکم) لکھ دیا کہ جس نے قصاص یا زمین میں فساد پھیلانے کی (سزا) کے بغیر کسی کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے کسی ایک جان کو بچا لیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچا لیا۔ اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلائل لے کر آئے پھر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں ﴿٣٢﴾ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں (اپنی) زمین سے نکال دیا جائے یہ تو ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے اس سے بھی بڑا عذاب ہے ﴿٣٣﴾

تفسیر العیلانی

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ﴾ بنی آدم میں واقع ہونے کے باعث۔

﴿كَتَبْنَا﴾ فیصلہ کر دیا اور لازم کر دیا۔

﴿عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ یعنی شرعی قصاص کے بغیر۔

﴿اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ﴾ جو اس کے قتل کی اجازت دیتا ہے، مثلاً شرک، بغاوت، ڈاکہ زنی اور دیگر وہ فسادات جن کا شر جاری و ساری رہتا ہے۔

﴿فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا﴾ کیوں کہ ہر فرد بشر میں وہ تمام کمالات پائے جاتے ہیں، جو نوع انسانی میں موجود ہیں یعنی وسعتِ قلب، علو مرتبت اور حق تعالیٰ کی مظہریت اور اس کی خلافت کی اہلیت وغیرہا۔ اس لیے اس ایک فرد کا قتل گویا پوری انسانیت کا قتل ہوگا۔

﴿وَ مَنْ اَحْیَاهَا﴾ ہلاک اور ضائع ہونے سے بچالیا۔

﴿فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا﴾ مذکور وجہ کے مطابق

﴿وَ﴾ ہمارے اس فیصلے کے بعد

﴿لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا﴾ تاکید و تنبیہ کے لیے۔

﴿بِالْبَیِّنٰتِ﴾ جو اس امر پر دال ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور قتل کا جرم کتنا عظیم ہے اور آخرت میں اس پر مترتب ہونے والی سزا کتنی کڑی ہے۔

﴿ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۝﴾ کسی شرعی رخصت کے بغیر قتل کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس پر تنبیہ و وعید کی پروا نہیں کرتے۔

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ﴾ اس کے اوامر کی عدم تعمیل اور اس کی شریعت کی عدم اطاعت کرتے ہوئے۔

﴿وَ رَسُوْلَهٗ﴾ اس کی اور اس کے لائے ہوئے دین کی تکذیب کر کے اور اس کے ساتھ جنگ وجدال کرتے ہوئے۔

﴿وَ﴾ اس کے ساتھ ساتھ

﴿یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا﴾ طرح طرح کے فسادات کرنے والے جن کا شر اور ضرر روئے زمین پر جاری و ساری ہے۔

﴿اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا﴾ جہاں بھی ملیں۔

﴿اَوْ یُصَلَّبُوْۤا﴾ زندہ حالت میں تاکہ انہیں عبرت ہو جن کے دلوں میں اسی طرح کا مرض پایا جاتا ہے اور پھر انہیں برے طریقے سے قتل کر دیا جائے۔

﴿اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ﴾ تاکہ فسادیوں کو نصیحت ہو اور لوگوں کو عبرت۔

﴿اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ جہاں ان کے شر سے بچا جا سکے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ جو مذکور ہوا۔

﴿لَهُمْ خِزْیٌ﴾ ذلت و رسوائی۔

﴿فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ اہل توحید کے مرتبہ و مقام سے دور کرنا ہے۔

﴿ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
﴿٣٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ
مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾
يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ ﴾
[المائدة: 34-37].

مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے ﴿۳۴﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۳۵﴾ بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اگر ان کے قبضہ میں وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ہوتا کہ وہ قیامت کے دن عذاب سے نجات کے لیے اس کو فدیہ میں دے دیں تو وہ فدیہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا ﴿۳۶﴾ وہ چاہیں گے کہ (دوزخ کی) آگ سے نکل جائیں لیکن وہ اس سے نہیں نکل سکیں گے۔ اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہوگا ﴿۳۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا﴾ اپنے کیے سے اللہ کے حضور رجوع کیا مخلص و نادم، اس کی پکڑ سے خائف اور اس کے عفوو

کرم کی امید رکھتے ہوئے۔

﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ﴾ اپنے مجرموں پر کہ تم انہیں پکڑ کر ان سے قصاص کا مطالبہ کرو تو سچی توبہ کے ساتھ ان سے اللہ کا حق ساقط ہو جائے گا۔

﴿فَاعْلَمُوْٓا﴾ اے ایمان والو!

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ جس نے انہیں توبہ کی توفیق دی۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ ان کے لیے ان کے گناہوں کو معاف کردے گا۔

﴿رَّحِيْمٌ۝﴾ ان کی توبہ کو قبول کرے گا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ محرمات سے بچو۔

﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ محرمات کے ارتکاب کرنے سے اور منہیات کو اپنانے سے۔

﴿وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ جو اس کی ذات کے قریب کرنے والا ہو تا کہ تم اس کے ذریعے اس کی توحید تک پہنچ جاؤ۔

﴿وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ﴾ قوی بشریہ جو اس کی طرف توجہ سے مشغول رکھتی ہیں کہ علائق و موانع کو اٹھا کر۔

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ اس کی توحید کی فضا اور اس کی تجرید و تفرید کی صفائی کے ساتھ کامیاب ہو جاؤ۔

پھر سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق وعدے کے بعد وعید کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ اور اپنے کفر و شقاق پر اصرار کرتے رہے۔

﴿لَوْ﴾ ثابت اور محقق ہو جائے۔

﴿اَنَّ لَهُمْ﴾ ملک

﴿مَّا فِي الْاَرْضِ﴾ زیب و زینت اور خزانے۔

﴿جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ﴾ بلکہ کئی گنا زیادہ

﴿لِيَفْتَدُوْا بِهٖ﴾ فدیہ اور رہائی پائیں۔

﴿مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ اور اس عقاب سے جو ان کے کفر پر مترتب ہونے والا ہے۔

﴿مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ﴾ ان کے اس جرم عظیم اور اس پر اصرار کے باعث

﴿وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ دائماً ابداً جس سے نجات نہ پاسکیں گے۔
﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ﴾ حالانکہ
﴿وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا﴾ لزوم عقاب کے لیے اس سے نکلنا محال ہے۔
﴿وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ﴾ دائمی نیا نیا رنگارنگ کا، تاکہ ایک ہی قسم کے عذاب پر عادی نہ ہو جائیں۔

﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
﴿٣٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ [المائدۃ:38-40].

چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت غالب حکمت والا ہے ﴿٣٨﴾ پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ﴿٣٩﴾ کیا تجھے معلوم نہیں کہ بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے؟ وہ جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ﴿٤٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ السَّارِقُ﴾ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والا۔
﴿وَ السَّارِقَةُ﴾ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والی۔
﴿فَاقْطَعُوْٓا﴾ اے حکام!
﴿اَيْدِيَهُمَا﴾ ان کا دایاں ہاتھ، اگر محفوظ متعارف جگہ سے چوری شدہ مال ان سے برآمد ہو جائے۔

﴿جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا﴾ عقاب وعذاب دیتا ہے۔

﴿مِّنَ اللّٰهِ﴾ کیوں کہ انہوں نے غیر کے مال میں دست درازی کی ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے ملک میں مستقل متصرف۔

﴿عَزِيْزٌ﴾ غالب اور انتقام پر قادر۔

﴿حَكِيْمٌ﴾ مقدار اور اس کی تعیین میں محکم ہے۔

﴿فَمَنْ تَابَ﴾ اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔

﴿مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ﴾ اور حدود اللہ سے نکلنے کے بعد

﴿وَ اَصْلَحَ﴾ توبہ کے ساتھ، حکم الٰہی سے تجاوز کر کے جو اس نے اپنے حق میں فاسد کیا تھا۔

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا مصلح

﴿يَتُوْبُ عَلَيْهِ﴾ توفیق دینے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے امور کو آسان کرنے والا۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ ان کے گناہوں کو

﴿رَّحِيْمٌ﴾ ان کے لیے رحیم، جب وہ خلوص دل سے اس کی جناب میں رجوع کرتے ہیں۔ اور اس کی عفوو درگزر کے امیدوار ہوتے ہیں۔

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ﴾ اے خلق کو حق کی طرف دعوت دینے والے!۔

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ اُلوہیت اور تصرف کرنے میں مستقل اور متوحد۔

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ﴾ وجود میں آنے والی اور فاسد ہونے والی۔

﴿وَ الْاَرْضِ﴾ اور جو کچھ بھی اس پر نظر آ رہا ہے اور دیگر عجائب وغرائب اشیاء۔

﴿يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ اہل تکلیف کو ان سے صادر ہونے والے جرائم پر بطور عدل۔

﴿وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ بطور فضل وکرم

﴿وَ اللّٰهُ﴾ بالاستقلال اپنے ملک میں تصرف کرنے والا۔

﴿عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ﴾ انعام وانتقام
﴿قَدِيْرٌ﴾ اسی کا ارادہ ہے اور اختیار وہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ۗ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۗ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۗ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۚ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ ﴾ [المائدة:41].

اے رسول! آپ کو وہ لوگ غمگین نہ کریں جو کفر میں تیزی سے سرگرم ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے منہ سے کہا کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ اور بعض یہودی ایسے ہیں جو جھوٹی باتیں بہت زیادہ سنتے ہیں اور ان لوگوں کی باتیں بھی بہت زیادہ سنتے ہیں جو ابھی تک آپ کے پاس نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو اپنی اصلی جگہوں سے بدل دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو اسے مان لو اور اگر تمہیں یہ حکم نہ دیا جائے تو بچو۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ فتنہ میں ڈالنا چاہے تو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتا یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو پاک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں فرمایا۔ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے ﴿٤١﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ﴾ حق کے ساتھ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہونے والے بشیر ونذیر!
﴿لَا يَحْزُنْكَ﴾ جماعتوں کی سازشیں
﴿الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ﴾ یعنی فرصت کے وقت وہ اس کی طرف دوڑتے ہیں کیوں کہ یہ ان کی

جبلت میں داخل ہو چکا ہے اور یہ طبعاً اس کی طرف مائل ہیں۔

﴿مِنَ﴾ منافقین سے

﴿الَّذِيْنَ قَالُوْٓا﴾ اپنے اموال اور جانوں کو بچانے کی خاطر۔

﴿اٰمَنَّا﴾ محض قول کی حد تک

﴿بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ حالاں کہ

﴿وَلَمْ تُؤْمِنْ﴾ نہیں یقین رکھا۔

﴿قُلُوْبُهُمْ﴾ بلکہ ان پر تو کفر کی مہر لگی ہوئی ہے۔

﴿وَ﴾ آپ کے ساتھ ان کے کفر کی علامت یہ ہے کہ ان کا نفاق انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

﴿مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ﴾ وہ جھوٹ جو توریۂ (مصلحۃً حق کو چھپا جانا) گھڑا ہوا ہے کہ تم وہ نبی نہیں ہو جس کا تورات میں وعدہ کیا گیا ہے اور اس کی وہ اپنے سرداروں سے تصدیق بھی کرتے ہیں۔ یہود کا ذکر بالتخصیص کیا گیا کیوں کہ منافقین کی مومنین کے ساتھ تو کوئی مصاحبت اور موافقت ہو نہیں سکتی، یہود کی یہ خرافات ان کی خلوتوں بلکہ ان کے علماء کے ساتھ بھی جاری رہتی ہیں، جو آپ کے دشمنوں کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں اور غیظ وغضب میں آپ کے شدید ترین مخالف ہیں اور اس کے ساتھ---

﴿سَمّٰعُوْنَ﴾ ایضاً

﴿لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ﴾ ان کے اقارب ورشتہ داروں سے جو آپ پر ایمان لائے تاکہ انہیں طریق حق سے گمراہ کریں اور جو فی الحال ایمان نہیں لائے مگر ایمان لانے کا رجحان رکھتے ہیں، ان کی ہمت کو پست کرنے اور ان کے اس میلان کو ختم کرنے کے لیے اور اے اکمل الرسل ﷺ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علماء یہود تمہارے سب سے بڑے دشمن نہ ہوں، وہ تو تمہارے ساتھ اپنے بغض میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

﴿لَمْ يَاْتُوْكَ﴾ اور تمہارے پاس نہ آنے کے ساتھ۔

﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾ اور تبدیل کرتے ہیں۔

﴿الْكَلِمَ﴾ جو تورات میں نازل کیے ہوئے ہیں، جن میں آپ کی تشریف آوری، آپ کے اوصاف حمیدہ، آپ

کا حلیہ مبارک، آپ کی جائے ولادت، آپ کا حسب ونسب، آپ کی علوِ شان، واضح برھان، ختم نبوت اور آپ کے نسخ ادیان کا بیان محفوظ ومرقوم ہے۔

﴿مِنۡۢ بَعۡدِ﴾ مسلم الثبوت ہو جانے پر۔

﴿مَوَاضِعِهٖ﴾ وضع الٰہی سے، اور آپ سے ان کے بغض کی انتہا یہ ہے کہ---

﴿يَقُوۡلُوۡنَ﴾ اپنے بھائیوں سے، جب وہ آپ کو کسی مقدمے میں حکم مانتے ہیں اور وہ بھی اس لیے کہ آپ کا امین ہونا مشہور ہے۔ آپ کی رائے کی صلابت مسلم ہے اور تنازعات کے حل کرنے میں آپ کو ملکہ حاصل ہے۔

﴿اِنۡ اُوۡتِيۡتُمۡ﴾ اگر تمہیں اس تحریف شدہ معاملے کے مطابق فیصلہ ملے۔

﴿هٰذَا﴾---

﴿فَخُذُوۡهُ﴾ اسے قبول کرلو اور اس پر راضی ہو جاؤ۔

﴿وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ﴾ اس کے موافق نہ ہو تو---

﴿فَاحۡذَرُوۡا﴾ اس سے اعراض کرو اور اسے مسترد کردو۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتۡنَتَهٗ﴾ اس کا کفر اور ظلمت وقساوت۔

﴿فَلَنۡ تَمۡلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا ؕ اُولٰۤـئِكَ﴾ کفار سے جو سیدھی راہ سے دور بھٹکے ہوئے ہیں۔

﴿الَّذِيۡنَ لَمۡ يُرِدِ اللّٰهُ﴾ اور اس کی مشیت متعلق نہیں ہوئی۔

﴿اَنۡ يُّطَهِّرَ قُلُوۡبَهُمۡ﴾ کفر اور شرک کی خباثت سے۔

﴿لَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ﴾ حقارت، رسوائی، جزیہ اور مسکین رہنا ہے۔

﴿وَّلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۝﴾ مرتبہ انسان سے گر کر محرومی والی آگ میں ہمیشہ رہنا اور ان کی حالت یہ ہے۔

﴿ سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ أَكّٰلُونَ لِلسُّحْتِ ۚ فَإِن جَآءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِن تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَن يَضُرُّوكَ شَيْـًٔا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِندَهُمُ التَّوْرَىٰةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَآ أُو۟لَٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٣﴾ ﴾ [المائدة:42-43].

یہ بہت زیادہ جھوٹی باتیں سننے والے اور بڑے حرام خور ہیں۔ سو اگر وہ آپ کے پاس آئیں (تو آپ کو اختیار ہے) چاہیں تو ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں یا ان سے منہ پھیر لیں۔ اور اگر آپ ان سے منہ پھیر لیں تو یہ آپ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلے کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ﴿۴۲﴾ اور وہ آپ کو کیسے منصف بنائیں گے۔ حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے پھر اس کے بعد بھی وہ روگردانی کرتے ہیں اور وہ مؤمن نہیں ہیں ﴿۴۳﴾

تفسیر الجیلانی

﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ﴾ مذکور کو اور اس کی سچائی کا اعتقاد رکھنے اور ان کو سنانے والے بھی یعنی علماء یہود۔

﴿اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ﴾ وہ حرام مال بطور رشوت جو آپ کی نعت وصفات میں تحریف کر کے لیتے ہیں تا کہ ان کی ریاست باقی رہے، اس لیے اے اکمل الرسل ﷺ! ان سے اور ان کے ایمان سے اعراض کرو۔

﴿فَاِنْ جَآءُوْكَ﴾ کہ آپ کو اپنا حکم بنائیں تو آپ کی مرضی ہے تو---

﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔

﴿وَ﴾ ان کی اور ان کی عداوت کی پروا نہ کرنا۔

﴿اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ وہ اگرچہ آپ کے بدترین دشمن ہیں۔

﴿فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا﴾ مکروہ اور ناگوار سے، کیوں کہ تمہارا رب تمہیں بچائے گا اور ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھے گا۔

﴿وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ اور اس عدل کے ساتھ جو حق کا امر ہے اور فرقان حمید کی پکار ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ﴾ جو اسمِ رحمٰن کے ساتھ استواء رکھتا ہے تمام ذرات کے عرشوں پر اور تفاوت و فرق کے بغیر اعتدال پر ہے۔

﴿يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۝﴾ اس کے بندوں سے جو معتدل ہیں، افراط و تفریط سے اعراض کرتے ہیں اور یہی دو انتہائیں جہنم کی تہہ تک لے جاتی ہیں۔

آپ کو حکم بنانے سے ان کی غرض آپ کے حکم کی تعمیل اور آپ کی امانت و بصیرت پر اعتماد کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے ان کا مقصود یسر اور آسانی پیدا کرنا ہے اور بعض احکام سے منافقت کے طور پر اعراض کرنا ہے۔

﴿وَ﴾ ورنہ

﴿كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ﴾ اس کے باوجود کہ وہ آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ

﴿عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ﴾ تفصیل کے ساتھ اور انہیں دعوی علم بھی ہے۔

﴿ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ﴾ اور پھر جاتے ہیں۔

﴿مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ﴾ آپ کے اس فیصلے کے بعد جو آپ نے حکم کی حیثیت سے کر دیا، جب کہ وہ ان کی کتاب کے مطابق بھی ہے۔

﴿وَمَا أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ آپ کے اس فیصلے سے اعراض کرنا، جو ان کی کتاب کے اندر موجود ہے، کا مطلب صاف ہے کہ ان کا اپنی کتاب پر بھی ایمان نہیں ہے۔

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟ عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ وَٱخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ ﴾

[المائدة:44-40].

بے شک ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار نبی تورات کے مطابق یہود کے فیصلے کرتے تھے اور اللہ والے اور علماء (بھی اسی کے مطابق حکم دیتے تھے) کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے۔ اور وہ اس پر گواہ تھے۔ سو تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ اور تھوڑی قیمت کے بدلے میں میری آیتوں کو فروخت نہ کرو۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ کافر ہیں۝ اور ہم نے یہود کے لیے تورات میں (یہ حکم) لکھ دیا تھا۔ کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لیے قصاص ہے۔ پھر جو شخص اس قصاص کو معاف کردے تو وہ اس (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۝

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّآ﴾ ہمارے مقام جود وعطا سے

﴿اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور درج کیا ہے۔

﴿فِيْهَا هُدًى﴾ جو راہ سے بھٹک گیا اسے حق کی راہ دکھاتی ہے۔

﴿وَّ نُوْرٌ﴾ توحید کی راہ کا کشف دیتی ہے، جو کشف کا طالب ہوتا ہے۔

﴿يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ﴾ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام

﴿الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا﴾ اس کے ساتھ، اور توحید پر فائز ہونے کے بعد انہوں نے اپنے تمام امور اس کے حضور سپرد کردیے۔

﴿لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ﴾ اسی طرح اس کے ساتھ فیصلہ دیتے ہیں۔

﴿الرَّبّٰنِيُّوْنَ﴾ انبیاء کرام علیہم السلام کی اتباع کرتے ہوئے، رب تعالیٰ سے منسوب کیے ہوئے اور وہ ہے جماعت اولیا کاملین (رضوان اللہ علیہم اجمعین)---

﴿وَ﴾ اسی طرح اس سے فیصلہ کرتے ہیں۔

﴿الْاَحْبَارُ﴾ مسائل میں تفقہ رکھنے والے فقہاء یہ بھی فیصلہ کرتے ہیں۔
﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰهِ وَ کَانُوْا عَلَیْهِ﴾ جس کی حفاظت کا ان سے عہد لیا گیا۔
﴿شُهَدَآءَ﴾ مستحضر اور اس کی حفاظت پر قائم دائم رہنے والے۔
﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ﴾ محض لوگوں کے لیے اے حاکمو! راہ حق سے انحراف نہ کرو۔ ان کی جاہ وریاست کے رعب میں دب جاؤ اور نہ ان کی رعایت کرتے ہوئے احکام میں مداہنت ومنافقت سے کام لو۔
﴿وَ اخْشَوْنِ﴾ میرے حکم کی مخالفت ومداہنت کرتے ہوئے میری پکڑ اور میرے غضب سے ڈرو۔
﴿وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ﴾ اور میرے احکام کے عوض
﴿ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ رشوت
﴿وَ﴾ جان لو!
﴿مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ اس کے تقاضے کے موافق
﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ دور رہنے والے منافق اور رشوت خور۔
﴿هُمُ الْکٰفِرُوْنَ۝﴾ اپنی باطل شخصیات کے ساتھ حکمت کے تقاضے کو چھپانے والے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کر کے مرتبۂ عبودیت سے خارج ہونے والے۔
﴿وَ﴾ من جملہ احکام سے۔
﴿کَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَآ﴾ قصاص اور بدلہ، اے حاکمو! تمہیں جان لینا چاہیے۔
﴿اَنَّ النَّفْسَ﴾ قتل کرنے والے سے بدلہ لیا جائے گا۔
﴿بِالنَّفْسِ﴾ مقتول کے ساتھ۔
﴿وَ الْعَیْنَ﴾ پھوڑی جائے گی۔
﴿بِالْعَیْنِ﴾ پھوڑی ہوئی کے ساتھ۔
﴿وَ الْاَنْفَ﴾ کاٹا جائے گا۔
﴿بِالْاَنْفِ﴾ کاٹے ہوئے کے ساتھ۔

﴿وَ الْاُذُنَ﴾ کترا جائے گا۔
﴿بِالْاُذُنِ﴾ کترے ہوئے کے ساتھ۔
﴿وَ السِّنَّ﴾ اکھیڑا جائے گا۔
﴿بِالسِّنِّ﴾ اکھیڑے ہوئے کے ساتھ۔
﴿وَ الْجُرُوْحَ﴾ ان میں بھی جاری ہوگا۔
﴿قِصَاصٌ﴾ برابر برابر جیسا کہ مذکور ہوا۔
﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ﴾ مستحقین میں سے
﴿بِهٖ﴾ یعنی قصاص کا، اور رضا مندی سے معاف کردیا۔
﴿فَهُوَ﴾ اس کا تصدق کرنا۔
﴿كَفَّارَةٌ لَّهٗ﴾ اس کے گناہوں کا۔
﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ احکام میں سے انحراف اور رشوت کی بنا پر
﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ حکام
﴿هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾ اطاعت وایمان کے تقاضوں سے نکلنے والے ہیں۔

﴿وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾﴾
[المائدۃ: 46-47].

اور ہم نے ان (نبیوں) کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔ جو اپنے سے پہلے کی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اور ہم نے ان کو انجیل عطا فرمائی جس میں ہدایت اور نور تھا اور وہ بھی اپنے سے پہلے کی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور (یہ انجیل) پرہیزگاروں کے لیے

ہدایت اور نصیحت تھی﴿۴۶﴾ اور انجیل والوں کو چاہیے کہ وہ اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں نازل کیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں﴿۴۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ان حکام انبیاء کے دنیا سے چلے جانے کے بعد

﴿قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ﴾ ہم نے ان کے پیچھے بھیجا۔

﴿بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ ان کا خلف بنا کر

﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ اٰتَيْنٰهُ﴾ اپنے انعام واحسان سے۔

﴿الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ﴾ ایضاً

﴿هُدًى وَّ نُوْرٌ﴾ ہدایت اور کشف طلب کرنے والوں کے لیے۔

﴿وَّ﴾ اس کے باوجود کہ وہ ہدایت اور نور بخشنے والی ہے۔

﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى﴾ اہل عنایہ کے لیے ہادی ہے۔

﴿وَّ مَوْعِظَةً﴾ یاددلانے والی۔

﴿لِّلْمُتَّقِيْنَ۠﴾ جوخوف وامید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور متوجہ ہونے والے ہیں۔

﴿وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ﴾ احکام شریعت

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ﴾ ان میں سے بھی

﴿بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ کسی بھی فاسد غرض کے لیے۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ دور ہونے والے اور راہ حق سے پھرنے والے۔

﴿هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۠﴾ ایمان کے حلقے سے نکلنے والے، گمراہی اور سرکشی کے سمندر میں غوطہ زن، اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کرنے والے حاکموں کی ان تینوں صفات کا مآل وانجام کار ایک ہی ہے کیوں کہ کفر نام ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھپانا، ظلم کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کر کے آراء فاسدہ کی طرف جانا اور فسق کا مفہوم ہے

عناداً اس کے حکم سے خروج وبغاوت کرنا، ان صفات ذمیمہ کا نتیجہ شرک باللہ اور اس کی توحید سے الحاد ہی نکلتا ہے۔

﴿ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ ﴾ [المائدة: 48-50].

اور (اے رسولِ مکرم ﷺ!) ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور اس کی محافظ ہے۔ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ جو حق آپ کے پاس آیا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک شریعت اور راہِ عمل بنائی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن وہ تمہیں اس چیز میں آزمانا چاہتا ہے جو اس نے تمہیں دی ہے۔ لہٰذا تم نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم سب نے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں آگاہ کرے گا اس کے بارے میں جس میں تم اختلاف کرتے تھے ﴿٤٨﴾ اور (پیارے نبی ﷺ!) آپ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق ان کے درمیان فیصلے کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں۔ کہیں یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم سے برگشتہ نہ کر دیں۔ اور اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دینے کا ارداہ کر لیا ہے۔ اور بے شک بہت سے لوگ نافرمان ہیں ﴿٤٩﴾ تو کیا یہ لوگ پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ اور یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کس کا حکم ہو سکتا ہے ﴿٥٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لے جانے کے بعد
﴿اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ﴾ اے خاتم الانبیاء اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم!
﴿الْكِتٰبَ﴾ تمام سابقہ کتب کی جامع مشتمل۔
﴿بِالْحَقِّ﴾ اورصدق کے ساتھ۔
﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ﴾ جونازل کی گئیں سابقہ رسولوں پر۔
﴿وَ﴾ اس کے مصدق ہونے کے ساتھ۔
﴿مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ اس کے مضمون پر شاہد اور تغییر وتحریف سے اس کی محافظ، کیوں کہ کتب الٰہیہ میں سے ہر لاحق کتاب سابق کتاب کے حکم کی حفاظت اور اسے تغییر وتبدل سے بچاتی چلی آئی اگر چہ دوزمانوں اور دو مرتبوں کے تقاضے کے اعتبار سے وہ نسخ اور تغییر الٰہی پر بھی مشتمل رہی۔
﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ﴾ مطابق
﴿بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ تمہاری طرف اپنی کتاب میں۔
﴿وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ﴾ جو باطل ہیں مداہنت کے طور پر، اور نہ انحراف کر
﴿عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾ صریح جو اس حکمت الٰہیہ کے لائق ہے، جو احکام کا تقاضا کرتی ہے۔اے اس توحید کی طرف متوجہ ہونے والی امتو! جو تمام اضافتوں اور نسبتوں کو ساقط کرنے والی ہے۔
﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً﴾ گھاٹ اور مذہب جس سے تم بحر وحدت میں وارد ہوتے ہو۔
﴿وَّ مِنْهَاجًا﴾ واضح طریقہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر ظاہر فرمایا۔
﴿وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کو توحید کی طرف ہدایت دینے والا۔
﴿لَجَعَلَكُمْ﴾ اور بنا دیتا۔
﴿اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ متحد ہوتی بظاہر منہج ومقصد میں۔
﴿وَّ لٰكِنْ﴾ تمہیں کثرت دی اور تمہارے طریقے متعدد کر دیے۔

﴿لِّيَبْلُوَكُمْ﴾ اور تمہارا تجربہ کرے۔

﴿فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ﴾ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی محبت والی تجلیات سے تمہیں مواہب وعطیات دیے ہیں، ان کے تقاضوں کی رعایت میں۔

﴿فَاسْتَبِقُوا﴾ اے حق تعالیٰ کی رحمتوں کے درپے ہونے والو!

﴿الْخَيْرٰتِ﴾ جو محض اس کے جودوکرم سے تم پر فیض ہوئی ہیں، انہیں حاصل کرنے میں سبقت اور جلدی کرو اور اے امکان کی سراب میں رہنے والو! جان لو۔

﴿اِلَى اللّٰهِ﴾ جو جود و وجود میں متوحد ہے۔

﴿مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا﴾ اے اظلال باطلہ اور فی ذاتہ تماثیل معدومہ عاطلہ۔

﴿فَيُنَبِّئُكُمْ﴾ تمہارے تعینات کے اٹھنے کے بعد

﴿بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝﴾ ان اضافات میں جو شخصیات باطلہ پر مترتب ہونے والی ہیں۔

---ربّنا آتنا من لّدنك رحمة و هيىء لنا من امرنا رشدا---

﴿وَ﴾ نیز ہم نے تمہیں حکم دیا ہے اس کتاب میں جو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے۔

﴿اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ﴾ مطابق اور موافق

﴿بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ آپ کی طرف اپنی کتاب میں کسی انحراف ومیلان کے بغیر۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ﴾ جو گمراہ کرنے والی ہیں۔

﴿وَ احْذَرْهُمْ﴾---

﴿اَنْ يَّفْتِنُوْكَ﴾ اور تم پر خلط ملط کردیں۔

﴿عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ آپ سے محبت وغمخواری کا اظہار کرتے ہوئے، اور ارادہ یہ ہو کہ آپ کا میلان ان کی نفسانی خواہشات کی طرف ہو جائے۔

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ آپ سے اور آپ کے حکم سے اعراض کریں۔

﴿فَاعْلَمْ﴾ اے خلق کو حق کی طرف بلانے والے!

﴿أَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ﴾ اوراس کی مشیت اس سے متعلق ہے۔

﴿أَنْ يُّصِيْبَهُمْ﴾ اورانہیں پکڑے۔

﴿بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ﴾ اوروہ ہے تولّی اوراعراض کرنا آپ سے اورآپ کے حکم سے کیوں کہ وہ آپ سے اعراض کر کے اللہ تعالٰی کی تمام حدودواحکام سے نکل گئے۔

﴿وَ﴾ ان کے اس خروج سے تعجب نہ کرو۔

﴿إِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ اپنے اصلی وعدوں کو بھولنے والے۔

﴿لَفٰسِقُوْنَ۝﴾ اپنی باطل خواہشات کی پیروی کر کے احکام الٰہیہ سے خارج ہیں۔

﴿أَ﴾ اعراض کرتے اورآپ کے حکم سے پھرتے ہیں۔

﴿فَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ جوآراء فاسدہ سے پیدا ہونے والی ہے اوران کی ناقص عقلوں کی ملمع سازی سے جنم لیتی ہے جیسا کہ ہمارے اس دور کے مصنوعی فقہاء کے احکام ہیں۔

﴿يَبْغُوْنَ﴾ اورآپ سے طلب کرتے ہیں اور یہ اعتقادرکھتے ہیں کہ حسن اور حق وہی ہے جس پر ہم جمے ہوئے ہیں۔

﴿وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ﴾ متفرد بذاتہ

﴿حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۝﴾ اس کی توحید وتفرید پر

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ
فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ
اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ
لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ ﴾ [المائدة: 51-53].

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں اورتم میں سے جوان کو دوست بنائے گا تو وہ ان ہی میں (شمار) ہوگا۔ بے شک اللہ تعالٰی

ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا (۵۱) سو آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمیں خطرہ ہے کہ ہم پر کوئی گردش نہ آ جائے۔ پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ (تمہیں) فتح دے یا اپنی طرف سے (کامیابی کی) کوئی اور بات (ظاہر کر دے) تو پھر وہ اس پر نادم ہو جائیں گے جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھا تھا (۵۲) اور (اس وقت) ایمان والے کہیں گے: کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی سخت سے سخت قسمیں اٹھا کر کہا تھا کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے سب اعمال ضائع ہو گئے اور وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے (۵۳)

تفسیر الجیلانی

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ

﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ﴾ کہ تم ان سے دوستی کرو اہل ایمان کی دوستی کی طرح، اور ان کی محبت و مصاحبت پر اعتماد نہ کرو کیوں کہ وہ---

﴿بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ باہم ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں اور تمہارے نقصان کے لیے تو فرصت کا انتظار کرتے ہیں۔

﴿وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ﴾ اور ان پر اعتماد کرے گا۔

﴿فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں ہی شمار ہوگا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع

﴿لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ جو اس کے اوامر کے تقاضے سے تجاوز کرنے اور اس کی منہیات کا ارتکاب کرنے والے ہیں، تو پھر ان سے دوستی رکھنے والے اس طبقے سے کیوں نہ ہوں گے۔

﴿فَتَرَى﴾ اے دیکھنے والے!

﴿الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ کفر اور نفاق

﴿يُّسَارِعُوْنَ﴾ جلدی کرتے ہیں۔

﴿فِيهِمْ﴾ ان سے دوستی اور بھائی چارے میں

﴿يَقُولُونَ﴾ از راہ نفاق تم سے معذرت کرتے ہوئے۔

﴿نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ﴾ کوئی مصیبت اور زمانے کی گردش، اور اس میں ان کا پلہ بھاری ہو اور حکومت ان کی خبر لے، بس ہم تو اس کے خوف سے ان سے دوستی کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کے شر سے محفوظ رہیں۔

﴿فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ﴾ اور کامیابی اپنے رسول ﷺ کے لیے، تاکہ اس کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔

﴿أَوْ أَمْرٍ﴾ عظیم جو نازل ہو۔

﴿مِّنْ عِندِهِ﴾ جو ان کے کفر و نفاق کی مشقت کے لیے کافی ہو۔

﴿فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ﴾ رسول سے بغض اور اس کی کتاب و رسالت کی تکذیب۔

﴿نَادِمِينَ﴾ خائب و خاسر

﴿وَ﴾ اس وقت

﴿يَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اور اپنے ایمان میں مخلص ہیں ان منافقوں کے ساتھ استہزا کرتے ہوئے۔

﴿أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ انتہائی پختہ قسمیں

﴿إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ﴾ تمہارے نبی ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اعلاء کلمہ حق میں تمہارے ساتھ مظاہرہ کرتے ہوئے۔

﴿حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ کہ انہیں کوئی فائدہ نہ دیں گے۔

﴿فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ﴾ دنیا و آخرت میں عظیم خسارہ۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن
يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (٥٤) إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَهُمْ رَاكِعُونَ (٥٥) وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ (٥٦) ﴾ [المائدة: 56-54]

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے ﴿۵۴﴾ تمہارا دوست تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کا رسول ﷺ ہے اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) جھکنے والے ہیں ﴿۵۵﴾ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کو دوست بنائے تو بے شک اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے ﴿۵۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ غم نہ کرو۔

﴿مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ﴾ ایمان واسلام کو قبول کرنے کے بعد اس کے حال کی پروا نہ کرو۔

﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ﴾ اپنے فضل وکرم سے

﴿بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان کی توفیق دے گا اور انہیں یقین وعرفان کے درجے تک لے جائے گا۔

﴿وَيُحِبُّونَهُ﴾ جو اعلاء کلمۃ اللہ اور نصرت دین کے لیے خوشی خوشی اپنی جانیں اس کی راہ میں قربان کریں گے۔

﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ عاجزی اور بھائی چارے میں

﴿أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ غلبے اور تسلط میں

﴿يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ اور طریق توحید میں جانیں قربان کرتے اور اس کی رضا کو طلب کرتے ہوئے۔

﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ جیسے یہ منافق ملامت کے خوف سے ڈرتے ہیں، صرف اپنے جاہ وریاست کو بچانے اور اپنی باطل خواہشات کو چھپائے رکھنے کی غرض سے کہ کہیں ان کا پردہ چاک نہ ہو جائے۔

﴿ذَٰلِكَ﴾ اوصاف حمیدہ

﴿فَضْلُ اللَّهِ﴾ جو فضائے توحید کی طرف بندوں کا ہادی ہے۔

﴿یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ اہل عنایت سے

﴿وَ اللّٰهُ﴾ متفضل اور ارباب ولا کے لیے محسن

﴿وَاسِعٌ﴾ اپنے فضل و کرم میں

﴿عَلِیْمٌ۝﴾ کہ کون اس کے افضال وانعام کا مستحق ہے۔

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو یہود و نصاریٰ سے موالات اور دوستی رکھنے سے منع کر دیا تو ارشاد فرمایا کہ تمہاری دوستی کے حق دار کون ہیں؟

﴿اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ﴾ تمہارے امور کا متولی

﴿وَ رَسُوْلُهٗ﴾ جو اس کا نائب اور خلیفہ ہے۔

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا﴾ اللہ تعالیٰ پر آپ ﷺ کی متابعت میں خاص ولایت رکھتے ہیں اور وہ ہیں۔

﴿الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ﴾ ہمیشہ قائم رکھتے ہیں۔

﴿الصَّلٰوةَ﴾ جو حق تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہے۔

﴿وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ جو غیر کی طرف توجہ کرنے سے ان کے بواطن کو صاف کرنے والی ہے۔

﴿وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ۝﴾ اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں۔

یہ آیت مبارکہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جب ایک سائل نے سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت رکوع کی حالت میں تھے، چناں چہ آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اس کی طرف پھینک دی۔

﴿وَ مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ﴾ اور اپنا معاملہ اس کے حضور سپرد کر دے اور اسے اپنا وکیل بنا لے۔

﴿وَ رَسُوْلَهٗ﴾ جو اس بے صورت کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور جس کی شان میں یہ قول نازل ہوا ہے کہ جس نے اس رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی---{1}

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ اس کی رضا کو طلب کرتے ہوئے کیوں کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی جماعت اور اس کا لشکر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و امان میں ہیں، ان پر حملہ آور ہونے والوں کو مغلوب کرے گا۔

{1} نساء:80

﴿فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ﴾ جو قادر اور مقتدر ہے اور اپنے ارادے و مشیت میں غالب ہے۔
﴿هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۝﴾ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی وسیع رحمت سے اپنے تمام مقاصد کو پہنچنے والے ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ
مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۚ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ
عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۚ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾﴾
[المائدة: 07-60].

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے (خواہ وہ) ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں یا دوسرے کافر ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اگر تم مومن ہو (۵۷) اور جب تم نماز کی طرف بلاتے ہو (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ اسے مذاق اور کھیل بناتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے (۵۸) آپ فرمائیے: اے اہل کتاب! تم ہم سے صرف اس لیے دشمنی کرتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو اس سے پہلے نازل کیا گیا اور بے شک تم میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں (۵۹) آپ فرمائیے: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کن لوگوں کی سزا اس سے بھی بدتر ہے؟ وہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر بنایا اور جنہوں نے شیطان کی عبادت کی ان کا درجہ اور بھی زیادہ بُرا ہے اور سیدھے راستے سے بہت زیادہ بھٹکنے والے ہیں (۶۰)

تفسیر الجیلانی

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ تم پر لازم ہے کہ
﴿لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا﴾ اپنے نفاق اور بغض کی انتہا کرتے ہوئے۔

﴿دِيْنَكُمْ﴾ جو تمام ادیان پر غالب ہے اور جامع ہے۔

﴿هُزُوًا وَّ لَعِبًا﴾ اس سے استہزا کرتے ہیں اور اس کے ماننے والوں کو حقیر جانتے ہیں۔

﴿مِّنَ الَّذِيْنَ﴾ جو دین، ایمان اور طاعت شعاری کا دعوٰی کرتے ہیں مگر افتراء و ریاکاری سے، کیوں کہ وہ

﴿اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ جو حق پر مشتمل تھی مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا اور نہ ہی اس کے تقاضے کو پورا کیا اور نہ ہی انہوں نے ان رسولوں کی تصدیق کی جنہیں کتاب دی تھی بلکہ ان کی تکذیب کی اور عناداً انہیں قتل کیا اپنے اصلی کفر اور جبلی شرک کے باعث۔

﴿وَ الْكُفَّارَ﴾ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا جو اپنی ذات میں متوحد ہے اور ان کے منسوب کردہ افترا سے پاک ہے۔

﴿اَوْلِيَآءَ﴾ کہ وہ ان سے موالات و دوستی رکھیں، جس طرح وہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کے دشمن ہیں۔

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اس کے دشمنوں کو دوست بنانے میں۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ اور اس کے رسول ﷺ پر یقین رکھنے والے ہو۔

﴿وَ﴾ ان کے بغض و غضب کی حد یہ ہے کہ---

﴿اِذَا نَادَيْتُمْ﴾ اور تم اذان دو۔

﴿اِلَى الصَّلٰوةِ﴾ جو حق تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہے۔

﴿اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا﴾ عارفین باللہ اور مخلصین کے ساتھ یہ استہزا اور یہ سلوک اور جھگڑا بازی۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ﴾ ربوبیت کے تقاضے سے جاہل مرتبہ الوہیت سے غافل اور فی الواقع احمق ہیں۔

﴿لَّا يَعْقِلُوْنَ۝﴾ اپنی اس جزئی عقل کو استعمال نہیں کرتے، جو معرفت مبدأ و معاد کے لیے انہیں حق تعالیٰ کی بارگاہ سے فیض کی گئی ہے۔ اس کے باوجود وہ ان عقلاء کا انکار کرتے ہیں جو شکر گزار اور اپنی عقول اور تمام اعضاء جسم کو ان کے تخلیقی مقصد کے لیے استعمال میں لاتے ہیں۔

﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ﴾ ہم پر انکار کرتے اور ہمارے ساتھ استہزا کرتے ہو۔

﴿اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ﴾ فی ذاتہ متوحد، متفرد اور استحقاق و استعداد کے ساتھ تجلی فرمانے والا۔

﴿وَ﴾ نیز ہم ایمان لائے۔
﴿مَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا﴾ اپنی توحید کو ظاہر کرنے کے لیے۔
﴿وَ﴾ اسی طرح ہم ایمان لائے۔
﴿مَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ﴾ ان کتابوں پر جو سابقہ مرسلین پر راہ حق کی ہدایت دینے کے لیے نازل کی گئیں۔
﴿وَ﴾ تم بھی یقیناً جانتے ہو۔
﴿اَنَّ اَكۡثَرَكُمۡ فٰسِقُوۡنَ۝﴾ ایمان اور جادۂ توحید سے خارج ہو، عناداً وتکبراً اسے ظاہر نہیں کرتے اپنی جاہ و ریاست کو بچانے کے لیے، اہل حق سے استہزا کرتے ہو۔
﴿قُلۡ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ انہیں چپ کرانے کے لیے۔
﴿هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ﴾ اور تمہیں خبر دوں۔
﴿بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكَ﴾ دین سے، جسے تم ڈھال بنا کر مقابلۃً غضبناک ہوتے ہو۔
﴿مَثُوۡبَةً﴾ جو اس پر جزا مرتب ہونے والی ہے۔
﴿عِنۡدَ اللّٰهِ﴾ اس کی برائی اور قباحت
﴿مَنۡ لَّعَنَهُ اللّٰهُ﴾ اسے قبولیت سے دور کر دیا۔
﴿وَ غَضِبَ عَلَيۡهِ﴾ کہ اسے خلافت و نیابت کے مرتبے سے نکال دیا۔
﴿وَ جَعَلَ مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَ الۡخَنَازِيۡرَ﴾ ادراک حق سے علیحدہ ہونے والے۔
﴿وَ عَبَدَ الطَّاغُوۡتَ﴾ باطل خواہشات جو راہ حق سے گمراہ کرنے والی ہیں۔
﴿اُولٰٓئِكَ﴾ غضب کیے ہوئے، دھتکارے ہوئے اور انسانی تقاضے سے مسخ کیے ہوئے۔
﴿شَرٌّ مَّكَانًا﴾ اللہ کے حضور مرتبہ و منزلت میں۔
﴿وَّ اَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ۝﴾ انسانی اعتدال سے جو الٰہی اعتدال سے منعکس ہوتا ہے۔

﴿وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ
﴿٦١﴾ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾
لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾
وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ
وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ
الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ
﴿٦٤﴾﴾ [المائدة: 61-64].

اور جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ آئے اور کفر ہی کے ساتھ چلے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں ﴿٦١﴾ اور آپ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ گناہ، زیادتی اور حرام خوری میں بڑے سرگرم ہیں۔ بہت ہی برے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں ﴿٦٢﴾ ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے۔ بہت ہی برے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں ﴿٦٣﴾ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ ان ہی کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور اس (گستاخانہ) قول کی وجہ سے ان پر لعنت ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور آپ پر جو کلام آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں کے کفر اور سرکشی کو زیادہ کردے گا۔ اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض کو ڈال دیا ہے۔ جب کبھی وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے۔ اور وہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿٦٤﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَإِذَا جَاءُوكُمْ﴾ تم سے اور تمہارے دین سے منافقت کے طور پر دعویٰ محبت کرتے ہوئے۔

﴿قَالُوا آمَنَّا﴾ تمہارے نبی ﷺ اور تمہارے دین کے ساتھ، تم ان کی پروانہ کرو اور ان سے دوستی نہ رکھو۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ وہ---
﴿قَدْ دَّخَلُوْا﴾ تم پر مشتمل ہیں۔
﴿بِالْكُفْرِ﴾ اور اس پر اصرار
﴿وَ هُمْ﴾ ایضاً
﴿قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ﴾ بلکہ ان کے عناد و اصرار میں مزید اضافہ ہوا ہے، اگر چہ وہ اس کے خلاف ظاہر کر رہے ہیں۔
﴿وَ اللّٰهُ﴾ بندوں کے بواطن پر مطلع
﴿اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ٥﴾ کفر، نفاق، رسول اور اہل ایمان کے ساتھ بغض
﴿وَتَرٰى﴾ اے دیکھنے والے!
﴿كَثِيْرًا مِّنْهُمْ﴾ یہود و نصاریٰ میں سے۔
﴿يُسَارِعُوْنَ﴾ جلد بازی کرتے ہیں۔
﴿فِي الْاِثْمِ﴾ خصلت میں، جو عقلاً و شرعاً مذموم ہیں۔
﴿وَالْعُدْوَانِ﴾ اور حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے میں۔
﴿وَ﴾ خصوصاً
﴿اَكْلِهِمُ السُّحْتَ﴾ وہ حرام کھاتے ہیں۔
﴿لَبِئْسَ﴾ بری چیز ہے۔
﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ جو وہ کما رہے ہیں اپنے لیے، ان امور سے جو عذاب و عقاب کا باعث ہیں۔
﴿لَوْلَا﴾ کیوں نہیں۔
﴿يَنْهٰهُمُ﴾ روکتے انہیں۔
﴿الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ﴾ اللہ اور اس کی کتاب پر بہتان طرازی سے۔
﴿وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ﴾ اسے مباح گمان کرتے ہوئے۔
﴿لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ بری ہے وہ چیز جو وہ کر رہے ہیں، اپنے لیے اپنی فاسد رائے اور قاصر عقل کے ساتھ۔

﴿وَ﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی جہالت اور اس کے اوصاف کے تقاضوں سے ان کی غفلت کی انتہا یہ ہے

﴿قَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ﴾ سکڑا ہوا، کہ رزق دینے میں تنگ نظر آتا ہے

● یہ بات انہوں نے اس وقت کہی جب ان سے وہ کشادگی اور خوش حالی چھین لی گئی جو تکذیبِ رسول ﷺ سے پہلے ان کے یہاں موجود تھی۔

﴿غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ﴾ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت اور مسکینی مسلط کر دی اور آخرت میں انہیں زنجیروں اور بیڑیوں سے باندھ کر جہنم میں پھینکا جائے گا۔

﴿وَ﴾ اس سے بھی بڑی سزا ان کے لیے کہ

﴿لُعِنُوْا﴾ مرتبہ انسانیت سے گرا دیے گئے۔

﴿بِمَا قَالُوْا﴾ اللہ جواد و کریم کے متعلق جو اس کی شان کے لائق نہ تھا۔

﴿بَلْ یَدٰہُ﴾ اس کے لطفی و قہری اوصاف

﴿مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ﴾ لطفاً وجوداً جس کے لیے چاہتا ہے اور قہراً وعدلاً جس سے چاہتا ہے، روک لیتا ہے۔

﴿وَ﴾ اللہ تعالیٰ

﴿لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ﴾ حسد و بغض کے طور پر

﴿مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ آپ پر انعام و افضال کرتے ہوئے اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿مِنْ رَّبِّکَ﴾---

﴿طُغْیَانًا﴾ جرأت کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ظلم و افترا کرنا۔

﴿وَّ کُفْرًا﴾ اپنے شرک اور عناد میں اصرار اور تشدد کرنا۔

﴿وَ﴾ ان کے کفر و طغیان کے باعث

﴿اَلْقَیْنَا﴾ اور واقع کر دی۔

﴿بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ﴾ کبھی بھی باہم اتفاق و موافقت نہ کریں گے بلکہ

﴿کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ﴾ مسلمانوں کے ساتھ، اور اس کی طرف عزم صمیم کریں گے۔

﴿أَطْفَأَهَا اللَّهُ﴾ ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال کر۔

﴿وَ﴾ بالجملہ وہ---

﴿يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ﴾ دائماً ابداً---

﴿فَسَادًا﴾ یعنی فساد اور فتنے پیدا کرنے کے لیے۔

﴿وَاللَّهُ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا مصلح۔

﴿لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۝﴾ معاندین اور عناداً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جرأت و بے باکی سے کام لینے والے۔

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ
جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ
فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ۚ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ ۞ يَا أَيُّهَا
الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾﴾ [المائدة:60-67].

اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان سے ان کی برائیاں ضرور دور کر دیتے اور ان کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے ﴿٦٥﴾ اگر وہ تورات، انجیل اور اس (کلام اللہ) کو قائم رکھتے جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا تو وہ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ ان میں سے ایک جماعت اعتدال پسند ہے اور ان میں سے اکثر بُرے کام کرتے ہیں ﴿٦٦﴾ اے رسول ﷺ! جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا (اس کو) پہنچا دو اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿٦٧﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا﴾ آپ پر اور آپ کی کتاب پر۔

﴿وَ اتَّقَوْا﴾ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حق میں جو انہوں نے جرأت کی۔
﴿لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ﴾ ان کے نامہ اعمال سے مٹا دیں گے۔
﴿سَيِّاٰتِهِمْ﴾ وہ جن پر قائم ہیں۔
﴿وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ﴾ تفضل واحسان کے طور پر۔
﴿جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۝﴾ علمِ یقین اور حق کی تفریح گاہوں میں اگر وہ ایمان میں مخلص ہوئے۔
﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ﴾ اہلِ کتاب
﴿اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ﴾ اس کے احکام کی تعمیل کریں اور بالخصوص سید عالم حضرت محمد ﷺ کے اوصاف وکمالات کو ظاہر کریں۔
﴿وَ﴾ نیز قائم رکھیں۔
﴿الْاِنْجِيْلَ﴾ اور اس کے تقاضے پر عمل کریں۔
﴿وَ﴾ اسی طرح ان تمام کو۔
﴿مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ تو وہ ان پر صوری ومعنوی رزق کے دروازے کھول دے گا، یہاں تک کہ---
﴿لَاَكَلُوْا﴾ رزق
﴿مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾ دو جہتوں کا ذکر کر دیا گیا، باقی جہات کے ذکر کی ضرورت نہیں، اگر ان پر تمام اطراف وجہات سے اللہ تعالیٰ کی وحدت کا معاملہ ہو جائے تو انہیں مظاہر قدرت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ دکھائی نہ دے۔
﴿مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ﴾ معتدل جس کا تعلق اہل افراط سے ہے اور نہ اہل تفریط سے، ان کے ایمان وکشف کی امید کی جا سکتی ہے۔
﴿وَ﴾ اگرچہ ہے۔
﴿كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ ان کا عمل برا ہے اور جادۂ توحید واعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں۔
﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ﴾ تمام خلق کی طرف مبعوث رسالت عامہ کے حامل اور توحید ذات کے داعی۔

﴿بَلِّغْ﴾ تمام تر پہنچادو۔

﴿مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾ تاکہ تمام مکلفین پر اس کی توحید ذاتی کو واضح کردیا جائے۔

﴿وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ﴾ کسی خوف وفتنہ سے

﴿فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ جس کی تبلیغ کا آپ کو مکلف بنایا گیا ہے۔ مگر بہر حال اس کی ادائیگی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ پر ہی اعتماد وتوکل کرو۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ تمہارے تمام احوال کا نگہبان

﴿یَعْصِمُکَ﴾ اور آپ کو محفوظ رکھے گا۔

﴿مِنَ﴾ شرور

﴿النَّاسِ﴾ جو آپ سے بغض اور برائی کا ارادہ رکھتے ہیں، ان کے شرور کی مشقت سے آپ کو کافی ہوگا اور اپنی قوت وقدرت سے ان کی اذیت کو روک دے گا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع

﴿لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ﴾ جو آپ کو ایذا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔

﴿قُلْ یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ وَ لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾﴾ [المائدۃ:68-69].

آپ فرمائیے: اے اہل کتاب! تم کسی (صحیح) چیز پر نہیں ہو جب تک کہ تورات، انجیل اور اس (قرآن) کو قائم نہ کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور آپ پر جو کلام آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں کے کفر اور سرکشی کو زیادہ

کر دے گا۔ پس آپ کافروں پر افسوس نہ کریں ﴿۶۸﴾ بے شک مسلمان (کہلاتے) ہوں یا یہودی، صابی ہوں یا عیسائی، جو بھی اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿۶۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ﴾ دین ایمان اور اطاعت کے حوالے سے۔

﴿حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ﴾---

﴿وَ﴾ تمام تر

﴿مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ان کے احکام کی تعمیل کرو، ان کے مکارم اخلاق سے خود کو مزین کرو اور ان کے حقائق و معارف سے شناسائی پیدا کرو، جو ان میں ودیعت کیے ہوئے ہیں۔

﴿وَ﴾ اللہ تعالیٰ

﴿لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ﴾ جب وہ آپ سے ایسی مثالیں سنیں گے۔

﴿مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ آپ کی تائید و نصرت کے لیے۔

﴿طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا﴾ یہ آپ کے ساتھ اور آپ کے متبعین کے ساتھ ان کے غیظ و غضب کا ثمر ہے۔

﴿فَلَا تَاْسَ﴾ غم نہ کرو۔

﴿عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾ جو اپنی باطل شخصیات و آراء کے ساتھ طریق حق کو چھپانے والی ہے۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اسلام قبول کیا، آپ کی کتاب کے اوامر پر عمل کیا اور اس کے نواہی سے اجتناب۔ اور ان تمام کتابوں، رسولوں اور نبیوں پر بھی ایمان لائے اور کثرت سے پاک، اس کی توحید خالص پر قائم رہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا﴾ اور تورات کے تمام احکام پر عمل پیرا ہوئے، یہاں تک کہ توحید، جو تمام صوری و معنوی اختلافات کو ختم کرنے والی ہے کے مرتبہ و مقام تک پہنچے۔

﴿وَ الصّٰبِـُٔوْنَ﴾ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں فرشتوں کو وسیلہ بناتے ہیں، وہ صابی نہیں جو اپنی کوتاہ نظری اور

حجاب کی کثافت سے ستاروں کی پرستش کرتے ہیں۔

﴿وَ النَّصٰرٰی﴾ جو انجیل کی تمام تعلیمات اور اوامر ونواہی پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

﴿مَنْ اٰمَنَ﴾ ان میں سے

﴿بِاللّٰہِ﴾ جو اپنی ذات میں متوحد اور اپنی نظیر اور شریک سے پاک ہے۔ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کی پیروی کر کے اس کی توحید تک پہنچ گیا۔

﴿وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ جو کشف وحال کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔

﴿وَ عَمِلَ صَالِحًا﴾ اس کی توحید کی روشنی میں

﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ﴾ ان کے اس سلوک میں

﴿وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝﴾ منزل پر پہنچنے کے بعد

● کیوں کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے موصول ہوا، وہ اس کی توحید کے تقاضے کے مطابق ہوا اور وہ اس کا بیان واعلان ہے، اگرچہ اوصاف واسماء الٰہیہ کے تعدد کے اعتبار سے طرق سلوک متعدد ہیں۔ مگر ان میں ہر طریق سلوک سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچانے والا ہے کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی مقصد ومنتہی ہے ہی نہیں۔ اسی لیے یہ قول منقول ہے کہ توحید کا معنی ہے کلیۃً تمام اضافتوں اور نسبتوں کو ساقط کر دیا جائے، یہاں تک کہ اس میں فنا اور اس کے ساتھ بقا حاصل ہو جائے، بلکہ مرتبہ عماء میں تو کوئی فنا وبقا بھی نہیں۔ اے خلاق کائنات! تیری بادشاہت میں افکار کے سلسلوں کی تمام گہرائیاں بھی حیران ہیں۔ بخدا

﴿ لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ
بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ
فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا
یَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ وَ قَالَ الْمَسِیْحُ
یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ
وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ ﴾ [المائدة:70-72].

بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے۔ (مگر) جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ایسا حکم لے کر آیا جو اُن کی نفسانی خواہشات کے خلاف تھا تو انہوں نے (انبیاء کے) ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر دیا﴿۷۰﴾ اور انہوں نے گمان کر لیا کہ (انہیں) کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ پس وہ اندھے اور بہرے بن گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی پھر بھی ان میں اکثر اندھے اور بہرے بن گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے﴿۷۱﴾ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا بے شک مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حالانکہ مسیح علیہ السلام نے کہا تھا: ''اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔'' بے شک جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے﴿۷۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان پر، کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ اور ان کے نبیوں اور رسولوں سے جھگڑا نہ کرو۔

﴿وَ﴾ عہد و میثاق لینے کے بعد

﴿اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا﴾ خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے، مگر انہوں نے اپنی باطنی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے ساتھ مخاصمت و مخالفت کی۔

﴿كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ﴾ اور جس سے ان کی عقلیں بھی راضی نہ تھیں۔

﴿فَرِيْقًا كَذَّبُوْا﴾ عناداً

﴿وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ﴾ انبیاء کرام علیہم السلام کو ظلماً

﴿وَ﴾ حق سے اعراض کرنے اور گمراہی میں غرق ہونے کی حالت یہ ہے کہ

﴿حَسِبُوْٓا﴾ اور گمان کیا۔

﴿اَلَّا تَكُوْنَ﴾ نہ پہنچے گا ان کو

﴿فِتْنَةٌ﴾ مصیبت وآزمائش، اس تکذیب اور قتل کے باعث

﴿فَعَمُوْا﴾ دین ویقین کی علامات سے

﴿وَ صَمُّوْا﴾ توحید وعرفان کے دلائل سننے سے

﴿ثُمَّ﴾ بیدار ہوئے اور مخلص ہو کر توبہ کی۔

﴿تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ ان کو معاف کر دیا اور ان کی توبہ قبول کر لی پھر توبہ کے بعد

﴿ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ﴾ دوبارہ اپنی فطری خباثت کے باعث

﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان کے تمام حالات پر مطلع۔۔۔

﴿بَصِيْرٌ﴾ خبردار ہے۔

﴿بِمَا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ اپنی باطل شخصیات کے تقاضے پر اور اپنے علم وخبر کے مطابق انہیں جزادے گا۔

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا﴾ اللہ تعالیٰ کی شان وقدر سے انتہائی درجہ جاہل ہونے سے

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ ذرات کے عرشوں پر شہادت وغیب سے تجلی فرمانے والا۔

﴿هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ یعنی اس کے ساتھ متحد ہے اور اس پر محصور ہے، یہ تھا ان کا افراط اور غلو۔

﴿وَ قَالَ الْمَسِيْحُ﴾ جب یہ بات سنی تو ان سے کہا۔

﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ جہالت وافراط کی وادی میں بھٹکنے والو!

﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ جو حصر، حلول اور اتحاد سے منزہ ہے بلکہ وہ تو۔۔۔

﴿رَبِّيْ﴾ جس نے لطف وکرم کی مجھ پر بارش کی ہے۔

﴿وَ رَبَّكُمْ﴾ ایضاً، جس نے تمہیں عقل کا نور عطا کیا ہے، جو اس کی توحید کی معرفت کی طرف لے جانے والی ہے۔اس لیے عبودیت اور ربوبیت میں میرے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ﴾ جو شریک سے مطلقاً منزہ ہے اور اپنی مخلوقات میں اپنے غیر سے پاک ہے۔

﴿فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ جو موحدین اور سعادت مندوں کی منزل ہے۔

﴿وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ﴾ جو تیار کی ہوئی ہے ظالمین، مشرکین اور بدبختوں کے لیے۔

﴿وَ﴾ جان لو!

﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والے، جس سے وہ بری ہے۔

﴿مِنْ اَنْصَارٍ﴾ کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ پکڑے تو وہ ان کی نصرت و شفاعت کر سکیں۔

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾﴾

[المائدة: 73 - 75].

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک اللہ تین (خداؤں) میں سے تیسرا ہے۔ حالانکہ ایک معبود (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اگر وہ اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا انہیں دردناک عذاب ضرور پہنچے گا ﴿٧٣﴾ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کیوں نہیں کرتے اور اس سے بخشش کیوں نہیں طلب کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے ﴿٧٤﴾ مسیح ابن مریم نہیں ہیں مگر ایک رسول۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں بہت سچی تھیں وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ دیکھیے ہم کیسی وضاحت سے ان کے لیے دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھیے وہ کیسے اُلٹے پھر رہے ہیں ﴿٧٥﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا﴾ مقام توحید پر فائز نہ ہونے اور فنافی اللہ کے مرتبے سے محروم ہونے کی وجہ سے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ تعدد بلکہ مطلقاً عدد سے پاک۔

﴿ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ ان سے ایک ہے اور ثلثہ سے مراد اللہ، مریم اور عیسیٰ ہیں۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ اس کی شان یہ ہے۔

﴿مَا مِنْ اِلٰهٍ﴾ یعنی وجود میں موجود۔۔۔

﴿اِلَّآ اِلٰهٌ﴾ موجود۔۔۔

﴿وَّاحِدٌ﴾ عقلوں اور آنکھوں کو حیران کرنے والا اور سویٰ اور غیر کو مٹانے والا۔

﴿وَاِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا﴾ یہ ظالم۔۔۔

﴿عَمَّا یَقُوْلُوْنَ﴾ الوہیت میں تعدد اور تثلیث سے

﴿لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ﴾ جو کفر پر قائم رہے اور کفر پر ہی ان کی موت ہوئی۔

﴿عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝﴾ اس سے زیادہ شدید عذاب نہیں اور وہ ہے مرتبہ نیابت وخلافت سے ان کا محروم ہو جانا، کیا پھر بھی تم اس کفر وضلال پر اصرار کرتے رہو گے۔

﴿اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ﴾ اور اس کے لیے ایمان نہ لائیں گے۔

﴿وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ﴾ اپنے بڑے بڑے گناہوں سے، یہاں تک کہ ان کی توبہ اور ایمان کو قبول کر لیا جائے۔

﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ﴾ ان کے لیے اگر وہ اپنے دین وایمان میں مخلص ہوئے۔

﴿رَّحِیْمٌ۝﴾ کہ توبہ کے بعد پھر ان کا مواخذہ نہ کرے گا۔

﴿مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾ مرسلین عظام سے

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ اس کی مثل مگر اس سے قبل کسی نے ان کی طرف یہ نسبت نہیں کی۔

﴿وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ﴾ اللہ تعالیٰ کے حضور مقبولہ تھی، اسی طرح ان سے پہلے بھی بہت سی صادقات ومقبولات گزری ہیں مگر ان کی طرف کسی نے ایسی نسبت نہیں کی تو بہر حال یہ لوگ اس کی طرف الوہیت کی نسبت کیسے کرتے ہیں؟۔

﴿كَانَا﴾ مرکب

﴿یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ جو بدل کر تحلیل ہو جاتا ہے اور ذاتِ الٰہ ترکیب، تحلیل، کھانے، پینے اور باپ ہونے اور ماں ہونے سے پاک ہے کہ یہ سب اوصاف بشریت ہیں۔

﴿اُنْظُرْ﴾ اے دیکھنے والے تعجب کی نظر سے!

﴿كَيْفَ نُبَيِّنُ﴾ اور واضح کرتے ہیں۔

﴿لَهُمُ الْاٰيٰتِ﴾ قطعی دلائل، جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ شان الوہیت کے لائق نہیں ہے، اس کے باوجود کہ جس کے پاس تھوڑی سی بھی بصیرت موجود ہے وہ جانتا ہے کہ اس پر تو دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

﴿ثُمَّ انْظُرْ﴾ اور اپنے تعجب میں اضافہ کر۔

﴿اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۝﴾ پھیر رہے ہیں اپنی عقلوں کے چہرے، راہ حق سے اور کلمہ توحید کے سننے سے۔

﴿ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝٧٦ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝٧٧ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝٧٨ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝٧٩ ﴾ [المائدة: 76 - 79].

آپ فرمائیے: کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کا مالک ہے اور نہ ہی نفع کا؟ اور اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۝٧٦ آپ فرمائیے: اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں ناحق حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے گمراہ ہو چکے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ بھی کر چکے ہیں اور وہ خود راہِ راست سے بھٹک چکے ہیں۝٧٧ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا۔ ان پر داود علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے۝٧٨ وہ ایک دوسرے کو اس برے کام سے نہیں روکتے تھے جو وہ کرتے تھے۔ بہت ہی برا کام تھا جو وہ کرتے تھے۝٧٩

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم! ان کا ناطقہ بند کرنے کے لیے۔

﴿اَتَعْبُدُوْنَ﴾ اور ایمان رکھتے ہو۔

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ الوہیت اور وجود میں متفرد

﴿مَا﴾ یعنی اظلال وتماثیل کو

﴿لَا یَمْلِكُ لَكُمْ﴾ اور نہ اپنے لیے

﴿ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا﴾ نہ وجود کا اور نہ حیات کا، بلکہ یہ موہوم تماثیل اور معدوم عکوس ہیں، جو تجلیات الٰہیہ سے منعکس ہورہے ہیں۔ ورنہ فی نفسہا نہ تو ان کے اوصاف ہیں اور نہ ہی ان کے آثار۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ آفاق میں تجلی فرمانے والا استحقاق واستعداد کے ساتھ۔

﴿هُوَ السَّمِیْعُ﴾ اپنے مظاہر میں، غیر میں نہیں۔

﴿الْعَلِیْمُ۝﴾ ایضاً ان میں، ملک اور ملکوت میں اسی کا ہی مستقل تصرف ہے۔ اس میں کسی دوسرے کی مشارکت نہیں ہے۔

﴿قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ﴾ یعنی نصاریٰ

﴿لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ﴾ اور اپنے نبی میں

﴿غَیْرَ الْحَقِّ﴾ افترا اور ریاکاری سے، خصوصاً جب بیان کرنے والے، تائید کرنے والے اور تصدیق کرنے والے کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ﴾ اپنے اسلاف سے

﴿قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ﴾ طریق حق سے

﴿وَ﴾ اس کے باوجود کہ وہ ضلال پر نہیں رکتے بلکہ

﴿اَضَلُّوْا كَثِیْرًا﴾ ضعیف الاعتقاد عوام کو

﴿وَّ﴾ وہ قوم ہے۔

﴿ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ۝﴾ کسی ہادی اور انتباہ کرنے والے کے بغیر جو انہیں اس کی طرف ہدایت کرے۔ مگر تم کیوں گمراہ ہوتے ہو تمہارے پاس تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُنتبہ ہادی اور موید آ چکا ہے، جو تمہیں صراط مستقیم کی طرف پہنچانے والا ہے۔

﴿لُعِنَ﴾ مردود کردیا گیا اور عزت و نیابت کے مرتبے سے گرادیا گیا۔

﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ ایضاً

﴿ذٰلِكَ﴾ یہ دوری و محرومی اور لعنت و ملامت

﴿بِمَا عَصَوْا﴾ اللہ تعالیٰ کی، اس کے احکام سے روگردانی کرتے ہوئے۔

﴿وَ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۝﴾ انسانیت کے مرتبے سے تجاوز کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے خارج ہو گئے اور اپنی خواہشات و عقول کی پیروی کرنے لگے۔

﴿كَانُوْا﴾ اپنی غفلت اور بدی میں غرق ہونے کی وجہ سے

﴿لَا يَتَنَاهَوْنَ﴾ یعنی اپنے آپ کو نہ منع کرتے تھے۔

﴿عَنْ مُّنْكَرٍ﴾ شرع کے مخالف

﴿فَعَلُوْهُ﴾ اس کی مخالفت پر مطلع ہونے کے باوجود، بلکہ اس پر عناداً اصرار کرتے رہے۔ بخدا

﴿لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۝﴾ وہ برا عمل جو ان کے لیے عذاب و عقاب کا باعث بنا۔

﴿ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ
اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ
﴿۸۱﴾ ۞ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ
اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ
وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ﴾ [المائدة:80-82].

ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ بہت ہی برا ہے جو انہوں نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے۔ (وہ یہ) کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہو گیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے ﴿۸۰﴾ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور نبی پر اور اس پر جو اس نبی پر نازل کیا گیا تو

کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں ﴿۸۱﴾ آپ اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پائیں گے اور اہل ایمان سے دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان لوگوں کو پائیں گے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عالم اور راہب ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے ﴿۸۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿تَرٰى﴾ اے دیکھنے والے!

﴿كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ﴾ اور مودت و دوستی رکھتے ہیں۔

﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اور اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا اور ان سے مصاحبت رکھتے ہیں، اسی لیے ان کا کفر و شرک بھی ان تک سرایت کر رہا ہے۔ بخدا

﴿لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ اسی سبب سے

﴿وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ﴾ اسی کی بدشگونی سے

﴿وَلَوْ كَانُوْا﴾ یہ منافقین

﴿يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ متوحد فی ذاتہ

﴿وَالنَّبِيِّ﴾ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ اور تمام مخلوق کی جانب بھیجے ہوئے ہیں۔

﴿وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ﴾ فرقان حمید جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

﴿مَا اتَّخَذُوْهُمْ﴾ مشرکین کو

﴿اَوْلِيَآءَ﴾ مخلص دوست

﴿وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ جن حکمتوں اور نازل شدہ احکام میں ان کی صلاح و رشد مستور تھی، وہ اس سے خارج ہیں۔

﴿لَتَجِدَنَّ﴾ اے خلق کو حق کی دعوت دینے والے!۔

﴿اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾ تیرے اور تیری کتاب کے ساتھ۔

﴿الْيَهُوْدَ﴾ جن کی فطرت میں نفاق وشقاق رکھا ہوا ہے، خصوصاً آپ اور آپ کے متبعین کے ساتھ۔

﴿وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، کہ اس کے مقابل غیر اللہ کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ موحدین اور اللہ کی توحید کے موفقین اور شرکت کی جڑ کاٹنے والوں کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔

﴿وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً﴾ اور محبةً

﴿لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا﴾ ایمان والوں سے ان سے خالص دوستی اور اپنے دل کی گہرائی سے، بایں طور کہ وہ جان گئے کہ دین مصطفوی اور شریعت محمد یہ جو بحر توحید تک پہنچانے والی ہے، حق ہے۔

﴿اِنَّا نَصٰرٰى﴾ تمہارے دین کی مدد کریں گے اور تمہاری قوت میں اضافہ کریں گے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ ان کے دلوں میں تمہاری محبت ونصرت کا سبب یہ ہے۔

﴿بِاَنَّ مِنْهُمْ﴾ ایک جماعت

﴿قِسِّيْسِيْنَ﴾ علم لدنی کے طالب ہیں، جو تمام ادیان وشرائع کا ثمر ہے۔

﴿وَرُهْبَانًا﴾ مرتبہ عین پر فائز ہونے والے اور دنیوی امور کو کلیۃً اس کے حضور تفویض کرنے والے اور اے اکمل الرسل ﷺ جس مرتبے پہ آپ ظہور رکھتے ہیں، اس کے انتظار میں گھڑیاں گننے والے۔

﴿وَّاَنَّهُمْ﴾ اپنے اس وجدان کے بعد

﴿لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۝﴾ اے تمام مراتب حق کے جامع حبیب معظم ﷺ آپ کی نصرت ومحبت سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾﴾ [المائدة: 83-86].

اور جب وہ اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے تو ہم کو (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے ﴿۸۳﴾ اور ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائیں اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے۔ حالانکہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر دے ﴿۸۴﴾ ان کے اس قول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی جنتیں عطا کیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیک لوگوں کی یہی جزا ہے ﴿۸۵﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہی دوزخی ہیں ﴿۸۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ یقین حقی کے مقام کی تحصیل کا انہیں اس قدر شوق ہے کہ

﴿اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ﴾ حکمتیں، احکام، تذکیر، رموز، اشارات، عبرتیں اور مثالیں یہ تمام تر یقین حقی کے مرتبے کی نشاندہی کرتی ہیں۔

﴿تَرٰٓى﴾ اے دیکھنے والے!

﴿اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ﴾ بہتی ہیں۔

﴿مِنَ الدَّمْعِ﴾ اس مرتبے ومقام کے شوق اور اس کی لذت آفرینی سے اور یہ تلذ ذ وتشوق۔

﴿مِمَّا عَرَفُوْا﴾ اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق۔

﴿مِنَ﴾ علامات مرتبہ

﴿الْحَقِّ﴾ جب وہ مقام صدق میں متمکن ہو جائیں گے تو ان کا حال کیا ہوگا۔

﴿يَقُوْلُوْنَ﴾ انتہاء شوق سے پکارتے ہوئے، ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے۔

﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا﴾ اور ہم نے تصدیق کی اور ہم نے پا لیا علم وعین کا وہ مرتبہ جو تو نے ہمیں ہبہ فرمایا ہے اور سارا انعام تیری توفیق کی برکت سے ہے۔

﴿فَاكْتُبْنَا﴾ اپنے لطف وکرم سے

﴿مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ۝﴾ متمکنین جو حاضر ہوئے اور ان کی سیر ختم ہوگئی وہ یا تو حیرت میں ڈوب گئے یا وہ فنا میں چلے گئے---

لا الہ الا ھو کل شی ء ھالك الا وجھه

﴿وَ﴾ انتہائی پیاس وحیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

﴿مَالَنَا﴾ کونسی شے ہمارے آڑے آئی۔

﴿لَا نُؤۡمِنُ﴾ اور نہ تصدیق کریں۔

﴿بِاللّٰهِ﴾ جو اکوان میں متجلی ہے اور دلیل وبرہان سے مستغنی ہے۔

﴿وَ﴾ اتباع نہ کریں اور تعمیل حکم سے باز رہیں۔

﴿مَا جَآءَنَا مِنَ﴾ دلائل

﴿الۡحَقِّ﴾ اور اس کی بنیاد

﴿وَ﴾ اس کے باوجود

﴿نَطۡمَعُ﴾ اور امید رکھتے ہیں۔

﴿اَنۡ يُّدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِيۡنَ۝﴾ اس مرتبے کے حامل ہیں۔ جب انہوں نے گھبرا کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لی اور اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔

﴿فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ﴾ اور عطا کر دیا ان کو

﴿بِمَا قَالُوۡا﴾ ندا دیتے، مناجات کرتے، تمنا کرتے اور آہیں بھرتے ہوئے۔

﴿جَنّٰتٍ﴾ عین، علم اور حق کی تفریح گاہیں۔

﴿تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ﴾ ارباب کشف ویقین کی زبانوں سے بہنے والی معارف وحقائق کی نہریں تاکہ ان کے ساتھ محجوب اور تقلیدات کی زنجیروں اور دلائل وگمان کے طوقوں میں جکڑے ہوؤں کے مردہ شہر کو زندہ کریں۔

﴿خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا﴾ جو اللہ نے چاہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

﴿وَ ذٰلِكَ﴾ فوز عظیم اور فضل عظیم۔

﴿جَزَآءُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۝﴾ جو حق الیقین کے مرتبے تک پہنچانے والے ہیں۔

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ہماری توحید کا

﴿وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ﴾ جو اس پر دال اور اس کو بیان کرنے والی ہیں۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ دور ہونے والے اور امکان کی تنگی میں پھنسے ہوئے۔

﴿اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۝﴾ ان کے لیے اس سے نجات نہیں اور نہ ہی وہ اس کی ہولنا کیوں سے بچ سکیں گے۔

● پھر جب نصاریٰ نے اعراض کرتے ہوئے اور دنیا کے حظوظ اور لذتوں سے کنارا کشی کرتے ہوئے رہبانیت اختیار کی، بایں طور کہ انہوں نے اپنے اوپر وہ اشیاء حرام کرلیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور اس میں افراط سے کام لیا اور ان کا مزاج اپنے تخلیقی اعتدال پر نہ رہا، تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تنبیہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور انہیں بتایا کہ طریق مستقیم کیا ہے تا کہ وہ افراط وتفریط کا شکار ہو کر اپنے مزاج کو خراب نہ کرلیں۔ کیوں کہ مزاجوں کے ایجاد کرنے میں حق تعالیٰ نے عجیب وغریب اسرار ورموز رکھے ہیں، جن کی بنیاد وہ حکمت ہے جو ان ذات الٰہی کے اوصاف کی جامع ہے یعنی علم، قدرت اور ارادہ۔ تو انہیں ندا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾﴾ [المائدة: 87-89].

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام قرار نہ دو۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿٨٧﴾ اور اللہ تعالیٰ نے جو حلال اور پاکیزہ رزق تمہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو ﴿٨٨﴾ اللہ تعالیٰ تمہاری فضول قسموں پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ لیکن ان قسموں

پر تم سے مؤاخذہ کرے گا جن کو تم نے پختہ کیا۔ تو اس (قسم کو توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جو (ان میں سے کوئی چیز) نہ پائے تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ (اور توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکریہ ادا کرو ﴿۸۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ دینِ اسلام کی تصدیق کی اور اس کے احکام کو تسلیم کیا۔ تم پر لازم ہے کہ

﴿لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾ تمہارے دین میں

﴿وَلَا تَعْتَدُوا﴾ اللہ تعالیٰ کی حدود سے زہد اور رہبانیت اختیار کرتے ہوئے جو دکھلاوے اور ریاکاری تک لے جانے والی ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ اپنے بندوں کی تدبیر کرنے والا۔

﴿لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ اس کی تدبیر واصلاح کے تقاضے سے تجاوز کرنے والے۔

﴿وَ﴾ جب تم نے حق تعالیٰ کا یہ فرمان سن لیا۔

﴿كُلُوا﴾ پاکیزہ چیزوں سے

﴿مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا﴾ اس کے کھانے میں اسراف نہ کرتے ہوئے۔

﴿طَيِّبًا﴾ اپنے خون پسینے کی کمائی سے، بس اتنا کہ تمہارا مزاج قائم رہ سکے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو ادا کرنے کی طاقت پا سکو۔

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ﴾ ایقان واخلاص کے ساتھ کہ اس کی حدود سے تجاوز نہ ہو اور اس کی منہیات سے گریز کرتے رہو۔ اس کی پکڑ اور انتقام سے ڈرو اور یہ بھی یاد رکھو کہ دنیا میں تمہاری سب سے بہتر قوت تمہارا تقویٰ اور تمہاری رضا ہے۔ اسی لیے سبحانہ وتعالیٰ نے تمہیں تاکید اور وصیت کی ہے۔

اور جن امور کی دنیا میں محافظت کرنا تمہارے لیے ضروری ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے حضور متقی اور مخلص تسلیم کیے

جاؤ۔ایک یہ ہے کہ واقعات وعقود میں اللہ کی قسم کھانے پر جرأت نہ کرو، خصوصاً ارادی طور پر جھوٹی قسم کھانا تا کہ تم فطری عدالت کے مرتبے سے گرکران خسارے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ، جن کی کدوکاوش دنیا میں ہی ضائع ہو گئی۔ ہاں اگر بلا ارادہ تم سے اچانک قسم نکل جائے، جیسا کہ عرب دوران کلام ایسا کرتے ہیں تو اس کی معافی ہے، جیسا کہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ﴾ تمہارے اعمال پر جزا دینے والا۔

﴿بِاللَّغْوِ﴾ جو تم سے صادر ہوئی ہے۔

﴿فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ﴾ بلا ارادہ

﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ﴾ اور تمہیں عذاب دے گا۔

﴿بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ﴾ ان معاہدات میں جن کو تم نے قسموں کے ساتھ پختہ کیا ہے اور پھر ان میں تم حانث ہوگئے ہو۔حانث ہونے کے بعد تم پر لازم ہے کہ انہیں کفارے کے ساتھ مکمل کرو۔

﴿فَكَفَّارَتُهٗٓ﴾ اس کے عذاب وو بال کو ساقط کرنے والا۔

﴿اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ﴾ یعنی انہیں بایں طور پوشاک دینا ہے۔

﴿اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ خوشحالی اور تنگ دستی کے تمہارے درجات کے فرق پر۔

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ﴾ ان سے کوئی شے۔

﴿فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ نفس کی سرزنش اور فطری مروت کے توڑنے کی سزا کے طور پر لگاتار تین روزے رکھے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ مذکور

﴿كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ﴾ اس کی حقانیت پر عزم صمیم کرتے ہوئے اور پھر حانث ہو جاؤ مگر جھوٹی قسم کھانے کی صورت میں اس کا کفارہ خالص توبہ اور حقیقی ندامت ہے۔

﴿وَاحْفَظُوْٓا﴾ اے ایمان والو!

﴿اَيْمَانَكُمْ﴾ جب تم نے ان مواقع پر قسم کھائی ہے، تو اسے جھوٹ، شک بلکہ ظن کے شائبے سے بھی بچاؤ اگر تم

ان میں پختہ رہنا چاہتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونا چاہتے ہو۔
﴿كَذٰلِكَ﴾ جس کی تمہیں نصیحت کی گئی ہے۔
﴿يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ﴾ جو اس کی توحید پر نشان بیّن ہیں۔
﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ تم مقامِ شکر پر فائز ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے عطیات کو اس کی حکمت کے تقاضے پر صرف کرو۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَـٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَـٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱلشَّيْطَـٰنُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ فِى ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ
وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ وَعَنِ ٱلصَّلَوٰةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿٩١﴾ وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَٱحْذَرُواْ ۚ فَإِن
تَوَلَّيْتُمْ فَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ﴿٩٢﴾﴾ [المائدة:90-92].

اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں۔ شیطان کے کاموں سے ہیں۔ سو ان سے بچو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (۹۰) شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ (۹۱) اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور محتاط رہو پھر اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول پر تو صرف (احکام کو) صاف طور سے پہنچا دینا ہے (۹۲)

تفسیر الجیلانی

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ تم ان حدود اللہ کی حفاظت کرو، جو امر، نہی، ندب، کراہت اور حلال و حرام کے طور پر تمہارے اندر رکھی ہوئی ہیں۔
﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ﴾ یعنی ہر وہ چیز جس پر نشہ مترتب ہوتا ہے اور وہ عقل کو زائل کر دیتی ہے، وہ کسی بھی مادے سے تم نے حاصل کی ہو۔

﴿وَ الْمَيْسِرُ﴾ جواخواہ کسی بھی چیز سے تم کھیلو۔

﴿وَ الْاَنْصَابُ﴾ وہ بت جو بندوں کی گمراہی کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔

﴿وَ الْاَزْلَامُ﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص علم غیب پر اطلاع پانے کے لیے تیر، یہ تمام تر۔

﴿رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾ بالواسطہ یا بلاواسطہ نجس و ناپاک ہیں۔

﴿فَاجْتَنِبُوْهُ﴾ ان تمام سے خود کو دور رکھو۔

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائے۔

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ﴾ گمراہ کرنے والا۔

﴿اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ﴾ بایں حیثیت کہ وہ تمہیں لڑائی جھگڑے تک لے جاتا ہے۔

﴿وَ﴾ وہ چاہتا ہے کہ

﴿يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ اور بالخصوص

﴿وَ عَنِ الصَّلٰوةِ﴾ جو حق تعالیٰ کی جانب مومن کی معراج ہے۔

﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝﴾ اے ایمان والو! یا اس کا ارتکاب کر کے خود کو ہلاک کرنے والے ہو کیوں کہ ان دونوں میں کوئی واسطہ وعذر ہے ہی نہیں۔

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ﴾ جس کے ادا کرنے کا اور اس سے رک جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

﴿وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ جو اس کے امر و نہی کو بیان کرنے والا ہے۔

﴿وَ احْذَرُوْا﴾ جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تمہیں ڈرایا ہے۔

﴿فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ﴾ برہان واضح ہو جانے کے بعد

﴿فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝﴾ ظاہر، واضح، اور ہم پر ہے حساب، انتقام اور عذاب دینا۔

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَءَامَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَءَامَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٣﴾ يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا
لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ
ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾ ﴾ [المائدة: 93 - 94].

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ ان پر کوئی گناہ نہیں جو کچھ وہ (ان احکام کے نازل ہونے سے پہلے) کھا پی چکے۔ جبکہ وہ پہلے بھی (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے تھے اور ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کیا کرتے تھے پھر (ان احکام کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے رہے اور ایمان پر قائم رہے۔ پھر (ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے رہے اور اچھے کام کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ﴿٩٣﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے شکار سے ضرور آزمائے گا جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکتے ہیں تاکہ اللہ یہ جان لے (پہچان کرا دے) کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے۔ سو جس نے (تنبیہ) کے بعد حد سے تجاوز کیا اس کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿٩٤﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ﴾ جن کی ادائیگی کا حکم دیا ہوا ہے۔

﴿جُنَاحٌ﴾ حرج اور تنگی

﴿فِيمَا طَعِمُوا﴾ محرمات مذکورہ سے ان کی تحریم کے وارد ہونے سے پہلے۔

﴿إِذَا مَا اتَّقَوا﴾ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ان کی حرمت کے وارد ہونے کے بعد۔

﴿وَّءَامَنُوا﴾ اور ان کی تحریم کی تصدیق کی۔

﴿وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ﴾ ان کی رخصتوں پر، ان کے پورے تقاضے کے مطابق۔

﴿ثُمَّ اتَّقَوا﴾ ان رخصتوں سے بھی۔

﴿وَّءَامَنُوا﴾ ان کی عزیمتوں میں مخلص ہوئے۔

﴿ثُمَّ اتَّقَوا﴾ ان عزیمتوں سے بھی، اور صرف رضائے الٰہی کے طالب ہوئے۔

﴿وَّأَحْسَنُوا﴾ اس تقوے میں درجہ احسان پر پہنچے گویا وہ اسے دیکھ رہے ہیں۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ محسن اور بندوں پر فضل فرمانے والا۔

﴿يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۝﴾ اس رضا کے طالب اور اس کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔

تمہارے دین میں تم پر حرام کردہ امور سے ایک اہم امر تمہارا حالت احرام میں شکار کرنا بھی ہے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ﴾ اور تمہارا امتحان لے گا۔

﴿اللّٰهُ بِشَيْءٍ﴾ حقیر

﴿مِنَ الصَّيْدِ﴾ جب کہ تم محرم ہو گئے اور وہ بایں حیثیت تمہارے قریب آئے گا۔

﴿تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ﴾ نہایت قریب، کیا تم اسے پکڑتے اور تشویش میں ڈالتے ہو یا اس کے حق کی رعایت کرتے ہوئے امر تحریم کا دھیان رکھتے ہو؟ اور یہ سارا معاملہ اس لیے ہے---

﴿لِيَعْلَمَ اللّٰهُ﴾ فرق کردے اور پہچان کرادے۔

﴿مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ﴾ یعنی یوم جزا میں اس کے انتقام سے، اس شخص سے جو نہ اس سے ڈرتا ہے اور نہ ہی اس کے حکم کی پروا کرتا ہے۔

﴿فَمَنِ اعْتَدٰى﴾ اور تجاوز کیا۔

﴿بَعْدَ ذٰلِكَ﴾ یعنی حق تعالیٰ کا فرمان سننے کے بعد

﴿فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝﴾ اس کی اس جرأت اور تجاوز کرنے پر اس کے لیے عذاب عظیم ہے۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کوتاہی کی تلافی کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا تاکہ بندوں سے حرج اور تشویش کو دور کر دیا جائے۔ اولاً تحریم اور نہی کی صراحت کی اور فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقۡتُلُواْ ٱلصَّيۡدَ وَأَنتُمۡ حُرُمٞۚ وَمَن قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدٗا فَجَزَآءٞ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ
ٱلنَّعَمِ يَحۡكُمُ بِهِۦ ذَوَا عَدۡلٖ مِّنكُمۡ هَدۡيَۢا بَٰلِغَ ٱلۡكَعۡبَةِ أَوۡ كَفَّٰرَةٞ طَعَامُ مَسَٰكِينَ أَوۡ عَدۡلُ ذَٰلِكَ صِيَامٗا
لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمۡرِهِۦۗ عَفَا ٱللَّهُ عَمَّا سَلَفَۚ وَمَنۡ عَادَ فَيَنتَقِمُ ٱللَّهُ مِنۡهُۚ وَٱللَّهُ عَزِيزٞ ذُو ٱنتِقَامٍ ٩٥ أُحِلَّ
لَكُمۡ صَيۡدُ ٱلۡبَحۡرِ وَطَعَامُهُۥ مَتَٰعٗا لَّكُمۡ وَلِلسَّيَّارَةِۖ وَحُرِّمَ عَلَيۡكُمۡ صَيۡدُ ٱلۡبَرِّ مَا دُمۡتُمۡ حُرُمٗاۗ وَٱتَّقُواْ
ٱللَّهَ ٱلَّذِيٓ إِلَيۡهِ تُحۡشَرُونَ ٩٦ ﴾ [المائدة: 95-96].

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار نہ مارو۔ اور تم میں سے جس نے جان بوجھ کر شکار کو قتل کیا تو اس کی جزا یہ ہے کہ اسی قسم کا جانور دے جو اس نے قتل کیا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں درآں حالیکہ یہ قربانی کعبہ کو پہنچنے والی ہو یا کفارہ ادا کرے (اور وہ) یہ کہ چند مساکین کو کھانا دے یا اس کے برابر روزے رکھے تا کہ وہ اپنے کیے کی سزا چکھے۔ جو گزر چکا اس کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور جس نے دوبارہ یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا اور اللہ تعالیٰ غالب ہے انتقام لینے والا ہے ﴿۹۵﴾ تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لیے اور خشکی کا شکار تم پر حرام کیا گیا ہے جب تک تم احرام کی حالت میں ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے ﴿۹۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ

﴿لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ﴾ اندریں حال کہ

﴿اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ حج کے احرام میں ہو۔

﴿وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ﴾ احرام کے اوقات میں

﴿مُّتَعَمِّدًا﴾ قصداً و ارادۃً

﴿فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾ حالت احرام میں اگر اس نے یہ جرم کر لیا تو اس کی تلافی کے لیے لازم ہے۔ نفع اور فائدے میں اسی طرح کا جانور ذبح کرے جو اس نے شکار کیا تا کہ فقراء و مساکین کی بھوک کو دور کیا جا سکے۔

﴿یَحْكُمُ بِهٖ﴾ اس کی مماثلت کا

﴿ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ اندریں حال کہ وہ جزا دینے والا نیت کرے۔

﴿هَدْیًۢا﴾ جسے اللہ کے لیے اور اس کی رضا کے لیے ذبح کیا جائے۔

﴿بٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾ اس کے پاس اور اسے فقراء و مساکین پر صدقہ کیا جائے۔

﴿اَوْ﴾ اس پر لازم ہے---

﴿كَفَّارَةٌ﴾ اور وہ ہے۔

﴿طَعَامُ مَسٰكِيْنَ﴾ دو عادل شخصوں نے جس مثل کا فیصلہ دیا ہے، اس کی قیمت سے طعام خرید کر فقراء پر صدقہ کیا جائے اور ہر مسکین کو اس طعام سے ایک مُدّ (دو پونڈ وزن) دیا جائے۔

﴿اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا﴾ ان فقراء کی تعداد کے مطابق مساوی مدت کے روزے لازم ہیں۔

اور ان تکالیف شاقہ کا راز یہ ہے کہ---

﴿لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ﴾ یعنی اس کے بوجھ، اس کی شدت اور اس کے انجام کی ہولناکی کو، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صنعت اور اس کے قانون کو باطل کرنے کے مترادف ہے۔ نہی کے وارد ہو جانے کے بعد اس کی محافظت کرو اور اس کے ورود سے پہلے کی پروانہ کرو۔

﴿عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ﴾ یعنی دفتر و دیوان سے مٹا دیا اور حساب سے باہر کر دیا، جب تم میدان غفلت میں سرگرداں ہو کر وہ جرائم کر رہے تھے۔

﴿وَ مَنْ عَادَ﴾ ان گناہوں کی طرف اس وعید اور تنبیہ کے بعد

﴿فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ﴾ اس پر مواخذہ کرے گا اور حساب کے تقاضے پر جزا دے گا۔

﴿وَ﴾ اس کے حوصلے اور مہلت دینے پر نازاں نہ ہو۔

﴿اللّٰهُ﴾ تمام شانوں میں فی ذاتہ مستغنی ہے۔

﴿عَزِيْزٌ﴾ غالب، غیور، متکبر، قہور۔

﴿ذُو انْتِقَامٍ﴾ سخت پکڑ والا ہے اس پر جو اس کے حکم سے انحراف کرتا ہے اور جرم پر اصرار کرتا ہے۔

---نعوذ بفضلك من عذابك يا ذا القوّة المتين---

﴿اُحِلَّ لَكُمْ﴾ اے احرام پوشو!

﴿صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ پانی میں پیدا ہونے والا مطلقاً، مگر وہ جسے تمہاری طبیعت ناپسند کرتی ہو۔

﴿وَ طَعَامُهٗ﴾ اس کا کھانا

﴿مَتَاعًا لَّكُمْ﴾ جس سے تم بلا معاوضہ نفع حاصل کرتے ہو۔

﴿وَ﴾ اسی طرح

﴿لِلسَّيَّارَةِ﴾ تجارت اور زیارت وغیرہا کے دوران اس سے زادراہ لیتے ہو۔

﴿وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ اول مدت احرام سے حلت کی ابتدا تک۔

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۝﴾ اور اے ایمان والو! جس کی طرف تمہیں چلایا جائے گا، اپنے تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی مصنوعات پر قہر و غلبے کے طور پر تعرض کرنے اور ان کے درپے ہونے سے پرہیز کرو اور خداخوفی کا جذبہ پیش نظر رکھو۔

خصوصاً احرام پوشی کے بعد جو اہل عقل اور ارباب بصیرت کے نزدیک حقیقی موت اور معنوی فنا کا کفن ہے۔ نیز جس طرح صوری موت کے بعد قوی اور ظاہری اوصاف کے آثار باقی نہیں رہتے بلکہ معطل اور نابود ہو جاتے ہیں، اسی طرح ارادی موت جو ایک عارف باللہ کے لیے حج قرار دی جاتی ہے، اس میں بھی احرام ضروری ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنے اعضا کو بشری اوصاف حیوانی قوی اور ظاہری، باطنی، غیبی، شہادتی اور جسمانی و روحانی تعینات سے معطل گردانے۔ الحاصل ان تمام اضافات کا خاتمہ ضروری قرار دیا گیا ہے، جو وحدت ذاتی تک رسائی کے لیے حاجب اور رکاوٹ بنتی ہیں اور اظلال و عکوس کے توہمات کے خاتمہ کا باعث سمجھی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے ارادی موت صوری موت کے مقابل محو کرنے اور فنا کرنے میں زیادہ موثر قرار دی جاتی ہے کیوں کہ ارادی موت کا معاملہ صوری موت کے مقابل عدم محض اور اس فنا مطلق کی طرف چلاتا ہے، جس نے کبھی وجود کی بو تک نہیں سونگھی ہوتی۔

تو پھر موت و حیات اور وجود و عدم کیسے خلل اندازی کر سکتے ہیں کہ عقل کی افکار وانظار تو الوہیت کے جنگل میں حیران و سرگرداں ہیں۔

﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾
اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾ [المائدة:97-100]

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عزت والا گھر ہے لوگوں کے قیام کا سبب بنایا ہے۔ اور حرمت والے مہینہ کو اور حرم میں قربان ہونے والے جانور کو اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو تاکہ تم جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ﴿٩٧﴾ خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا (بھی) ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا (بھی) ہے ﴿٩٨﴾ رسول پر تو صرف پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ﴿٩٩﴾ آپ فرما دیجیے: ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ ناپاک کی کثرت آپ کو اچھی لگتی ہو۔ اے عقل والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿١٠٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿جَعَلَ اللّٰهُ﴾ جو مکانات اور ان میں حلول فرمانے سے مستغنی ہے۔

﴿الْكَعْبَةَ﴾ مکرمہ معینہ ارض حجاز میں

﴿الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ جو اکثر مکانات میں کام حلال ہے، وہ اس میں حرام ہے تاکہ وہ ہو---

﴿قِيٰمًا لِّلنَّاسِ﴾ اس میں قیام کریں، اس کے ارکان و مناسک اور آداب و مشاعر کے ساتھ نسیان اور غفلت کی نیند سے بیدار ہوں۔

﴿وَ﴾ اسی طرح بنایا۔

﴿الشَّهْرَ الْحَرَامَ﴾ اس کی زیارت اور طواف کے لیے میقات، تاکہ غیر و سوئی سے ضمیر کا تخلیہ اور فنا کے

اسباب کو تیار کرتے ہوئے اس میں قیام کریں۔

﴿وَ﴾ اسی طرح فرمایا:

﴿الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ﴾ قربانی کے معاملے میں ہونے والی کسی کوتاہی کو پورا کرنے کے لیے۔ اس سے منشا الٰہی یہ ہے کہ حجاج بیت اللہ، حج کے احکام کی ادائیگی میں تغافل اور سستی نہ کریں۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یعنی کعبے کو تمام لوگوں کے لیے مرجع اور قبلہ بنانا بایں حیثیت کہ دور دراز مسافت طے کر کے آنے والوں کی پوری توجہ اس کی طرف ہو جائے۔

﴿لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ﴾ اکوان کے تمام ذروں کو محیط

﴿يَعْلَمُ﴾ علم حضوری کے ساتھ۔

﴿مَا فِي السَّمٰوٰتِ﴾ عالم بالا کی مخلوقات اور اعیان ثابتہ

﴿وَ مَا فِي الْاَرْضِ﴾ سفلیات یعنی شخصیات باطلہ

﴿وَ﴾ تا کہ وہ جان میں

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ منزہ اور اپنی تجلیات اور جلوؤں کی حد بندیوں سے اعلیٰ وارفع

﴿بِكُلِّ شَيْءٍ﴾ جس کی اطلاع اس نے اپنی ذات کے ساتھ خاص کر رکھی ہے، وہ اپنے لشکروں کو خود ہی جانتا ہے۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ اس کے علم حضوری سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں

● تیری صفت کی تفسیر سے زبانیں گنگ ہیں اور تیری معرفت کی حقیقت سے عقلیں حیرت میں ہیں۔

اے میرے پروردگار! تیری معرفت کی گہرائی کو کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔

﴿اِعْلَمُوْٓا﴾ اے بیت اللہ شریف کی زیارت کو متوجہ ہونے والو!

﴿اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ اس کے لطف و جمال کو دیکھتے ہوئے اس کے مہلت دینے پر فخر و غرور نہ کرو بلکہ اس کے قہر و جلال کی سطوت سے ڈرتے رہو۔

﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ﴾ اپنے مخلص بندوں کے گناہوں کو چھپانے والا ہے۔

﴿رَّحِيْمٌ﴾ ان پر رحم فرمائے گا اپنے لطف و جمال کے تقاضے سے۔

بہرحال تم پر لازم ہے کہ تم خوف اور امید کی درمیانی راہ اختیار کرو تا کہ تم اس کے شکرگزار بندوں میں شامل رہو۔

اے اکمل الرسل ﷺ! یہ باطل خواہشات اور بدعات کے حامل لوگ اگر آپ سے مخاصمت کریں کہ یہ الہامات اور الٰہی امتحانات جو بحر حکمت سے متعلق ہیں کیوں وارد کیے جاتے ہیں تو ہماری نیابت کے طور پوران سے فرمادو۔

﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ﴾ ہادی باذن اللہ۔۔۔

﴿اِلَّا الْبَلٰغُ﴾ جوان کی طرف ہدایت کی گئی ہے قبولیت اور توفیق سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ جو تمہارے بواطن پر مطلع ہے۔

﴿يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ﴾ ایمان وطاعت کے سلسلے میں جو تم ظاہر کرتے ہو۔

﴿وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۝﴾ کفر اور بدعت

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ﴾ اللہ تعالیٰ کے حضور

﴿وَ لَوْ اَعْجَبَكَ﴾ اے تعجب کرنے والے!

﴿كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ﴾ کیوں کہ اعمال کے عمدہ اور ردی ہونے میں قلت وکثرت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ جیسے ڈرنے کا حق ہے۔

﴿يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ امور کی حقیقت پر نظر رکھنے والے۔

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ اپنے اعمال کو اخلاص وتقویٰ سے مزین کرنے کے بعد تم اس کی جناب سے بڑی کامیابی حاصل کرسکو۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَسۡـَٔلُواْ عَنۡ أَشۡيَآءَ إِن تُبۡدَ لَكُمۡ تَسُؤۡكُمۡ وَإِن تَسۡـَٔلُواْ عَنۡهَا حِينَ يُنَزَّلُ ٱلۡقُرۡءَانُ تُبۡدَ لَكُمۡ عَفَا ٱللَّهُ عَنۡهَاۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٞ ﴿١٠١﴾ قَدۡ سَأَلَهَا قَوۡمٞ مِّن قَبۡلِكُمۡ ثُمَّ أَصۡبَحُواْ بِهَا كَٰفِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ ٱللَّهُ مِنۢ بَحِيرَةٖ وَلَا سَآئِبَةٖ وَلَا وَصِيلَةٖ وَلَا حَامٖ وَلَٰكِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَفۡتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلۡكَذِبَۖ وَأَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُونَ ﴿١٠٣﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ قَالُواْ حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ ءَابَآءَنَآۚ أَوَلَوۡ كَانَ ءَابَآؤُهُمۡ لَا يَعۡلَمُونَ شَيۡـٔٗا وَلَا يَهۡتَدُونَ ﴿١٠٤﴾ ﴾ [المائدة:101-104].

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ اور اگر تم ایسے وقت پوچھو گے جب قرآن نازل کیا جارہا ہو تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان (گزشتہ فضول سوالات) کو معاف کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑے حلم والا ہے﴿۱۰۱﴾ تم سے پہلے ایک قوم نے اس قسم کے سوالات کیے تھے پھر وہ لوگ ان (میں بیان کردہ) احکام کا انکار کرنے والے ہو گئے﴿۱۰۲﴾ اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ نہیں بنایا اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔ لیکن جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے﴿۱۰۳﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اس (دین) کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور آؤ (اس کے) رسول کی طرف تو کہتے ہیں کہ ہم کو تو وہی (طریقہ) کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہوں۔ (تو کیا پھر بھی یہ اپنے باپ دادا کی ہی پیروی کریں گے۔)﴿۱۰۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ تمہارے ایمان تقاضا ہے کہ

﴿لَا تَسْئَلُوْا﴾ اور اپنے رسول ﷺ سے نہ طلب کرو۔

﴿عَنْ اَشْيَآءَ﴾ وحی کے وارد ہونے سے پہلے

﴿اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ اور وہ تم میں رنج وغم پیدا کریں گی۔

﴿وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ﴾ کسی دکھ اور غم کے بغیر

﴿عَفَا اللّٰهُ﴾ جو پہلے گزر چکا۔

﴿عَنْهَا﴾ اب تم پر لازم ہے کہ نہی کے وارد ہونے کے بعد ان کی محافظت کرو۔

﴿وَاللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع

﴿غَفُوْرٌ﴾ وعید کے نازل ہونے سے پہلے ان کے گناہوں کو

﴿حَلِيْمٌ﴾ عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا، جب تک وہ تکرار نہ کریں اور یاد رکھو کہ

﴿قَدْ سَاَلَهَا﴾ ان کے متعلق
﴿قَوْمٌ﴾ تمہاری مثل
﴿مِّنْ قَبْلِكُمْ﴾ تمہارے انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم سے پہلے۔
﴿ثُمَّ﴾ جب ان کی مانگ ان پر ظاہر ہوئی۔
﴿اَصْبَحُوْا بِهَا﴾ اُس کے ظہور کے سبب
﴿كٰفِرِيْنَ۝﴾ اس ظاہر شدہ پر عدم اطاعت کرتے ہوئے۔
﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ﴾ جو کچھ جاہلیت میں ہے وہ تمہارے دین میں وضع اور مشروع نہیں کیا گیا۔
﴿مِنْ بَحِيْرَةٍ﴾ دور جاہلیت کے لوگ جب یہ دیکھتے کہ ان کی اونٹنی نے پانچ بچے جنم دیے ہیں اور پانچواں بچہ نر ہے تو وہ اس کے کان کاٹ دیتے اور اسے آزاد چھوڑ دیتے، اس پر سوار نہ ہوتے اور نہ ہی اس پر بوجھ ڈالتے اور نہ ہی اس کا دودھ دوہتے، وہ اسے بحیرۃ کے نام سے یاد کرتے تھے۔
﴿وَّلَا سَآئِبَةٍ﴾ رسم جاہلیت کے مطابق ایک مریض شخص یہ کہتا کہ اگر میں اس مرض سے شفا پا گیا تو میری اونٹنی سائبہ ہے، یعنی بحیرۃ کی طرح اس سے نفع اٹھانا ممنوع ہے۔
﴿وَّلَا وَصِيْلَةٍ﴾ جب ان کی بکری مادہ جنتی تو وہ اسے اپنے لیے رکھ لیتے اور اگر نر جنم دیتی تو وہ اسے اپنے خداؤں کے لیے مختص کر دیتے اور اگر ایک ہی پیٹ سے نر اور مادہ جنم دیتی تو مادہ کو نر کے تابع کر کے اس کے ذریعے تقرب حاصل کرتے اور اس کو وصیلہ کے نام سے یاد کرتے۔
﴿وَّلَا حَامٍ﴾ جب کوئی اونٹنی کسی اونٹ کی پشت سے دس بچے پیدا کرتی تو وہ اس اونٹ سے کلیۃً انتفاع کو حرام سمجھ لیتے اور اسے پانی گھاس اور چراگاہ کے لیے آزاد چھوڑ دیتے اور اسے حام کا نام دے دیتے۔
﴿وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ایمان واطاعت سے اعراض کیا۔
﴿يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ یہ خود فریبیاں اور خرافات باطلہ سب اللہ تعالیٰ پر افترا ہیں۔
﴿وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝﴾ اللہ تعالیٰ کو، اور نہ ہی اس کی قدر کا حق اور اس کی حکمت کا تقاضا جانتے ہیں۔
﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ﴾ خالص نصیحت کے طور پر۔

﴿تَعَالَوْا﴾ چلے آؤ!

﴿اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ جوتمہارے حالات کا مصلح ہے۔

﴿وَاِلَى الرَّسُوْلِ﴾ تمہاری گمراہی کوختم کر کے تمہیں راہ ہدایت دکھانے والا۔

﴿قَالُوْا﴾ غفلت میں غرق ہونے کی بنا پر۔

﴿حَسْبُنَا﴾ ہمیں کافی ہے۔

﴿مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا﴾ اور ہمارے اسلاف کو، ان سے کہہ دو۔

﴿اَ﴾ ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہو۔

﴿وَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا﴾ اپنے طور پر

﴿وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۝﴾ صراط مستقیم کو مرشد کے ارشاد اور ہادی کے ہدایت دینے کے باوجود، جب کہ وہ اہل تمیز و اختیار سے ہیں اور عقل وشعور کے مالک ہیں۔تو بہت شرم کی بات ہے ان کے لیے۔

---فاعتبروا یا اولی الابصار---

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ ﴾

[المائدة:100-106].

اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو۔ جب تم ہدایت پر ہوتو کسی کا گمراہ ہونا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کولوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم (اس دنیا میں) کیا کرتے تھے ۝ اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت (کا وقت قریب) آجائے اور وہ وصیت

کررہا ہوتو آپس میں تمہاری گواہی کا نصاب یہ ہے کہ تم میں سے دو عادل آدمی (گواہ ہوں) یا اگر تم زمین میں سفر کر رہے ہو اور وہاں تمہیں موت کی مصیبت آپہنچے تو غیروں میں سے ہی دو شخص (گواہ ہوں) اگر تمہیں ان پر شک پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ''ہم اس قسم کے عوض کوئی مال نہیں لیں گے اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کی گواہی نہیں چھپائیں گے (اگر ہم ایسا کریں تو) یقیناً ہم گناہگاروں میں شمار ہوں گے۔'' ﴿۱۰۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ﴾ کہ تم حفاظت کرو۔

﴿أَنْفُسَكُمْ﴾ انہیں طاعات پر لگائے رکھو اور تمام حالات میں انہیں حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رکھو بس اپنے نفوس کی حفاظت کرو۔

﴿لَا يَضُرُّكُمْ﴾ گمراہ ہونا۔

﴿مَنْ ضَلَّ﴾ راہ حق سے

﴿إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ اس کی جانب، اور جان لو اے ایمان والو!

﴿إِلَى اللَّهِ﴾ ظاہر کرنے والا اور لوٹانے والا۔

﴿مَرْجِعُكُمْ﴾ اور وہ

﴿جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ٥﴾ اپنے دین میں خیر و شر اور معصیت و طاعت اور پھر اس پر تمہیں جزا دے گا۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ من جملہ ان امور کے، جن کی محافظت تم پر لازم ہے۔

﴿شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ﴾ یعنی تمہارا گواہ بنانا ہے۔

﴿إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ یعنی گواہ بنالو۔

﴿حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں سے۔

﴿أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ مسلمانوں کی جانب سے اور پناہ میں رہنے والے غیر مسلمانوں سے۔

﴿إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ﴾ تم سفر کرو۔

﴿فِي الْأَرْضِ﴾ عزیز و اقارب سے دور ہونے والے۔

﴿فَأَصَابَتْكُم﴾ اس دوران

﴿مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا﴾ اجنبیوں سے ان دو کو کھڑا کرو۔

﴿مِن بَعْدِ الصَّلَوٰةِ﴾ جماعت کے پاس

﴿فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ﴾ تمام کے روبرو

﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ اے وارثو! ان دونوں کی شہادت میں بایں طور کہ ہم---

﴿لَا نَشْتَرِي﴾ اپنی شہادت سے رشوت نہ لیں گے۔

﴿بِهِ ثَمَنًا﴾ اور نہ ہی جھوٹی شہادت دیں گے۔

﴿وَ﴾ خصوصاً

﴿لَوْ كَانَ﴾ جس کے لیے قسم کھائی گئی ہے۔

﴿ذَا قُرْبَىٰ﴾ قرابت دار ہو۔

﴿وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ﴾ جو ہم ودیعت رکھتے ہیں، بلکہ اسے چھپائے اور تحریف کیے بغیر، ٹھیک طریقے سے ادا کریں گے اور اگر ہم نے اسے چھپایا یا اس میں ظلماً تحریف کی تو---

﴿إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ﴾ اپنے لیے عظیم گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

﴿فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ
عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَّمِنَ
الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَن تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا
اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا
لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١٠٩﴾﴾ [المائدة:107-109]

پھر اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں گواہ کسی گناہ کے سزاوار ہوئے ہیں تو ان کی جگہ دو اور گواہ کھڑے ہوں ان لوگوں میں سے جن کا حق پہلے گواہوں نے ضائع کیا ہے۔ پھر (یہ نئے دونوں گواہ) اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ''ہماری گواہی ان دو کی گواہی سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا (اگر ہم ایسا کریں تو) یقیناً ہم ظالموں میں شمار ہوں گے۔'' ﴿۱۰۷﴾ یہ طریقہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں یا اس بات سے خوف کریں کہ (ورثاء کی) قسموں کے بعد ان کی قسمیں مسترد کر دی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور (اس کے احکام) سنو اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۱۰۸﴾ جس دن اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو جمع فرمائے گا پھر (ان سے) پوچھے گا: تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ وہ عرض کریں گے: ہمیں کوئی علم نہیں۔ بے شک تو ہی سب غیبوں کو جاننے والا ہے ﴿۱۰۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿فَاِنْ عُثِرَ﴾ جو دی گئی، اور اطلاع ملی۔

﴿عَلٰۤى اَنَّهُمَا﴾ دونوں گواہ

﴿اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا﴾ شہادت چھپانے اور تحریف کرنے کے باعث۔

﴿فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ﴾ یعنی وارثین سے اور وہ دونوں

﴿الْاَوْلَيٰنِ﴾ دونوں گواہوں کے مقابل قسم کھانے کے لیے زیادہ حق رکھتے ہیں۔

﴿فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ﴾ اور زیادہ صادق ہے۔

﴿مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَ مَا اعْتَدَيْنَاۤ﴾ اس شہادت کی ادائیگی میں تجاوز نہیں کیا۔ اور اگر ہم نے اس میں زیادتی کی ہو تو

﴿اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۰﴾ اس الٰہی اعتدال سے خارج ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے درمیان رکھی ہے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ قسم اور پختہ عہد لینا۔

﴿اَدْنٰۤى﴾ احتیاط کے زیادہ قریب

﴿اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ﴾ اور اس کی ادائیگی کریں۔

﴿عَلٰى وَجْهِهَاۤ﴾ جس طور پر اس کی ذمہ داری قبول کی، تحریف وخیانت کیے بغیر

﴿اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ﴾ مدعیوں پر۔

﴿بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ جھوٹی قسموں کے بعد، تو وہ اس خیانت کے ظہور کے بعد سر عام رسوا ہوں گے۔
﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ چھپانے اور تحریف کرنے سے اے گواہو!
﴿وَ اسْمَعُوْا﴾ کیا کہہ رہا قریب المرگ، اور اسے ٹھیک طرح سے ادا کرو۔
﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع
﴿لَا يَهْدِي﴾ اپنی توحید کی طرف
﴿الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۠﴾ جو اس کے اوامر ونواہی کے تقاضے سے خارج ہونے والے ہیں، نصیحت لو! کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کس طرح اپنے رسولوں سے خطاب وعتاب فرماتا ہے۔
﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ﴾ بڑی تفتیش کے روز
﴿فَيَقُوْلُ﴾ ان سے عتاب کے طور پر
﴿مَاذَآ اُجِبْتُمْ﴾ حد سے تجاوز کرنے والے گناہ گاروں سے تمہیں کیسا جواب ملا۔
﴿قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾ ان کے حال کا۔ اور نہ ہی ہم ان کی طرف سے کوئی عذر کرتے ہیں۔
﴿اِنَّكَ﴾ اپنی ذات، اپنی صفات اور اپنے اسماء کے ساتھ۔
﴿اَنْتَ﴾ خصوصیت کے ساتھ، کیوں کہ کوئی غیر تو تیرے ساتھ ہے ہی نہیں۔
﴿عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۠﴾ جو ہماری عقلوں، آنکھوں اور کانوں سے غائب ہیں، حکم اور اوامر سب تیرے لیے ہے، جو تو چاہے وہ کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرے وہ حکم دیتا ہے۔ وہ وقت یاد کر۔۔۔

﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۰ ﴾
[المائدة:110].

جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! تم اپنے اور اپنی والدہ پر میرا انعام یاد کرو۔ جب میں نے روح القدس (جبریل امین) سے تمہاری مدد کی۔ تم گہوارے میں بھی لوگوں سے کلام کرتے تھے اور پختہ عمر میں بھی۔ اور جب میں نے تمہیں کتاب، حکمت، توراۃ اور انجیل کا علم دیا۔ اور جب تم میرے حکم سے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت بناتے تھے پھر تم اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور تم میرے حکم سے مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو تندرست کر دیا کرتے تھے۔ جب تم میرے حکم سے مردوں کو (زندہ کرکے) نکالا کرتے تھے اور میں نے ہی تم کو بنی اسرائیل سے بچایا تھا۔ جب تم ان کے پاس روشن معجزات لے کر گئے تو ان میں سے کافروں نے کہا: یہ کھلے ہوئے جادو کے سوا اور کچھ نہیں ہے ﴿۱۱۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ﴾ ان پر احسان و امتنان کرتے ہوئے۔

﴿اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ﴾ اور اس کا شکر ادا کرو۔

﴿اِذْ اَيَّدْتُّكَ﴾ تمہیں قوت دی اور تجھے خاص کیا۔

﴿بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ نفس قدسیہ لاہوتیہ، جو ناسوتی قوتوں کی ملاوٹ سے پاک کیا ہوا ہے۔

﴿تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا﴾ برابر برابر، یعنی تمہارے بچپن اور پکی عمر کا فرق کیے بغیر تمام اوقات میں تمہارے تمام کمالات کو بالفعل بنا دیا۔

﴿وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ﴾ وہ تمام تدبیریں جو شریعت کے ظواہر کے ساتھ وابستہ ہیں۔

﴿وَ الْحِكْمَةَ﴾ جو اس کے بواطن سے متعلق ہیں۔

﴿وَ التَّوْرٰىةَ﴾ جو دونوں کو جامع ہے۔

﴿وَ الْاِنْجِيْلَ﴾ جس کا اکثر حصہ باطن کے ساتھ منسلک ہے۔

﴿وَ اِذْ تَخْلُقُ﴾ تقدیر و تصویر بناتے تھے۔

﴿مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ﴾ یعنی میرے حکم اور میری تعلیم سے

﴿فَتَنۡفُخُ فِيۡهَا﴾ میری اس روح سے جس کے ساتھ میں نے تمہاری تائید کی۔
﴿فَتَكُوۡنُ طَيۡرًاۢ بِاِذۡنِىۡ﴾ اور دیکھنے لگتا۔
﴿وَ تُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ﴾ نابینا
﴿وَ﴾ تم شفا دیتے تھے۔
﴿الۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِىۡ﴾---
﴿وَ اِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِىۡ﴾ ان کی قبروں سے زندہ
﴿وَ اِذۡ كَفَفۡتُ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَنۡكَ﴾ شر کو روکا۔
﴿اِذۡ جِئۡتَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ﴾ واضح معجزات وکمالات
﴿فَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ﴾ اپنی باطنی حیثیت سے
﴿اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ۝﴾ کہ یہ ایک پڑھا لکھا جادوگر ہے۔

﴿وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى ٱلْحَوَارِيِّـۧنَ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِى وَبِرَسُولِى قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَٱشْهَدْ بِأَنَّنَا
مُسْلِمُونَ ﴿١١١﴾ إِذْ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا
مَآئِدَةً مِّنَ ٱلسَّمَآءِ ۖ قَالَ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا۟ نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا
وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ ٱلشَّـٰهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ
ٱللَّهُمَّ رَبَّنَآ أَنزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ ٱلسَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَءَاخِرِنَا وَءَايَةً مِّنكَ ۖ وَٱرْزُقْنَا
وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّٰزِقِينَ ﴿١١٤﴾﴾ [المائدة:111-114].

اور (یاد کرو) جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے۔ اور آپ گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں﴿١١١﴾ جب حواروں نے کہا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر سکتا ہے؟ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم مومن ہو﴿١١٢﴾ حواریوں نے کہا: ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ

ہم اس مائدہ سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں ﴿۱۱۳﴾ عیسیٰ ابن مریم نے عرض کی: اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے مائدہ نازل فرما تا کہ وہ ہم سب (یعنی) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید کا دن ہو جائے۔ اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے۔ اور ہم کو رزق (مائدہ) دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ﴿۱۱۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ اِذْ اَوْحَیْتُ﴾ الہام کیا میں نے

﴿اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

﴿قَالُوْۤا﴾ صمیم قلب سے۔۔۔

﴿اٰمَنَّا﴾ آپ پر اور آپ کے رسول پر

﴿وَ اشْهَدْ﴾ اے ہمارے پروردگار!

﴿بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ۝﴾ تیرے دین اور تیرے نبی کے فرماں بردار، اور اس شہادت کو بوقت ضرورت تیرے پاس ودیعت رکھتے ہیں۔

﴿اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ﴾ تم سے جب انہوں نے مرتبہ علم سے عین تک ترقی کا ارادہ کیا۔

﴿یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ﴾ حواریوں کا آپ کی اضافت رب کی طرف کرنا، اس لیے تھا کہ آپ مرتبہ علم وحق پر فائز تھے۔

﴿اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً﴾ رزق معنوی اور حقیقی

﴿مِّنَ السَّمَآءِ﴾ بلندی کی جانب سے جو مرتبہ عین وحق ہے۔

آپ ان کی یہ بات سن کر مایوس ہوئے اور ان کی طلب نے اللہ غیور کی طرف سے آپ کے دل میں خوف و پریشانی پیدا کر دی۔ کیوں کہ وہ لوگ حالت کشف وشہود کے لیے مستعد نہیں تھے، اسی لیے۔۔

﴿قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ایسے سوالات سے

﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ اگر تم اس کے کمال قدرت وارادے پر یقین رکھتے ہو کہ وہ اپنے ملک وملکوت میں تصرف کرنے میں مستقل ومختار ہے۔

﴿قَالُوْا﴾ التجاومعذرت کرتے ہوئے۔

﴿نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا﴾ استفادہ کریں اور چکھیں۔

﴿وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا﴾ اور جادۂ توحید پر ہمارے قدم جم جائیں۔

﴿وَ نَعْلَمَ﴾ یقینی وعینی طور پر

﴿اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا﴾ ان تمام امور میں، جو تم نے ہمیں ہدایت فرمائے ہیں۔

﴿وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾ یعنی حجاب علم کے بغیر، اہل کشف وشہود میں سے

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا یہ تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا:

﴿قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا﴾ فرحت اور سرور

﴿لِّاَوَّلِنَا﴾ ہمارے متقدمین کے لیے۔

﴿وَ اٰخِرِنَا﴾ ہمارے متاخرین کے لیے۔

﴿وَ اٰيَةً مِّنْكَ﴾ جس سے تیری توحید منکشف ہو جائے۔

﴿وَ ارْزُقْنَا﴾ اپنی جناب سے وہ نصیب جو ہمارے سایوں کی ظلمتوں اور ہماری شخصیتوں کے پردوں سے نجات دے دے۔

﴿وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝﴾ جس پر اس کی مشیت سبقت کر چکی ہے۔

﴿ قَالَ اللّٰهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَن يَكْفُرْ بَعْدُ مِنكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا
مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن
دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ
مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ ﴾ [المائدة:110-116].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں اس مائدہ کو تم پر نازل کرنے والا ہوں۔ پھر تم میں جو شخص اس کے بعد کفر کرے گا تو میں ضرور اس کو ایسا عذاب دوں گا جو تمام جہاں والوں میں کسی کو بھی نہ دوں گا﴿۱۱۵﴾ اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دو خدا بنا لو؟ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے: تو پاک ہے۔ میری مجال نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے (بالفرض) ایسی بات کہی ہوتی تو تجھے اس کا علم ضرور ہوتا کیونکہ تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی سب غیبوں کو خوب جاننے والا ہے﴿۱۱۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قَالَ اللّٰهُ﴾ تمہاری استعداد و قابلیت پر مطلع۔۔۔

﴿إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾ اگرچہ تم اس کے قابل نہ ہو۔

﴿فَمَن يَكْفُرْ بَعْدُ مِنكُمْ﴾ اس کے اترنے کے بعد۔۔۔

﴿فَإِنِّي﴾ مجھے اپنی عزت وجلال اور قوت کی قسم

﴿أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أُعَذِّبُهُ﴾ یعنی اس جیسا عذاب نہ دوں گا۔

﴿أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝﴾ چناں چہ اس کے بعد انہوں نے کفر کیا اور انہیں انسانی لوازمات سے عاری کر دیا گیا اور انہیں خبیث ترین درجہ حیوانیت میں پہنچا دیا گیا۔

---العیاذ باللہ من غضب اللہ---

﴿وَ﴾ یاد کرو

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ﴾ جب نصاریٰ کا غلو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے حق میں واضح ہوا اور ان دونوں کی نسبت الوہیت کی طرف کرنا تثلیث اور اتحاد و حلول کی باتیں شہود ہو گئیں۔

﴿یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اور اس کی مثل میری عبادت کرو۔ یا انہوں نے یہ منصب تجھے از خود دیا ہے۔

﴿قَالَ﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس کرتے ہوئے اور ایسی مثالوں سے خود کو دور رکھتے ہوئے۔

﴿سُبْحٰنَكَ﴾ اس امر سے تیری تنزیہہ کرتا ہوں کہ تیرا کوئی شریک ہو۔

﴿مَا یَكُوْنُ﴾ صحیح اور لائق

﴿لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا﴾ کوئی بات

﴿لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ﴾ لائق اور جائز جو میں کہوں اور خصوصاً مجھ پر تیرے لطف و کرم کے بعد

﴿اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ﴾ کیوں کہ

﴿تَعْلَمُ﴾ علم حضوری کے ساتھ

﴿مَا فِیْ نَفْسِیْ﴾---

﴿وَ﴾ میں

﴿لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ﴾ تیری شان، سلطان اور تیری ذات میں

﴿اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۝﴾---

● اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا آپ سے یہ عتاب فرمانا محض اس لیے ہے کہ آپ کی شان میں غلو اور مبالغہ کرنے والوں کو تنبیہ و توبیخ کی جائے تا کہ وہ اس برے عمل سے باز آ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ جو متوحد، متفرد اور ان تمام قباحتوں سے منزہ ہے کے ساتھ ایسا قبیح معاملہ نہ کریں۔

﴿ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٢٠﴾ ﴾ [المائدة:117-120].

میں نے انہیں نہیں کہا مگر وہی کچھ جس کا تو نے مجھے حکم دیا (اور وہ یہ) کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے (آسمان پر) اٹھا لیا۔ تو تُو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے﴿١١٧﴾ اگر تو ان کو عذاب دے تو بے شک یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخش دے تو بلا شبہ تو ہی غالب اور دانا ہے﴿١١٨﴾ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی فائدہ پہنچائے گی۔ ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے﴿١١٩﴾ آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے﴿١٢٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ﴾ کوئی بات

﴿إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ﴾ جس کی تبلیغ اور جس کے ایصال کا مجھے حکم دیا گیا اور وہ یہ ہے کہ

﴿أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ﴾ واحد، احد ہے اور جو

﴿رَبِّي﴾ جو مجھے عدم سے وجود میں لایا اور جس نے مجھے اپنے انواع واقسام کے لطف وکرم سے پالا۔

﴿وَرَبَّكُمْ﴾ جس نے میری طرح تمہیں بھی عدم سے وجود بخشا اور تمہاری تربیت کی، اس کی ایجاد وتربیت میں ہم سب برابر ہیں، اس سلسلے میں قطعاً کوئی تفاوت نہیں ہے۔

﴿وَكُنتُ﴾ تیرے امر اور تیرے ارسال اور تیری وحی کے ساتھ

﴿عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ ایسی خرافات سے تیری توفیق کے ساتھ ان کی حفاظت کرتا رہا۔

﴿مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ﴾ اور اپنے کرم سے مجھے اٹھایا جو اٹھایا۔

﴿كُنْتَ﴾ اپنی ذات صفات اور اسماء کے ساتھ

﴿اَنْتَ الرَّقِيْبَ﴾ محافظ---

﴿عَلَيْهِمْ﴾ ان کے تمام امور کا متولی، تو انہیں ہدایت بھی دیتا ہے اور گمراہ بھی کرتا ہے راہ راست پر چلاتا ہے اور راہ مستقیم سے بھٹکاتا ہے۔

﴿وَ اَنْتَ﴾ اپنی ذات کے طور پر تمام اکوان سے منزہ ہے۔

﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ﴾ کائنات کے جملہ امور کا

﴿شَهِيْدٌ﴾ حاضر موجود---

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ﴾ عدلاً

﴿فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ تو ان میں اپنی مشیت وارادے کے مطابق تصرف فرمانے کا حق رکھتا ہے۔

﴿وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ فضلاً واحساناً

﴿فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ﴾ انعام وانتقام پر غالب ہے۔

﴿الْحَكِيْمُ﴾ مناسب عطا مناسب بندے پر کرنے اور نہ کرنے میں حسن حکمت سے کام لینے والا۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کو پھیلاتے ہوئے تمام امور کو کامل طور پر اس کے حضور سپرد کر دیا اور رجوع الی اللہ میں مبالغہ کیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

﴿قَالَ اللّٰهُ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے، اے عیسیٰ (علیہ السلام!)---

﴿هٰذَا يَوْمُ﴾ اس میں خیر نہیں کمائی جاسکتی اور نہ ہی کوئی نفع لیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی شر دور کیا جاسکتا ہے بلکہ

﴿يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ﴾ جنہوں نے صدق اختیار کیا دنیا کے اندر

﴿صِدْقُهُمْ﴾ سابق---

﴿لَهُمْ﴾ ان صادقین کے لیے اس زندگی میں

﴿جَنّٰتٌ﴾ حقائق ومعارف کی تفریح گاہیں۔

﴿تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ مکاشفات ومشاہدات کے پانیوں سے بھرپور، حیات ابدی اور بقاسرمدی کے نتائج پیدا کرنے والیاں۔

﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا﴾ ان سے قطعاً منتقل نہ ہوں گے۔

﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ صدق واخلاص کے مقام پر فائز ہونے کی بناپر

﴿وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ انہیں ان کے فطری اور تخلیقی مقصد تک پہنچانے کی وجہ سے

﴿ذٰلِكَ﴾ یہ وصول اور تحقق ---

﴿الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝﴾ اہل عنایت کے لیے جو اس مرتبہ عظمیٰ پر فائز ہیں، لطف جسیم اور فضل عمیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی کرامات کا ظہور، ارباب وفا اور فنا کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے والوں کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں، کیوں کہ

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ اظہاراً وتصرفاً واستقلالاً

﴿وَ مَا فِیْهِنَّ﴾ کائنات کی اشیاء وہ اپنی مشیت وارادے کے مطابق جس طرح چاہے ان میں تصرف فرماتا ہے۔

﴿وَ هُوَ﴾ اپنی ذات کے اعتبار سے ---

﴿عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ﴾ اپنی تمام مرادات ومقدورات پر ---

﴿قَدِیْرٌ۝﴾ اس کا حق ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کو اپنی فنا کی فضا تک پہنچائے۔ بایں طور کہ وہ ان کی باطل شخصیات کو فنا کر کے انہیں ان کی اس حقیقی شخصیت پر باقی رکھے گا، جو ظاہراً اس عالم میں جاری وساری ہے۔

[خاتمہ سورہ مائدہ]

ابدی بقا کو پیدا کرنے والی فنا کے مقام کی طرف متوجہ ہونے والے محمدی! اللہ تعالیٰ تیری سعی وکاوش کی قدر کرے اور تجھے تیرے مطلوب کی انتہا تک لے جائے، تیرے لیے اس امر کو پیش نظر رکھنا از حد ضروری ہے کہ خود پر جاری ہونے والی پوری قضا میں اس کی رضا کو اپنا ساتھی بنائے رکھنا کیوں کہ جو کچھ بھی عالم اکوان وفساد میں جاری ہورہا ہے یہ تمام تر اللہ کی مراد اور اس کی مشیت کے تقاضے سے وابستہ ہے اور اس کی جلالی، جمالی، لطفی اور قہری تجلیات کا فیضان ہے اور عارف جب مقام رضا سے بالاتر ہوجاتا ہے اور جب یہ اضافتیں اٹھتی ہیں تو پھر اسے خوشی، غمی لذت اور فنا تشویش اور اضطراب میں نہیں ڈالتی کیوں کہ ان تمام اشیاء کا تعلق دوری کی علامت اور امکان کے لوازمات سے ہے۔

چناں چہ تیرے لیے ضروری ہے کہ تو اپنے باطن کو خود پسندی، ریاکاری، رعونت اور نفسانی حرص وہوا ایسی امراض باطنی سے پاک وصاف رکھ، دنیا پرستوں سے علیحدگی اور اعراض کو لازم پکڑ، ان کی طرف پناہ اور التجا کرنے سے گریز کر، اپنی حاجات اور حصص کے اندر بھی کمی سے کام لے، ماسوئی بھوک مٹانے، رہائش اور ضروری لباس کے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ تو اپنے نفس کو قناعت کے کونے اور فراغت کی منزل میں رکھنے کا عادی بنالے۔

نیز نفس پرستوں کی مصاحبت اور ان سے مراجعت سے خود کو بچا، بالخصوص ان امور میں جو عارضی معاش سے تعلق رکھتے ہیں اور دنیا کے بھنور میں تو ایک اجنبی کی طرح رہ گویا تجھے کسی سے کوئی انس والفت نہیں ہے یا اس مسافر کی طرح جو صبح وشام سفر کرتا ہے اور کہیں بھی رکتا نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو اصحاب قبور سے شمار کر اور وہی کر جس کا تو ان سے اس دنیا کی نسبت سے مشاہدہ کر رہا ہے بلکہ تیری ارادی موت تو قطع تعلقات اور ترک مالوفات میں صوری موت سے بھی

زیادہ عمیق اور عبرت انگیز ہونی چاہیے کیوں کہ موت صوری کے اکثر اموات جب دنیا سے نکلتے ہیں تو اپنے ساتھ عظیم حسرت لیے ہوتے ہیں مگر وہ عارف جو موت ارادی کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے، اس کے پاس وہ لذت وفرحت ہوتی ہے کہ اگر اسے دوبارہ اس دنیا میں آنا پڑے تو وہ غمگین ہو جائے بلکہ خوف سے ہلاک ہو جائے۔

سن! تیرے لیے یہی نصیحت ہے کہ تو اس سے اپنا دامن بچا اور اس کی لذتوں سے بھی کنارہ کش رہ اور کتاب اللہ احادیث رسول ﷺ اور مشائخ عظام رضوان اللہ علیھم کے وہ ارشادات جو انہوں نے سعی بلیغ کے بعد ان سے استنباط کیے ہیں، ان سے ہمیشہ کسب فیض کر اور ان اصحاب دلائل سے اجتناب کر جنہیں ان کی عقلوں نے منہج صدق ویقین سے گمراہ کر رکھا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں رکھے جو اس کی طرف سے تائید یافتہ ہیں اور جنہوں نے اپنے عزم وہمت کی لگام اسی کے سپرد کر رکھی ہے۔

---"الٰہی تیرا فضل واحسان درکار ہے"---

سُورَةُ الأَنعَامِ

[مقدمہ سورہ انعام]

نورِ وجود جو عدم کے طاقچے سے چمک رہا ہے اور اسے تعینات اظلال عالم کون وفساد میں ظاہر ہونے والی شخصیات کی جادوئی لکیروں سے تعبیر کیا جاتا ہے، کی شعاعوں سے مستنیر اور فیض یاب ہونے والوں پر مخفی نہیں کہ عدم سے کمالات وجود کے ظہور کا راز صرف یہ ہے کہ وجود کو مجلّٰی و مصفّٰی کیا جائے اور وہ بھی اس حد تک کہ اس کے مقابلے میں کوئی صاف شیشہ نہ بھی ہو تو اس عدم سے اس کی شعاعیں منعکس ہو رہی ہوں، یعنی وہاں عدم کے سوا اس کا اور کوئی مقابل موجود نہ ہو، اسی لیے وجود کے کمالات عدم سے ہی منعکس ہوئے ہیں۔

پھر جو محجوب اور طبیعت کی قید میں مقید ہے، وہ وجود اور موجود سے صرف انہی عکوس کو دیکھتا ہے، جو سرابِ عدم میں ان موجوں سے منعکس ہوتے ہیں، جو جبی تجلیات سے بحرِ وجود میں اٹھتی ہیں اور وہ ان کے مبدأ و منشاء کی فہم وفراست سے محروم رہتا ہے اور اسی لیے وہ راہِ حق اور جادۂ استقامت سے ہٹ جاتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نور نہ دے، اس کے پاس نور کہاں سے آئے۔

اور نورِ الٰہی سے کشف ومشاہدہ کرنے والا اور اس کے مطالعۂ جمال میں مستغرق رہنے والا وجود میں صرف اسی کو دیکھتا ہے اور عالم صوری میں ظاہر ہونے والے آثار کا مبدأ اس کی وہ تجلیات ہیں، جو اس کے اسماء ذاتی اور اس کے کمالی، جمالی اور جلالی اسماء کی شانیں ہیں اور کتب الٰہیہ اور آثار نبویہ میں مذکور تکالیف ''بصورت عبادات'' کا راز صرف اور صرف یہ ہے کہ اس منزل تک تحقق اور تقرب حاصل ہو جائے، جس پر وجود حقی قائم ہے، یعنی اعتدال واستوا نصیب ہو جائے، جسے اقوم واعدل صراط اللہ قرار دیا جاتا ہے۔

اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وحدت الوجود کی منزل پر فائز اور اس کے مستقل نور کا انکشاف رکھنے والے مخلص بندوں کو انعام فرمایا کہ وہ ہمیشہ اس کی حمد وثنا پر قائم رہیں تاکہ وہ اس مقام شکر پر فائز ہو سکیں جو عارف باللہ کا بلند ترین مرتبہ ومقام ہے، کیوں کہ شکر تعینات کے حجابات کے اٹھنے کی مقدار پر ہی حاصل ہوتا ہے اور یہ منزل اس میں فنا ہوئے بغیر ہاتھ نہیں آتی اور جب بندہ اس میں فنا ہوتا ہے تو وہ مقام شکر پر فائز المرام ہوتا ہے۔ پھر اس کی نعمتوں کے شکر میں اس کی زبان حال وقال چلنا شروع ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں رکرتی ہوں) جو بہت ہی مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

تفسیر الجیلانی

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ تمام کائنات سے ذات کے اعتبار سے بے نیاز۔

﴿الرَّحۡمٰنِ﴾ اس پر کہ محض کرم واحسان سے نور وجود کا فیض عطا کیا۔

﴿الرَّحِيۡمِ۝﴾ انعام واحسان کا حق ادا کرنے کے لیے اسے حمد وثنا کرنے پر دوام بخشا۔

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ يَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنۡدَهٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَفِى الۡاَرۡضِ ؕ يَعۡلَمُ سِرَّكُمۡ وَجَهۡرَكُمۡ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡسِبُوۡنَ ﴿۳﴾ وَمَا تَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ مِّنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِمۡ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِيۡنَ ﴿۴﴾ فَقَدۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَـقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ ؕ فَسَوۡفَ يَاۡتِيۡهِمۡ اَنۡۢـبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۵﴾﴾ [الأنعام:1-5].

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور تاریکیوں اور نور کو بنایا پھر بھی کفار اپنے رب کے ساتھ (دوسروں کو) برابر قرار دیتے ہیں ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس نے (موت کا) وقت مقرر کیا اور (قیامت کا) معین وقت اسی کے پاس ہے۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو ﴿۲﴾ اور وہی اللہ تعالیٰ ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ وہ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو ان کو بھی جانتا ہے ﴿۳﴾ اور ان کے پاس کوئی نشانی بھی ان کے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں ﴿۴﴾ جب حق ان کے پاس آیا تو بے شک انہوں نے اس کو بھی جھٹلایا۔ سو عنقریب ان کے پاس اس چیز کی

خبریں آئیں گی جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے ۝

تفسیر الجیلانی

﴿اَلْحَمْدُ﴾ اور ثنا، جو اس کی اطاعت، فرماں برداری کی مُخبر ہے، جو اس کی ذاتی تعظیم و توقیر سے جنم لیتی ہے اور دائرۂ وجود میں داخل ہونے اور اس کی توحید و تفرید کا مستقل اعتراف کرنے والوں کی زبان سے صادر ہوتی ہے۔

﴿لِلّٰهِ﴾ الوہیت میں مستقل، ربوبیت اور عبودیت میں متوحد اور مستحق، وہ کیوں مستحق نہ ہو، جب کہ وہ قادر ہے۔

﴿الَّذِیْ خَلَقَ﴾ اور مقدر کیا۔

﴿السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾ یعنی اسماء و صفات کی علویات اور طبیعت عدمیہ کی سفلیات کو ظاہر کیا، جو علویات کی شعاعوں کو منعکس کرنے کے قابل ہے۔

﴿وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ﴾ یعنی تعینات کے پردوں کو معرض وجود میں لایا۔

﴿وَ النُّوْرَ﴾ یعنی وجود کا سایہ جو ان پر پھیلا ہوا ہے۔

﴿ثُمَّ﴾ نور وجود کی چمک اور ذات کے سورج کے طلوع ہونے کے بعد۔

﴿الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ﴾ یعنی جنہوں نے اپنی باطل شخصیت کے ساتھ اس کی حقیقی اور ازلی، اَبدی آفاق میں ساری شخصیت کو ڈھانپ لیا۔

﴿یَعْدِلُوْنَ۝﴾ راہ حق سے جہلاً و عناداً انحراف کرتے ہیں۔

اور کس طرح راہ حق سے انحراف کرتے ہو اور اپنی باطل شخصیت سے اس کی حقیقی شخصیت کو ڈھاپتے ہو اے گمراہی کے جنگل میں بھٹکنے والو! اس کی تو شان ہے کہ---

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ﴾ یعنی تمہارے وجود کو مقدر کیا۔

﴿مِّنْ طِیْنٍ﴾ قریب العدم بے جان سے۔

﴿ثُمَّ قَضٰۤی﴾ اور مقدر کیا۔

﴿اَجَلًا﴾ اس جہان میں تمہاری زندگی کے لیے۔

﴿وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ﴾ مقدر ہے، دار آخرت میں تمہاری فنا کے لیے۔

﴿ثُمَّ اَنْتُمْ﴾ اپنی منشاء اور پہلی اٹھان کو جاننے اور سمجھنے کے بعد۔

﴿تَمْتَرُوْنَ۝﴾ دوسری اٹھان میں شک کرتے ہو۔

﴿وَ﴾ کس طرح اس میں شک وشبہ کرتے ہو حالانکہ وہ---

﴿هُوَ اللّٰهُ﴾ قادر، متوحد، متفرد اور متجلی۔

﴿فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ﴾ مستقل اور منفرد طور پر۔

﴿یَعْلَمُ﴾ اپنے علم حضوری کے ساتھ۔

﴿سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ۝﴾ تمہاری پہلی اٹھان میں خیر اور شر نفع اور ضرر کو۔

﴿وَ﴾ ان کے کفر کرنے اور چھپانے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ---

﴿مَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ﴾ عظیم، جو رسول ﷺ کی زبان حق تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتی ہے۔

﴿مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ﴾ ربوبیت میں متوحد ہے۔

﴿اِلَّا كَانُوْا﴾ اپنے کفر اور جہالت کی انتہاء کی وجہ سے۔

﴿عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ۝﴾ اور راہ حق سے ان کے اعراض اور الحاد کی حد یہ ہے کہ---

﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ﴾ واقع کے مطابق اور وہ جامع قرآن مجید ہے۔

﴿لَمَّا جَآءَهُمْ﴾ اس کی زبان پر جو مرتبہ و مقام میں اللہ تعالیٰ کے حضور اعلیٰ اور دین وطریقہ میں اقوم واکمل ہے۔انہوں نے اس کی تکذیب کی اور اس کے ساتھ استہزا کیا۔

﴿فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ﴾ دنیا وآخرت میں ان پر ظاہر ہوں گی۔

﴿اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۝﴾ جب ان پر دنیا میں عذاب نازل ہوا، ذلت، مسکینی، جزیہ اور رسوائی ان کا مقدر بنی اور آخرت میں دردناک عذاب ان کا منتظر ہے۔

﴿ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا
السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ
قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٦﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ
مُّبِينٌ ﴿٧﴾ وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ ﴿٨﴾ ﴾
[الأنعام: 6-8].

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں۔ جن کو ہم نے زمین میں ایسا اقتدار دیا تھا جو تمہیں نہیں دیا اور ہم نے ان پر موسلا دھار بارشیں برسائیں اور ہم نے ان کے (باغوں کے) نیچے نہریں جاری کر دیں۔ پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ اور ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں پیدا کر دیں﴿٦﴾ اور اگر ہم آپ پر کاغذ میں (لکھی ہوئی) کتاب نازل کرتے اور وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے، تب بھی کفار کہتے کہ یہ تو محض کھلا ہوا جادو ہے﴿٧﴾ اور انہوں نے کہا کہ اس رسول پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو (ان کا) معاملہ ختم ہو چکا ہوتا۔ پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی﴿٨﴾

تفسیر الجیلانی

﴿أ﴾ وہ نزول عذاب میں شک کرتے ہیں۔

﴿لَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ﴾ قرون ماضیہ سے، جیسے عاد، ثمود وغیرہ ہما، اس کے باوجود کہ ہم نے---

﴿مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی مقدر کر دیا ہم نے اس میں کہ وہ قادر ہوئے بڑے بڑے جرائم اور عظیم گناہوں پر۔

﴿مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ﴾ اور تمہاری وسعت میں وہ جاہ و مال اور ملک و تسلط نہ رکھا۔

﴿وَ﴾ اس کے ساتھ ہی۔

﴿أَرْسَلْنَا السَّمَاءَ﴾ بارش کو

﴿عَلَيْهِم مِّدْرَارًا﴾ موسلا دھار اور کثیر

﴿وَ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ﴾ ہمیشہ تروتازہ الحاصل کہ ہم نے ایک طویل دور تک انہیں ناز ونعمت میں رکھا

﴿فَاَهْلَكْنٰهُمْ﴾ وقت آنے پر۔

﴿بِذُنُوْبِهِمْ﴾ جو ان سے صادر ہوئے، انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے ادیان کی تکذیب اور زمین میں طرح طرح کے فسادات برپا کرنے کی صورت میں۔

﴿وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ۝﴾ اور اے اکرم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم! تم ان کی تکذیب اور غلط مطالبات کی پروانہ کرنا اور نہ ہی یہ امید رکھنا کہ وہ تمہاری اور تمہاری کتاب کی تصدیق کریں گے کیونکہ گمراہی کی آخری حد تک جاچکے ہیں۔

﴿وَ لَوْ نَزَّلْنَا﴾ اپنے مقام وجود سے۔

﴿عَلَیْكَ كِتٰبًا﴾ مکتوب

﴿فِیْ قِرْطَاسٍ﴾ ورق

﴿فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ﴾ اس کے نزول کے وقت۔

﴿لَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا﴾ فطری جہل اور خبثِ باطن کی وجہ سے۔

﴿اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۝﴾ کھلا جادو ہے، کیونکہ آسمان سے ورق کا اترنا جادو کے بغیر ممکن نہیں۔

﴿وَ قَالُوْا﴾ آپ کے ساتھ شقاق ونفاق کی انتہاء کو پہنچ کر کہ اگر وہ نبی ہے۔

﴿لَوْ لَاۤ﴾ کیوں نہیں۔

﴿اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ﴾ کہ وہ اس کی نبوت کی تصدیق کرتا اور ہم بھی تصدیق کر دیتے تو ہماری نیابت میں ان کو یہ جواب دو۔

﴿وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا﴾ اپنی سنت کے تقاضے پر جیسا کہ سابقہ امم میں ہوتا رہا ہے۔

﴿لَّقُضِیَ الْاَمْرُ﴾ تو پھر تمہاری ہلاکت کا فیصلہ نافذ کر دیا جاتا۔

﴿ثُمَّ﴾ فرشتے کے نزول کے بعد بلکہ پھر تم سابقہ امتوں کی طرح عذاب میں مبتلی کر دیے جاتے۔

﴿لَا يُنظَرُونَ﴾ ایک لحہ بھی مہلت نہ دیے جاتے۔ بس انکار کرتے اور عذاب کا شکار ہو جاتے۔

﴿وَلَوْ جَعَلْنَٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَٰهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾﴾ [الأنعام:9-11].

اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بناتے تو اس کو مرد (کی شکل میں) ہی بناتے۔ اور ہم انہیں اسی شبہ میں مبتلا کر دیتے جس میں وہ اب مبتلا ہیں ﴿٩﴾ اور بے شک آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا پھر رسولوں کا مذاق اڑانے والوں کو اسی (عذاب) نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے ﴿١٠﴾ آپ فرمائیے! تم زمین میں سیر کرو، پھر دیکھو کہ (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ ﴿١١﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اس کے بعد

﴿لَوْ جَعَلْنَٰهُ﴾ رسول کو جوان کی طرف نازل کیا ہوا ہے۔

﴿مَلَكًا لَّجَعَلْنَٰهُ رَجُلًا﴾ یعنی اس کی صورت پر کیوں کہ بشر کے لیے فرشتے کو اس کی اصلی پُر ہیبت صورت پر دیکھنا ممکن نہیں۔ اس لیے روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام جب بھی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے، تو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آئے، نیز جنس کے مختلف ہونے کی وجہ سے فرشتے سے استفادہ کرنا بھی ان (لوگوں) کے لیے ممکن نہ تھا۔

﴿وَ﴾ اگر ہم اسے بشر کی صورت پر نازل کرتے۔

﴿لَلَبَسْنَا﴾ مشتبہ کر دیتے۔

﴿عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ﴾ جس شبہ میں وہ اب ہیں کہ یہ شان رسالت کے لائق نہیں تو وہ اس کی بھی تصدیق نہ کرتے۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے اس استہزا سے پریشان نہ ہو اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرو کیوں کہ۔

﴿لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ توانہوں نے اپنی تکذیب اور استہزا پر صبر کیا تھا۔
﴿فَحَاقَ﴾ اور ہر طرف سے گھیر لیا۔
﴿بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ تو اس استہزا کے باعث انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا اور اگر وہ ان کی ہلاکت و بربادی سے متعلق قصے کا انکار کریں تو---
﴿قُلْ﴾ ان سے
﴿سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ یعنی فراعنہ مصر، اکاسرہ ایران، قیاصرہ روم اور خواقین چین کی قیام گاہوں میں ''بنظر عبرت''---
﴿ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ٥﴾ جنہوں نے عناد و سرکشی سے رسولوں کی تکذیب کی، یہاں تک کہ ان کے نشانات آثار و اظلال تک مٹ گئے۔ حالاں کہ وہ بڑے طاقت ور اور جنگجو تھے۔

﴿ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٤﴾ ﴾ [الأنعام:12-14].

آپ (ان سے) فرمائیے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ آپ فرمائیے: (سب کچھ) اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس نے رحم کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ وہ تم کو قیامت کے دن ضرور جمع کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (مگر) جن لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال دیا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿١٢﴾ اور اسی کا ہے جو کچھ رات اور دن میں بس رہا ہے اور وہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے ﴿١٣﴾ آپ فرمائیے: کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود بنالوں؟ جو

آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا (وہ کھانے سے پاک ہے)۔آپ فرمائیے: بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہو جاؤں۔اور یہ کہ تم ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا﴿۱۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان سے ان کا ناطقہ بند کرنے کے لیے۔

﴿لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ تصرف، تملک، ایجاد واظہار اور اعدام وافناء کے طور پر۔

﴿قُلْ﴾ ایضاً، جواب میں متحیر اور مبہوت ہونے کے بعد۔

﴿لِّلّٰهِ﴾ تجلی ظہور اور تصرف کرنے میں متوحد اور متفرد ہے کیوں کہ---

﴿كَتَبَ﴾ اپنے ذمہ کرم پر لازم کر لیا ہے۔

﴿عَلٰى نَفْسِهِ﴾ اپنی ذات پر جس وقت اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی۔

﴿الرَّحْمَةَ﴾ عامہ یعنی اسمِ رحمٰن کے ساتھ تجلی فرمائی، عالمین کے ذروں کے عرشوں پر جو اس کے اوصاف ذاتیہ سے منعکس ہو رہے تھے۔ بخدا---

﴿لَيَجْمَعَنَّكُمْ﴾ اے عکوس واظلال! اپنے اسم رحیم کے تقاضے پر۔

﴿اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ جو ایک بڑی مصیبت ہے، جس میں غیر وسوا کے تمام نقوش مٹ جائیں گے۔

﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ اس کے جمع کرنے اور اٹھانے میں اربابِ بصیرت کے نزدیک جو ظہور واظہار کے راز میں غور وتدبر کرنے والے ہیں۔ ہاں مگر---

﴿اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ کہ ان کی نظر صرف ان اظلال وتماثیل پر ہی جمی رہتی ہے، جو زائل ہونے والی ہیں اور ان کی لذات وشہوات کو قرار ومدار نہیں ہے۔

﴿فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝﴾ وہ مرکز توحید وتفرید کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔

وہی محرومی کے جنگل میں خود پر ظلم کر رہے ہیں اور امکان کی ظلمت میں بھٹک رہے ہیں۔

﴿وَ﴾ وہ اس کی توحید اور اس کے جمع کرنے کا کیسے انکار کریں گے جب کہ وہ---

﴿لَهٗ﴾ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے۔

﴿مَا سَكَنَ﴾ اور جو چھپا ہے۔

﴿فِی الَّیْلِ﴾ یعنی مرتبہ غیب و باطن

﴿وَ النَّهَارِ﴾ یعنی مرتبہ ظاہر و شہادت

﴿وَ هُوَ﴾ اپنی ذات کے اعتبار سے۔

﴿السَّمِیْعُ﴾ تمام مسموعات کو

﴿الْعَلِیْمُ﴾ تمام معلومات و مدرکات کو، ظاہر و باطن سے کوئی شے بھی اس پر مخفی نہیں ہے۔

﴿قُلْ﴾ اسے جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے اور اس کے لیے شریک کو ثابت کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اے اکمل الرسل ﷺ! تجھے بھی اس کے لیے شریک کی ترغیب بھی دیتا ہے۔

﴿اَغَیْرَ اللّٰهِ﴾ احد، صمد، جس کا قطعاً کوئی شریک ہے ہی نہیں۔

﴿اَتَّخِذُ وَلِیًّا﴾ مالک اور وکیل تاکہ میں بھی مشرک ہو جاؤں حالاں کہ سبحانہ و تعالیٰ تو ---

﴿فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ ان کا موجد اور عدم سے انہیں ظاہر کرنے والا۔

﴿وَ هُوَ یُطْعِمُ﴾ محتاجوں کو رزق دیتا ہے۔

﴿وَ لَا یُطْعَمُ﴾ کہ وہ کھانے اور پینے سے پاک ہے۔

اس صنعت کو خاص کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ عالم امکان کا اقوی سبب ہے اور حدوث کی اجل اور اظہر نشانی ہے اور باقی سب اس کی فروعات ہیں۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! تمام مخلوقات سے۔

﴿اِنِّیْۤ اُمِرْتُ﴾ اپنے رب کی طرف سے

﴿اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ﴾ جس نے اطاعت کی، توحید کو ظاہر کیا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی۔

﴿وَ﴾ مجھے تاکیداً منع کیا گیا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے اس قول کے ساتھ۔

﴿لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ حق کے سوا کسی اور وجود کو ثابت کرنے والے۔

﴿ قُلْ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ مَّن يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ
فَقَدْ رَحِمَهُۥ ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن
يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْخَبِيرُ ﴿١٨﴾ ﴾
[الأنعام: 15-18].

آپ فرمایئے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک عظیم (قیامت کے) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۱۵﴾ جس شخص سے اس دن عذاب ہٹا دیا گیا تو یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ نے بہت رحم فرمایا اور یہ کھلی کامیابی ہے ﴿۱۶﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان پہنچائے تو اس نقصان کو دور کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور اگر وہ تمہیں کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۷﴾ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور وہ بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔ ﴿۱۸﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اپنے متبعین سے، شاید وہ بیدار ہو جائیں۔

﴿إِنِّيٓ﴾ اس کے بعد کہ میں کشف وشہود کی منزل پر پہنچ چکا ہوں۔

﴿أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي﴾ یعنی اگر میں اس کی توحید کے تقاضے سے نکل جاؤں۔

﴿عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ تفصیلی چھان بین کا دن جس میں ہر جان کو اس کی کوشش کی جزا دی جائے گی۔

﴿مَّن يُصْرَفْ﴾ عذاب

﴿عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُۥ﴾ حق تعالیٰ اور اسے کشف وشہود کے مقام پر فائز کیا۔

﴿وَذَٰلِكَ﴾ تحقق اور انکشاف ہی۔

﴿ٱلْفَوْزُ ٱلْمُبِينُ۝﴾ اہل وصول وعنایت کے لیے۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! مقام توحید پر تمہارے پہنچ جانے کے بعد۔

﴿إِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ﴾ مشقت اور آزمائش

﴿فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ﴾ کیوں کہ اس کے سوا کوئی اور شے ہے ہی نہیں۔

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ﴾ عطیہ اور غنیٰ

﴿فَهُوَ﴾ بھی اسی کی جانب سے ہے کیوں کہ---

﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ﴾ خیر وشر اور نفع وضرر

﴿قَدِيْرٌ٥﴾ اس کی قدرت تمام مقدورات کا احاطہ رکھتی ہے۔

﴿وَ﴾ وہ اپنی ہر مراد پر کیسے قادر نہ ہو کیوں کہ---

﴿هُوَ الْقَاهِرُ﴾ عزیز وغالب ہے۔

﴿فَوْقَ عِبَادِهٖ﴾ ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔

﴿وَهُوَ الْحَكِيْمُ﴾ اپنی تدبیرات میں محکم نظام رکھتا ہے۔

﴿الْخَبِيْرُ٥﴾ ان کی حاجات کی، جو ان کے لیے مناسب ہو وہ دیتا ہے اور جو ان کے لیے نقصان دہ ہو وہ اپنے ارادے واختیار سے روک دیتا ہے۔

اور اگر وہ آپ سے جھگڑیں اور آپ سے آپ کی نبوت ورسالت پر گواہ طلب کریں---

﴿قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ۣ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ
بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا
تُشْرِكُوْنَ ۝ ١٩ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ۝ ٢٠ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ٢١﴾
[الأنعام:19-21].

(ان سے) پوچھو: کس کی گواہی سب سے بڑی ہے؟ آپ ﷺ فرمایئے: اللہ تعالیٰ (کی)۔ وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تم کو اور جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔ کیا واقعی تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا بھی ہیں؟ آپ فرمایئے: میں تو (ایسی جھوٹی) گواہی نہیں دیتا۔ آپ ﷺ

فرمایئے: وہ تو صرف ایک خدا ہے۔ اور بے شک میں ان (بتوں) سے بیزار ہوں جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو ۝١٩ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (نبی ﷺ) کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ (مگر) جن لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال دیا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ۝٢٠ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگائے یا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے؟ بے شک ظالم فلاح نہیں پائیں گے ۝٢١

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ ان کا ناطقہ بند کرنے کے لیے۔

﴿اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ﴾ اور اَتم ہے۔

﴿شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ﴾ کیوں کہ متعین اور عظمت و کبریائی سے متعزز وہ---

﴿شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَ﴾ اس کی شہادت یہ ہے کہ---

﴿اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ﴾ تمام سابقہ کتب کا جامع

﴿لِاُنْذِرَکُمْ﴾ اور تمہیں خوشخبری دوں۔

﴿بِهٖ﴾ اس کے نزول کے وقت موجود لوگو!

﴿وَ﴾ اسی طرح

﴿مَنْۢ بَلَغَ﴾ اس کو اس کی وحی کی خبر اور اس کا حکم کالے اور سرخ کو کیوں کہ مجھے توحید ذاتی کے تقاضے پر تمام مخلوق کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہے۔

﴿اَئِنَّکُمْ﴾ اے گمراہی کے سمندر میں ڈوبنے والو!

﴿لَتَشْهَدُوْنَ﴾ برہان کے واضح ہو جانے کے بعد۔

﴿اَنَّ مَعَ اللّٰهِ﴾ متوحد بذاتہ اور مستقل فی الالوہیت

﴿اٰلِهَةً اُخْرٰی﴾ جو اس کے وجود اور ملک میں شریک ہیں۔

﴿قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ﴾ تمہاری اس جھوٹی گواہی کی طرح بلکہ---

﴿قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ اُلوہیت میں متفرد، ربوبیت میں متوحد، اس کے غیر کا وجود ہی نہیں کہ اس کے ساتھ شریک ہو بلکہ اس کے سوا کوئی موجود ہی نہیں۔

﴿وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۝﴾ اظلال باطلہ اور تماثیل عاطلہ سے

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ﴾ یہود ونصاریٰ کو

﴿یَعْرِفُوْنَهٗ﴾ ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کو آپ کے حلیہ شریفہ اور ان کی کتابوں میں مذکور آپ کے اوصاف حمیدہ کے ساتھ۔

﴿كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ کسی شک وشبہ کے بغیر۔

﴿اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ تحریف اور شرک والوں سے۔

﴿فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۝﴾ عناداً و کفراً ان کی نبوت ورسالت پر۔

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ﴾ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پکڑ اور انتقام کا زیادہ حق دار۔

﴿مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ اور اس کی کتاب کو محرف بنا دیا عناداً---

﴿اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ﴾ جو اس کے رسول ﷺ پر نازل کی ہوئی ہیں اور اس کی توحید کی راہ کو واضح کرتی ہیں۔ کسی سند اور دلیل کے بغیر محض جھگڑا کرنے کے لیے اور اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ سے فوز وفلاح کے ملنے کی امید رکھے ہوئے ہیں۔

﴿اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾ عقل ونقل کے تقاضے سے خارج ہونے والے اور اس کی پیروی کو چھوڑنے والے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید کے ساتھ اپنی توحید کی اشاعت اور ان کے احکام کے ساتھ مخلوق کی طرف بھیجا ہے، جو اس کی وحدت ذات کے لائق ہیں اور شرک کو یکسر زائل کرنے والے ہیں۔

﴿ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ
تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾ انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۚ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا
كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِن
يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ
﴿٢٥﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ ۖ وَإِن يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى
النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ ﴾ [الأنعام:22-27].

اور (یاد کرو) جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے کہیں گے: کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن (کے خدا ہونے) کا تم دعویٰ کرتے تھے؟ (٢٢) پھر نہیں ہوگا ان کا کوئی عذر سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے: قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو ہمارا رب ہے، ہم مشرک نہیں تھے (٢٣) دیکھو انہوں نے اپنے نفسوں پر کیسا جھوٹ بولا۔ اور غائب ہوگئیں ان سے (وہ چیزیں) جو وہ گھڑا کرتے تھے (٢٤) اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو (بظاہر) کان لگا کر آپ کی بات سنتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں تا کہ وہ آپ کی بات نہ سمجھیں اور ہم نے ان کے کانوں میں گرانی پیدا کردی ہے اور اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی وہ ان پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ جب وہ بحث کرتے ہوئے آپ کے پاس آئیں گے تو جنہوں نے کفر اختیار کرلیا وہ کہیں گے یہ (قرآن) تو محض پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں (٢٥) اور وہ (لوگوں کو) اس (رسول ﷺ) سے روکتے تھے اور خود بھی اس (رسول ﷺ) سے دور بھاگتے تھے۔ دراصل وہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں (٢٦) اور اگر آپ (ان کفار کو اس وقت) دیکھیں جب وہ دوزخ کے پاس کھڑے کیے جائیں گے تو وہ کہیں گے۔ اے کاش! ہم (دنیا میں) واپس بھیج دیے جائیں تو ہم اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں گے اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں گے (٢٧)

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان سے ذکر کرو۔

﴿یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ﴾ اورانہیں جمع کریں گے۔

﴿جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا﴾ سرِعام انہیں رسوااورذلیل کرنے کے لیے۔

﴿اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۝﴾ کہ وہ خدا ہیں اورایمان وعبادت کے لائق ہیں۔

اورتم یہ اعتقادرکھتے تھے کہ وہ تمہاری شفاعت کریں گے اور تمہیں اللہ کے عذاب سے بچائیں گے۔انہیں پکاروکہ وہ تمہیں بچائیں۔

﴿ثُمَّ﴾ اس نداکوسننے کے بعد

﴿لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ﴾ خلاصی کاحیلہ

﴿اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا﴾ قسمیں کھاتےاورمعذرت کرتے ہوئے۔

﴿وَ اللّٰهِ رَبِّنَا﴾ تواے ہمارے آقاومولیٰ!---

﴿مَا كُنَّا﴾ ذاتی طورپر۔

﴿مُشْرِكِیْنَ۝﴾ تیرے سواکسی غیرکی عبادت کرنے والے۔

﴿اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ﴾ صدق ویقین کے محل میں۔

﴿وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۝﴾ یعنی وہ شرکاءجنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضوراپناشفیع اورعذاب الٰہی سے نجات دہندہ مانتے تھے۔

﴿وَ مِنْهُمْ﴾ ان معذرت کرنے والے مشرکین سے۔

﴿مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ﴾ جب تم تلاوت کرتے ہومگروہ اسے سمجھتے نہیں اوراس کاانکارواستہزاکرتے ہیں۔

﴿وَ﴾ کیسے اسے سمجھ سکتے ہیں کیوں کہ---

﴿جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً﴾ حجابات اورپردے ناپسندکرتے ہوئے کہ---

﴿اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا﴾ جواس کی سماعت سے مانع ہے۔

﴿وَ﴾ ان کے عناد اور انکار کی انتہاء یہ ہے کہ---
﴿اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ﴾ جو حق تعالیٰ کی توحید و تمجید پر دلالت کرتی ہو۔
﴿لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا﴾ عناد و تکبر کی بنیاد پر
﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ﴾ اپنی سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے۔
﴿يُجَادِلُوْنَكَ﴾ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جو ان کے لائق نہیں ہوتا۔
﴿يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾ حق کو چھپانے اور باطل کو رائج کرنے کے لیے۔
﴿اِنْ هٰذَآ﴾ کلام جو محمد ﷺ کو دیا گیا ہے۔
﴿اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۝﴾ جنہیں وہ کمزور عوام کو گمراہ کرنے کے لیے لکھا کرتے تھے۔
﴿وَهُمْ﴾ اس طعن تشنیع کے ساتھ۔
﴿يَنْهَوْنَ عَنْهُ﴾ اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور ان پر ایمان لانے سے گمراہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔
﴿وَ﴾ وہ بذات خود
﴿يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ﴾ عناد و سرکشی سے دوری اختیار کرتے ہیں۔
﴿وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ﴾ اس گمراہ کرنے اور دھوکہ دہی سے نہیں ہلاک کرتے۔
﴿اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ۝﴾ ان کے گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کا ضرر ان سے تجاوز نہیں کرے گا کیوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔
﴿وَلَوْ تَرٰٓى﴾ اے دیکھنے والے!
﴿اِذْ وُقِفُوْا﴾ یعنی جب وہ جھانکیں گے۔
﴿عَلَى النَّارِ﴾ بغاوت و سرکشی کی بنیاد پر ان کا اس میں واقع ہونا اور واقع کیے جانا ثابت ہو جائے گا تو تو دیکھے گا کہ وہ معاملہ کتنا رسوا کن اور دردناک ہوگا۔
﴿فَقَالُوْا﴾ اس انتہائی پریشانی کے عالم میں یہ آرزو کرتے ہوئے۔

﴿يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ﴾ اپنی انہی ایڑیوں پر۔
﴿وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا﴾ جو ہمارے پاس آئیں اور ہم نے ان کی تکذیب کی۔
﴿وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ جو انہیں لے کر ہمارے پاس آیا اس کی تصدیق کرنے والوں سے۔

﴿بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝28 وَقَالُوْٓا
اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝29 وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ
قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝30 قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا
جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ
مَا يَزِرُوْنَ ۝31﴾ [الأنعام:28-31].

بلکہ ان کے سامنے ظاہر ہو گیا جو وہ پہلے چھپایا کرتے تھے اور اگر وہ (دنیا میں) واپس بھیج دیے جائیں تو پھر بھی وہی کریں گے جس سے روکے گئے تھے۔ اور یقیناً وہ جھوٹے ہیں ۝28 اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی صرف یہی دنیاوی زندگی ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے ۝29 اور کاش آپ دیکھیں جب وہ (کفار) اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) سچ نہیں ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ ہمارے رب کی قسم! (یہ سچ ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو اب اپنے کفر کی وجہ سے عذاب (کا مزہ) چکھو ۝30 بے شک خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ اچانک جب ان کے پاس قیامت آ پہنچے گی تو کہیں گے: ہائے افسوس! اس کوتاہی پر جو ہم سے اس زندگی میں ہوئی اور وہ اپنی پیٹھوں پر (اپنے گناہوں کا) بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ خوب سن لو! بہت برا ہے وہ بوجھ جسے وہ اٹھائے ہوئے ہوں گے ۝31

تفسیر الجیلانی

﴿بَلْ بَدَا﴾ ظاہر ہو گیا۔

﴿لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ﴾ عناد اور تکبر کی بناء پر رسولوں اور کتابوں کی حقانیت کو اس نا امیدی اور خوف و ہراس کے وقت، قصد صحیح سے نہیں بلکہ مجبوراً یہ تمنا کریں گے کہ اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے بلکہ---

﴿وَ﴾ بخدا!

﴿لَوْ رُدُّوْا﴾ آخرت کی ہولناکیوں میں واقع ہونے کے بعد اگر بالفرض انہیں دنیا کی طرف لوٹا بھی دیا جائے۔

﴿لَعَادُوْا﴾ اپنے خبث باطنی کی وجہ سے۔

﴿لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ عناد و تکبر کی بنیاد پر۔

﴿وَ اِنَّهُمْ﴾ اس آرزو کے اندر بھی۔

﴿لَكٰذِبُوْنَ۝﴾ کیوں کہ ان کی فطرت اور جبلت کے اندر جھوٹ کار فرما ہے جو کبھی بھی نکل نہیں سکتا۔

﴿وَ﴾ ان کی فطرت میں جھوٹ اور عناد کیوں نہ ہو کیوں کہ انہوں نے---

﴿قَالُوْا﴾ اپنے خبث باطن سے جب انہیں رسولوں نے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی دعوت دی۔

﴿اِنْ هِیَ﴾ یعنی نہیں ہے زندگی

﴿اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا﴾ یعنی یہی دنیا جس پر ہم موجود ہیں۔

﴿وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ۝﴾ جس طرح ان کم عقلوں کا وہم وگمان ہے۔

﴿وَ لَوْ تَرٰۤى﴾ اے دیکھنے والے!

﴿اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ﴾ جب انہیں صف در صف اپنے اعمال کے محاسبے کے لیے رب کے حضور کھڑا کیا جائے گا تو تو انہیں دیکھے گا کہ وہ مضطرب، حیران اور بے ہوشی کے عالم میں ہوں گے۔

﴿قَالَ﴾ ان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ عزت وجلال کے پردوں کے پیچھے سے۔

﴿اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ﴾ اے بے وقوفو جھوٹو اور جھٹلانے والو!

﴿قَالُوْا﴾ معاینہ اور مکاشفہ کے بعد معذرت کرتے، تصدیق کرتے اور قسمیں کھاتے ہوئے۔

﴿بَلٰى وَ رَبِّنَا﴾ ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی۔

﴿قَالَ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے، اب ایمان لانا تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔

﴿فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۝﴾ نشأت اولیٰ میں جو فتنے اور آزمائش کا گھر تھی اس کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو زجر وتوبیخ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿قَدْ خَسِرَ﴾ اور گھاٹے میں رہے۔

﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ﴾ باوجود نازل ہونے ان آیات کے جو اس کی ملاقات پر دال تھیں اور مرسلین، انبیاء اور اولیاء کی وعظ وتلقین کے ہوتے ہوئے۔

﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ﴾ جو حساب وکتاب کے لیے تیار کی ہوئی ہے۔

﴿بَغْتَةً﴾ اچانک

﴿قَالُوْا﴾ ان پر اس کے منکشف اور یقینی ہو جانے کے بعد خائب وخاسر اور حسرت زدہ ہوتے ہوئے۔

﴿يٰحَسْرَتَنَا﴾ تأسف وحسرت کا کلمہ

﴿عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا﴾ یعنی دنیا میں تکذیب اور عدم ایمان کے سلسلہ میں

﴿وَهُمْ﴾ اندریں حالت

﴿يَحْمِلُوْنَ﴾ وبال

﴿اَوْزَارَهُمْ﴾ اور اپنے گناہوں کا

﴿عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ﴾ خائب وخاسر اور اپنے رب کے چہرے کے مطالع سے محروم رہتے ہوئے۔

﴿اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ۝﴾ دنیا میں اور دار آخرت میں لقاءِ رحمٰن سے محروم ہو کر۔

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾
قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾
وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ
وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ
نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾﴾ [الأنعام:32-35].

اور دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے ۔ اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لیے جو پرہیز گار ہیں ۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟﴿۳۲﴾ (پیارے نبی ﷺ!) ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کی باتیں آپ کو رنجیدہ کرتی ہیں دراصل وہ آپ ﷺ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ وہ ظالم تو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں﴿۳۳﴾ اور آپ ﷺ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں ۔ سو انہوں نے اس تکذیب اور ایذا رسانی پر صبر کیا یہاں تک کہ ہماری مدد انہیں آ پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے ۔ اور آپ کے پاس رسولوں کی خبریں آ چکی ہیں﴿۳۴﴾ اور اگر ان لوگوں کی روگردانی آپ پر گراں گزرتی ہے تو آپ اگر زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر سکتے ہیں تا کہ ان کے پاس (ان کا مطلوبہ) معجزہ لے آئیں (تو کر لیں لیکن پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے) ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا ۔ (تو اے مخاطب!) تو ہرگز نادانوں میں سے نہ ہو جانا ۔﴿۳۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ﴾ جس پر وہ انحصار کرتے ہوئے حقیقی زندگی سے محروم ہو گئے ۔

﴿اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ﴾ جو انہیں مشغول اور غافل رکھے ہوئے ہے ابدی اور سرمدی زندگی سے ۔

﴿وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ﴾ اور اس کے حقیقی باغات اور اس کی معنوی لذات ۔

﴿خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کی محرمات اور اس کی منہیات سے اس ظاہری حیات میں۔

﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ اور فرق کرتے ہوئے عقل مند و! ان دونوں زندگیوں میں اور نہیں جانتے ہو کہ ان کی لذتوں سے کون سی تمہارے لیے بہتر ہے۔ پھر ارشاد ربانی ہے:

﴿قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ﴾---

﴿لَيَحْزُنُكَ﴾ اور تمہیں یہ بات اذیت دیتی ہے۔

﴿الَّذِیْ يَقُوْلُوْنَ﴾ آپ کے حق میں یہ عناد و مجادلہ کرنے والے کہ آپ جادوگر، جھوٹے اور مجنون و شاعر ہیں۔ مگر اب ان کی اور ان کی اس بات کو خاطر میں نہ لائیں۔

﴿فَاِنَّهُمْ﴾ فی الحقیقت

﴿لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰـكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کی حدود سے نکلنے والے اور اس کے احکام کے تقاضے سے پھرنے والے۔

﴿بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ جو آپ پر اس کی طرف سے نازل کی ہوئی ہیں اس کے پریشان اور گمراہ بندوں کی ہدایت کے لیے۔

﴿يَجْحَدُوْنَ ۝﴾ انکار کرتے ہیں اور عناداً انحراف کرتے ہیں۔ پھر بھی اے اکمل الرسل ﷺ ان کی اس اذیت پر صبر کرو یہاں تک کہ اللہ مقتدر اور منتقم کا ان پر عذاب نازل ہو جائے۔

﴿وَ﴾ بخدا اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ جس طرح کہ آپ کی تکذیب کی گئی۔

﴿فَصَبَرُوْا﴾ اور برداشت کیا۔

﴿عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا﴾ جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا تھا۔ چناں چہ ہم نے ان کی مدد کی اور ان کے دشمنوں سے بدلہ کیا اور وہی غالب رہے۔

﴿وَ﴾ آپ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی تائید پر مایوس نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ کیوں کہ ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ اس کے انبیاء اور مرسلین کی مدد کے سلسلے میں جو اس کے علم میں سابق و ثابت ہو چکے ہیں۔

﴿وَ﴾ آپ کس طرح مایوس اور ناامید ہو سکتے ہیں۔

﴿لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ﴾ اس تردد و تفکر میں وہ تمہیں کافی ہے۔

﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ﴾ اور گراں گزرتا ہے۔

﴿عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ﴾ ایمان سے اور آپ کی اطاعت سے۔

﴿فَاِنِ اسْتَطَعْتَ﴾ ان کے ایمان وانقیاد کی حد درجہ حرص کرتے ہوئے۔

﴿اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا﴾ سرنگ

﴿فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا﴾ سیڑھی

﴿فِی السَّمَآءِ﴾ تو کر گزرو۔

﴿فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ﴾ جو اس امر پر دال ہو کہ وہ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں، ورنہ آپ صبر سے کام لیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم آجائے اور آپ کا کام تو صرف تبلیغ ہے۔

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ﴾ بایں طور کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اور اس کے اختیار میں ہیں۔ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اس لیے ان کے ایمان اور ان کی ہدایت پر حرص نہ کریں اور اپنی جدوجہد کو ان امور میں صرف نہ کریں، جو ذاتی طور پر تمہارے بس سے باہر ہیں کیوں کہ آپ جسے پسند کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔

یہ اور ایسی دیگر بہت سی مثالیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول ﷺ کے لیے تادیب کے طور پر وارد ہوئی ہیں۔

اور اے داعی رسول مکرم ﷺ! آپ ان کے ایمان کی طلب اور ان کی ہدایت کی توقع کیسے کرتے ہیں۔ جب کہ داعی کی شان یہ ہے---

﴿ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَى يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوا لَوْلَا
نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾ وَمَا مِن
دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ
يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾ ﴾ [الأنعام:36-39].

(حق کو) صرف وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو (غور سے) سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے ﴿٣٦﴾ اور انہوں نے کہا: اس رسول ﷺ پر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ فرمائیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ کوئی معجزہ نازل کرے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ﴿٣٧﴾ اور زمین پر چلنے والا ہر جانور اور اپنے دو پروں سے اُڑنے والا ہر پرندہ تمہاری ہی مثل مخلوق ہیں۔ ہم نے کتاب میں کسی چیز کو نظر انداز نہیں کیا پھر وہ سب اپنے رب کے پاس جمع کیے جائیں گے ﴿٣٨﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی (وہ) بہرے اور گونگے ہیں۔ اندھیروں میں (سرگرداں ہیں۔) اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کردے اور جسے چاہے سیدھے راستے پر گامزن کردے ﴿٣٩﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ﴾ دعوت کو رضا مندی سے، اور کان دھرتے ہیں اور ان کے دل اسے سمجھنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور وہ حقیقی حیات کے طالب بھی ہوتے ہیں۔

﴿وَ﴾ یہ تو ان طالبین میں شامل ہی نہیں بلکہ یہ تو---

﴿الْمَوْتَىٰ﴾ حقیقتاً، اگرچہ یہ صورۃً زندہ ہیں۔

﴿يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ﴾ حشر کے روز اور انہیں حیات حقیقی پر زندہ کرے گا حتی کہ وہ اپنی حیات ظاہری میں گم کردہ متاع پر مطلع ہو جائیں گے۔ مگر اب ان کو یہ حیات اور اطلاع کوئی فائدہ نہ دے گی، سوا حسرت و ندامت کے انہیں کچھ

حاصل نہ ہوگا۔

﴿ثُمَّ﴾ ان کے زندہ اور مطلع ہونے کے بعد

﴿اِلَیْهِ﴾ اس کے غیر کی طرف نہیں۔

﴿یُرْجَعُوْنَ۝﴾ آیات الٰہیہ اور رسولوں کی تکذیب اور ان کے ساتھ استہزا و توہین، ایسے اعمال کی جزا کے لیے ہانکے جائیں گے۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! آپ کے ساتھ ان کے بغض و عناد کا عالم یہ ہے کہ---

﴿قَالُوْا﴾ ایک دوسرے سے کہتے ہیں اگر محمد ﷺ نبی ہے تو---

﴿لَوْلَا﴾ کیوں نہ---

﴿نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ یعنی کوئی نشانی جو ہم نے اس سے مانگی ہے اور کوئی نشانی جو ہمیں اس پر ایمان لانے کے لیے مجبور کردے یا کوئی نشانی جو ہمیں صفحۂ ہستی سے فی الفور مٹا کر رکھ دے، جب کہ اس کا دعویٰ ہے کہ اس کا رب بہت قوت و قدرت کا مالک ہے۔

﴿قُلْ﴾ ان سے

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ عظمت و کبریائی والی چادر کا مالک۔

﴿قَادِرٌ﴾ قدرت تامہ کاملہ کے ساتھ

﴿عَلٰۤى اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً﴾ جو تم نے مانگی ہے، جب اس کی مشیت و ارادہ اس کے ساتھ متعلق ہوگا۔

﴿وَّلٰـكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۝﴾ بے شک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کوئی نشانی اتارتا ہے تو اس کے پیچھے ان پر بلاء و مصیبت بھی نازل کرتا ہے، جیسا کہ اگلی امتوں میں اس کا دستور رہا ہے۔

﴿وَ﴾ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی تمام مرادات اور مقدورات پر کیسے قادر نہ ہو جب کہ---

﴿مَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ حرکت کرتا ہے۔

﴿فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ﴾ فضا میں

﴿بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ ان کے احوال، ان کی روزیاں اور ان کی مدتیں سب کچھ ہمارے پاس محفوظ

ہے اوران کی تمام تر ضرورتوں سے ہم بے خبر نہیں بلکہ انہیں بالتفصیل اپنی کتاب مبین اور لوح محفوظ میں ہم نے لکھ رکھا ہے۔ بایں طور کہ---

﴿مَا فَرَّطْنَا﴾ اور نہ ہی حد سے بڑھایا ہے۔

﴿فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ﴾ ان کے احوال وحوائج سے متعلق۔

﴿ثُمَّ﴾ اس حفاظت اور رزق روزی پانے کے بعد تمام تر

﴿اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ۝﴾ لوٹائے جائیں گے، جیسے سایہ لوٹتا ہے سایہ دار کی طرف۔

﴿وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ جو ہماری قدرت کاملہ پر دال ہیں۔

﴿صُمٌّ﴾ رسولوں کی زبان سے کلمہ حق سننے سے۔

﴿وَّ بُكْمٌ﴾ کلمہ حق بولنے سے، حالاں کہ وہ اس کا یقین بھی رکھتے ہیں بلکہ وہ گھیرے ہوئے ہیں۔

﴿فِی الظُّلُمٰتِ﴾ یعنی ان پردوں میں جو ان کی باطل شخصیات سے اٹھنے والے ہیں اور ان کے فاسد اور بے کار ہیکل کی پیداوار ہیں۔

﴿مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ﴾ گمراہ کرنا اپنے اسم مُذل اور مُضل کے تقاضے پر۔

﴿یُضْلِلْهُ﴾ ہدایت اور ارشاد کیے بغیر حتمی طور پر۔

﴿وَ مَنْ یَّشَاْ﴾ اس کی ہدایت

﴿یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝﴾ جو اس کی توحید تک لے جانے والا ہے، اس لیے کہ ہر ایک کو اس کی خلقت کے مطابق اس کی طرف سے تیسیر اور آسانی دے دی جاتی ہے۔

﴿ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ
صَادِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَاءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ
أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا
تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا
ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم
مُّبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾ ﴾ [الأنعام:40-44].

آپ فرمایئے: بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جائے یا تم پر قیامت آ جائے تو کیا اس وقت تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو﴿٤٠﴾ بلکہ تم اسی کو پکارو گے۔ پس اگر وہ چاہے گا تو اس تکلیف کو دور کر دے گا جس کے لیے تم اسے پکارو گے اور تم انہیں بھول جاؤ گے جن کو (اللہ تعالیٰ کا) شریک بناتے تھے﴿٤١﴾ اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے کئی اُمتوں کی طرف رسول بھیجے پھر ہم نے ان امتوں کو تنگی اور تکلیف میں مبتلا کر دیا تا کہ وہ عاجزی اختیار کریں﴿٤٢﴾ جب اُن کے پاس ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے عاجزی کیوں اختیار نہیں کی؟ لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے آراستہ کر دیا﴿٤٣﴾ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔ یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے ان چیزوں پر جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور وہ نا اُمید ہو کر رہ گئے﴿٤٤﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ! محض خیر خواہی کے جذبے سے۔

﴿أَرَءَيْتَكُمْ﴾ مجھے صاف بتا دو۔

﴿إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ﴾ روزِ جزا

﴿أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ﴾ جس میں تمہیں حیرانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کے حضور جمع کیا جائے گا۔

﴿اَغَيْرَ اللّٰهِ﴾ جو عذاب سے بچانے والا اور حیرت و پریشانی سے نجات دینے والا ہے۔
﴿تَدْعُوْنَ﴾ یا صرف اسی کو پکارتے ہو اور پناہ لینے کے لیے اسی کے حضور جاتے ہو۔
اپنی اس اضطراری حالت میں مجھے بتاؤ کیا کرتے ہو۔
﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ٥﴾ اپنے اقوال واخبار میں
﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ﴾ کیوں کہ اس وقت اس کے سوا کوئی ماویٰ وملجا نہیں ہے۔
﴿فَيَكْشِفُ﴾ تم سے
﴿مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ﴾ ضرر اور مصیبت
﴿اِنْ شَآءَ﴾ یعنی اگر اس کی مشیت وارادہ متعلق ہو تو ---
﴿وَ تَنْسَوْنَ﴾ اس وقت
﴿مَا تُشْرِكُوْنَ٥﴾ سبحانہ وتعالیٰ اظلال باطلہ اور تماثیل فاسدہ سے۔ نیز ان سے کہہ دو کہ جب تم نے اپنے معاملے کا انجام اور اپنے حال احوال کا نتیجہ معلوم کرلیا تو پھر اپنے ہر حال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف تضرع اور زاری سے رجوع کرو اور اسی کی پناہ تلاش کرو۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے تمہاری بات کو قبول نہ کیا اور تمہاری نصیحت پر کان نہ دھرا۔ اس کی وجہ ان کی خبثِ باطن اور کج فہمی تھی۔
﴿وَ﴾ جان لو! کہ بے شک ہم نے
﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَآ﴾ رسول، اپنے لطف وکرم کے مقام کے مطابق۔
﴿اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ اور آیات ظاہرہ اور معجزات باہرہ سے ان کی تائید بھی کی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے ان کی تکذیب کی۔
﴿فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ٥﴾ اس امید پر کہ وہ ہمارے حضور گڑگڑاتے اور ہماری پناہ چاہتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔
﴿فَلَوْلَآ﴾ کیوں نہ ہوا۔
﴿اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا﴾ جب ان کے پاس ہمارا عذاب آیا تو وہ گڑگڑاتے ہوئے۔

﴿وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ﴾ یعنی محبوب اور حسین کر دکھایا۔

﴿لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ آیات اللہ سے بے پروائی، رسولوں کی تکذیب اور اس کے دین سے اعراض کرنا۔

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾ سختی اور تکلیف، مگر انہوں نے اس سے نصیحت نہ لی۔

﴿فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ﴾ ابتلا اور فتنہ

﴿اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ﴾ ہر نافع اور خیر اور پھر ہم نے اس پر انہیں مہلت بھی دی۔

﴿حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا﴾ خوش ہوئے۔

﴿بِمَاۤ اُوْتُوْۤا﴾ اتراتے اور خوشیاں مناتے ہوئے، نعمتوں پر غرور کرتے ہوئے اور منعم کو یکسر بھول کر۔

﴿اَخَذْنٰهُمْ﴾ طرح طرح کی آزمائشوں سے۔

﴿بَغْتَةً﴾ اچانک

﴿فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۝﴾ حسرت زدہ اور محروم

﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ
سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ
ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾﴾ [الأنعام: 45-48].

پس ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی جنہوں نے ظلم کیا اور سب تعریفیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے﴿٤٥﴾ (پیارے نبی ﷺ!) ان سے فرمائیے: بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر

اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہے جو یہ چیزیں تمہیں واپس لا دے۔ دیکھئے ہم کس طرح بار بار دلائل بیان کرتے ہیں پھر بھی وہ روگردانی کرتے ہیں ﴿۴۶﴾ آپ ﷺ فرمائیے! یہ تو بتاؤ اگر تمہارے پاس اچانک یا اعلانیہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے تو ظالم لوگوں کے سوا اور کون ہلاک کیا جائے گا ﴿۴۷﴾ ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوش خبری سنانے کے لیے اور (جہنم سے) ڈرانے کے لیے پھر جو ایمان لے آئیں اور اصلاح کر لیں تو انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿۴۸﴾

تفسیر الجیلانی

﴿فَقُطِعَ﴾ اور استیصال کیا گیا۔

﴿دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا﴾ بایں طور کہ ان کے پیچھے ان کا کوئی خلیفہ نہ چھوڑا۔

﴿وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝﴾ ان کی ہلاکت اور بیخ کنی پر، یہاں تک کہ روئے زمین کو ان کی شوی سے پاک کر دیا۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! محض نصیحت کی خاطر شاید وہ باز آجائیں۔

﴿اَرَءَیْتُمْ﴾ مجھے بتاؤ۔

﴿اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ﴾ اور تمہیں بہرا کر دے۔

﴿وَ اَبْصَارَكُمْ﴾ اور تمہیں اندھا کر دے۔

﴿وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ﴾ غفلت کا پردہ ڈال دے کہ دیکھ سکو اور نہ محسوس کر سکو اور نہ ہی سمجھ سکو۔

﴿مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ﴾ واحد، اَحد، قادر اور مقتدر

﴿یَاْتِیْكُمْ﴾ تمہیں لوٹا دے۔

﴿بِهٖ﴾ وہ پکڑی ہوئی چیز۔

﴿اُنْظُرْ﴾ اے دیکھنے والے!

﴿كَیْفَ نُصَرِّفُ﴾ تکرار کرتے ہیں ان کے لیے۔

﴿الایٰتِ﴾ تا کہ کبھی عقلی طور پر بیدار ہوں، کبھی تذکیر و وعظ کے طور پر اور کبھی عبرت و اعتبار کے طور پر۔

﴿ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ۝﴾ یعنی دیکھ کر کس طرح اپنی قساوت قلبی اور خبث باطنی سے اعراض و انحراف کرتے ہیں۔

﴿قُلْ﴾ ان سے یہ بھی

﴿اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً﴾ کسی سابقہ مقدمے اور علامت کے بغیر اچانک۔

﴿اَوْ جَهْرَةً﴾ مقدمات اور علامات کے ظہور کے بعد۔

﴿هَلْ يُهْلَكُ﴾ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سنت اور عادت ہے کہ ایسے اچانک اور جہری عذاب کی مثالوں سے۔۔۔

﴿اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کے تقاضے سے خارج ہیں اور وہ اوامر ونواہی ان رسولوں کی زبان پر جاری ہیں، جو اس کی جناب سے تائید کیے ہوئے ہیں۔

﴿وَ﴾ کیسے نہ ہم ہلاک کریں ظالموں کو اور کیونکر نہ عذاب دیں انہیں کیونکہ۔۔۔

﴿مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ﴾ جو ہم پر ایمان لائے اور ہمارے اوامر ونواہی پر عمل پیرا ہوئے۔

﴿وَ مُنْذِرِيْنَ۝﴾ جو ایمان نہ لایا اوامر پر کاربند نہ رہا اور نواہی سے اجتناب نہ کیا۔

﴿فَمَنْ اٰمَنَ﴾ ان میں سے رسولوں کی زبان سے دعوت سننے کے بعد۔

﴿وَ اَصْلَحَ﴾ ایمان اور توبہ کے ساتھ سابقہ بگاڑ سے۔

﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ جب وہ ہمارے حضور پہنچیں گے۔

﴿وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾ برے انجام اور رسوا کن ٹھکانے سے۔

﴿ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٤٩﴾ قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾ ﴾ [الأنعام: 49-52].

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو اس وجہ سے عذاب پہنچے گا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے ﴿٤٩﴾ آپ فرمائیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں (ازخود) غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف نازل کی جاتی ہے۔ آپ فرمائیے: کیا اندھا اور دیکھنے والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تم غور نہیں کرتے؟ ﴿٥٠﴾ اور اس (قرآن) سے ان لوگوں کو ڈرائیے جو اپنے رب کی طرف جمع کیے جانے سے ڈرتے ہیں۔ درآں حالیکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں ہوگا۔ (انہیں ڈرائیے) تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں ﴿٥١﴾ اور ان (مسکین مسلمانوں) کو دور نہ ہٹاؤ جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں درآں حالیکہ وہ اسی کی رضا چاہتے ہیں۔ ان کے حساب سے کوئی چیز آپ پر نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے حساب سے کوئی چیز ان پر ہے۔ پھر بھی اگر آپ انہیں دور ہٹائیں تو آپ بے انصافی کرنے والوں سے ہو جائیں گے ﴿٥٢﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہمارے رسولوں پر نازل کی گئیں اور انہوں نے اس کے تقاضے پر عمل نہ کیا۔
﴿يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ﴾ جو انہیں تمام اطراف سے گھیرے گا۔
﴿بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ٥﴾ بایں سبب کہ انہوں نے فسق کیا اور ہمارے اوامر ونواہی کے تقاضے سے نکل گئے۔

﴿قُلْ﴾ ان سے، اے اکمل الرسل ﷺ! ایسی بات جس کی بنیاد محض حکمت پر ہو اور ان کے دلوں کو نرم کردے۔
﴿لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ﴾ یعنی ان کی تمام تر مرادات ومقدوارات۔
﴿وَ لَآ﴾ میں یہ دعویٰ رکھتا ہوں کہ میں
﴿اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ جمیع غیب، کیونکہ یہ وہ چیزیں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے خاص رکھا ہے۔ اس کی مخلوق سے کوئی بھی اس کے آس پاس نہیں پہنچ سکتا۔
﴿وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ﴾ کیونکہ میں تمہاری جنس سے بشر ہوں البتہ میں تم سے یہ کہتا ہوں۔
﴿اِنْ اَتَّبِعُ﴾ میں نہیں اتباع کرتا۔
﴿اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ﴾ اس کی جناب اقدس سے، تاکہ میں تمہیں اس کی تبلیغ کروں اور اس سے خبردار کروں۔ ہدایت وضلال اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اگر وہ بشر کے لیے اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کے الہام کی صلاحیت کا انکار کریں۔
﴿قُلْ﴾ ان سے لازمی نتیجہ کے طور پر۔
﴿هَلْ یَسْتَوِی﴾ تمہارے نزدیک بشر جو---
﴿الْاَعْمٰى﴾ حق تعالیٰ کی مخلوقات کے عجائب وغرائب کے مطالعے سے۔
﴿وَ الْبَصِیْرُ﴾ جو ان کا مطالعہ ومشاہدہ کرنے والا ہے۔
﴿اَ﴾ ان کے درمیان تفاوت وفرق کے سلسلے میں شک کرتے ہو۔
﴿فَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۠﴾ اور غور وتامل نہیں کرتے کہ تم پر صریح حق زائل باطل سے منکشف اور متمیز ہو جائے۔
﴿وَ اَنْذِرْ بِهِ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اپنی طرف آنے والی وحی کے ساتھ۔
﴿الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ﴾ اس کے باوجود وہ اس امر کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ---
﴿لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ﴾ جو اس کے سوا ان کے امور کا کفیل ہو۔
﴿وَّ لَا شَفِیْعٌ﴾ جو اس کے حضور ان کی شفاعت کرے حتی کہ انہیں اس کے عذاب سے بچالے۔
﴿لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ۠﴾ تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں اور اس کی رضا کے لیے حسن عمل سے کام لیں۔

﴿وَ﴾ اس کے بعد ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے حق کی ترویج اور اہل حق کی تائید کے لیے۔
﴿لَا تَطْرُدِ﴾ اپنی بارگاہ سے دور نہ کر۔
﴿الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ﴾ یعنی دن کے تمام اوقات میں
﴿وَ الْعَشِيِّ﴾ یعنی رات کے تمام اوقات میں، المختصر کہ وہ تمام اوقات میں سبحانہ وتعالیٰ کی طرف توجہ سے مستغرق رہتے ہیں۔
﴿يُرِيْدُوْنَ﴾ اپنی توجہ سے محض مطالعہ کرنا۔
﴿وَجْهَهٗ﴾ الکریم کا
بایں سبب کہ تمہارا میلان نفسانی خواہشات کے حامل لوگوں کے ایمان کی طرف ہوا چاہتا ہے کہ وہ آپ کی مصاحبت میں حاضر مجلس ہیں۔ جب کہ وہ اہل فلاح سے ہیں اور نہ ہی اس کے قابل ہیں بلکہ۔۔۔
﴿مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ﴾ اور ان کے ایمان سے
﴿مِّنْ شَيْءٍ﴾ کہ اس کا نفع اس کی طرف راجع ہو۔
﴿وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ﴾ اور تمہارے ایمان سے
﴿عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ بلکہ تم اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دی جائے اور ہر ایک اپنے فعل کا ذمہ دار ہوگا۔
﴿فَتَطْرُدَهُمْ﴾ یعنی ان مومنین کو جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ ان گمراہوں اور کفر و شرک کی تاریکیوں میں ڈوبنے والوں کی خاطر۔
﴿فَتَكُوْنَ﴾ انہیں دور کرنے کی صورت میں۔
﴿مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ جو عقل، شریعت اور مروت کے تقاضے سے نکلنے والے ہیں۔
وہ کہنے لگے! اگر ہم نے تمہارے ساتھ بیٹھنا ہے تو پھر ان فقراء کو اپنی مجلس سے اٹھا دو۔

- روایت کیا گیا ہے کہ قریش مکہ نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ عمار بن یاسر، صہیب رومی اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم) ایسے کم درجے کے لوگوں کو اپنی مجلس سے دور کر دو، پھر ہم تمہارے ساتھ بیٹھنے اور بات کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ---''میں اہل ایمان کو دور نہیں کر سکتا''---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ان کا مطالبہ مان لیں، یہاں تک کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم کر لیا، تو وہ کہنے لگے، اس پر تحریری معاہدہ ہونا چاہیے، آپ نے کاغذ طلب فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاضر خدمت ہونے کا حکم دیا کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی---{1}

﴿وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿٥٣﴾ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾﴾ [الأنعام:53-56].

اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائش میں ڈال دیا تاکہ وہ (مالدار کافر کہیں: ''کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے؟'' (اے کافرو!) کیا اللہ تعالیٰ شکرگزار بندوں کو خوب جاننے والا نہیں ہے؟﴿٥٣﴾ اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو آپ (ان سے) فرمائیے: تم پر سلام ہو۔ تمہارے رب نے (محض اپنے کرم سے) اپنے اوپر رحمت فرمانا لازم کر لیا ہے۔ کہ تم میں سے جو شخص نادانی سے کوئی بُرائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے﴿٥٤﴾ اسی طرح ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں (تاکہ صالحین کا راستہ معلوم ہو

{1} الفتح السماوی جلد ۲، صفحہ ۶۰۲

جائے) اور تا کہ مجرمین کا راستہ واضح ہو جائے﴿۵۵﴾ آپ فرمایئے: بے شک مجھے ان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ آپ فرمایئے: میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا (نعوذ باللہ اگر میں ایسا کروں) تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا﴿۵۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ﴾ یعنی جیسا کہ ہم نے بعض لوگوں کو بعض کے ساتھ معاشی امور، مال وجاہ اور ریاست وامارت کے سلسلے میں آزمایا ہے، اسی طرح انہیں دینی امور کے اندر بھی آزمایا ہے۔

﴿لِّيَقُوْلُوْٓا﴾ ازراہِ توہین واستحقار

﴿اَهٰٓؤُلَآءِ﴾ ضعفاء وفقراء

﴿مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا﴾ چناں چہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو زجر وتوبیخ کرتے ہوئے کہا۔ یہ تو وہ فقراء ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر صابر اور اس کی نعمتوں پر شاکر ہیں۔

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے بواطن سے آگاہ

﴿بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ۝﴾ جو تم سے اور ان سے صبر کرنے والے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کرنے والے شریفو!---

﴿وَ اِذَا جَآءَكَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا﴾ اور صبح وشام ان پر عمل پیرا ہیں اور وہ ہماری رضا کے طالب ہیں۔

﴿فَقُلْ﴾ ان سے ان کے سلام عرض کرنے سے پہلے

﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ﴾ اے اللہ کے حضور مقبول، راضی ہونے اور راضی کیے ہوئے قدسی الصفات لوگو!، اور انہیں یہ بشارت بھی دے دو۔

﴿كَتَبَ﴾ ذمہ کرم پر لے لیا ہے۔

﴿رَبُّكُمْ﴾ تمہارے واسطے

﴿عَلٰی نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ﴾ شفقت اور رحمت بایں حیثیت کہ---
﴿اَنَّهٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡٓءًا﴾ جو اس سے صادر ہوئی۔
﴿بِجَهَالَةٍ﴾ قصد واصرار سے نہیں۔
﴿ثُمَّ﴾ جب اس نے اس کے بھیانک انجام کو جان لیا۔
﴿تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ﴾ اور اپنے رب سے استغفار کیا۔
﴿وَ اَصۡلَحَ﴾ توبہ کے ساتھ، جسے وہ جہالت سے فاسد کر چکا تھا۔
﴿فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ﴾ وہ تم سے اس معصیت کو چھپا لے گا۔
﴿رَّحِيۡمٌ۝﴾ تمہارے اخلاص کے باعث تمہاری توبہ کو قبول کرے گا۔
﴿وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ﴾ اور خوب واضح کرتے ہیں۔
﴿الۡاٰيٰتِ﴾ تا کہ طریق توحید ظاہر ہو جائے۔
﴿وَلِتَسۡتَبِيۡنَ﴾ اور متمیز ہو جائے۔
﴿سَبِيۡلُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ۝﴾ جو اہلِ حق کے طریق اور مسلک اعتدال سے منحرف ہونے والے ہیں۔
﴿قُلۡ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان مشرکوں سے جو اللہ کے سوا خود ساختہ خداؤں کو پوجتے ہیں۔
﴿اِنِّىۡ نُهِيۡتُ﴾ اور جھڑک دیا گیا ہے اور پھیر دیا گیا ہے ان دلائل کے ساتھ، جو قطعی طور پر توحید پر دال ہیں اور ان مکاشفات و مشاہدات کے ساتھ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے وارد ہوئے ہیں اور وہ غیر وسوا کی طرف توجہ اور میلان سے روکنے والے ہیں۔
﴿اَنۡ اَعۡبُدَ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ﴾ اور جن کا نام رکھتے ہو۔
﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ﴾ باطل خدا اپنی فاسدہ خواہشات کے ساتھ۔
﴿قُلۡ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهۡوَآءَكُمۡ﴾ جنہیں تم نے اپنی طرف سے گھڑ رکھا ہے۔
اور اگر میں نے ان بے کار تمثیلوں میں تمہاری پیروی کر لی تو---
﴿قَدۡ ضَلَلۡتُ اِذًا وَّ﴾ جب میں ضلال میں پڑا تو---

﴿مَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾ تمہاری طرح میں بھی ہدایت سے عاری ہو جاؤں گا۔

﴿قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ ۚ مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ﴿٥٧﴾ قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿٥٨﴾ ۞ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾﴾ [الأنعام: 57-59].

آپ فرمائیے: بے شک میں اپنے رب کی طرف سے اس روشن دلیل پر قائم ہوں جس کو تم نے جھٹلایا ہے۔ جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے۔ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہی حق بیان فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿٥٧﴾ آپ فرمائیے: اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان (کبھی کا) فیصلہ ہو چکا ہوتا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے ﴿٥٨﴾ اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ اس کتابِ مبین میں ہے ﴿٥٩﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ﴾ واضح

﴿مِّن رَّبِّي﴾ میرے رب اور اس کی توحید کی معرفت سے۔

﴿وَكَذَّبْتُم بِهِ﴾ اور اس کی توحید کی اور تم نے اس کے غیر کو اس کا شریک بنایا اور اس شرک سے تم دردناک عذاب کے مستحق ہوئے اور پھر اس کے باوجود تم نے عذاب میں جلدی کرتے ہوئے استہزاء سے کام لیا۔

﴿مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ﴾ عذاب وعقاب کی

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ یعنی عذاب کو جلدی نازل کرنے میں اسی کا حکم ہے۔

﴿يَقُصُّ الْحَقَّ﴾ حق میں اسی کا فیصلہ ہوتا ہے اور باطل کو وہی مٹاتا ہے۔

﴿وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ۝﴾ تمام وقائع میں سب سے اعلیٰ حاکم وہی ہے۔

﴿قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ﴾ میری قدرت وطاقت کے تحت۔

﴿مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ﴾ عذاب وعقاب کے نزول کے متعلق

﴿لَقُضِيَ الْاَمْرُ﴾ یعنی وہ تمہیں فی الفور ہلاک کر دیتا اور نزاع ختم ہو جاتا۔

﴿بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ﴾ مگر یہ میری قدرت واختیار میں نہیں ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے اسرار و بواطن پر مطلع۔

﴿اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ۝﴾ مستحقین عذاب ہیں کہ جب اس کا ارادہ متعلق ہوتا ہے تو وہ انہیں ان کے ظلم پر گرفت کرتا ہے۔

﴿وَ عِنْدَهٗ﴾ اس کی قدرت وارادے کے تحت

﴿مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ بواطن ومخفیات کی چابیاں۔

﴿لَا يَعْلَمُهَاۤ﴾ اور غیب سے شہادت کی طرف ان کے ظاہر ہونے کے اوقات۔

﴿اِلَّا هُوَ﴾ کیوں کہ تمام ما کان و ما یکون کو وہی محیط ہے اور اس کے علم سے کوئی شے بھی مخفی نہیں۔ پھر جب لوگوں کی سمجھیں غیب کے ادراک سے قاصر ہیں تو اب اس مرتبہ سے اقرب الی الافہام کی طرف نزول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ يَعْلَمُ﴾ اپنے علم حضوری کے ساتھ۔

﴿مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ تمام کائنات وفاسدات اور پھر اس مقام سے بھی تنزل اختیار کیا اور ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ﴾ درختوں کی ٹہنیوں سے۔

﴿اِلَّا يَعْلَمُهَا﴾ کیسے اترتا ہے، کہاں سے اور کس طرف اترتا ہے۔

﴿وَ لَا حَبَّةٍ﴾ جو گرتا ہے۔

﴿فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ﴾ اپنی ظاہری و باطنی حالتوں میں یہاں تک کہ پھر اپنے اصلی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے، جس پر وہ گرنے سے پہلے تھا۔

﴿وَلَا رَطْبٍ وَّ لَایَابِسٍ﴾ کائنات و فاسدات میں سے۔

﴿اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾ وہ اس کا علم حضوری ہے، جو بعینہٖ متحد ہے اور اس کی ذات والاصفات فی نفسہٖ ظاہر اور لنفسہٖ مظہر ہے کیوں کہ بس وہی ہے اور اس کے سوا کوئی شے نہیں۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ﴿٦٢﴾﴾ [الأنعام:60-62].

اور وہی ہے جو رات کو تمہیں (عارضی) وفات (نیند) دے دیتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم نے دن میں کیا۔ پھر دن میں تمہیں (نیند سے) اٹھاتا ہے تا کہ (تمہاری زندگی کی) مقررہ مدت پوری کر دی جائے۔ پھر اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا جو تم (اس دنیا میں) کیا کرتے تھے ﴿٦٠﴾ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آجائے تو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس (کی روح) کو قبض کر لیتے ہیں۔ اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے ﴿٦١﴾ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا حقیقی مالک ہے۔ خوب سن لو حکم صرف اسی کا ہوگا اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے ﴿٦٢﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ کائنات و فاسدات میں سے کوئی شے اس کے علم محیط سے کیسے نکل سکتی ہے کیوں کہ۔۔۔

﴿هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ﴾ یعنی تمہاری قابلیتوں کو غائب کر دیتا ہے۔

﴿بِالَّيْلِ﴾ یعنی بطون وغیب کی قرار گاہ میں۔

﴿وَ﴾ اس مرتبے میں

﴿يَعْلَمُ﴾ اپنے علم حضوری کے ساتھ۔

﴿مَا جَرَحْتُمْ﴾ تم نے اپنی استعداد سے جو کچھ بھی کمایا۔

﴿بِالنَّهَارِ﴾ یعنی ظہور اور شہادت کی فضا میں وہ معارف وحقائق جو ظہور واظہار کے مقتضی تھے۔ اگر تم بھی اس فضا میں ظہور سے ہمکنار ہوئے۔

﴿ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ﴾ اور تمہیں ظاہر کرے گا۔

﴿فِيهِ﴾ یعنی ظہور وشہادت کی فضا میں

﴿لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى﴾ اس کے حضور تمہاری استعداد کے مطابق تمہارے اکتساب کے لیے۔

﴿ثُمَّ﴾ معین مدت کے ختم ہونے پر۔

﴿إِلَيْهِ﴾ اس کے غیر کی طرف نہیں۔

﴿مَرْجِعُكُمْ﴾ جیسے سایہ سایہ دار کی طرف لوٹتا ہے۔

﴿ثُمَّ﴾ اس کی جانب تمہارے لوٹ جانے کے بعد۔

﴿يُنَبِّئُكُمْ﴾ تمہیں خبردار کرے گا اور تمہارا محاسبہ کرے گا۔

﴿بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝﴾ اور جو تم کماتے رہے اپنی شہادت وظہور والی اٹھان میں، اعمال مقبولہ اور فاسدہ مردودہ کے سلسلے میں۔

﴿وَ﴾ اے ہلاک ومعدوم ہونے والے سایو! اللہ تعالیٰ کی توحید کے تقاضے سے غافل نہ ہونا اور اس کے ان احکام کی بجا آوری سے خارج نہ ہونا، جو اس کے رسولوں کی زبان پر جاری ہیں۔

﴿هُوَ الْقَاهِرُ﴾ قادر غالب

﴿فَوْقَ عِبَادِهِ﴾ رقیب اور انہیں تکلیف دینے والے عناصر سے محافظ ہے۔

﴿وَ﴾ اس کی حفاظت یہ ہے کہ۔۔۔

﴿يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً﴾ جو تم سے صادر ہونے والے ہر عمل کو لکھتے اور شمار کرتے ہیں۔

﴿حَتّٰى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ یعنی وہ وقت جو اللہ تعالیٰ اجلِ معین کے طور پر رکھا ہوا ہے۔

﴿تَوَفَّتْهُ﴾ یعنی اس کا حساب مکمل کر دیتا ہے۔

﴿رُسُلُنَا﴾ جو تم پر نگران رکھے ہوئے ہیں۔

﴿وَهُمْ﴾ یعنی رسل

﴿لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾ اور نہ ہی افراط سے کام لیتے ہیں تمہارے معاملے میں

﴿ثُمَّ﴾ جب رسل تمہارا حساب پورا کر لیتے ہیں۔

﴿رُدُّوْٓا﴾ جزا کے لیے۔

﴿إِلَى اللّٰهِ﴾ جو ان کا

﴿مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ﴾ عادل اور عدل پر قائم، اپنے بندوں کے تمام احوال سے باخبر تاکہ اپنے علم وخبر کے تقاضے پر ہر ایک کو جزا دے۔

﴿أَلَا لَهُ الْحُكْمُ﴾ اور امر و جزا

﴿وَهُوَ أَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ﴾ اپنے بندوں کے لیے کیوں کہ ان کے اعمال سے کوئی شے بھی اس کی حفاظت سے باہر نہیں۔

﴿قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ تَدْعُونَهُۥ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَىٰنَا مِنْ هَٰذِهِۦ
لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ ٱللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ
عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ
بَعْضٍ ٱنظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهِۦ قَوْمُكَ وَهُوَ ٱلْحَقُّ قُل لَّسْتُ
عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿٦٦﴾ لِّكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٦٧﴾﴾ [الأنعام:63-67].

آپ فرمائیے: تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے کون نجات دیتا ہے جس کو تم گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دی تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے ﴿۶۳﴾ آپ فرمائیے: اللہ تعالیٰ ہی تمہیں اس (مصیبت) سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو ﴿۶۴﴾ آپ فرمائیے: وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے کوئی عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر دے اور تم میں سے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھا دے۔ دیکھئے ہم کس طرح بار بار دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ (حقیقت کو) سمجھ لیں ﴿۶۵﴾ اور آپ کی قوم نے اس کو جھٹلایا حالانکہ یہ حق ہے آپ فرمائیے میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں ﴿۶۶﴾ ہر خبر (کے ظہور) کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب تم جان لو گے ﴿۶۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ یعنی اس کی سختیوں اور ہولناکیوں سے جب---

﴿تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا﴾ آہ وزاری کا اظہار کرتے ہوئے۔

﴿وَّ خُفْيَةً﴾ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہوئے۔

﴿لَئِنْ اَنْجٰنَا﴾ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے۔

﴿مِنْ هٰذِهٖ﴾ ان خطرات وشدائد سے۔

﴿لَنَكُوْنَنَّ﴾ کہ اس کی نعمتوں کو حق تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا کے مطابق صرف کریں گے۔

﴿مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۝﴾---

﴿قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ﴾ ہم وغم سے

﴿ثُمَّ﴾ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے نجات دے دی۔

﴿اَنْتُمْ﴾ اے گمراہی کے دریا میں ڈوبنے والو!

﴿تُشْرِكُوْنَ۝﴾ اس کے ساتھ ایسی تماثیل سے، جن کا کوئی وجود ہی نہیں اور اس کے حضور سے فیض کی ہوئی عقل کی نعمت کا انکار کرتے ہو۔ حالاں کہ یہ نعمت تو اس کی توحید کی معرفت کے لیے تمہیں دی گئی تھی۔

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾ مقتدر ہے۔

﴿عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا﴾ جو اترنے والا ہو۔

﴿مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ جیسے گرج، چمک اور جلانے والی بجلیاں جو فضا میں ہوتی ہیں۔

﴿اَوْ﴾ پیدا ہونے والا ہو۔

﴿مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ﴾ جیسے زلزلہ اور غرق وغیرہ۔

﴿اَوْ يَلْبِسَكُمْ﴾ اور تم پر تمہاری خواہشات کو خلط ملط کردے اور تمہیں بنادے۔

﴿شِيَعًا﴾ ایک دوسرے کے متخالف اور مقابل فرقے۔

﴿وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾ قتل، قید اور جلاوطنی کے طور پر۔

﴿اُنْظُرْ﴾ اے دیکھنے والے!

﴿كَيْفَ نُصَرِّفُ﴾ تجدید و تکرار کے ساتھ۔

﴿الْاٰيٰتِ﴾ اپنی توحید کے دلائل اور شواہد۔

﴿لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝﴾ اس امید پر کہ وہ مظاہر میں ہماری ذات کے سریان اور ہماری توحید کے راز سے آگاہ ہو جائیں۔ مگر اس کے باوجود وہ ہوشیار و بیدار نہ ہوسکے۔

﴿وَ﴾ اپنی کج فہمی اور عدم بیداری سے۔

﴿كَذَّبَ بِهٖ﴾ جو ہماری جناب سے آپ تک پہنچا، یعنی وہ کتاب جو سابقہ کتب کی جامع ہے۔

﴿قَوْمُكَ﴾ یعنی قریش نے ہماری طرف وہ چیز منسوب کردی، جو ہماری شان کے لائق نہ تھی۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ وہ---

﴿هُوَ الْحَقُّ﴾ اس کا نزول ہماری طرف سے آپ کے لیے واقع کے مطابق تھا۔

﴿قُلْ﴾ اس تکذیب کے مقابل ان سے کہہ دو۔

﴿لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ﴾ تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کیا ہوا کہ وہ تمہیں ضرر رساں چیزوں سے محفوظ رکھے بلکہ میرے ذمہ تو صرف تبلیغ ہے اور حفظ و بچاؤ کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور آگاہ رہنا کہ---

﴿لِكُلِّ نَبَإٍ﴾ خبراور منجانب اللہ نازل ہونے والی آیات۔
﴿مُّسْتَقَرٌّ﴾ موردومحل ہے۔
﴿وَ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ جب دنیاو آخرت میں اپنے مورد میں اس کانزول ہوگا۔

﴿ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ ﴾ [الأنعام:68-70].

اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات میں عیب جوئی کرتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو ﴿٦٨﴾ اور ان کافروں کے حساب میں سے کسی چیز کی ذمہ داری پرہیزگاروں پر نہیں ہے۔ البتہ نصیحت (کرنا ان کی ذمہ داری ہے) شاید وہ بھی پرہیزگار بن جائیں ﴿٦٩﴾ اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا لیا ہے اور دُنیوی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ نصیحت کرو۔ تاکہ کوئی شخص اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کا مددگار اور سفارشی نہ ہوگا اور اگر وہ ہر قسم کا معاوضہ (بہت بڑا معاوضہ) بھی دے تو اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک کیے گئے ہیں۔ ان کے پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے بوجہ اس کفر کے جو وہ کرتے تھے ﴿٧٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ اِذَا رَاَیْتَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!
﴿الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا﴾ طعن وتکذیب کی صورت میں
﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ ان سے مصاحبت نہ کرواوران کے درمیان سے نکل جاؤ۔
﴿حَتّٰى﴾ آپ ان کے استہزا کا سبب نہ بنیں۔
﴿یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ﴾ یعنی قرآن مجید میں طعن وتشنیع کے علاوہ---
﴿وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ﴾ وہاں سے نکلنا ان کی اباطیل وخرافات پر ٹھہرنے کے بعد۔
﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى﴾ اور یاد آوری کے بعد
﴿مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۠﴾ اللہ تعالیٰ کی شان میں طعن کرنے والے جواس کی جناب کے لائق نہیں ہے۔
﴿وَ﴾ اگراہلِ ایمان کوکبھی ان کے ساتھ مجالست کرنی پڑے۔
﴿مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے محارم سے، ان پر کچھ حرج نہیں۔
﴿مِنْ حِسَابِهِمْ﴾ جوان پراپنا محاسبہ کرتے ہیں۔
﴿مِّنْ شَیْءٍ﴾ کوئی خطرہ اور پریشانی۔
﴿وَّ لٰكِنْ﴾ اگران کے ساتھ جمع ہونے کا اتفاق ہوجائے توان پرلازم ہے۔
﴿ذِكْرٰى﴾ خالصۃً موعظہ حسنہ
﴿لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ۠﴾ متاثر اورحیا کرنے کی صورت میں اس استہزاوتکذیب سے باز آجائیں۔
﴿وَ﴾ اگرحیانہ کریں اورمتاثر نہ ہوں۔
﴿ذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ﴾ جواس کے سبب ہدایت کا دعوٰی رکھتے ہیں۔
﴿لَعِبًا وَّ لَهْوًا﴾ بس ایک کھلونا جس سے کوئی تاثر نہیں ملتا بلکہ وہ تو اسے زبان کے کنارے پر ہی استعمال کرتے ہیں۔ پھر وہ اس سے کیسے متاثر ہوں اور کیوں نہ اسے کھلونا بنائیں۔
﴿وَّ﴾ کیونکہ---

﴿غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ اخروی امور سے اندھے اور بہرے ہو گئے ہیں۔

﴿وَ﴾ اگر تمہارا ارادہ ہو کہ قرآن کے ساتھ نصیحت دی جائے۔

﴿ذَكِّرْ بِهٖٓ﴾ جو اللہ کے معاملے میں خطرے کا احساس رکھتا ہے۔

﴿اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ﴾ یعنی وہ اس نفس کو جو نافرمان ہے، وہ ہلاکت و بربادی کے سپرد کر دے۔

﴿بِمَا كَسَبَتْ﴾ عقائدِ باطلہ اور وہ معاصی جنہوں نے حدود اللہ کو قائم کرنے سے روک دیا کیونکہ---

﴿لَيْسَ لَهَا﴾ اس نفس کے لیے۔

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ﴾ جو اس کے معاملے کا نگران ہو اور اسے عذاب سے بچائے۔

﴿وَّ لَا شَفِيْعٌ﴾ جو اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی شفاعت کرے اور اسے عذاب سے نجات دلائے۔

﴿وَ اِنْ تَعْدِلْ﴾ فدیہ دے۔

﴿كُلَّ عَدْلٍ﴾ دنیا کا تمام مال و متاع جو بطور فدیہ دیا جا سکتا ہے۔

﴿لَا يُؤْخَذْ﴾ اور اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

﴿مِنْهَا اُولٰٓئِكَ﴾ یہ اللہ کی رحمت اور کرم سے دور اور محروم لوگ۔

﴿الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا﴾ جنہوں نے اپنے نفوس کو ہلاکت و تباہی پر ڈال دیا۔

﴿بِمَا كَسَبُوْا﴾ اپنے نفوس کی شقاوت سے معاصی کا ارتکاب کیا۔

﴿لَهُمْ﴾ تیار ہے ان کے لیے آخرت میں۔

﴿شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ﴾ اہل ایمان کی خوشی کی وجہ سے ان کے پیٹوں کو جلا دے گی۔

﴿وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ دردناک، اہلِ ایمان کے اس مقام رفیع کے پیش نظر جو انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاصل ہوگا۔

﴿بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝﴾ ان کے کفر اور حدود اللہ سے خروج کے باعث اگرچہ مشرکین اپنے دین کی حقانیت کے مدعی ہیں اور اہل ایمان کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔

﴿ قُلْ أَنَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ
كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ
هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ
الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ
كُن فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ
وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٧٣﴾ ﴾ [الأنعام:71-73].

آپ ﷺ فرمایئے! کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی عبادت کریں جو ہمیں نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اور کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی ہے؟ اس شخص کی طرح جس کو شیاطین نے زمین میں بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و پریشان پھر رہا ہو۔ اس کے ساتھی اسے ہدایت کی طرف بلا رہے ہوں (اور کہہ رہے ہوں) کہ ہمارے پاس آ جا۔ آپ ﷺ فرمایئے! بے شک اللہ تعالیٰ کی رہنمائی ہی حقیقی رہنمائی ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سارے جہانوں کے رب کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں ﴿٧١﴾ اور یہ کہ تم نماز قائم کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے ﴿٧٢﴾ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا اور جس دن وہ کہے گا کہ تُو ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔ اس کا فرمان حق ہے اور اسی کی حکومت ہو گی جس دن صور پھونکا جائے گا۔ وہ ہر غیب اور ہر ظاہر کو جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے ﴿٧٣﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اپنے پیروکاروں سے بطور تعلیم۔

﴿أَنَدْعُوْ﴾ اور عبادت کریں۔

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ رازق، خالق اور فاعل مختار کے سوا۔

﴿مَالَا﴾ دینے پر قادر نہیں جو شے۔

﴿يَنفَعُنَا وَ لَا﴾ دفع کرنے پر جو شے۔

﴿يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ﴾ اس کی عبادت کے ساتھ۔

﴿عَلٰى اَعۡقَابِنَا﴾ اسی شرک ومعصیت پر۔

﴿بَعۡدَ اِذۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ﴾ نورتوحید وعرفان کے ساتھ۔

﴿كَالَّذِى اسۡتَهۡوَتۡهُ﴾ جس شخص کو لے گئے۔

﴿الشَّيٰطِيۡنُ﴾ اور جنات اور اسے پھینک دیا۔

﴿فِى الۡاَرۡضِ﴾ جنگلات اور ویرانوں میں۔

﴿حَيۡرَانَ﴾ مضطرب اور پریشان۔

﴿لَهٗۤ اَصۡحٰبٌ﴾ اور رفقاء

﴿يَّدۡعُوۡنَهٗۤ اِلَى الۡهُدَى﴾ واضح اور مستقیم راستے کی طرف چیختے ہوئے کہ---

﴿ائۡتِنَا﴾ کہ تو بھی راہ ہدایت پائے جس پر ہم ہیں، مگر اس نے سنی ان سنی کردی اور وہ اپنی روش پر چلتا رہا حتی کہ تباہ وبرباد ہوگیا۔

﴿قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ﴾ اپنے بندوں کو توحید ذاتی کی طرف ہدایت دینے والا۔

﴿هُوَ الۡهُدٰى﴾ اور جو اسلام پر ہی منحصر ہے اور دین اسلام ہی اس کی جناب تک پہنچانے والا ہے۔

﴿وَ اُمِرۡنَا﴾ اس کی ذاتی توحید کے تقاضے کے مطابق۔

﴿لِنُسۡلِمَ﴾ اور تمام جملہ امور کو سپرد کردیں۔

﴿لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝﴾ کیونکہ وہی اپنے مظاہر کی تربیت میں مستقل تصرف رکھتا ہے اور اس کے ملک میں وہی کچھ رونما ہوتا ہے جسے وہ چاہتا ہے۔

﴿وَ﴾ نیز ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے۔

﴿اَنۡ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ﴾ اور میلان وتقرب ہمیشہ اسی کی جانب رکھو۔

﴿وَاتَّقُوْهُ﴾ اس کی منہیات کے ارتکاب کے سلسلے میں اس کے غیظ وغضب سے ڈرو۔

﴿وَ﴾ جان لو! کہ---

﴿هُوَ﴾ موجد بھی ہے اور مظہر۔

﴿الَّذِیْٓ اِلَیْهِ﴾ اس کے سوا عکوس واظلال کی طرف نہیں۔

﴿تُحْشَرُوْنَ٥﴾ لوٹائے جاؤ گے۔

کیسے نہ ہو---

﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾ یعنی انہیں ایجاد واظہار کیا۔

﴿بِالْحَقِّ﴾ بلیغ اور مضبوط حکمت کے تقاضے پر کہ تمہیں کہیں بھی ان کے اندر کوئی نقص اور فتور نظر نہیں آتا۔

﴿وَ یَوْمَ﴾ جس وقت

﴿یَقُوْلُ﴾ اپنے ارادے اور مشیت کے متعلق ہونے کے بعد ان کی تکوین کے سلسلے میں۔

﴿كُنْ فَیَكُوْنُ٥﴾ کسی تراخی اور مہلت کے بعد فی الفور اس قول سے قضاء کی سرعت اور اس کی تنفیذ کی طرف اشارہ ہو رہا ہے۔

﴿قَوْلُهُ﴾ قیامت میں ان کے معدوم کرنے میں۔

﴿الْحَقُّ﴾ واقع کے مطابق کسی تاخیر کے بغیر۔

﴿وَ﴾ اور اس کے قول میں تاخیر وتخلف کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ---

﴿لَهُ﴾ اس کے غیر کے لیے نہیں۔

﴿الْمُلْكُ﴾ تمام مظاہر اور ان میں اسی کا تصرف جاری ہے ایجاداً و اعداماً۔

﴿یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ﴾ اپنی قدرت کے اظہار کے لیے وجود کے اعدام وفنا کرنے کے سلسلے میں

کیونکہ وہ---

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ﴾ اور جو کچھ اس میں جاری ہوتا ہے۔

﴿وَ الشَّهَادَةِ﴾ اور جو کچھ اس پر مترتب ہوتا ہے۔

﴿وَ هُوَ﴾ بذاتہ

﴿الْحَكِيمُ﴾ غیب میں اپنے مظاہر کے اظہار میں۔

﴿الْخَبِيرُ﴾ ان کے لوٹانے کے بعد عالم شہادت میں جو کچھ ان پر مترتب ہوا ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ
مُبِينٍ (٧٤) وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (٧٥)
فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ (٧٦) فَلَمَّا رَأَى
الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ
(٧٧) فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا
تُشْرِكُونَ (٧٨)﴾ [الأنعام:74-78].

اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا: کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے؟ بے شک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں (٧٤) اور اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھاتے ہیں۔ تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں (٧٥) پھر جب رات (کی تاریکی) ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ انہوں نے کہا: (تمہارے خیال میں) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہا میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا (٧٦) پھر جب چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا (تمہارے خیال میں) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہا: اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں ضرور گمراہ قوم سے ہو جاتا (٧٧) پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا (تمہارے خیال میں) یہ میرا رب ہے؟ یہ (ان سب سے) بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا: اے میری قوم! میں ان سب سے بےزار ہوں جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو (٧٨)

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اپنے پیروکاروں کے سامنے اس وقت کو یاد کرو۔

﴿اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ﴾ جب وہ غفلت کی نینداور نسیان کی اونگھ سے بیدار ہوئے۔

﴿لِاَبِيْهِ﴾ جس کا نام

﴿اٰزَرَ﴾ بتوں کا پجاری

﴿اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا﴾ جنہیں تو تراشتا ہے۔

﴿اٰلِهَةً﴾ جو عبادت کے مستحق اور ایجاد و اعدام پر قادر نہیں۔

﴿اِنِّیْٓ﴾ اپنی بیداری اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ ان میں الوہیت کی قابلیت نہیں ہے، جب کہ الـٰہ کے لیے تمام اوصاف کمال سے متصف ہونا ضروری ہے اور اس میں تغیر اور زوال و انتقال نام کی کوئی چیز موجود نہ ہو۔

﴿اَرٰىكَ﴾ اے میرے باپ!{1}

(جو درحقیقت آپ کا چچا تھا عرب مجازاً چچا کو بھی باپ کہتے ہیں)---

آزر ابراہیم علیہ السلام کا حقیقی اب یا عم تھا؟

سیدی غوث الاعظم محبوب سبحانی ﷺ نے سورہ انعام میں اذ قال ابرٰهیم لابیه آزر کی تفسیر کرتے ہوئے صرف کہا ہے کہ آزر بت پرست تھا مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ آپ کا حقیقی باپ تھا یا چچا۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم مسئلہ پر قدرے تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کے لیے استغفار نہ کریں۔ جب اُن پر واضح ہو چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اس بات کی توثیق کے بعد کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ دشمنِ خدا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی آخر الزماں سیدنا محمد ﷺ بھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں تو پھر آپ ﷺ کا یہ فرمان انی خیار من خیار من خیار ''میں نسباً خیر اور اعلیٰ ہوں اور میرے آباؤ اجداد بھی افضل و اعلیٰ تھے۔''

پھر جب اللہ تعالیٰ کے قول کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن تھا پر نظر جاتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا نقض اور خلاف واقع ہونا لازم آتا ہے کہ نسب رسول ﷺ میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں شامل تھا۔ اندریں صورت سیدِ عالم ﷺ کی حدیث پر بھی نقض وارد ہوگا۔

ما زلت انتقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات

''میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک ماؤں کے رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔''

﴿وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝﴾ ان تماثیل باطلہ کی عبادت اور انہیں معبودات حقہ اعتقاد کرتے ہوئے۔

﴿وَ كَذٰلِكَ﴾ یعنی جسے ہم نے بتوں کے معاملے میں اسے غفلت کی نیند سے بیدار کیا۔

﴿نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ یعنی ان کے وہ عجائب وغرائب جوان میں ودیعت کیے ہوئے ہیں تا کہ وہ ان میں تامل وتدبر کرے اوران کی تدبیرات اور تصریفات میں تفکر کرتے ہوئے ان کے صانع وخالق تک پہنچے۔

اس لیے محقق علماء کی روش کے مطابق اس مسئلہ کا تصفیہ کرنا بھی از حد ضروری ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ''اب'' کون ہے؟ جس نے تجھے نسل اور وجود بخشا ہے وہ بھی ''اب'' ہے یا وہ جو تیری نسل سے ہے وہ بھی ''اب'' ہے۔ اس بناء پر جو بلاواسطہ ہے وہ بھی ''اب'' ہے اور اس کا باپ (تیرا دادا) بھی تیرا ''اب'' ہی اعتبار کیا گیا اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔

اس مقام پر ہم صرف ان دو آیتوں سے استدلال کرتے ہیں

پہلی آیت مبارکہ:

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝(یوسف 6)

حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے باپ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جو تیسرے نمبر پر ہیں وہ بھی باپ قرار دیے گئے ہیں اسی طرح جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ (یوسف: 38) آباء اب کی جمع ہے جب یوسف علیہ السلام اپنے آباء کا ذکر کرنا چاہا تو کہا: اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ ہیں حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے باپ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے باپ ہیں۔ الغرض ابراہیم علیہ السلام بھی باپ اسحاق علیہ السلام بھی باپ اور یعقوب علیہ السلام بھی باپ۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ ''اب'' کا کلمہ دادا اور تمام آباء پر بولا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔

دوسری آیت مبارکہ:

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۝(بقرہ 133)

﴿وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ۝﴾ ان کے معاملے میں، نہ یہ کہ وہ ان منتظرین ومترددین سے ہو، جنہوں نے ان میں سے کچھ اشیاء کو خدا بنا رکھا ہے۔ جیسے ستاروں کی عبادت کرنے والے اور خدا کے لیے جسم ثابت کرنے والے ہیں۔

﴿فَلَمَّا جَنَّ﴾ اندھیری ہوئی۔

﴿عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا﴾ اس کے نور سے مستنیر ہوا اور اس کے سبب اس سے ظلمت دور ہوئی تو اس نے گمان کیا کہ اس کا یہ انکشاف ذاتی اور مطلقاً دائمی ہے۔

﴿قَالَ﴾ اس کے ساتھ اپنے ظن کے تقاضے پر۔

''کیا تم موقع پر موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا جب آپ نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد کس خدا کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا آپ کے آباء ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے خدا کی۔''

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ابراہیم بھی باپ اسماعیل بھی باپ اور اسحاق بھی باپ جبکہ اسماعیل علیہ السلام تو اسحاق علیہ السلام کے بھائی ہیں اس مقام پر لفظ اب بول کر اس سے چچا مراد لیا گیا ہے۔

قاعدہ یہ معلوم ہوا جب کلمہ اب کے ساتھ کوئی معین نام لاحق کر دیا جائے تو اس وقت اب کا لفظ دادا یا چچا پر بولا جاتا ہے اور جب کسی معین نام کے بغیر اب کا لفظ بولا جائے تو اس وقت حقیقی والد مراد لیا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے متعلق ان کے باپ کے ساتھ آزر کا لفظ بولا ہے اگر وہ آپ کا حقیقی باپ ہوتا تو آزر کا اسم اس کے ساتھ لاحق نہ کیا جاتا۔

دور حاضر کے عظیم مفسرِ قرآن شیخ متولی شعراوی مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب کوئی شخص تمہارے پاس آ کر تم سے پوچھتا ہے کہ تمہارا باپ کہاں ہے تو اس وقت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے حقیقی باپ کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ اور جب کوئی شخص یہ پوچھتا ہے کہ تمہارا باپ احمد یہاں موجود ہے تو اس تحدید وتعیین کو چچا کی طرف پھیرا جاتا ہے اذن قول الله عزوجل "واذ قال ابراهيم لابيه آزر" يبين لنا ان آزر ليس هو الصلب الذى انحدر منه رسول الله ﷺ ولكنه عمه ولذالك نحل الاشكال واللغز الذى حير الكثرين (تفسیر شعراوی متولی سورہ توبہ ص553)

اس وقت قول اللہ عزوجل 'جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا'' ہم پر واضح کرتا ہے کہ آزر آپ کے ان حقیقی آباء و اجداد میں شامل نہیں کہ جن سے رسول اللہ ﷺ کی نسل چلی ہے بلکہ وہ تو آپ کا چچا تھا اس جواب سے وہ اشکال حل ہو جاتا ہے جس نے علماء کی کثیر تعداد کو حیران و پریشان کر رکھا ہے۔

﴿هٰذَا رَبِّیْ﴾ کیونکہ یہ ایسا نور ہے جو ظلمت میں چمک رہا ہے لہٰذا یہ ربوبیت و معبودیت کا مستحق ہے۔

﴿فَلَمَّآ اَفَلَ﴾ غائب ہوا اور مٹ گیا۔

﴿قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۝﴾ میں کیوں کر اس کی عبادت کروں اور اس کے لیے عبادت کو خاص کروں کیوں کہ بجھنا اور تبدیل ہونا تو حدوث کی علامات میں شامل ہے اور حادث عبودیت کا مستحق ہے اور نہ ہی اُلوہیت کے لائق۔

﴿فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا﴾ کہ یہ طلوع ہونے کے بعد روشنی پھیلا رہا ہے اور اس میں چمک دمک اور انکشاف بھی دکھائی دے رہا ہے تو اسے خیال پیدا ہوا کہ یہ ہی میرا رب ہے۔

﴿قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ﴾ مٹ گیا اور چھپ گیا۔

﴿قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ﴾ اور مجھ پر اس کا معاملہ منکشف نہ ہوا۔

﴿لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ۝﴾ اس چمکنے اور مٹنے والے کی اُلوہیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے۔

﴿فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً﴾ کہ وہ تمام ستاروں پر غالب ہے بذات خود روشن ہے اور جو بھی اس کے سامنے آتا ہے اسے بھی روشن کر رہا ہے اور تمام ستارے بھی اس کی چمک کو ختم نہیں کر رہے۔

﴿قَالَ هٰذَا رَبِّیْ﴾ کیوں کہ یہ انکشاف میں اتم اور اضاءت و اشراق میں اکمل ہے۔

﴿هٰذَآ اَكْبَرُ﴾ سب سے، اور یہی اُلوہیت و ربوبیت کا مستحق ہے۔

﴿فَلَمَّآ اَفَلَتْ﴾ اور متغیر ہو گیا تو اس کے بعد اسے اس نور کا انکشاف ہوا، جس میں مٹنا اور بدلنا نہ تھا بلکہ وہ نور ہی نور تھا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت دیتا ہے۔

﴿قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ﴾ اب جب کہ مجھے نورِ حق کا مکاشفہ ہو چکا ہے اور اس کی ذات کریم کا معائنہ کرنے کے بعد میں اس کی توحید کے مقام پر متحقق ہو چکا ہوں۔

﴿بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۝﴾ تماثیل باطلہ اور مٹنے اور چھپنے والے اظلال و عکوس سے۔

﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ
الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ
بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ
أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ
فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾﴾ [الأنعام: 79-81].

بے شک میں نے یک سو ہو کر اپنا رُخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ﴿٧٩﴾ اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی۔ انہوں نے کہا: تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دی ہے اور میں ان سے نہیں ڈرتا جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو مگر یہ کہ میرا رب ہی کچھ چاہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے تو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرو گے؟ ﴿٨٠﴾ اور میں کیسے ڈروں ان سے جنہیں تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے جبکہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کو شریک بنانے سے نہیں ڈرتے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ سو دونوں فریقوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے؟ اگر تم علم رکھتے ہو ﴿٨١﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِنِّي﴾ جب کہ میں طریق توحید میں جدوجہد کر چکا ہوں اور اس کی راہ میں اپنی قوت کو صرف کر چکا ہوں۔

﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ﴾ یعنی اپنے دل کے چہرے کو جو حق تعالیٰ کی جناب سے ملا رہتا ہے۔ اس کے جذب اور اس کی توفیق کے ساتھ اور میں متوجہ ہوا۔

﴿لِلَّذِي فَطَرَ﴾ کسی سابقہ مادے اور مدت کے بغیر مقدر اور ظاہر کیا۔

﴿السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ یعنی عالم علوی اور سفلی۔

﴿حَنِيفًا﴾ تمام ادیان باطلہ اور آراء فاسدہ سے اعراض کرنے والا۔

﴿وَ﴾ اس تحقق اور تیقن کے حاصل ہونے کے بعد۔

﴿مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ حق تعالیٰ کے غیر کا وجود ثابت کرتے ہوئے بلکہ وجود صرف اسی ذات میں منحصر ہے اور اس کے سوا بس اس کے اوصاف کے سائے اور اس کی تجلیات کا عکس ہیں۔

---لا الٰہ الا ھو کلّ شیء ھالك الا وجھه الکریم---

اسی کی جانب تمہیں لوٹنا ہے، جیسے سایہ سایہ دار کی طرف لوٹتا ہے۔

﴿وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کے سلسلے میں انہوں نے جھگڑا کیا، کہنے لگے کہ اے ابراہیم علیہ السلام کیا تیری من گھڑت باتوں پر ہم اپنے آباء کے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

﴿قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ﴾ میرے ساتھ جھگڑتے ہو۔

﴿فِی اللّٰهِ﴾ اس کی توحید کے متعلق میرے ساتھ جھگڑا کرتے ہو اور مجھے ان تماثیل باطلہ سے ڈراتے ہو۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ اس نے---

﴿قَدْ هَدٰىنِ﴾ اپنے لطف و کرم سے اپنی توحید کے مرکز کی طرف۔

﴿وَ﴾ تمام مظاہر میں بالاستقلال اس کے تصرف اور اس کی توحید ذاتی کا مشاہدہ کرنے کے بعد

﴿لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ﴾ کیوں کہ اس سے کسی نفع و نقصان کی امید نہیں ہے۔

﴿اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْئًا﴾ کوئی مکروہ جو مجھے اس کی طرف سے لاحق ہوگی کیوں کہ من جملہ وہ بھی اس کے مظاہر سے متعلق ہے کیوں کہ---

﴿وَسِعَ﴾ محیط ہے۔

﴿رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ اور تفکر کرتے تاکہ تم مظہر اور ظاہر، عاجز اور قادر کے درمیان تمیز کرسکو۔

﴿وَ كَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ﴾ اس کے باوجود کہ اس سے کسی ضرر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

﴿وَ لَا تَخَافُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب سے۔

﴿اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ﴾ اُلوہیت میں متوحد اور اپنی ذات میں شریک اور نظیر سے منزہ۔

﴿مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ﴾ اس کی شرکت کے بارے میں۔

﴿عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا﴾ حجت اور برہان

﴿فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ﴾ موحدین، مشرکین

﴿اَحَقُّ بِالْاَمْنِ﴾ واضح کرو۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ یعنی صاحبان علم وعقل سے۔

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٨٢ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۚ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝٨٣ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝٨٤ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۚ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝٨٥﴾ [الأنعام:82-85].

جولوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کونہیں ملایا۔ ان ہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں ﴿٨٢﴾ اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی۔ ہم جس کو چاہتے ہیں بلند درجات عطا کرتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بہت حکمت والا خوب جاننے والا ہے ﴿٨٣﴾ اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام عطا کیے۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور ان سے پہلے نوح علیہ السلام کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو (ہدایت دی) اور ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں ﴿٨٤﴾ اور (ہم نے ہدایت دی) زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو۔ یہ سب صالحین میں سے تھے ﴿٨٥﴾

تفسیر العبادلۃ

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ۔

﴿وَ﴾ ایمان لانے کے بعد

﴿لَمْ یَلْبِسُوْٓا﴾ خلط ملط کیا اور نہ ہی چھپایا۔

﴿اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ﴾ یعنی ایمان وتوحید کے تقاضے سے خروج کرتے ہوئے۔

﴿اُولٰٓئِکَ﴾ سعید اور عنداللہ مقبول

﴿لَھُمُ الْاَمْنُ﴾ توحید کی امن گاہ میں

﴿وَ ھُمْ مُّھْتَدُوْنَ۝﴾ ہدایت سے ہمکنار ہیں نہ ان پر خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

﴿وَ تِلْکَ﴾ یہ قصہ جو تو نے سنا۔

﴿حُجَّتُنَآ﴾ اور ہماری توحید کی دلیل ہے۔

﴿اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ﴾ اس پر انعام کرتے ہوئے اور اسے غالب کرنے کی خاطر۔

﴿عَلٰی قَوْمِہٖ﴾ اور ہماری عادت یہ ہے کہ ہم---

﴿نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ﴾ اپنے بندوں سے علم وحکمت اور ایقان ومعرفت میں۔

﴿اِنَّ رَبَّکَ﴾ اے جامع مظہر!

﴿حَکِیْمٌ﴾ اپنے بعض بندوں کے درجات بلند کرنے میں۔

﴿عَلِیْمٌ۝﴾ ان کی استعداد اور قابلیتوں کو۔

﴿وَ﴾ اسے بلند کرنے کی ہماری یہ شان ہے۔

﴿وَ ھَبْنَا لَہٗٓ﴾ محض ہمارے فضل وکرم سے۔

﴿اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ کُلًّا ھَدَیْنَا﴾ یعنی ہر ایک کو ہم نے اپنی توحید کی راہ دکھائی۔

﴿وَ﴾ اسی طرح

﴿نُوْحًا﴾ جو جد ابراہیم ہیں۔

﴿ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام وارث تھے ہدایت نوح کے اور مورث بنے اسحٰق ویعقوب علیہما السلام کی ہدایت کے اور یہ ایک اعظم مقام واعزاز ہے۔

﴿وَ﴾ اسی طرح

﴿مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ﴾ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے۔

﴿دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ﴾ یعنی ان نفوس قدسیہ کی جزا کی طرح۔

﴿نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۰﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔

﴿وَ﴾ نیز ہم نے ہدایت بخشی۔

﴿زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ﴾---اور

﴿كُلٌّ﴾ ان میں سے

﴿مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۰﴾ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کی ہدایت کے باعث۔

﴿ وَإِسْمَٰعِيلَ وَٱلْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَٱجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا۟ بِهَا بِكَٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ ۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ ۗ قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٠﴾ ﴾ [الأنعام:86-90].

اور (ہم نے ہدایت دی) اسماعیل علیہ السلام اور یسع علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو۔ اور ہم نے سب کو (ان کے زمانہ میں) تمام جہان والوں پر فضیلت دی﴿٨٦﴾ اور (ہم نے ہدایت دی) ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے ان کو چن لیا اور ان کو سیدھے راستے پر چلایا﴿٨٧﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی

چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔ اور اگر وہ شرک کرتے تو جو اعمال وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے ﴿۸۸﴾ یہ (انبیائے کرام) وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب وحکمت اور نبوت عطا کی تھی پس اگر یہ لوگ (مشرکین مکہ) ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں تو ہم نے ان چیزوں پر ایک ایسی قوم کو مقرر کر دیا ہے جو ان چیزوں کا انکار کرنے والی نہیں ہے ﴿۸۹﴾ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی۔ پس آپ بھی ان کے طریقہ پر چلیں۔ آپ فرمائیے: میں اس (تبلیغ قرآن) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ یہ (قرآن) تو صرف ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کے لیے ﴿۹۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ نیز ہم نے ہدایت بخشی اولاد ابراہیم سے۔

﴿اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَ كُلًّا﴾ ان مذکورین سے

﴿فَضَّلْنَا﴾ نبوت اور حکمت کے ساتھ۔

﴿عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ یعنی ان کے دور میں موجود لوگوں پر۔

﴿وَ﴾ اسی طرح

﴿مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ﴾ جو مرتبۂ نبوت وحکمت کو نہ پہنچے، مگر انہیں بھی انواع واقسام کی نعمتوں کے ساتھ ان پر فضیلت دی۔

﴿وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ﴾ اور لوگوں کے درمیان سے ان کا انتخاب کر لیا۔

﴿وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ جو ہماری توحید تک پہنچانے والا ہے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یعنی ان کریم اور معزز لوگوں کے تقرب کا سبب۔

﴿هُدَى اللّٰهِ﴾ اس کی ہدایت وعنایت تھی، جو اس نے بطور انعام واکرام ان پر روا رکھی۔

﴿يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ ارادۃً واختیاراً

﴿وَ لَوْ اَشْرَكُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ہدایت یافتہ لوگ کہ اس کے ساتھ اس کے غیر کا وجود ثابت کرتے۔

﴿لَحَبِطَ﴾ مضمحل اور ضائع ہو جاتا۔

﴿عَنْهُمْ﴾ اجر وثواب
﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ خیرات وحسنات اور اعمال کے برباد ہونے میں ان کا حال تمام مشرکین کا سا ہوتا۔

''ہم تیرے قہر کے نازل ہونے سے تیری پناہ لیتے ہیں''---

---یا ذا القوّة المتین---

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ سُعداء واُمناء۔
﴿الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ﴾ جامع اور ان پر ظاہر وباطن کی تہذیب کا راستہ واضح کرنے والی۔
﴿وَالْحُكْمَ﴾ واقعات کے درمیان بتقاضائے حکمت الٰہیہ حق وباطل کے طور پر فرق کرنے والا۔
﴿وَالنُّبُوَّةَ﴾ جو طریق توحید کی طرف غفلت وگمراہی کے جنگل میں پریشان پھرنے والوں کی ہدایت کا تقاضا کرتی ہے۔
﴿فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ﴾ راہ حق سے گمراہ کرنے والے یہ قریش۔
﴿فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا﴾ اس کی مراعات ونگرانی کے لیے۔
﴿قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ۝﴾ اہل عنایت اور توفیق میں سے۔
﴿اُولٰٓئِكَ﴾ مذکورہ بالا انبیاء کرام علیہم السلام
﴿الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ﴾ انہیں اپنی توحید کی طرف محض ان پر کرم کرتے ہوئے۔
﴿فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ کیوں کہ اہل توحید کی منزل ایک ہے اگرچہ راستے مختلف ہیں۔
﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم! جن کی طرف تمہیں مبعوث کیا گیا ہے، ان سے شفقت کرتے ہوئے یہ بات کہہ دیں۔
﴿لَّآ اَسْئَلُكُمْ﴾ اور نہ ہی تم سے طمع رکھتا ہوں۔
﴿عَلَيْهِ﴾ طریق توحید کے واضح کرنے اور حق تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی تبلیغ پر۔
﴿اَجْرًا﴾ محنت کا معاوضہ
﴿اِنْ هُوَ﴾ یعنی تبلیغ وتبیین سے اور کوئی غرض نہیں۔

﴿اِلَّا ذِكْرٰى﴾ اور نصیحت

﴿لِلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ تا کہ وہ مقصد حیات کو پا کر اپنے خالق و مالک سے وابستہ ہوں۔

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰي نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۹۱ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰي وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹۲﴾ [الأنعام:91-92].

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی جس طرح اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔ جب انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا۔ آپ فرمائیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جس کو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ وہ لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی۔ تم نے اس کے الگ الگ کاغذ بنا لیے ہیں۔ تم ان (میں سے بہت کم) کو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپا لیتے ہو۔ اور تمہیں وہ علم دیا گیا جس کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ آپ فرمائیے: اللہ تعالیٰ (نے تورات نازل فرمائی ہے) پھر ان کو چھوڑ دیجیے تا کہ وہ اپنی بے ہودہ باتوں میں کھیلتے رہیں۝۹۱ اور یہ (قرآن) کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ یہ برکت والی ہے۔ یہ ان آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں تا کہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو (عذاب سے) ڈرائیں۔ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۝۹۲

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ جس قوم نے آپ کی بعثت کا انکار کیا اور آپ کی نصیحت کو جھٹلایا۔

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ یعنی آفاق میں اس کے ظہور اور اس میں اس کے مستقل متصرف ہونے کو نہ

پہچان سکے۔
﴿اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ قُلْ﴾ ان کولا جواب کرتے ہوئے۔
﴿مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ﴾ یعنی تورات
﴿الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى﴾ اپنے رب کی جناب عالی سے، اور وہ تھی۔
﴿نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ جس سے وہ مستنیر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف اس کی برکت سے راہ پاتے ہیں، اس کے باوجود کہ تم---
﴿تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ﴾ اور وہ تھی تختیاں
﴿تُبْدُوْنَهَا﴾ اپنے مطلب ومفاد کی چیز اس سے ظاہر کرتے ہو۔
﴿وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا﴾ جو تمہارے مفاد میں نہیں، عناد اور بڑائی کی وجہ سے۔
﴿وَ﴾ اس کے انزال کا کیسے انکار کرو گے کیوں کہ---
﴿عُلِّمْتُمْ﴾ اس میں سے
﴿مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ﴾ وہ امور جو ظاہر و باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔
﴿قُلِ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان کے مبہوت ہو جانے کے بعد جواباً کہہ دو۔
﴿اللّٰهُ﴾ کیوں کہ وہی ذات ہی جواب میں متعین ہے اس کے غیر کا وجود ہی نہیں۔
﴿ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ﴾ اپنی باطل اور بے بنیاد خرافات میں۔
﴿یَلْعَبُوْنَ۝﴾ بھٹکتے پھریں، تبلیغ اور لاجواب کردینے کے بعد آپ پر کچھ لازم نہیں۔
اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
﴿وَ هٰذَا كِتٰبٌ﴾ سابقہ کتب سماوی میں جو کچھ ہے، یہ بطریقِ احسن ان کی جامع ہے۔ بلکہ اس میں مزید اضافات وتشریحات موجود ہیں۔
﴿اَنْزَلْنٰهُ﴾ آپ کی طرف اے اکمل الرسل ﷺ!
﴿مُبٰرَكٌ﴾ آپ اور آپ کے پیروکاروں کے لیے کثیر خیر و برکت والی۔

﴿مُصَدِّقُ﴾ اس کتاب کی
﴿الَّذِیْ﴾ جس کے احکام
﴿بَیْنَ یَدَیْهِ﴾ یعنی تورات وانجیل اور وہ تمام کتب جو اللہ کے حضور سے نازل ہوئی ہیں۔اور پھر اسے نازل کرنے کا مقصد یہ تھا۔
﴿وَلِتُنْذِرَ﴾ اس کے ساتھ
﴿اُمَّ الْقُرٰی﴾ اہل مکہ کو
﴿وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ یعنی روئے زمین کے تمام اطراف کو، کیوں کہ اسی کے نیچے سے ہی زمین کو پھیلایا گیا ہے۔ اسی لیے تو یہ زمین والوں کا قبلہ قرار دی گئی ہے اور اس کا حج وطواف فرض کیا گیا ہے۔
﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ﴾ اہل کتاب میں سے
﴿یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ یعنی قرآن مجید پر۔
﴿وَ﴾ اس پر ایمان رکھنے کے باعث
﴿هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ۰﴾ حق تعالیٰ کی طرف میلان اور توجہ پر دوام رکھتے ہیں۔اس کی تمام شانوں اور تجلیوں کے پیش نظر اور من جملہ ان تجلیات وشؤن میں ایک جلیل ترین شان دارین کے احوال کو بیان کرنے کے لیے مراتب یقین پر قرآن مجید کا نازل کرنا بھی ہے۔کیوں کہ یہ اس کا وہ انتخاب ہے کہ نوع بشر کی زبانیں اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں اور جس کے پاس تھوڑی سی بھی عقل موجود ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس پر اور اس کے اعجاز پر ایمان رکھے۔ہاں مگر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اور اس کے دل پر مہر لگا رکھی ہے۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ
مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ
أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ
عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ
وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ
وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾﴾ [الأنعام:93-94].

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگائے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی۔ اور جو یہ کہے کہ میں عنقریب ایسا (کلام) نازل کروں گا جیسا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ اور کاش آپ اس وقت دیکھیں جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے (ان کی طرف) اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے (اور انہیں کہیں گے) نکالو اپنی جانوں کو۔ آج تمہیں اس وجہ سے ذلت کا عذاب دیا جائے گا کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق بہتان لگاتے تھے اور تم اس کی آیتوں سے تکبر کیا کرتے تھے ﴿۹۳﴾ اور بے شک تم ہمارے پاس تنہا آ گئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ (تنہا) پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ سب تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں۔ بے شک تمہارے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور وہ سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے ﴿۹۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا﴾ اس نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے، جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی (لعنهما الله)---

﴿اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ﴾ جیسا کہ عبداللہ بن ابی سرح نے کہا تھا۔

﴿وَ مَنْ قَالَ﴾ کفار قریش میں سے

﴿سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ اور اگر ہم چاہیں تو اس کی مثل ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔

﴿وَ لَوْ تَرٰۤى﴾ اے دیکھنے والے!

﴿اِذِ الظّٰلِمُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنے والے اور اس کی کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کرنے والے۔

﴿فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ﴾ سکرات اور اس کی ہولنا کیوں میں۔

﴿وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ﴾ ان کے اوپر کھڑے ہوں گے۔

﴿بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ﴾ تقاضا کرنے والے کی طرح اور ان سے کہہ رہے ہوں گے۔

﴿اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ﴾ اپنے ہی ہاتھوں سے اے افترا و تکذیب کرنے والو! یہاں تک کہ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ جاؤ اور یاد رکھو کہ---

﴿اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ﴾ جو ذلت اور رسوائی پر مشتمل ہوگا۔

﴿بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝﴾ عناد و سرکشی کے طور پر۔

﴿وَلَقَدْ﴾ اب

﴿جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى﴾ ننگے اور اپنے مال وجاہ اور ریاست کے فخر وغرور سے تنہا ہو کر۔

﴿كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ ان تمام امور سے عاری تھے۔

﴿وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ﴾ جس کے ساتھ ہم نے تمہیں دنیا میں آزمایا تھا کہ وہ تمہارے تکبر وغرور کا سبب بنے۔

﴿وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَ﴾ نیز

﴿مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ﴾ تمہارے معبودان باطلہ کو

﴿الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ﴾ یعنی تمہیں ایجاد اور ظاہر کرنے میں۔

﴿شُرَكٰٓؤُا﴾ اب کہاں ہیں۔

﴿لَقَدْ تَّقَطَّعَ﴾ اور منقطع ہو گیا۔

﴿بَیْنَكُمْ﴾ اور ان کے درمیان

﴿وَ ضَلَّ﴾ غائب ہوا اور چھپ گیا۔

﴿عَنكُمْ مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾ کہ وہ تمہارے سفارشی ہیں، جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائیں گے۔

اے اکمل الرسل ﷺ! حشر و نشر کے ان منکروں سے کہہ دو جو بوسیدہ ہڈیوں سے مردوں کو زندہ کرنے کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ اسے ممتنع اور محال تصور کرتے ہیں۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ
الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ
وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾ ﴾ [الأنعام: 95-98].

بے شک اللہ تعالیٰ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے۔ وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالنے والا ہے۔ یہی تو اللہ تعالیٰ ہے پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ ﴿٩٥﴾ وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو آرام کے لیے بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کے لیے۔ یہ بہت غالب اور بہت علم والے کا (مقرر کیا ہوا) اندازہ ہے ﴿٩٦﴾ اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو بنایا تا کہ تم ان سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کر سکو۔ بے شک ہم نے دلائل کھول کر بیان کر دیے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں ﴿٩٧﴾ اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ پھر (ہر ایک کے لیے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ ہے۔ بے شک ہم نے دلائل کھول کر بیان کر دیے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں ﴿٩٨﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِنَّ اللّٰهَ﴾ جو چاہے اور جس کا ارادہ فرمائے قادر ہے۔

﴿فٰلِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى﴾ یعنی دانہ اور نطفہ

﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ﴾ یعنی دانہ اور نطفہ کو

﴿مِنَ الْحَيِّ﴾ یعنی حیوان اور پودے سے۔
﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ﴾ زندہ کرنے والا، موت دینے والا اور حی وقیوم اُلوہیت وربوبیت کا مستحق۔
﴿فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۝﴾ اس کی ذات سے اس کے غیر یعنی اظلال باطلہ کی طرف اے احمقو! اور یہ صورت حال کیوں ہے حالاں کہ وہ---
﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ﴾ یعنی رات کی تاریکی کو چیر کر صبح کا نور پھیلانے والا تاکہ تم کسب معاش کرسکو۔
﴿وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا﴾ آرام اور سکون کے لیے، تاکہ دن بھر کی محنت ومشقت سے راحت وآرام حاصل کرو۔ اور یہ دونوں تمہاری زندگی کے قوی ترین اسباب ہیں۔
﴿وَ﴾ نیز تمہاری معاش کے لیے بنایا۔
﴿الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا﴾ مختلف ادوار، اطوار اور جداگانہ احوال رکھنے والا، جیسے سردی، گرمی، بہار اور خزاں تاکہ تمہاری روزیوں کی تکمیل ہوسکے۔
﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ﴾ تدبیر
﴿الْعَزِيْزِ﴾ تمام تدابیر پر غالب
﴿الْعَلِيْمِ۝﴾ اپنے بندوں کی معاش سے متعلق اس خاص وضع وتدبیر سے نفع دے کر۔
﴿وَ﴾ یہ صورت حال تم میں کیوں پائی جاتی ہے حالاں کہ---
﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ﴾ تمہاری مصلحتوں کی تدبیر کے لیے۔
﴿النُّجُوْمَ﴾ چمکتے ہوئے اور آسمانوں میں رکھے ہوئے۔
﴿لِتَهْتَدُوْا بِهَا﴾ گمراہی اور پریشانی کی حالت میں ان کے سبب تم اپنے مطالب تک پہنچو۔
﴿فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ﴾ اس کے جنگلات میں۔
﴿وَالْبَحْرِ﴾ اس کی گہرائیوں میں
﴿قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ﴾ جو ہماری توحید پر دال ہیں اور عالم کون وفساد میں، تصرفات میں ہمارے استقلال کی خبر دیتی ہیں۔
﴿لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۝﴾ جو ان آیات سے انتفاع واستدلال کرتے ہیں، ان کے موجد اور مصرف کی وحدت تک

پہنچنے کے لیے۔

﴿وَ﴾ اس سے کیسے روگردانی کرسکتے ہیں اس کے باوجود کہ وہ---

﴿هُوَ﴾ قادر مطلق

﴿الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ﴾ اور تمہیں جبی تجلی کے ساتھ ظاہر کیا۔

﴿مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ جو طبیعت عدم ہے۔

﴿فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ﴾ یعنی تم سب کے سب مختلف اطوار اور متفاوت شانیں ہو۔ بعض کو قرار اور استقرار ہے اور بعض کے لیے ودیعت رکھنا اور چھپنا ہے۔ تجلیات وتطورات کے تقاضے کے مطابق ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تحول وتبدل کرتے رہتے ہو۔

﴿قَدْ فَصَّلْنَا﴾ واضح کردیا ہے۔

﴿الْاٰیٰتِ﴾ اس پر کہ ہمارے سوا کسی کا وجود نہیں اور ان اظلال وعکوس کو کوئی ثبات ودوام نہیں ہے۔

﴿لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ۝﴾ تفکر اور تدبر کرتے ہیں تاکہ مظاہر کونیہ اور کیانیہ میں ذات الٰہی کے سریان کی کیفیت ان پر منکشف ہوجائے۔

﴿ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ﴾ [الأنعام:99-101].

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اُگائی۔ پھر اس سے سرسبز شاخ نکالی اور اس سے تہ بہ تہ لگے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے

شگوفوں سے پھلوں کے گچھے پیدا کیے جو نیچے جھکے ہوئے ہیں اور انگور اور زیتون اور انار کے باغ اگائے
جو ملتے جلتے بھی ہیں اور مختلف بھی ہیں۔ جب یہ درخت پھل لائیں تو ان کے پھل اور اس کے پکنے کی
طرف دیکھو۔ بے شک ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں ﴿۹۹﴾ اور انہوں نے
اللہ تعالیٰ کے لیے جنوں کو شریک بنایا حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور انہوں نے محض جہالت
سے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں۔ اللہ تعالیٰ پاک اور برتر ہے اس سے جو وہ بیان کرتے
ہیں ﴿۱۰۰﴾ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کی کوئی اولاد کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں
ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ﴿۱۰۱﴾

تفسیر العباس

﴿وَهُوَ الَّذِىٓ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ﴾ آسمان کی جانب سے۔

﴿مَآءً فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ﴾ یعنی پانی کے ساتھ، اس مقام پر صیغہ متکلم کی طرف التفات کیا جا رہا ہے۔ تا کہ یہ وہم نہ کیا جائے کہ نکالنے کا اسناد پانی کی طرف ہے۔

﴿نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ﴾ تمام پودوں کی ہر صنف کو

﴿فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ﴾ یعنی پودے سے

﴿خَضِرًا﴾ یعنی پنڈلی

﴿نُّخۡرِجُ مِنۡهُ﴾ اس پنڈلی سے

﴿حَبًّا مُّتَرَاكِبًا﴾ خوشہ

﴿وَ﴾ ہم نے نکالا۔

﴿مِنَ النَّخۡلِ﴾ کھجور کے شگوفے سے

﴿مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ﴾ گچھے

﴿دَانِيَةٌ﴾ ایک دوسرے سے لپٹ ہوئے۔

﴿وَّ﴾ نیز ہم نے نکالا۔

﴿جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ﴾ اسی طرح ہم نے نکالا۔
﴿الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ﴾ ان کے درختوں سے۔
﴿مُشْتَبِهًا﴾ ایک دوسرے سے
﴿وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ یعنی انواع مختلف
﴿اُنْظُرُوْۤا﴾ اے دیکھنے والو!
﴿اِلٰى ثَمَرِهٖۤ﴾ ان جملہ مذکورات کے ثمر کو
﴿اِذَاۤ اَثْمَرَ﴾ جب اسے چھوٹی سی شکل میں ظاہر کیا گیا لذت اور انتفاع کے بغیر۔
﴿وَ﴾ دیکھ
﴿يَنْعِهٖ﴾ اس کے پکنے اس کی نشو ونما اور اس کے نفع کو اور آہستہ آہستہ اس کے بڑے ہونے کو۔
﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۰﴾ حکیم، مختار، فاعل کے وجود پر واضح دلائل اپنی صنعت میں درجۂ کمال کو پہنچنے والا، کسی کی مشارکت اور کسی ضد اور شریک کی ممانعت کے بغیر اپنی مخلوقات کے تطورات وتبدلات کا علم رکھنے والا اور اسے ایک حال سے دوسرے حال تک، کمال سے اکمل تک لے جانے والا اور ہر مرتبہ میں اس کو مناسب اعتدال پر رکھتے ہوئے پھر واپس نقطہ آغاز کی طرف پہنچانے والا۔
﴿وَ﴾ باوجود اس کی صنعت کے عجائب اور اس کی قدرت کے لطائف کے۔
﴿جَعَلُوْا﴾ اپنی جہالت کی انتہا اور اپنی غفلت کی اخیر سے
﴿لِلّٰهِ﴾ اپنی ذات میں متوحد اور شریک سے منزہ ہے مطلقاً۔
﴿شُرَكَآءَ﴾ خصوصاً
﴿الْجِنَّ﴾ یعنی شیاطین کہ اللہ کی طرح ان کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کی طرح ان کے اوامر پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔
﴿وَ﴾ حالاں کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
﴿خَلَقَهُمْ﴾ ان کو اور ان کے معبودان باطلہ کو
﴿وَ﴾ ان کے شرک سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے

﴿خَرَقُوْا لَهٗ﴾ افترا اس کے لیے ثابت کیا ہے۔

﴿بَنِيْنَ﴾ جیسا کہ یہود نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔

﴿وَ بَنٰتٍۭ﴾ جیسا کہ عرب نے کہا ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، یہ سب کچھ جوان سے صادر ہوا۔

﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ اور اس کی ذات کی معرفت کیے بغیر کہ وہ تو اہل و عیال سے منزہ ہے۔

﴿سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ۠﴾ یہ ظالم حد سے بڑھنے والے کیوں کہ وہ تو

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ کتمِ عدم سے کسی سابقہ مادے اور مدت از واج وارواج کے بغیر بنانے اور ظاہر کرنے والا ہے بلکہ یہ سارا کمال ان پر اس کی تجلی کا ہے اور انہیں ظل (سائے) سے ہمکنار کرنے کا۔

﴿اَنّٰى﴾ کہاں سے ہو۔

﴿يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ﴾ اس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں۔

﴿وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾ جب کہ بیٹا تو دو ہم جنسوں کے درمیان ہی تصور کیا جاتا ہے۔

﴿وَخَلَقَ﴾ ظاہر کیا اور ایجاد فرمایا۔

﴿كُلَّ شَيْءٍ﴾ اپنے ذاتی اوصاف کے اظلال، اپنی شانوں کے عکوس اور اپنی حبی تجلیات کے فیض کے ساتھ۔

﴿وَهُوَ﴾ بذاتہ

﴿بِكُلِّ شَيْءٍ﴾ جو اشیاء اس کی صفاتی تجلیات سے ظاہر ہوئی ہیں۔

﴿عَلِيْمٌ۠﴾ اس پر کوئی شے بھی مخفی نہیں ہے۔

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾
قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ
﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾﴾ [الأنعام:
105-102].

یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے ﴿۱۰۲﴾ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اور وہ سب آنکھوں کو محیط ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے ﴿۱۰۳﴾ بے شک تمہارے پاس رب کی طرف سے روشن دلائل آ گئے ہیں۔ سو جس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اس نے اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا بنا رہا اس نے اپنا نقصان کیا۔ اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں ﴿۱۰۴﴾ اور اسی طرح ہم بار بار (مختلف انداز سے) دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ (اہل علم) بول اٹھیں کہ آپ ﷺ نے (شکوک وشبہات کو) مٹا دیا۔ اور تاکہ ہم اس (قرآن) کو اہل علم کے لیے واضح کر دیں ﴿۱۰۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ﴾ یعنی ذات اُحدیت جو صفات اَزلیہ اَبدیہ سے موصوف ہے اور لطفی وقہری تجلیات کے ساتھ متجلی ہے۔

﴿رَبُّكُمْ﴾ اے اظلال ہالکہ اور عکوس باطلہ۔

﴿لَآ اِلٰهَ﴾ اور نہ ہوتا کوئی موجود۔

﴿اِلَّا هُوَ﴾ اور وہ ہے۔

﴿خٰلِقُ﴾ اور مظہر۔

﴿كُلِّ شَيْءٍ﴾ عکوس واظلال سے جو بھی ظاہر ہے۔

﴿فَاعْبُدُوْهُ﴾ جو عبادت اور رجوع کا مستحق ہے، اپنے تمام امور اسی کے سپرد کرو اور کیوں نہ کریں جب کہ وہ---

﴿وَهُوَ﴾ اپنی ذات اور اپنے اوصاف واسماء کے ساتھ۔

﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ﴾ اس کے مظاہر سے جو کوائن وفواسد حادثہ ہیں۔

﴿وَّكِيْلٌ﴾ اپنی قدرت وارادے کے مطابق جس طرح چاہتا ہے تدبیر وتصرف فرماتا ہے۔

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ اس کے انتہائی ظہور وروشن ہونے کی وجہ سے آنکھیں اس کے نور کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔

﴿وَ﴾ آنکھیں اس کا احاطہ کیسے کر سکتی ہیں۔
﴿هُوَ﴾ بذاتہ۔
﴿يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ اور دیکھتا ہے۔ وہ مبصر الابصار ہے، ابصار اس کی مبصر نہیں ہو سکتیں۔
﴿وَ﴾ کس طرح دیکھا جا سکتا ہے۔
﴿هُوَ اللَّطِيْفُ﴾ ایسا رفیق جو مجازات اور مقابلہ میں آنے سے منزہ ہے۔
﴿الْخَبِيْرُ ۝﴾ مخبر ہے اس سے کیسے خبر دی جا سکتی ہے۔
حاصل مقام یہ ہے کہ اللہ کو صرف اللہ ہی دیکھتا ہے اور اپنے بارے خبر بھی صرف وہی دے سکتا ہے۔ ہر شے ہالک ہے سوا اس کی ذات والا صفات کے اور تم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے جیسے سایہ سایہ دار کی طرف لوٹتا ہے۔
﴿قَدْ جَآءَكُمْ﴾ اور تمہارے پاس موجود ہیں اے فطرت توحید پر پیدا کیے جانے والو!
﴿بَصَآئِرُ﴾ شواہد و دلائل۔
﴿مِنْ رَّبِّكُمْ﴾ جس نے تمہیں ایجاد کیا اور ان پر ظاہر فرمایا۔
﴿فَمَنْ اَبْصَرَ﴾ پالیا اور ان پر منکشف ہوا۔
﴿فَلِنَفْسِهٖ﴾ اس کا نفع اسی کی طرف لوٹے گا۔
﴿وَ مَنْ عَمِيَ﴾ اور حجاب میں پڑا۔
﴿فَعَلَيْهَا﴾ اس کا وبال اسی کی طرف لوٹے گا۔
﴿وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝﴾ رقیب اور پھیر دینے والا بلکہ تنبیہ کرنے اور تبلیغ کرنے والا، حفاظت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور تصرف اس کی قدرت کے ساتھ ہے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔
اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
﴿وَ كَذٰلِكَ﴾ اس مذکور کی مثل۔
﴿نُصَرِّفُ﴾ اور تکرار کے ساتھ لاتے ہیں۔
﴿الْاٰيٰتِ﴾ جو ہماری توحید پر دلالت کرتی ہیں اس امید پر کہ وہ بیدار ہو جائیں مگر وہ بیدار نہ ہو سکے۔

﴿وَ﴾ ان کے معاملے کا انجام یہ ہے کہ وہ---

﴿لِيَقُوْلُوْا﴾ آپ سے اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿دَرَسْتَ﴾ تم نے یہ پرانی اور جھوٹی موٹی باتیں اہل کتاب سے سیکھی ہیں۔

﴿وَ﴾ اس کے باوجود کہ ہم ان آیات میں تصریف وتکرار کرتے ہیں صرف اس لیے کہ---

﴿لِنُبَيِّنَهٗ﴾ اور اسے واضح کریں اس توحید ذاتی کی طرف جس پر آیات ودلائل کی تصریف دال ہے۔

﴿لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ جو قطعی دلائل اور روشن براہین کے ساتھ حکیم اور صانع کی وحدت پر استدلال کرتے ہیں اگر وہ تم سے روگردانی کریں اور تمہاری لائی ہوئی آیات کو قبول نہ کریں تو پھر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ شَآءَ
اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ
مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ
بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَاۗءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾﴾ [الأنعام:106-
109].

آپ اس کی پیروی کریں جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور مشرکین سے کنارہ کشی کریں (۱۰۶) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان کا نگہبان نہیں بنایا اور نہ آپ ان کے ذمہ دار ہیں (۱۰۷) اور (اے مسلمانو!) تم انہیں گالیاں نہ دو جن کی یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ حد سے تجاوز کرتے ہوئے بغیر جانے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر امت کے لیے ان کا عمل مزین کر دیا ہے۔ پھر انہیں اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے (۱۰۸) اور انہوں نے بڑی تاکید کے ساتھ قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آ گئی

تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔ آپ فرمائیے کہ نشانیاں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانیاں آ جائیں گی تو یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے ﴿۱۰۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ﴾ توحید باری تعالیٰ۔

﴿مِنۡ رَّبِّکَ لَاۤ اِلٰہَ﴾ لاموجود۔

﴿اِلَّا ہُوَ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ﴾ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو جب کہ تم توحید کے مرکز سے علیٰ وجہ البصیرت ہم کنار ہو چکے ہو۔

﴿وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ﴾ اپنے بندوں کے لیے ہادی ان کے شرک نہ کرنے کو۔

﴿مَاۤ اَشۡرَکُوۡا وَ مَا جَعَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا﴾ مصرف بلکہ مبلغ، متنبہ بنایا ہے۔

﴿وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِوَکِیۡلٍ۝﴾ کہ تم ان کی سفارش کرو اور ان کے معاملات کی نگرانی کرو۔

﴿وَ لَا تَسُبُّوا﴾ اے مومنین موحدین! تم ان کے بتوں کو برے کلمات سے یاد نہ کرو۔

﴿الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ﴾ اور عبادت کرتے ہیں یعنی مشرکین۔

﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ﴾ کیونکہ وہ بھی من جملہ اللہ تعالیٰ کے مظاہر میں داخل ہیں۔

پھر اگر تم انہیں اور ان کے خداؤں کو گالی دو گے۔

﴿فَیَسُبُّوا اللّٰہَ﴾ اپنی جہالت اور غیرت کی وجہ سے تم اللہ کو گالی دینے کا سبب ہو جاؤ گے۔

﴿عَدۡوًۢا﴾ حق سے باطل کی طرف تجاوز کرتے ہوئے۔

﴿بِغَیۡرِ عِلۡمٍ﴾ جہالت کے مآل وانجام کے طور پر۔

﴿کَذٰلِکَ﴾ یعنی جس طرح ہم نے تمہارا دین تمہارے معبود اور تمہارے عمل کو حسین بنایا ہے۔

﴿زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ﴾ امتوں سے۔

﴿عَمَلَہُمۡ﴾ اور ان کے معبود کو وہ حق تھا یا باطل کیونکہ ہر جماعت کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر شاداں وفرحاں ہے۔

﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّہِمۡ مَّرۡجِعُہُمۡ فَیُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۝﴾ یعنی ان کے عمل کے تقاضے پر خیر وشر وایمان

اور کفر کی جزا دے۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! آپ کے ساتھ ان کا نفاق استہزاء اور آیات الٰہیہ کے ساتھ تمسخر کرنے کی انتہا یہ ہے۔

﴿اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ یعنی ٹھٹھا مذاق کرتے ہوئے تاکید اور زور دے کر قسمیں کھاتے ہیں۔

﴿لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ﴾ ان کی طلب کردہ نشانیوں سے۔

﴿لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا﴾ اور آپ پر بھی

﴿قُلْ﴾ جھوٹ کے شائبے سے پاک، اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿اِنَّمَا الْاٰيٰتُ﴾ اور ان کا اترنا اور اتارنا۔

﴿عِنْدَ اللّٰهِ﴾ اور اس کے قبضہ قدرت میں ہے میری وسعت وطاقت میں کچھ نہیں۔

﴿وَ مَا يُشْعِرُكُمْ﴾ ان کافروں کے ایمان لانے کی خواہش رکھنے والے مومنو! اگر تم ان کے احوال وشئون کا بغور جائزہ لو تو تم سمجھ جاؤ گے۔

﴿اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ﴾ وہ تمام طلب کردہ نشانیاں۔

﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ کبھی بھی ان پر، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر کفر ونفاق کی مہر ثبت کر رکھی ہے۔

﴿ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ﴾ [الأنعام: 110-112].

اور ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے جس طرح یہ لوگ اس قرآن پر پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے تا کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں (۱۱۰) اور اگر ہم

ان کی طرف فرشتے بھی نازل کرتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز کو ان کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی وہ ایمان نہ لاتے ۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا لیکن ان میں سے اکثر لوگ جاہل ہیں﴿۱۱۱﴾ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو دشمن بنا دیا۔ جو (لوگوں کو) دھوکے میں ڈالنے کے لیے ایک دوسرے کو خوش نما باتیں القا کرتے رہتے ہیں ۔ اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ یہ نہ کرتے پس آپ ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو ان کے حال پر رہنے دیں﴿۱۱۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ کیوں کر وہ ان پر ایمان لائیں گے کیوں کہ---

﴿نُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ﴾ کہ وہ حق کی طرف مطلقاً میلان کریں۔

﴿وَ اَبۡصَارَهُمۡ﴾ اس کے شواہد وعلامات کے احساس کرنے سے۔

﴿كَمَا﴾ ہم نے ان کو پھیر دیا ہے بایں حیثیت کہ---

﴿لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ﴾ اس حق پر جو وہ لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔

﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ کیوں کہ آیات کی حقانیت میں کوئی تفاوت وفرق وہ مطلوبہ ہوں یا نہ ہوں۔

﴿وَّ نَذَرُهُمۡ﴾ مہلت دیتے ہیں اور چھوڑتے ہیں۔

﴿فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ﴾ ان کی گمراہی میں جو حد سے تجاوز کرنے والی ہے۔

﴿يَعۡمَهُوۡنَ۠﴾ تردد اور حیرانی کے عالم میں یہاں تک کہ وہ ہماری پکڑ اور ہمارے انتقام کی زد میں آ جائیں گے۔

﴿وَلَوۡ اَنَّنَا نَزَّلۡنَاۤ اِلَيۡهِمُ الۡمَلٰۤـئِكَةَ﴾ جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا ہے۔

﴿وَكَلَّمَهُمُ الۡمَوۡتٰى﴾ اپنی قبور سے اور انہیں ایمان لانے کی تاکید کریں۔

﴿وَحَشَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ كُلَّ شَىۡءٍ قُبُلًا﴾ کفیل جو انہیں ایمان کی طرف دعوت دیں۔

﴿مَّا كَانُوۡا﴾ کہ وہ ایمان لائیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اَزلی اور سابق علم کے مطابق ان کے دلوں پر کفر ونفاق کی مہر لگا رکھی ہے۔

﴿لِيُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ ان کے ایمان کو اپنے سابق علم وقضا کے مطابق۔

﴿وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ﴾ یعنی لوگوں کی اکثریت۔

﴿يَجْهَلُوْنَ۝﴾ اس کی قضاومشیت سے۔اسی لیے ان کے ایمان کی تمنار کھتے ہیں۔

﴿وَ كَذٰلِكَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! جس طرح ہم نے آپ کا دشمن بنایا۔

﴿جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ﴾ انبیاء کرام علیہم السلام سے۔

﴿عَدُوًّا﴾ جو ان سے عداوت رکھتا ہے۔

﴿شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ﴾ باہم معاونت ومدد کرنے میں۔

﴿يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ یعنی خرافات اور لایعنی باتیں۔

﴿غُرُوْرًا﴾ تاکہ وہ کمزور لوگوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی مخاصمت اور دشمنی کے لیے آگے کریں اور انہیں فخر وغرور میں ڈال کر ان پر غلبہ اور کامیابی حاصل کریں۔

﴿وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ﴾ ان کے ایمان کو

﴿مَا فَعَلُوْهُ﴾ یہ غرور اور بے بنیاد باتیں

﴿فَذَرْهُمْ﴾ اور ان کے کفر کو

﴿وَ مَا يَفْتَرُوْنَ۝﴾ اپنے دجل وفریب اور غرور سے جو ملمع سازی کرتے ہیں۔

﴿ وَلِتَصْغَىٰٓ إِلَيْهِ أَفْـِٔدَةُ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا۟ مَا هُم
مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ أَفَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْتَغِى حَكَمًا وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ إِلَيْكُمُ ٱلْكِتَٰبَ مُفَصَّلًا ۚ وَٱلَّذِينَ
ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُۥ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ
كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن
فِى ٱلْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ ﴾
[الأنعام:113-116].

اور تاکہ اس کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔اور

تا کہ اس کو پسند کرلیں اور تا کہ کرتے رہیں جو گناہ اب وہ کر رہے ہیں﴿۱۱۳﴾ تو کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب نازل کی ہے۔ اور
جن لوگوں کو ہم نے (تم سے پہلے) کتاب دی تھی وہ جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) آپ کے رب کی طرف
سے حق کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ سو تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا﴿۱۱۴﴾ آپ کے رب کی بات
سچائی اور عدل کے اعتبار سے مکمل ہوگئی۔ کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں ہے۔ اور وہ خوب سننے والا
خوب جاننے والا ہے﴿۱۱۵﴾ اور اگر تو زمین کے اکثر لوگوں کی اطاعت کرے تو وہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے
گمراہ کر دیں گے۔ وہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور صرف قیاس آرائیاں کرتے ہیں﴿۱۱۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَلِتَصْغٰٓى﴾ اور مائل ہوں۔

﴿اِلَيْهِ﴾ اور اس کی طرف متوجہ ہوں۔

﴿اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ﴾ اپنے نفوس کے لیے اس ملمع سازی کو کیوں کہ ان کی فطرت کی بنیاد ہی اس پر ہے۔

﴿وَلِيَقْتَرِفُوْا﴾ اور اس سبب سے کمائیں۔

﴿مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ﴾ عقائد باطلہ اور گناہوں کی صورت میں۔

اس کے باجود کہ آپ پر ان کے افکار و نظریات اور ان کی دھوکہ دہی کے احوال معلوم ہو چکے ہیں۔ پھر بھی وہ آپ سے صلح کا ہاتھ بڑھانا چاہیں تو برملا ان پر انکار کرتے ہوئے اعلان کر دو۔

﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ﴾ جو حکومت و تصرف میں مستقل شان رکھتا ہے۔

﴿اَبْتَغِيْ﴾ میں طلب کروں۔

﴿حَكَمًا﴾ عادل جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ دے۔ اے عناد اور کبر و غرور کے پیکرو!

﴿وَّ﴾ حالاں کہ اس کی شان تو یہ ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾ مبین اور واضح جو ہر طرح کے تحاکم اور فیصلہ جوئی سے بے

نیاز کرنے والی ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ﴾ یعنی اس کا علم دیا ہے کہ وہ انصاف سے کام لیں اور عناد نہ برتیں۔

﴿يَعْلَمُوْنَ﴾ اپنی کتابوں کی شہادت سے

﴿اَنَّهٗ﴾ قرآن مجید

﴿مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ باطل کی طرف میلان کیے بغیر

﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۝﴾ اندریں شان کہ وہ قرآن مجید کی حقانیت کو جانتے ہیں اور اپنی کتابوں کی شہادت کے موافق پاتے ہیں۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ وہ ہٹ دھرمی سے اپنی کتابوں میں تحریف کرتے ہیں اور عناداً قرآن مجید کی تکذیب کے مدعی ہیں۔

﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ﴾ یعنی اپنی بلندی کی انتہا کو پہنچ گیا۔ اے اکمل الرسل ﷺ! آپ کی رسالت کے طفیل کلمہ توحید کا بیان۔ کیوں کہ تمہاری رسالت کی تبیین وکشف میں جو کچھ ظاہر ہوا وہ پہلے کسی نبی کی نبوت سے ظاہر نہیں ہوا کیوں کہ پہلے انبیاء علیہم السلام توحید صفات وافعال کو ظاہر کرتے رہے، جب کہ آپ نے توحید ذات کو ظاہر کر دیا۔ چناں چہ آپ کی شان میں وارد ہوا ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

''جس نے رسول کی اطاعت کی بس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی''---{1}

اور ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

''بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے''---{2}

{1} النساء:۸۰ {2} الفتح:۱۰

اور آپ نے کہا ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰی الْحَقَّ

''جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق کو دیکھا''---{1}

نیز آپ کا فرمان ہے: رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ لَیْلَۃِ الْمِعْرَاجِ

''میں نے شب معراج اپنے رب کو دیکھا ہے''---{2}

اس کے علاوہ بھی آثار و اخبار ہیں جو توحید ذاتی پر دلالت کرتے ہیں اس لیے آپ نے اقوال و اخلاق کی تمام خوبیوں کو جمع کر رکھا ہے۔

﴿صِدْقًا وَّ عَدْلًا﴾ اور جب وہ انتہا و کمال کو پہنچ گیا۔

﴿لَا مُبَدِّلَ﴾ اور کوئی پھیرنے والا نہیں۔

﴿لِكَلِمٰتِهٖ﴾ کیوں کہ اس نے ختم کر دیا رسالت و نبوت کا معاملہ مکمل ہوا اور وحی کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

﴿وَ﴾ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ---

﴿هُوَ السَّمِيْعُ﴾ اپنے اقوال کو

﴿الْعَلِيْمُ۝﴾ اپنی شانوں اور اپنی تجلیوں کو جہاں تک وہ چاہے۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! جب تم مقام شہود و مشاہدہ پر متمکن ہو چکے ہو۔

﴿اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ جو ذات صفات اور اسماء میں متوحد ہے۔

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ﴾ اور پیروی کرتے۔

﴿اِلَّا الظَّنَّ﴾ فاسد اور وہم کاسد کی اور ظن صریح حق کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

﴿وَ اِنْ هُمْ﴾ اعتقادات و احکام میں اپنے ظنون کاذبہ اور اوہام فاسدہ کے اندر۔

﴿اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۝﴾ حسد و عناد سے اپنے معاملے کو خلط ملط کر رہے ہیں۔

{1} صحیح بخاری ۶/۵۶۸، رقم ۶۵۹۵، باب رؤیا اللیل، صحیح مسلم ۴/۷۷۶، رقم ۲۲۶۷

{2} سنن داری ۲/۱۷۰، رقم ۲۱۴۹، معجم کبیر طبرانی ۲۵/۱۴۳، رقم ۳۴۶، مسند احمد ۱/۲۸۵، رقم ۲۵۸۰، ابن حجر عسقلانی فتح الباری ۸/۶۰۶، رقم ۴۵۷۴، مجمع الزوائد الھیثمی ۱/۷۸

﴿ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِۦ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾
فَكُلُوا۟ مِمَّا ذُكِرَ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِـَٔايَٰتِهِۦ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا ذُكِرَ
ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا ٱضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَآئِهِم
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا۟ ظَٰهِرَ ٱلْإِثْمِ وَبَاطِنَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ
يَكْسِبُونَ ٱلْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا۟ يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ ﴾ [الأنعام:117-120].

بے شک آپ کا رب زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے گمراہ ہوتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے﴿۱۱۷﴾ سو اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے ہو﴿۱۱۸﴾ اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اس میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مفصل بیان کر دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کیا سوائے اس کے جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ۔ اور بے شک بہت سے لوگ بغیر علم کے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں اور بے شک آپ کا رب حد سے تجاوز کرنے والوں کو خوب جانتا ہے ﴿۱۱۹﴾ اور تم ظاہری گناہ اور پوشیدہ گناہ کو چھوڑ دو۔ بے شک جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو عنقریب ان کے اعمال کی سزا دی جائے گی﴿۱۲۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ اصحاب تقلید میں سے

﴿وَهُوَ﴾ ایضاً

﴿أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ اصحاب شہود و مکاشفہ میں سے ان کی دھوکہ دہی اور گمراہ کرنے سے انہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔

اے ایمان والو! جب تم نے جان لیا کہ ہدایت دینا اور گمراہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو پھر اس قوم کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو مباح کی تحریم اور حرام کی تحلیل کر کے گمراہ ہو چکی ہے۔

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ بوقت ذبح اسے مباح سمجھتے ہوئے اور اپنے لیے حلال قرار دیتے

ہوئے۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۝﴾ اوراس کے احکام کی پیروی اور تصدیق کرنے والے۔

﴿وَ مَا لَكُمْ﴾ کونسی چیز تمہارے لیے مانع ہے۔

﴿اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ﴾ حالانکہ اس نے

﴿قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ﴾ تمہارے رب تعالیٰ نے

﴿مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ اپنے قول حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ---''تم پرحرام کردیا گیا مرداراور خون''تو تم پرلازم ہے کہ وہ محرمات نہ کھاؤ۔

﴿اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ بھوک کوروکنے کی مقداران سے تناول کرنا تمہارے لیے مباح ہے۔

﴿وَ اِنَّ كَثِيْرًا﴾ لوگوں سے۔

﴿لَّيُضِلُّوْنَ﴾ جوخود بھی گمراہ ہیں اورضعیف الاعتقادلوگوں کومحرمات کی تحلیل اورمحللات کی تحریم کرکے کسی شرعی ثبوت کے بغیر گمراہ کرتے ہیں۔

﴿بِاَهْوَآئِهِمْ﴾ باطلہ وفاسدہ۔

﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ جواللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔اس لیے تم ان کے نقش قدم پرنہ چلو۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ۝﴾ جواپنی فاسد خواہشات کی پیروی کرکے حدوداللہ سے تجاوزکرنے والے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں اپنے علم کے تقاضے پرجزادے گا۔

﴿وَ ذَرُوْا﴾ اے ایمان والو!

﴿ظَاهِرَ الْاِثْمِ﴾ اس پراقدام کرنااوراس کے ساتھ متصف ہونا۔

﴿وَ بَاطِنَهٗ﴾ اس کے خطرات اوراسے دل پرجاری کرنا۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ﴾ اورلذت لیتے ہوئے اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

﴿سَيُجْزَوْنَ﴾ آئندہ زندگی میں۔

﴿بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ۝﴾ لذت حاصل کرنے کی مقدار پر۔

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾ ﴾ [الأنعام:121-123].

اوراس میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ یقیناً یہ نافرمانی ہے۔ اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں (وسوسے) ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے ﴿١٢١﴾ کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور ہم نے اس کے لیے ایک نور بنایا جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے کیا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہو اور ان سے نکلنے والا نہیں؟ اسی طرح کافروں کے لیے وہ اعمال آراستہ کر دیئے گئے جو وہ کیا کرتے تھے ﴿١٢٢﴾ اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے لوگوں کو مجرم بنایا تاکہ وہ وہاں مکر وفریب کیا کریں۔ اور وہ اپنے آپ کو ہی فریب دیتے ہیں اور سمجھتے نہیں ﴿١٢٣﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ اس کے ذبح کرتے وقت۔

﴿وَاِنَّهٗ﴾ اس میں سے تمہارا کھانا۔

﴿لَفِسْقٌ﴾ نفسانی خواہشات والوں کی ''جو بوسوسۂ شیاطین صراط مستقیم سے گمراہ ہوئے'' پیروی کرکے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خروج اور بغاوت ہے ان کے وسوسہ سے ہوشیار رہو۔

﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ﴾ القاء کرتے اور وسوسہ ڈالتے ہیں۔

﴿اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـئِهِمْ﴾ نفسانی خواہشات والوں کو

﴿لِیُجَادِلُوْکُمْ﴾ اے ایمان والو! یہاں تک کہ تمہیں گمراہ کردیں راہ حق سے بالخصوص ماکولات ومشروبات کے سلسلے میں۔

﴿وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْنَ۝﴾ کیوں کہ جس نے غیر اللہ کی اطاعت کی، اس نے اس کے ساتھ شرک کیا---{1}

﴿اَوَ مَنْ کَانَ﴾ تم میں سے

﴿مَیْتًا﴾ جہل وکفر کے طور پر۔

﴿فَاَحْیَیْنٰهُ﴾ معرفت اور ایمان کے ساتھ۔

﴿وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ﴾ ہادی اور منیر بن کر۔

﴿کَمَنْ مَّثَلُهٗ﴾ اس کی وصف وشان۔

﴿فِی الظُّلُمٰتِ﴾ جو ایک دوسری پر لپٹی ہوئی ہیں یعنی جہل، کفر، عصیاں اور اعتقاد کی ظلمتیں۔

﴿لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾ ان کے غیر متناہی ہونے کی وجہ سے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے نور ہدایت کے ساتھ جہالت کی ظلمت سے نکال لیا اور اسے صراط مستقیم کی راہ دکھائی جو دین اسلام ہے۔

﴿کَذٰلِكَ﴾ جسے مومن کے لیے ایمان کو خوبصورت بنایا ہے۔

﴿زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۝﴾ کفر وعصیان۔

﴿وَکَذٰلِكَ﴾ یعنی جس طرح مکہ مکرمہ میں اس کے بڑے سرداروں کو بڑے جرائم کی مہلت دی گئی۔

﴿جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ﴾ یعنی اس میں ہم نے مقرر کردیا۔

﴿اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا﴾ اور اس کے خوش حال اور مال دار لوگ۔

﴿لِیَمْکُرُوْا فِیْهَا﴾ طرح طرح کے مکر اور حیلے، تاکہ اس کے کمزور عوام کو گمراہ کریں۔

﴿وَمَا یَمْکُرُوْنَ﴾ یہ مکر وحیلہ کرنے والے۔

{1} تشریعی احکام میں غیر اللہ کو مستقل حیثیت دی۔

﴿اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ کیونکہ ان کے مکر کا وبال ان پر ہی لوٹتا ہے۔
﴿وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝﴾ اپنی شقاوت قلبی اور اندھے پن کی وجہ سے۔

﴿ وَإِذَا جَاءَتْهُمْ ءَايَةٌ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۘ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ
يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا
يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾ فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ
صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾
۞ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٧﴾ ﴾ [الأنعام: 124-127].

اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ ہمیں بھی اس کی مثل دیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کہاں اپنی رسالت کو رکھے؟ عنقریب مجرموں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب پہنچے گا اس لیے کہ وہ مکر وفریب کیا کرتے تھے ﴿۱۲۴﴾ پس اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینہ کو تنگ، بہت تنگ کر دیتا ہے گویا وہ زبردستی آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر شیطان مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ ﴿۱۲۵﴾ اور یہ آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے ان لوگوں کے لیے دلائل کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں ﴿۱۲۶﴾ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور وہ ان کا دوست ہے بوجہ ان (نیک) اعمال کے جو وہ کرتے تھے ﴿۱۲۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اپنی جہالت اور فسق وفجور کی انتہاء سے۔

﴿اِذَا جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ﴾ جو ان کے لیے سیدھی راہ کی ہادی ہوتی ہے۔

﴿قَالُوۡا﴾ اپنے بغض وعناد کی انتہاء کو پہنچ کر۔

﴿لَنۡ نُّؤۡمِنَ﴾ اس پر

﴿حَتّٰى نُؤۡتٰى مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ﴾ جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ---

﴿رُسُلُ اللّٰهِ﴾ کیونکہ ہم اور وہ دونوں بشریت میں برابر ہیں بلکہ ہم ان سے ریاست اور نسب کے اعتبار سے افضل ہیں تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ انہیں وہ منصب دیا جائے اور ہم اس سے محروم رہیں۔اے اکمل الرسل ﷺ! ان سے کہہ دیں کہ وحی اور ایتاء منصب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے۔

﴿اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسٰلَـتَهٗ﴾ اس کے یہاں ریاست اور نسب کا اعتبار نہیں ہے بلکہ یہ محض اس کا تفضّل ہے۔وہ اپنے حسب ونسب پر التفات کیے بغیر جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے اور یہ سب کچھ اس کے سابق اور ازلی علم میں مقدر اس کی قابلیت اور استعداد پر منحصر ہے۔اس لیے آپ ان پر حزن وملال نہ کریں اور نہ ہی ان کے مکروفریب سے دل میں تنگی کریں۔

﴿سَيُصِيۡبُ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا﴾ جنہیں اپنے حسب ونسب اور ریاست کا غرور ہے۔

﴿صَغَارٌ﴾ ذلت اور رسوائی۔

﴿عِنۡدَ اللّٰهِ﴾ جب وہ انہیں حساب وجزا کے لیے حاضر کرے گا۔

﴿وَ﴾ ان کے حال اور حساب کے کھل جانے کے بعد ان کے لیے۔

﴿عَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَمۡكُرُوۡنَ۝﴾---

پھر جب سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

﴿فَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يَّهۡدِيَهٗ﴾ اپنی توحید کی طرف

﴿يَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ﴾ اسے وسیع اور کشادہ کر دیتا ہے۔

﴿لِلۡاِسۡلَامِ﴾ یعنی تفویض وتسلیم۔بایں حیثیت کہ وہ اس کی تمام تر قضا پر راضی ہو جاتا ہے اور جب وہ اس کی

قضا پر راضی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سینے میں وسعت پیدا کر دیتا ہے۔ پھر اس کی قضا کا اس پر غلبہ ہو جاتا ہے اور اسے اس کی شخصیت سے بے نیاز کر کے اپنی بقاء ابدی کے ساتھ باقی رکھتا ہے۔

﴿وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ﴾ اپنی توحید کی کشادگی سے

﴿یَجْعَلْ صَدْرَهٗ﴾ جس کی یہ شان ہے کہ حق تعالیٰ اس میں وسعت دے۔

﴿ضَیِّقًا﴾ تنگ

﴿حَرَجًا﴾ انتہائی تنگ کہ اس پر امکان کے لوازمات کو غالب کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر زمین تنگ ہو جاتی ہے اور وہ عالم اسباب کی طرف عروج کی تمنا کرتا ہے۔

﴿كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ﴾ یعنی وہ آسمان کی طرف چڑھنے کی خواہش کرتا ہے یہ اس کی محتاجی اور اضطراری حالت کی اخیر ہوتی ہے اور یہ مثال اس وقت دی جاتی ہے جب کسی شخص پر معاش کی راہیں تنگ ہو جاتی ہیں۔

﴿كَذٰلِكَ﴾ اس شخص کے حال کی طرح جو اضطرار کے حال میں آسمان کی طرف عروج کرتا ہے۔

﴿یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ﴾ دار آخرت میں امکان وحرمان کی رسوائی۔

﴿عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۝﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے لطف وکرم کی وسعت پر۔

﴿وَ هٰذَا﴾ اے اکمل الرسل ﷺ جو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے یعنی قرآن مجید جو معرفت وایقان کی راہوں کو واضح کرنے والا ہے۔

﴿صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا﴾ جس میں کوئی کجی نہیں اور وہ اس کی توحید تک لے جانے والا ہے۔

﴿قَدْ فَصَّلْنَا﴾ اس میں ہم نے واضح کر دیا ہے۔

﴿الْاٰیٰتِ﴾ جو ہماری توحید پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ۝﴾ ان کے ساتھ نصیحت لیتے ہیں اور اپنے اس مبدأ (مقام ابتدا) کو یاد رکھتے ہیں، جس سے انہیں یہ شانیں اور ظہور ملا ہے اور وہ ہے وحدت ذاتی۔

﴿لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ﴾ یعنی مقام تفویض وتسلیم۔

﴿عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ توحید باری تعالیٰ پر متمکن ہونے کے بعد

﴿وَ هُوَ﴾ بذاتہ

﴿وَلِيُّهُمْ﴾ اوران کے امور کا نگران

﴿بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ یعنی وہ تمام اعمال جو ان سے صادر ہوئے کیوں کہ وہی ان کا کان، ان کی آنکھ، ان کا ہاتھ اوران کا پاؤں بن گیا تھا اوران کے تمام اعضا جن سے ان کے اعمال کا صدور ہوا۔ جیسا کہ حدیث قدسی نے اس کی تصریح کی ہے---{1}

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَـٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ قَدِ ٱسْتَكْثَرْتُم مِّنَ ٱلْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ ٱلْإِنسِ رَبَّنَا ٱسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ أَجَلَنَا ٱلَّذِىٓ أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ ٱلنَّارُ مَثْوَىٰكُمْ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾ وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّى بَعْضَ ٱلظَّـٰلِمِينَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿١٢٩﴾﴾ [الأنعام:128-129].

اور جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا:) اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت سے انسانوں کو گمراہ کیا اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے بعض لوگوں نے بعض سے فائدے اٹھائے۔ اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب آگ تمہارا ٹھکانا ہے تم ہمیشہ اس میں رہو گے مگر جسے اللہ چاہے۔ بے شک آپ کا رب بڑا دانا اور سب کچھ جاننے والا ہے ﴿۱۲۸﴾ اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کرتے ہیں بوجہ ان (برے) اعمال کے جو وہ کرتے تھے۔ ﴿۱۲۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! یاد کرو۔

﴿يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا﴾ یعنی وہ تمام اطاعت اور جس کا جن وانس کو مکلف بنایا گیا تھا یہ انہیں ندا دیتے ہوئے۔

﴿يَـٰمَعْشَرَ الْجِنِّ﴾ اے شیطانو!

{1} بخاری ۲۳۸۴/۵، رقم ۶۱۳۷، ابن حبان ۵۸/۲، رقم ۳۴۷، طبرانی ۱۳۹/۹، رقم ۹۳۵۲

﴿قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ﴾ تم نے تو کثیر تعداد کو گمراہ اور بے راہ کیا۔

﴿مِنَ الْاِنْسِ﴾ انہیں معاصی اور ہلاکت گاہوں میں ڈالنا، ہماری نواہی اور اوامر کے تقاضے پورے کرنے سے روکنا اور انہیں نفوس کی خواہشات اور ان کی مرغوب اشیاء میں مشغول کیا۔

﴿وَ﴾ جب اس ندا کو انسانوں نے سن لیا تو

﴿قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ﴾ یعنی جنوں کے دوستوں اور پیروکاروں نے۔

﴿مِنَ الْاِنْسِ﴾ حسرت و تذلل کا اظہار کرتے ہوئے۔

﴿رَبَّنَا﴾ اے وہ ذات! جس نے ہمیں انواع واقسام کے لطف و کرم سے پالا۔

ان باغیوں اور سرکشوں کی پیروی کر کے ہم نے تیرا کفر کیا۔ اب جب حق ظاہر ہو چکا ہے اور باطل نابود، اب ہم اپنے مابین جاری ہونے والے معاملے کا اقرار کرتے ہیں۔

﴿اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ﴾ ہم نے ایک دوسرے کی دوستی، پیروی اور ان کے اغوا و بے راہ کرنے سے باہم دگر فائدہ اٹھایا۔

﴿وَّ بَلَغْنَآ﴾ اب اس وقت۔

﴿اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا﴾ اپنے رسولوں کی زبانوں پر اب تیرے پاس ذلیل و رسوا ہو کر حاضر ہوئے ہیں۔

﴿قَالَ﴾ عظمت وجلال کے پردوں کے پیچھے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا۔ اب ابتلاء و آزمائش کی منزل گزر گئی اور ہدایت پانے کا دور بھی ختم ہوا۔

﴿النَّارُ مَثْوٰىكُمْ﴾ اب تم سب تابعین و متبوعین کے لیے ابدی آگ ٹھکانہ ہے۔

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ﴾ ابداً ابداً---

﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ اتنا وقت کہ جس میں وہ انہیں اس سے بچائے گا تا کہ وہ اس عذاب کے عادی نہ ہو جائیں۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ﴾ اپنے افعال میں کمال درجے کا ربط و ضبط رکھنے والا۔

﴿عَلِيْمٌ۝﴾ گناہ گاروں کی جزا کی مقدار کو

﴿وَ كَذٰلِكَ﴾ انس و جن کے اولیاء کے قول کی طرح

﴿نُوَلِّي بَعْضَ الظّٰلِمِينَ﴾ مسلط کرتے ہیں ایک دوسرے پر تاکہ وہ رسوا ہوں۔
﴿بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۝﴾ باہم دھوکہ دہی سے جو اعمال اپنائے۔

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوا شَهِدْنَا عَلٰٓى أَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كٰفِرِينَ ﴿١٣٠﴾ ذٰلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّأَهْلُهَا غٰفِلُونَ ﴿١٣١﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا وَمَا رَبُّكَ بِغٰفِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٢﴾ ﴾
[الأنعام:130-132].

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! ''کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میری آیات سناتے تھے اور تمہیں آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟'' وہ کہیں گے: ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں اور دنیاوی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ﴿١٣٠﴾ یہ (رسولوں کا مبعوث ہونا) اس لیے ہے کہ آپ کا رب بستیوں کو ظلم سے ہلاک کرنے والا نہیں ہے۔ در آں حالیکہ ان کے باشندے (ہدایت سے) بے خبر ہوں ﴿١٣١﴾ اور ہر ایک کے لیے ان کے عمل کے مطابق درجات ہیں اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے ﴿١٣٢﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ﴾ برملا، رسوا و خوار ہونے والے۔
﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ انسانوں کو جنوں پر تغلیب دی کیوں کہ جنوں سے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا اور ہمیشہ انسانوں سے ہی یہ سلسلہ جن وانس کے لیے قائم کیا گیا۔
﴿يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِي﴾ اور وہ تمہیں توحید ذاتی، اوصافی اور افعالی کی دعوت دیتے رہے۔
﴿وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾ قیامت اور جزا کا دن

﴿قَالُوْا﴾ اضطرار و اعتراف کی حالت میں

﴿شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا﴾ اے ہمارے پروردگار! جرم ومعصیت کا، اب جب کہ معاملہ ظاہر ہو چکا ہے اور پردہ اٹھ گیا ہے اور ہم عذاب وعقاب کے مستحق دکھائی دے رہے ہیں۔

﴿وَ﴾ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ---

﴿غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ بایں حیثیت کہ ان کی ہدایت کے لیے جو ان کے رب کی طرف سے آیا۔ انہوں نے اس کی کچھ پروانہ کی بلکہ اسے جھٹلایا اور اس کا مذاق اڑایا۔

﴿وَ﴾ عناد و سرکشی نے یہاں تک پہنچا دیا کہ---

﴿شَهِدُوْا﴾ اور اعتراف کیا۔

﴿عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ۰﴾ طرح طرح کے عذاب وعقاب کے مستحق ہیں۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یعنی رسولوں کا بھیجنا اور کتب کا نازل کرنا تو صرف اس لیے تھا کہ وہ ''معصیت کار'' ہوشیار و بیدار ہوں اور اپنے احوال پر نظر ثانی کریں۔

اور رسول بھیجنے میں راز یہ تھا کہ---

﴿اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ﴾ یعنی ظلم کے باعث جو اس سے صادر ہو۔

﴿وَّ﴾ اندریں حال کہ---

﴿اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ۰﴾ طریق حق سے بے خبر ہوں کہ کوئی تنبیہ کرنے والا اور کوئی سیدھی راہ بتانے والا نبی نہ آئے۔ اور اپنے متبعین کو بھی آگاہ کر دو۔

﴿وَ﴾ جان لو اے اکمل الرسل ﷺ! اور اپنے ماننے والوں کو بھی بتا دو کہ---

﴿لِكُلٍّ﴾ مکلفین کے لیے۔

﴿دَرَجٰتٌ﴾ اللہ کے حضور جو انہیں حاصل ہیں۔

﴿مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ نیک اعمال

﴿وَ مَا رَبُّكَ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع

﴿بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ٥﴾ ان کو دی ہوئی تکالیف کے تقاضے پر۔

﴿ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن بَعْدِكُم
مَّا يَشَاءُ كَمَا أَنشَأَكُم مِّن ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿١٣٣﴾ إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا
أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿١٣٤﴾ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن
تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿١٣٥﴾ ﴾ [الأنعام:133-135].

اور آپ کا رب بے نیاز اور رحمت والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد تمہاری جگہ جن کو چاہے لے آئے۔ جس طرح اس نے تمہیں ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا﴿۱۳۳﴾ بے شک جس (روزِ قیامت) کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ضرور آنے والا ہے۔ اور تم (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو﴿۱۳۴﴾ آپ فرمایئے: اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو۔ میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ سو تم عنقریب جان لوگے کہ اس دنیا کے گھر کا انجام کس کے لیے اچھا ہے۔ بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے﴿۱۳۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اس کا نفع تو ان کی طرف ہی لوٹنے والا ہے کیوں کہ---

﴿رَبُّكَ الْغَنِيُّ﴾ بذاتہ ان سے اور ان کے ہر قسم کے اعمال سے بلکہ وہ تو

﴿ذُو الرَّحْمَةِ﴾ اس پر جو اس کی تکلیف کے تقاضے پر عمل کرتا ہے اور وہ ان کی اور ان کے اعمال کی طرف محتاج بھی نہیں ہے۔

﴿إِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ﴾ اے لوگو اور حقوق اُلوہیت، اس کی توحید اور اس کی راہ میں آنے والی تکالیف کو بھولنے والو!

﴿وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ﴾ جو اس کی تکالیف کے تقاضے پر عمل کرنے والے ہوں۔

﴿كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ٥﴾ قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسل مگر وہ تم پر کرم کرتے ہوئے تم پر رحم فرماتا ہے اور تمہیں مہلت دیے رکھتا ہے۔

اے اکمل الرسل ﷺ! ازراہ تنبیہ ان سے کہہ دو۔

﴿إِنَّ مَا تُوعَدُونَ﴾ اے مکلفین! حشر نشر اور جزاء کے سلسلے میں

﴿لَآتٍ﴾ لامحالہ وہ آنے والا ہے اس لیے اس کے حکم کے مطابق عمل پیرا رہو۔

﴿وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ﴾ یعنی تم ان امور کی بجا آوری سے عاجز نہیں ہوتی کہ تمہیں ان تکالیف شرعیہ کے ترک کرنے پر مواخذہ اور عذاب نہ دیا جائے کیوں کہ جان اس کی وسعت و طاقت کے مطابق ہی تکلیف دی گئی ہے۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ترحم و شفقت کے طور پر ان سے کہہ دو مگر ان پر چوٹ کرنے میں مبالغہ اور تاکید کے ساتھ۔

﴿يَا قَوْمِ اعْمَلُوا﴾ گناہوں کا

﴿عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ﴾ یعنی اپنی طاقت و ہمت کی مقدار پر۔

﴿إِنِّي عَامِلٌ﴾ نیک اعمال کا جن کی ادائیگی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اپنی ہمت و طاقت کے مطابق۔

﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ جب پردہ اٹھے گا اور حجاب کھلے گا۔

﴿مَن تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ﴾ یعنی وہ حسن عاقبت جس پر یہ دنیا مترتب ہونے والی ہے۔ یعنی ہم میں سے کون کامیاب ہوگا میں یا تم۔

﴿إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾ اپنی فاسد خواہشات کے تقاضے پر چلتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حدود سے خارج ہونے والے۔

﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾﴾ [الأنعام: 136-137].

اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی فصلوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کر رکھا ہے اور بزعم خود کہتے ہیں: یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ ہمارے شریکوں (معبودوں) کے لیے ہے۔ پھر جو حصہ ان کے شریکوں کے لیے ہے وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا اور جو حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ لوگ کیسا بُرا فیصلہ کرتے ہیں﴿۱۳۶﴾ اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے لیے ان کے شریکوں (شیاطین) نے ان کی اولاد کے قتل کو آراستہ کر دیا ہے۔ تاکہ وہ انہیں ہلاک کر دیں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ کر دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس آپ ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو چھوڑ دیجیے﴿۱۳۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ من جملہ ان کی باطل خواہشات سے یہ ہے کہ انہوں نے---

﴿جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ﴾ اور تخلیق کیا۔

﴿مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا﴾ جو معین ومقرر کر دیا گیا۔

﴿لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا﴾ یعنی ہمارے خداؤں اور سفارشیوں کے لیے۔

﴿فَمَا كَانَ﴾ ان کے اموال سے جو معین کیا ہوا ہے۔

﴿لِشُرَكَآئِهِمْ﴾ اگر وہ عمدہ اور طیب ہو تو

﴿فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ﴾ اور ان کے شرکاء سے تجاوز نہ کرے گا۔

﴿وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ﴾ اگر وہ جید وطیب ہے۔

﴿فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ﴾ کہ وہ اس ردی کے ساتھ تبدیل کر لیتے جو ان کے شرکاء کے لیے ہوتا۔

﴿سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۝﴾ یہ جہال۔ کیوں کہ ان کا یہ عمل واختیار تو مفضول اور رذیل کو اصل اور افضل پر فضیلت دیتا ہے۔

- روایات مستندہ میں محفوظ ہے کہ مشرکین عرب اپنی کھیتیوں اور جانوروں میں کچھ مال اللہ تعالیٰ کے لیے معین کر دیتے، جسے وہ مہمانوں اور مسکینوں کے لیے صرف کرتے اور اس کا کچھ حصہ اپنے خداؤں کے لیے خاص کر لیتے، جسے وہ اپنے خداؤں کے نگرانوں اور ان کے خادموں پر خرچ کرتے اور ان جانوروں کو ان کے

تقرب کے لیے ذبح کرتے۔ پھر اگر دیکھتے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے معین کیا ہے وہ اطیب واز کی ہے تو اسے اس ردی مال سے بدل لیتے جو انہوں نے اپنے خداؤں کے لیے معین کیا تھا اور اگر دیکھتے کہ جو خداؤں کے لیے معین ہوا ہے وہ اطیب واز کی ہے، اسے ان کی محبت کے پیش ان کے لیے ہی رہنے دیتے۔ یہ وہ اختراع تھی جو انہوں نے اپنی طرف سے ہی ایجاد کر رکھی تھی۔

﴿وَ كَذٰلِكَ﴾ یعنی قربات وصدقات میں ان کی تقسیم کی مثل۔

﴿زَيَّنَ﴾ محبوب اور حسین بنا دیا گیا۔

﴿لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ﴾ اللہ کے سوا شیاطین میں سے ان کے وہ خدا جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اور اس تزئین وتحسین کی وجہ---

﴿لِيُرْدُوْهُمْ﴾ کہ وہ انہیں طریق حق سے گمراہ کریں اور انہیں ہلاک و برباد کریں۔

﴿وَ لِيَلْبِسُوْا﴾ خلط ملط کر دیں۔

﴿عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ﴾ جس کی اطاعت ان پر واجب تھی کہ وہ طریق توحید تک پہنچ جائیں۔

﴿وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کی ہدایت فرمانے والا ہادی۔

﴿مَا فَعَلُوْهُ﴾ ان کی تزئین واختلاط کو قبول نہ کرتے۔

﴿فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ﴾ یعنی ان سے اور ان کے اس افترا سے کنارہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے انتقام کا شکار ہو جائیں۔

﴿وَقَالُواْ هَٰذِهِۦٓ أَنْعَٰمٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ إِلَّا مَن نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَٰمٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَٰمٌ لَّا يَذْكُرُونَ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَيْهَا ٱفْتِرَآءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُواْ يَفْتَرُونَ ١٣٨ وَقَالُواْ مَا فِى بُطُونِ هَٰذِهِ ٱلْأَنْعَٰمِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰٓ أَزْوَٰجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ١٣٩﴾ [الأنعام: 138-139].

اور وہ اپنے خیال کے مطابق یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور فصل ممنوع ہے۔ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر وہ جس کو ہم چاہیں۔ اور بعض مویشیوں پر (انہوں نے) سواری حرام قرار دے دی اور بعض مویشیوں پر (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے۔ یہ (سب محض) اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں ان کی افترا پردازیوں کی سزا دے گا﴿۱۳۸﴾ اور وہ کہتے ہیں: جو کچھ ان مویشیوں کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مَردوں کے لیے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ (پیدا) ہو تو پھر سب (مرد و زن) اس میں شریک ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے (اس من گھڑت) بیان کی سزا دے گا۔ بے شک وہ بڑا دانا اور سب کچھ جاننے والا ہے﴿۱۳۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ان کی اختراع اور اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کی طرف انتساب کرنے کی ایک شکل یہ بھی ہے۔

﴿قَالُوْا هٰذِهٖٓ﴾ یہ تعیین و تقدیر

﴿اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حرام ہے۔

﴿لَّا یَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ﴾ جسے ہم کھلانا چاہیں یعنی بتوں کے دربان اور ان کے خدام مردوں اور عورتوں سے بس یہ مال ان کے لیے حلال ہے اور دیگر افراد کے لیے حرام۔ مگر یہ طرز فکر---

﴿بِزَعْمِهِمْ﴾ فاسد سے ہے اس پر کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ ہی نقلی۔

﴿وَ﴾ نیز انہوں نے کہا۔

﴿اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا﴾ بحائر، سوائب اور حوامی بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور۔

﴿وَ﴾ نیز انہوں نے کہا کہ یہ---

﴿اَنْعَامٌ﴾ تجارت، بار برداری اور سفر کی سواری کے لیے تیار کیے ہوئے ہیں۔

﴿لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ﴾ یعنی وہ ان پر حج کے لیے سوار نہ ہوتے تھے۔ یہ سب کچھ ان کی اختراعات و خرافات تھیں، جنہیں انہوں نے اپنی باطل خواہشات سے اپنا رکھا تھا۔

﴿عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِ﴾ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر جس کے متعلق کوئی سند اس کی طرف سے نازل نہ ہوئی تھی۔

﴿سَيَجْزِيْهِمْ﴾ اللہ جل وعلا اور انہیں عذاب میں ڈالے گا۔

﴿بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ اللہ جل شانہ پر بہتان باندھنے کے باعث۔

﴿وَ﴾ ان کی اختراعات وخرافات سے یہ بھی ہے کہ---

﴿قَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ﴾ یعنی بحائر وسوائب کے پیٹوں میں اگر وہ زندہ ہے تو وہ---

﴿خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا﴾ مخصوص اور صرف ان کے لیے حلال قرار دیا گیا ہے۔

﴿وَ مُحَرَّمٌ عَلٰى اَزْوَاجِنَا﴾ وہ خواتین کے لیے حلال نہیں۔

﴿وَ اِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً﴾ یعنی وہ اگر زندہ نکلا۔

﴿فَهُمْ﴾ یعنی مرد وزن

﴿فِيْهِ شُرَكَآءُ﴾ کسی تفاوت اور خصوصیت کے بغیر۔

﴿سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس تفصیلی افترا پر اور اس قول پر جزا دے گا۔

﴿اِنَّهٗ حَكِيْمٌ﴾ مفترین کو جزا دینے میں

﴿عَلِيْمٌ﴾ ان کی جزا کی مقدار کو

﴿ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً
عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (١٤٠) ۞ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ
وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا
يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (١٤١) وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (١٤٢) ﴾ [الأنعام: 140-142].

یقیناً ان لوگوں نے نقصان اٹھایا جنہوں نے حماقت اور جہالت کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل

کیا۔ اور جو رزق اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کر کے اس کو حرام قرار دیا۔ بے شک وہ گمراہ ہو گئے اور وہ ہدایت پانے والے نہیں تھے ﴿۱۴۰﴾ اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کیے۔ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں (جیسے انگور کی بیل) اور (ایسے بھی) جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے (جیسے انار کا درخت) اور کھجور کے درخت اور کھیتی جس کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اور انار جو (شکل میں) ملتے جلتے ہیں اور (ذائقہ میں) مختلف ہیں۔ جب یہ (درخت اور پودے) پھل دیں تو اس میں سے کھاؤ۔ اور جس دن اس کو کاٹو اس کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ﴿۱۴۱﴾ اور (اللہ تعالیٰ نے) مویشیوں میں سے بعض بوجھ اٹھانے والے (دراز قد) اور بعض زمین سے لگے ہوئے (کوتاہ قد پیدا کیے) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ﴿۱۴۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قَدْ خَسِرَ﴾ اور نقصان میں رہے وہ اعراب۔

﴿الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا﴾ قید ہونے اور تنگی معاش کے خوف سے۔

﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ اپنی جہالت سے کہ اس کا وبال بھی انہیں پر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے وہ نہیں ہیں۔

﴿وَّ﴾ نیز

﴿حَرَّمُوْا﴾ اپنے نفوس پر

﴿مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ﴾ اور ان پر مباح کیا تھا بحائر و سوائب کو اور پھر انہوں نے ان کی تحریم کو منسوب کر دیا۔

﴿افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ﴾ باطل کی طرف مائل ہوتے ہوئے۔

﴿قَدْ ضَلُّوْا﴾ ان جرائم کے ساتھ طریق حق سے۔

﴿وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۠﴾ اس کی توحید کی طرف اور ان سے ہدایت اور فلاح کی امید بھی نہیں کی جا سکتی۔

﴿وَ هُوَ الَّذِيْٓ﴾ اے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناانصافی کرنے والے جاہلو! تم طریق حق سے کس طرح گمراہ ہو

رہے ہو جب کہ اس نے ---

﴿اَنْشَاَ﴾ تمہاری معاش کے لیے اس دنیا میں

﴿جَنّٰتٍ﴾ انگوروں سے

﴿مَّعْرُوْشٰتٍ﴾ زمین سے اٹھے ہوئے۔

﴿وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ﴾ زمین پر بچھے ہوئے۔ بلکہ شکل اور ذائقے میں مختلف۔

﴿وَّ﴾ نیز تمہارے لیے پیدا کیا۔

﴿النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ﴾ یعنی ان میں سے ہر ایک کا ذائقہ خشک اور تر ہونے کی صورت میں۔

﴿وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا﴾ بعض بعض کے ساتھ۔

﴿وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ بلکہ شکل وذائقے میں مختلف۔

﴿كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ﴾ ان مذکورات سے ہر ایک کا ثمر جب چاہو۔

﴿اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کا حق جو فرض کیا گیا ہے وہ نکالو۔

﴿یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ اس کے صحیح طور پر میسر آنے کے بعد۔

﴿وَ لَا تُسْرِفُوْا﴾ کھانے میں، بایں طور کہ وہ تمہارے دلوں میں سختی لے آئے اور تمہارے ادراک کو بھاری کر دے۔

﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ یعنی ان سے اور ان کے اس فعل سے راضی نہیں ہوتا کیوں کہ کھانا تو بدن اور روح کی کارکردگی کو برقرار رکھنے کے لیے ہے۔ اور اس میں اسراف اور حد سے بڑھنا تو قویٰ کے معطل اور بوجھل ہو جانے تک پہنچا دیتا ہے جو حکمت الٰہیہ کے تقاضے کے خلاف ہے۔

﴿وَ﴾ نیز تمہارے لیے پیدا کیا۔

﴿مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً﴾ اپنے سفر کے دوران جن پر تم بوجھ لادتے ہو۔

﴿وَّ فَرْشًا﴾ ان کی اون بالوں اور پشم سے بنے ہوئے کپڑے گھروں میں اپنے نیچے بچھاتے ہو۔

﴿كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ اور ان سے جو تمہارے لیے مباح کیا ہے۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ﴾ محرمات کی تحلیل اور مباحات کی تحریم میں اس کے وسوسوں پر کان نہ دھرو

اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ وہ تو شیاطین کے لشکروں سے متعلق ہے۔
﴿إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴾ کھلا دشمن ہے اس کی فریب کاریوں سے بچو!

﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ وَصَّىٰكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّٰلِمِينَ ﴿١٤٤﴾﴾
[الأنعام: 143-144].

(اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے) آٹھ نر اور مادہ یعنی دو (نر اور مادہ) بھیڑ کی قسم سے اور دو (نر اور مادہ) بکری کی قسم سے۔ آپ پوچھیے: کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ حرام کی ہیں یا وہ (خواہ نر ہو یا مادہ) جس کو دونوں مادہ (بھیڑ اور بکری) اپنے پیٹوں میں لیے ہوئے ہیں؟ مجھے دلیل کے ساتھ بتاؤ اگر تم سچے ہو ﴿١٤٣﴾ اور (اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے) دو (نر اور مادہ) اونٹ کی قسم سے اور دو (نر اور مادہ) گائے کی قسم سے۔ آپ پوچھئے: کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ حرام کی ہیں یا وہ (خواہ نر ہو یا مادہ) جس کو دونوں مادہ (اونٹنی اور گائے) اپنے پیٹوں میں لیے ہوئے ہیں؟ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا تھا؟ تو اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگائے تاکہ بغیر جانے لوگوں کو گمراہ کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ﴿١٤٤﴾

تفسیر الجیلانی

ایمان والو! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے چوپائیوں سے مباح کر دیے۔
﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ﴾ مینڈھا اور دنبی اور ان کی اولاد۔

﴿وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ﴾ بکرا اور بکری اور ان کی اولاد۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! جو اس جنس کی تعیین کے سلسلے میں تحریم کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس سے کہہ دو اور اس کا ناطقہ بند کر دو۔

﴿ءٰٓالذَّكَرَيْنِ﴾ مینڈھا اور بکرا۔

﴿حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ دنبی اور بکری۔

﴿اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ یعنی کیا ان دونوں جنسوں کی ماداؤں کے پیٹ میں جو نر اور مادہ ہے وہ اس نے حرام کیا ہے۔

﴿نَبِّـُٔوْنِىْ﴾ اے ان جانوروں کی تحریم کا دعویٰ کرنے والو!

﴿بِعِلْمٍ﴾ یعنی ایسے مقدمہ کے ساتھ جو تمہارے نزدیک کسی نقل اور نص سے معلوم ہوا اور اس امر پر دال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کیا ہے۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝﴾ دعوی تحریم میں

﴿وَ﴾ نیز اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مباح کیا ہے۔

﴿مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ یعنی ان میں سے کسی کو اور نہ ان کے پیٹ میں کسی نر اور مادہ کو حرام کیا ہے۔

﴿اَمْ﴾ اے دعویٰ کرنے والو! تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم ---

﴿كُنْتُمْ شُهَدَآءَ﴾ حاضر تھے۔

﴿اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ﴾ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وصیت کی تھی۔

﴿بِهٰذَا﴾ تحریم کی، کیوں کہ نہ تو کسی نبی نے اس کی اطلاع دی اور نہ ہی کوئی کتاب اس کے متعلق آئی۔ اب صرف یہ بات رہ گئی کہ تم اللہ تعالیٰ کے حضور ہونے کا دعویٰ کرو جب کہ اے افترا کرنے والو! تم تو اس کی جنابِ حضور سے دور کیے اور دھتکارے ہوئے ہو۔ یہ سارا معاملہ تمہارا گھڑا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ پر باندھا ہوا جھوٹ ہے۔

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ﴾ راہِ حق سے

﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ کسی نقل اور نص کے بغیر جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہو بلکہ یہ سب کچھ تمہارے نفس کی شرارت ہے اور کمزور عوام کے عقیدے کو خلط ملط کرنے کی کوشش۔

﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ مفسرین کی فریب کاریوں پر مطلع۔

﴿لَا يَهْدِي﴾ اپنی توحید کی راہ کی طرف۔

﴿الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والے لوگوں کو

﴿قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (١٤٥) وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ (١٤٦)﴾ [الأنعام:145-146].

آپ فرمایئے کہ میری طرف جو وحی کی گئی ہے۔ میں اس میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو۔ مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہا ہوا خون یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے یا جو نافرمانی کا باعث ہو یعنی وہ جانور جس پر (ذبح کے وقت) غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ لیکن جو شخص مجبور ہو جائے جبکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔ بے شک آپ کا رب بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے (١٤٥) اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا تھا اور ہم نے ان پر گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی تھی سوائے اس چربی کے جو ان کی پشتوں پر ہو یا آنتوں پر ہو یا ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ یہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی تھی اور یقیناً ہم سچ کہنے والے ہیں (١٤٦)

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ہماری طرف سے ہونے والی وحی کے تقاضے پر۔

﴿لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ﴾ یعنی قرآن مجید میں جو تمام سابقہ کتب کا جامع اور ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

﴿مُحَرَّمًا﴾ کوئی ایسا طعام جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو۔

﴿عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ﴾ بلکہ میں تو یہ یقین کرتا ہوں کہ جو بھی طعام ہے وہ حلال ہے کیوں کہ اشیاء میں اصلاً اباحت وحلال ہونا ہے۔

﴿اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً﴾ ذبح کیے بغیر جو اپنی طبعی موت مرا۔

﴿اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا﴾ جانور کے جسم سے بہنے والا خون

﴿اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ﴾ وہ فی نفسہٖ نجس اور ذبح کو قطعاً قبول نہیں کرتا۔

﴿اَوْ﴾ جو محللات سے ذبح کیا جائے۔

﴿فِسْقًا﴾ شریعت کے تقاضے سے خروج کرتے ہوئے بایں طور کہ---

﴿اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ بوقت ذبح بتوں وغیرہا کے نام سے، ان مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ باقی مباح ہے۔

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ﴾ نیز جو ان مستثنیات کو تناول کرنے پر مجبور ہوا اندریں حال کہ وہ---

﴿غَيْرَ بَاغٍ﴾ اہل اسلام سے خارج ظلماً---

﴿وَّ لَا عَادٍ﴾ بھوک مٹانے سے تجاوز نہ کرنے والا۔

﴿فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ﴾ جس نے اسے ضرورۃً تناول کیا۔

﴿رَّحِيْمٌ﴾ اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہ کرے گا بلکہ اگر حالت اضطرار میں اس نے تناول نہ کیا اور مر گیا تو وہ گناہ گار تصور ہو گا کیوں کہ رخصت دیے جانے کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تخریب کی اور اس کی صنعت کا ابطال کیا۔

﴿وَ﴾ اگر اے اکمل الرسل ﷺ! سابقہ امم کی محرمات کے بارے آپ سے سوال کریں تو ہمارے نائب ہونے کے طور پر ان سے کہہ دو۔

﴿عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ﴾ اور کھر والا (جیسے اونٹ اور شتر مرغ)۔

﴿وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ﴾ چربی

﴿ظُهُوْرُهُمَآ﴾ آنتوں کی جھلی اور گردے۔

﴿اَوِ الْحَوَايَآ﴾ آنتیں

﴿اَوْ مَا اخْتَلَطَ﴾ چربی

﴿بِعَظْمٍ﴾ جیسے دنبہ کی چکی۔

﴿ذٰلِكَ﴾ ان اشیاء کی تحریم اگرچہ اصل اشیاء کے اندر مطلق حلت واباحت تھی مگر بایں سبب کہ---

﴿جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ﴾ اور ہماری حدود سے بلاسند نکلنے کی۔

﴿وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۝﴾ ان تمام اقوال، اخبار اور مواعید و وعیدات میں۔

﴿فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن
شَيْءٍ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ
فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ
شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾﴾ [الأنعام:147-149].

پس اگر وہ آپ کی تکذیب کریں تو آپ فرمایئے: تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے۔ اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے ٹالا نہیں جا سکتا﴿۱۴۷﴾ اب مشرک لوگ یہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا۔ اور نہ ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی حتیٰ کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھا۔ آپ ﷺ فرمایئے: کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو۔ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور محض اٹکل سے باتیں بناتے ہو۔﴿۱۴۸﴾ آپ ﷺ فرمایئے کہ کامل دلیل تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا﴿۱۴۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿فَاِنْ كَذَّبُوْكَ﴾ اور آپ پر تلاوت کردہ ہماری آیات کے متعلق آپ سے عناد رکھیں۔

﴿فَقُلْ﴾ ان سے مرتبۂ نبوت کے اعتبار سے خالص نصیحت کے طور پر۔
﴿رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ﴾ تمہارے اس حال پر تمہیں مہلت دیتا ہے اور اپنے جمال اور رحمت کے تقاضے پر تمہیں ڈھیل دیے ہوئے ہے۔
﴿وَ﴾ حالاں کہ اس کی شان ہے کہ ---
﴿لَا يُرَدُّ بَأْسُهٗ﴾ اور اس کی پکڑ اس کے جلال اور غیرت کے تقاضے پر۔
﴿عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ۝﴾ جنہوں نے اللہ کے حضور جرم کیا کہ وہ اس کے نازل شدہ احکام کے تقاضے سے نکل گئے، جو اس نے اپنے رسولوں کی زبان پر نازل کیے تھے۔
﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ آپ کے لائے ہوئے دین پر تکذیب وانکار کی راہ لیتے ہوئے۔
﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ جو تم اس کی طرف سے روایت کرتے ہو اور ہمارے بارے جس کا دعویٰ رکھتے ہو۔
﴿مَآ اَشْرَكْنَا﴾ اس کے باوجود کہ وہ جس کا ارادہ کرے اس پر قادر ہے۔
﴿وَ لَآ﴾ شرک کرتے۔
﴿اٰبَآؤُنَا﴾ بھی
﴿وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ﴾ ہم اپنے تئیں کسی بھی ایسی چیز کی تحریم نہ کرتے جس کی تحریم اللہ تعالیٰ کی طرف آرہی ہے۔ بلکہ یہ سب تمہاری اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔
﴿كَذٰلِكَ﴾ ایسے ہذیانات کے ساتھ جیسے انہوں نے تمہاری تکذیب کی۔
﴿كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ جو پہلے گزر چکے ہیں اپنے انبیاء علیہم السلام کی۔
﴿حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا﴾ جو ہم نے ان پر نازل کیا اور ان کی تکذیب کے باعث انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اور اگر تم ان کا منہ بند کرنا چاہو تو ---
﴿قُلْ﴾ ان سے بطور استفہام
﴿هَلْ﴾ پہنچ گیا ہے۔
﴿عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ﴾ صحیح نقل اور واضح حجت، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوئی ہو۔

﴿فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا﴾ اور اسے ظاہر کرو کہ ہم بھی اسے قبول کریں اور اگر وہ نہ نکال سکیں تو ان سے کہہ دو۔
﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ جو حق کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔
﴿وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ۝﴾ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہو، آپ ان سے اعراض کریں اور ان سے جھگڑا نہ کریں۔
﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ! ان کے لاجواب ہونے کے بعد۔
﴿فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ﴾ واضحہ
﴿الْبَالِغَةُ﴾ حد کمال کو
﴿فَلَوْ شَآءَ﴾ تمہاری ہدایت
﴿لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ۝﴾ یعنی ضرور تم پر اپنی حجت واضح کر دیتا اور اس کے قبول کرنے کی تمہیں توفیق دیتا۔ مگر اس کی مشیت تمہاری ہدایت سے متعلق نہ ہوئی اسی لیے تم نے اصرار و استکبار سے کام لیا۔ جب وہ حجۃ اللہ کے اظہار کے بعد بھی بیدار نہ ہوئے اور اپنے احبار و علماء کی تقلید پر اڑے رہے۔

﴿ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾ ﴾ [الأنعام:150-151].

آپ ﷺ فرمائیے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کیا ہے۔ پھر اگر وہ (جھوٹی) گواہی دے بھی دیں تو تم ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ (دوسروں کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں ﴿۱۵۰﴾ آپ فرمائیے کہ آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں جو

تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ وہ یہ کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی (کے ڈر) سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور بے حیائی کی باتوں کے قریب نہ جاؤ، خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ۔ جس جان کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ یہی باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تا کہ تم سمجھو ﴿۱۵۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿هَلُمَّ شُهَدَآءَ كُمُ﴾ یعنی اپنے علماء کو حاضر کرو۔

﴿الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ﴾ اپنی کتاب میں

﴿هٰذَا﴾ جس کی تحریم کا تم نے دعویٰ کیا ہے۔

﴿فَاِنْ شَهِدُوْا﴾ حاضر ہونے کے بعد کتاب اللہ پر افتراء کریں۔

﴿فَلَا تَشْهَدْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿مَعَهُمْ﴾ اور ان کی شہادت قبول نہ کرو۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ اور ان کی طرف وہ چیز منسوب کی جس سے وہ خالی ہیں۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! جان لیں۔

﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ﴾ اور نہ ہی مکافاتِ عمل پر اور نہ ہی وہ خرافات اور اعمال باطلہ کی پروا کرتے ہیں۔

﴿وَهُمْ﴾ انتہائی جہالت کی بنیاد پر۔

﴿بِرَبِّهِمْ﴾ جس نے انہیں انواع و اقسام کے کرم سے پالا ہے۔

﴿يَعْدِلُوْنَ۠﴾ اس کا شریک و برابر بناتے ہیں۔ تعالٰی اللّٰہ عمّا یقول الظّالمون علوّا کبیرا---

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ! شفقت نبوت کے تقاضے پر۔

﴿تَعَالَوْا﴾ اے گمراہی کے جنگل میں بھٹکنے والو!

﴿اَتْلُ﴾ اور تمہیں گنواتا ہوں۔

﴿مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ تمہاری اس دنیا میں پہلی اور سب سے بڑی یہ ہے۔

﴿اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾ اس کی مصنوعات میں سے کیوں کہ وہ احد، صمد، فرد اور وتر ہے۔ اس کے غیر کا وجود ہی نہیں کہ وہ اس کے ساتھ شریک اور اس کا مثیل ہو۔

﴿وَّ﴾ کرو تم

﴿بِالْوَالِدَيْنِ﴾ جو تمہارے ظہور کے قریبی اسباب ہیں۔

﴿اِحْسَانًا﴾ کیوں کہ انہوں نے تمہاری حفاظت و تربیت کے سلسلے میں تم پر احسان کیا ہے۔

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ﴾ ظلماً

﴿مِّنْ اِمْلَاقٍ﴾ فقر و قلت کے خوف سے کیوں کہ---

﴿نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ﴾ اور یہ کہ---

﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ﴾ قبیح

﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ جیسے قصاص، مرتد کا قتل، شادی شدہ زانی کو رجم کرنا اور دیگر محارم جن کے ارتکاب پر شریعت نے قتل کی رخصت دی ہے کہ یہ سب محللات و ماموررات میں شامل ہے۔

﴿ذٰلِكُمْ﴾ مذکور مفصل

﴿وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ تم اس کی توحید کی طرف راہ پاؤ۔

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ
وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ
وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا
فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
﴿١٥٣﴾ ﴾ [الأنعام:152-153].

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ (یتیم) اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو۔ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو اگر چہ وہ شخص رشتہ دار ہی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو﴿۱۵۲﴾ اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ سو تم اسی راستہ پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کیونکہ وہ راستے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تا کہ تم متقی بن جاؤ﴿۱۵۳﴾

تفسیر العیلانی

﴿وَ﴾ من جملہ اللہ تعالیٰ کی محرمات سے یہ بھی ہے کہ---

﴿لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ﴾ اور نہ تصرف کرو۔

﴿اِلَّا﴾ وہ تصرفات

﴿بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ یتیم کے لیے اور اس کے مال کی حفاظت اور اس کی نشو ونما کے لیے زیادہ محفوظ۔

﴿حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ﴾ یعنی متصرفات شرعیہ کو سمجھنے لگے تو اس وقت اسے آزمانے کے بعد اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔

﴿وَ﴾ ان محرمات سے یہ بھی ہے کہ ناپ تول کے اندر کمی اور خسارہ نہ کرو بلکہ---

﴿اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ﴾ یعنی عدل وانصاف کے ساتھ اور ان میں نقص اور کمی نہ کرو اگر چہ ان میں تکمیل کی حد تک جانا بہت مشکل کام ہے مگر پھر بھی ممکن حد تک ان کے ایفاء و تکمیل میں پوری کوشش کرو اور جب معاملہ تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے۔

﴿لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ تمہیں معاف کیا گیا ہے۔

﴿وَ﴾ من جملہ محرمات کے یہ بھی ہے کہ احکام کے معاملے میں بھی ناانصافی نہ کرو۔

﴿وَاِذَا قُلْتُمْ﴾ جب تم دو فریقوں کے درمیان حاکم بنو اور فیصلہ دو تو

﴿فَاعْدِلُوْا﴾ فیصلے میں۔

﴿وَ لَوْ كَانَ﴾ محکوم علیہ یا محکوم لہ

﴿ذَا قُرْبٰى﴾ تمہارا گہرا دوست اور قرابت دار اے حاکمو! تم پر لازم ہے کہ احکام میں فرمان الٰہی سے تجاوز نہ کرو۔

﴿وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ حکیم وعلیم

﴿اَوْفُوْا﴾ اور اس کے حکم اور حکمتوں کے تقاضے پورے کرو۔

﴿ذٰلِكُمْ﴾ جو مذکور ہوا۔

﴿وَصّٰكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ

﴿بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ نصیحت حاصل کرو اس کی توحید کی طرف متوجہ ہونے والو!

﴿وَ﴾ اے میری توحید کی طرف مائل ہونے والو!

﴿اَنَّ هٰذَا﴾ یعنی اس سورت میں جو اوامر و نواہی، محللات و محرمات، اشارات، آداب اور معاملات مذکور ہوئے۔

﴿صِرَاطِیْ﴾ میری توحید تک پہنچانے والا۔

﴿مُسْتَقِیْمًا﴾ کسی ٹیڑھ پن کے بغیر سیدھا۔

﴿فَاتَّبِعُوْهُ﴾ حتی کہ اس پر فائز ہو سکو۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ متفرقہ اور طرق مختلفہ

﴿فَتَفَرَّقَ بِكُمْ﴾ اور تمہیں گمراہ کر دیں گے۔

﴿عَنْ سَبِیْلِهٖ﴾ یعنی میری ذاتی توحید کی راہ سے۔

﴿ذٰلِكُمْ﴾ یعنی راہ توحید کو اپنانا ان امور سے ہے کہ---

﴿وَصّٰكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے

﴿بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ تم اس کے سبب ان فاسد خواہشات اور باطل آراء سے ڈرو جو راہ حق و توحید سے گمراہ کرنے والی ہیں۔

﴿ ثُمَّ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ تَمَامًا عَلَى ٱلَّذِىٓ أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى
وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾ وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ فَٱتَّبِعُوهُ وَٱتَّقُوا۟ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَن تَقُولُوٓا۟ إِنَّمَآ أُنزِلَ ٱلْكِتَٰبُ عَلَىٰ طَآئِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ
لَغَٰفِلِينَ ﴿١٥٦﴾ أَوْ تَقُولُوا۟ لَوْ أَنَّآ أُنزِلَ عَلَيْنَا ٱلْكِتَٰبُ لَكُنَّآ أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن
رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِى ٱلَّذِينَ
يَصْدِفُونَ عَنْ ءَايَٰتِنَا سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ بِمَا كَانُوا۟ يَصْدِفُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾ [الأنعام: 154-157].

پھر ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تا کہ جس شخص نے نیک کام کیے اس پر نعمت کو پورا کر دیں۔ (اس میں) ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت ہے تا کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملاقات پر ایمان لے آئیں ﴿١٥٤﴾ اور یہ (قرآن) بھی ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ برکت والی ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور (اللہ تعالیٰ سے) ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے ﴿١٥٥﴾ (ہم نے یہ کتاب اس لیے بھی نازل کی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم کہنے لگو کہ ہم سے پہلے صرف دو گروہوں (یہود و نصاریٰ) پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے ﴿١٥٦﴾ یا یوں کہنے لگو کہ اگر ہم پر (یہود و نصاریٰ کی طرح) کتاب نازل کی جاتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ پس تمہارے پاس بھی تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی تو اب اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو گا جس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کی اور ان سے روگردانی کی۔ ہم عنقریب ان لوگوں کو بڑے عذاب کی سزا دیں گے جو ہماری آیتوں سے روگردانی کرتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ روگردانی کرتے تھے ﴿١٥٧﴾

تفسیر الجیلانی

﴿ثُمَّ﴾ جان لو! کہ بے شک ہم نے

﴿ءَاتَيْنَا﴾ اپنے مقام جود و کرم سے۔

﴿مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ﴾ مکمل یعنی تورات جو طریق حق کو واضح کرنے والی ہے۔

﴿تَمَامًا عَلَى الَّذِيْ اَحْسَنَ﴾ اس کا بیان اور اس کی توضیح۔

﴿وَ﴾ نیز ہم نے اس میں بیان کر دیا۔

﴿تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ کوائن وفواسد وجود میں آنے اور عدم کا شکار ہونے والے امور جو عالم ملک و عالم شہادت سے متعلق ہیں۔

﴿وَّهُدًى﴾ وہ معارف وحقائق جو عالم ملکوت وغیب سے متعلق ہیں۔

﴿وَّ رَحْمَةً﴾ مکاشفات ومشاہدات جو تمام نسبتوں کو ختم کرنے اور غیر وسوا کے نفوس سے بے نیاز کرنے والے ہیں۔

﴿لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ وہ یقینِ علمی پھر عینی اور پھر حقی کے مرتبہ پر متمکن ہو جائیں۔

﴿وَ هٰذَا﴾ قرآن مجید

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ﴾ سابقہ کتب کی تتمیم اور اس کی حکمتوں اور احکام کی ترویج کے لیے۔

﴿مُبٰرَكٌ﴾ اس پر ایمان اور اس کی تصدیق کرنے والے کے لیے کثیر خیر ونفع والی۔

﴿فَاتَّبِعُوْهُ﴾ توجہ ذاتی کی طرف متوجہ ہونے والو! اس کے اوامر پر عمل کرو اور اس کی نواہی سے اجتناب۔

﴿وَاتَّقُوْا﴾ اس میں طعن کرنے، اس کی تکذیب کرنے اور اس کی توہین کرنے سے جس کی طرف یہ نازل کی گئی ہے۔

﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾ تم پر کشف کا در کھلے اور تم فضاء توحید سے ہمکنار ہو سکو۔

پھر ہم نے قرآن مجید کو تورات وانجیل کے بعد نازل کیا ہے جب کہ کتب الٰہیہ کے اکثر احکام مشترک ہیں اس امر کو ناپسند کرتے ہوئے۔

﴿اَنْ تَقُوْلُوْٓا﴾ اے ایمان والو!

﴿اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا﴾ یعنی یہود ونصاریٰ اور ان کی لغت وزبان کے مطابق تو تم احکام الٰہی کو قبول نہ کرو یہ بہانہ بناتے ہوئے کہ---

﴿وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ﴾ ان کی قراءت، ان کے تکلم سے، ان کی لغت سے لاعلمی کی وجہ سے۔

﴿لَغٰفِلِيْنَ۝﴾---

﴿اَوْ تَقُوْلُوْا﴾ حسرت کا اظہار اور تمنا کرتے ہوئے۔

﴿لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ﴾ جس طرح ان پر نازل کی گئی ہے۔

﴿لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ﴾ اپنے ذہنوں کی تیزی اور اپنے سینوں کی صفائی کی وجہ سے اور جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری استعدادات کو اپنے علم حضوری کے مطابق دیکھ لیا۔

﴿فَقَدْ جَآءَكُمْ﴾ اس کی جناب سے تمہاری ہدایت اور تمہیں مرکز توحید تک پہنچانے کے لیے۔

﴿بَيِّنَةٌ﴾ واضح

﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ جس نے تمہیں توحید کی استعدادوں اور اس کی قابلیتوں کے اضافے کے ساتھ پالا۔ اس پر دال ہے اور علوم یقینیہ والے مجوبین کی نسبت سے وہ اس کا کشف دینے والی ہے۔

﴿وَ هُدًى﴾ یقینِ عینی کے مرتبہ تک ان کی رہنمائی کرتی ہے۔

﴿وَّ رَحْمَةٌ﴾ تمہارے لیے، جو تمہاری ذات کو تمہاری بصیرت کی آنکھ سے چھپاتے ہوئے تمہیں ذات حق میں فنا کرنے والی ہے۔ الحاصل اگر تم اس کے تقاضے پر عمل پیرا ہو جاؤ تو تمہارا علم عین ہو جائے اور تمہارا عین حق۔

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ سے ان کے اوصاف وعجائب سننے کے بعد۔

﴿وَصَدَفَ﴾ روکا اور اعراض کیا۔

﴿عَنْهَا﴾ عناد وغرور کی بنا پر---و اللّٰہ العظیم

﴿سَنَجْزِی﴾ اپنے اسم منتقم (بدلہ لینے والا) کے ساتھ۔

﴿الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا﴾ تکذیب وانکار کرتے ہوئے۔

﴿سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾ دردناک اور بہت برا۔

﴿بِمَا كَانُوْا﴾ ان کی بدبختی کے باعث کہ وہ تھے۔

﴿يَصْدِفُوْنَ۝﴾ ان آیات الٰہیہ سے اور کسی قطعی حجت کے بغیر محض عناد وغرور سے انہیں ٹھکراتے رہے۔

﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِىَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِىَ بَعْضُ ءَايَـٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِى
بَعْضُ ءَايَـٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَـٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَـٰنِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ ٱنتَظِرُوٓا۟
إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُوا۟ دِينَهُمْ وَكَانُوا۟ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِى شَىْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ
ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ
إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾﴾ [الأنعام:158-160].

کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں یا آپ کا رب خود آئے یا آپ کے رب کی کوئی نشانی آئے۔ (لیکن) جس دن آپ کے رب کی کوئی نشانی آجائے گی تو کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی نہ کرلی تھی۔ آپ فرمایئے! تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں ﴿۱۵۸﴾ بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی فرقے بن گئے۔ آپ ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ﴿۱۵۹﴾ جو شخص (قیامت کے دن) ایک نیکی لائے گا تو اس کے لیے اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ہوگا اور جو شخص ایک برائی لائے گا تو اسے صرف ایک برائی کی سزا ملے گی۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۶۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿هَلْ يَنظُرُونَ﴾ وہ ایمان کے معاملے میں نہیں انتظار کرتے۔

﴿إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ﴾ یعنی ملائکہ عذاب، جس طرح وہ سابقہ امتوں پر نازل ہو کر انہیں ایمان لانے پر مجبور کر دیتے تھے۔

﴿أَوْ يَأْتِىَ رَبُّكَ﴾ یعنی عناداً آپ سے آپ کے رب کے آنے کا مطالبہ کرتے ہیں جیسے یہود نے کیا تھا جب انہوں نے کہا ارنا الله جهرة---

''ہمیں ظاہر باہر اللہ تعالیٰ دکھادو'' ---{1}

{1} النساء:۱۵۳

﴿اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ﴾ جو اس دنیا کے اختتام پر دال ہوں جب کہ وہ قیامت کی علامات سے وابستہ ہے۔

﴿يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا﴾ کیوں کہ وہ انہیں اس اضطرار کی حالت میں ایمان لانے پر مجبور کر دیں گی۔ جب کہ ایسی حالت میں لائے ہوئے ایمان کا اعتبار نہ ہوگا۔ ایمان تو تعبدی (عبودیت کا وظیفہ) برہانی (دلیل کی بنیاد پر) اور اختیاری معاملہ ہے۔

﴿لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ یعنی وہ جان جو مجبور کرنے والے عذاب کے ظہور سے قبل ایمان نہ لائی۔

﴿اَوْ﴾ نہ تھا۔

﴿كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ جو مقبول ہو اللہ تعالیٰ کے حضور۔

﴿قُلِ﴾ استہزاء کے طور پر ان انتظار کرنے والوں سے۔

﴿انْتَظِرُوْٓا﴾ اپنے وہم وخیال کے مطابق۔

﴿اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ﴾ تمہارے کفر وشرک کے باعث ہم بھی اس وقت معلوم کے آنے اور تم پر عذاب کے اترنے کا انتظار کرتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ﴾ جس نے انہیں توحید الٰہی کی طرف پہنچانا تھا۔

﴿وَ كَانُوْا شِيَعًا﴾ مختلف اور متعصب فرقوں میں تبدیل ہو گئے۔

جیسا کہ سید عالم نور مجسم نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے سب جہنم میں ہیں مگر ایک اور وہی نجات پانے والا ہے اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے سب جہنم میں ہیں مگر ایک اور وہی نجات پانے والا ہے اور عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب جہنم میں جائیں گے مگر ایک“---{1}

﴿لَسْتَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾ ان کی شان اور ان کی اصلاح میں بلکہ---

{1} المستدرک حاکم ابو عبداللہ ۱/۲۱۷، رقم ۴۴۱، ابن حبان صحیح ۱۴/۱۴۰، رقم ۶۲۴۸، ابو داؤد وسنن ۴/۱۹۷، رقم ۴۵۹۶، باب النار

﴿اِنَّمَآ اَمۡرُهُمۡ اِلَى اللّٰهِ﴾ جب وہ اس کے حضور پیش کیے جائیں گے۔

﴿ثُمَّ یُنَبِّئُهُمۡ﴾ اور انہیں خبر دے گا---

﴿بِمَا كَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ۝﴾ اس دنیا میں جو دار الابتلاء اور دار العمل ہے۔

﴿مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ﴾ اس دنیا میں

﴿فَلَهٗ﴾ فضل الٰہی کے تقاضے پر۔

﴿عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا﴾ اس کی جزا کے لیے از راہ تفضل واحسان۔

﴿وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَهَا﴾ عدلِ الٰہی کے تقاضے پر۔

﴿وَ هُمۡ﴾ برائی کی جزا میں۔

﴿لَا یُظۡلَمُوۡنَ۝﴾ زیادتی کرتے ہوئے کیوں کہ اس روز کوئی ظلم نہ ہوگا۔

﴿ قُلۡ اِنَّنِیۡ هَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۚ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُكِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلۡ اَغَیۡرَ اللّٰهِ اَبۡغِیۡ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیۡءٍ ؕ وَلَا تَكۡسِبُ كُلُّ نَفۡسٍ اِلَّا عَلَیۡهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمۡ مَّرۡجِعُكُمۡ فَیُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ فِیۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَكُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَكُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىكُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۶۵﴾ ﴾ [الأنعام:161-165].

آپ ﷺ فرمائیے: بے شک میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھائی۔ یعنی صحیح دین جو ابراہیم کا مذہب تھا اور وہ ہر باطل سے پاک تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے ﴿۱۶۱﴾ آپ ﷺ فرمائیے: بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو سارے جہانوں کا رب ہے ﴿۱۶۲﴾ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے

پہلا مسلمان ہوں (۱۶۳) آپ فرمائیے: کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور ہر شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اس کا وہی ذمہ دار ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے تو وہ تمہیں بتائے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے (۱۶۴) اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا ہے تا کہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے (۱۶۵)

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہونے والے اکمل الرسل ﷺ!

﴿اِنَّنِیْ﴾ تمہاری جنس سے ہونے کے باوجود۔

﴿هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ﴾ جس نے مجھے طرح طرح کے لطف وکرم سے پالا ہے۔

﴿اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۬ۚ﴾ جو اس کی توحید ذاتی تک لے جانے والا ہے۔

اور اس نے اپنے فضل سے مجھے عطا کیا ہے۔

﴿دِیْنًا قِیَمًا﴾ قویم ومستقیم

﴿مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا﴾ تمام ادیان باطلہ اور آراء فاسدہ سے اعراض کرنے والا۔

﴿وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝﴾ کسی وقت بھی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اور اس کی توحید ذاتی کے مظہر اتم اپنے تمام تر ظاہری و باطنی امور کو اس کے حضور سپرد کرتے ہوئے۔

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ﴾ اپنے تمام اعضاء وجوارح کے ساتھ میرا میلان۔

﴿وَ نُسُكِیْ﴾ میری وہ تمام عبادات جو حق تعالیٰ سے میرے تقرب وتوسل کا باعث ہیں۔

﴿وَ﴾ بالجملہ لوازمات

﴿مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ﴾ متوحد اور اپنے ملک وملکوت میں مستقلاً متصرف ومختار ہے کہ وہ

﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾---

﴿لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾ کہ اس کے ساتھ تنازع کرے اور اس کی کوئی ضد نہیں جو اس کے مماثل ہو اور اس کے غیر کا اصلاً کوئی وجود ہی نہیں۔

﴿وَ بِذٰلِكَ﴾ تفویض واخلاص

﴿اُمِرْتُ﴾ اس کی توحید کی خاطر اسی کی جناب سے۔

﴿وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۝﴾ ان موحدوں سے جو اس کی توحید ذاتی کو ظاہر کرنے والے ہیں۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اپنے ان معاندین ومخالفین سے جو راہ توحید میں آپ سے مجادلہ کرتے ہیں اور آپ سے اس کے شرک میں امید رکھتے ہیں۔

﴿اَغَيْرَ اللّٰهِ﴾ اپنی ذات میں متوحد اور اپنی اُلوہیت میں متفرد ہے۔

﴿اَبْغِيْ﴾ میں چاہوں اور بناؤں۔

﴿رَبًّا﴾ مربی اور کفیل

﴿وَّ﴾ حالاں کہ بے شک وہ---

﴿هُوَ﴾ اپنی ذات، اپنے اسماء اور اپنے اوصاف کے ساتھ۔

﴿رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ اس کا خالق اور عدم سے اس کا موجد۔

﴿وَ﴾ جب آپ نے ان سے کلمہ حق کہہ دیا تو اب ان کے اور ان کے شرک کی پروانہ کرو کیوں کہ---

﴿لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ﴾ جرائم اور خطایا سے۔

﴿اِلَّا﴾ اٹھائے گا۔

﴿عَلَيْهَا﴾ ان کے بوجھ اور وبال۔

﴿وَ لَا تَزِرُ﴾ کوئی نفس نہ اٹھائے گا۔

﴿وَازِرَةٌ﴾ نافرمان اور کافر۔

﴿وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ بلکہ ہر ایک اپنے عمل کے مرہون ہوگا اگر خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر۔

﴿ثُمَّ﴾ اس دنیا کے اختتام پر۔

﴿اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ﴾ جیسے سایہ سایہ دار کی طرف لوٹتا ہے۔

﴿فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۝﴾ یعنی تمہارے سامنے حق کو باطل، ہدایت کو گمراہی اور عنایت کو وبال وغضب سے الگ کردے گا۔

﴿وَ﴾ وہ کیسے توحید حق کا انکار کرتے ہیں اور اپنے معاملے میں اس کی تربیت سے انحراف کرتے ہیں۔ حالاں کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ﴾ یعنی خلفاء اور اس کے جملہ اوصاف کی مظہریت کے قابل۔

﴿وَ رَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾ اپنے اوصاف واخلاق کے ساتھ مزین کرنے سے۔

﴿لِّیَبْلُوَکُمْ﴾ اور تمہارا امتحان لے۔

﴿فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ﴾ تمہاری استعدادوں اور قابلیتوں کے سلسلے میں کہ تم انہیں صحیح مصرف میں استعمال کرتے ہو یا غلط طور پر۔

﴿اِنَّ رَبَّکَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿سَرِیْعُ الْعِقَابِ﴾ اگر اس نے اپنی فطری استعداد کو بے مقصد اور لایعنی کاموں سے استعمال کیا۔

﴿وَ اِنَّهٗ﴾ ایضاً

﴿لَغَفُوْرٌ﴾ بیداری اختیار کرنے اور استغفار کرنے والے کے لیے۔

﴿رَّحِیْمٌ۝﴾ توبہ کرنے اور ہدایت طلب کرنے والے کے لیے۔

[خاتمہ سورہ انعام]

اے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والے اور اس کی راہ توحید کے سلوک کا ارادہ کرنے والے! اللہ جل وعلا تیری امید کو پورا فرمائے اور تجھے تیرے مطلوب تک پہنچائے تجھ پر لازم ہے کہ قویٰ نفسانیہ کی لذتوں اور اس کی حسی، وہمی اور خیالی شہوتوں کے تقاضوں سے متجرد اور مبرا رہ اور اپنے اندر ودیعت کردہ قویٰ روحانیہ سے ان کے مبدأ فیاض کی طرف التفات رکھ مگر اپنی اس توجہ میں ان آثار ونشانات کی پیروی کرنا جو نبی المختار سید الابرار ﷺ سے تیرے پاس پہنچے ہیں۔ یہ وہ ذات گرامی ہے جسے حق تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اور نائب قرار دیا ہے۔ اپنے تمام اوصاف واسماء کے تقاضوں پر اپنا مظہر بنا کر اپنے تمام انبیاء ومرسلین (صلوات اللہ تعالی علیھم اجمعین) سے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز کیا ہے۔ نیز انہیں اپنی توحید ذاتی کا مظہر بنا کر دنیا میں مبعوث کیا اور آپ پر ایسی جامع کتاب نازل کی جو تمام سابقہ کتب کے فوائد پر مشتمل ہے بلکہ اس میں ایسی زائد خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں جن سے وہ خالی ہیں جو اتم اور اکمل طور پر طریق توحید کو بیان بھی کرتی ہے۔ بایں حیثیت کہ اب ان کی بعثت و تشریف آوری کے بعد کسی اور بیان کرنے والے کی حاجت نہیں رہی۔ اسی لیے تو ارشاد ربانی ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ---

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا'' ---{1}

اور سید عالم اکمل الرسل ﷺ کا ارشاد گرامی بھی ہے:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ ---

''مجھے مبعوث کیا گیا کہ میں محاسن اخلاق کو حد تکمیل تک لے جاؤں'' ---{2}

{1} مائدہ:۳

{2} سنن کبری بیہقی ۱۰/۱۹۱، موطا امام مالک ۲/۹۰۴، مسند احمد ۲/۳۸۱، حکیم ترمذی نوادر ۴/۸۵

پھر آپ کی بعثت اور نزول کتاب کے بعد اب توحید ذاتی کے طالب کے لیے صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ جناب ختمی مرتبت ﷺ کے لائے ہوئے دین کی پیروی کرے اور اس کے اوصاف سے خود کو متصف کرے اسی لیے بعثت محمدی کے بعد اب اجتہاد احکام شریعت کی جزئیات کے اندر تو ہو سکتا ہے، عقائد کلیہ کے اندر نہیں کیوں کہ آپ کی ذات گرامی پر رسالت اور تشریع کا معاملہ ختم کر دیا گیا ہے۔

تیرے لیے ضروری ہے کہ تو اپنے دل کو آپ ﷺ کے مرتبے اور شان کے ساتھ وابستہ رکھ اور مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو اپنے مقصد کا قبلہ قرار دے اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے نظام کو کلی طور پر اپنا لے۔ اس بات کا اہتمام رکھنا بھی لازم ہے کہ تجھے آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے کامل وثوق اور اطمینان ہونا چاہیے۔ شکوک واوہام کی تاریکیاں جو تجھے پریشان کرتی ہیں انہیں دل میں جگہ نہ دینا، خود پسندی، ناموری اور ریا کاری یہ سب خواہشات فاسدہ شیطانوں کے وسوسے ہیں ان سے بھی اجتناب از حد ضروری ہے۔

- حاصل کلام یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ کی طرف فنا اور موت ارادی کے طریق سے متوجہ ہونا۔ بایں حیثیت کہ تجھ سے حیات صوری کی علامات اور قویٰ بشری کے تقاضوں سے کچھ بھی صادر نہ ہو اور یہ احتیاط یہاں تک جاری رہے کہ تو مقام خلت اور اخلاق الٰہیہ کے نور سے خود کو منور کرے مگر یہ فیض حق تعالیٰ کی توفیق اور اس کی جناب سے کشش سے ہی نصیب ہوتا ہے کیوں کہ جو جس مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے اسے اس راہ کے لیے آسانی پیدا کر دی جاتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور اس کی راہ سے گمراہ کرنے والی ہر طرح کی ظلمت تیرے وجود سے ناپید ہو جائے گی اور تیرا روح اور تیرا باطن صاف وشفاف ہو جائے گا تو تو مقام توحید پر متمکن ہو جائے گا۔ تخمین و تقلید کی علامات کے تقاضوں سے فنا پانے کے بعد تو اپنے رب کی جانب سے یقین اور کشف وشہود کی منزل پر فائز ہو جائے گا۔ اس مرتبہ ومقام کے میسر آجانے پر تجھے قطعاً پیاس نہ رہے گی مگر تو سیراب بھی نہ ہوگا، اس وقت تجھے یہ کہنے کا حق ہے:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ---

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا--

سُورَةُ الأعرافِ

[مقدمہ سورہ اعراف]

ہوشیار و بیدار صاحبِ نظر اور طالبِ رشد و ہدایت، روشن ضمیر پر یہ بات مخفی نہیں کہ کتابوں کے اتارنے اور رسولوں کے بھیجنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ طریق توحید کو واضح کیا جائے اور غفلت و نسیان کے جنگل میں بھٹکنے والے اصحاب ضلال و تقلید کو وحدت ذاتی کی فضا کی طرف متوجہ کیا جائے۔ مگر یہ اس وقت ہی ان کے لیے میسر ہوگا، جب وہ اپنی مالوفات و مرغوبات اشیاء کو ترک کر دیں گے اور اپنے ان تعلقات کو ختم کر دیں گے جن پر وہ اپنی بشریت کے تقاضے کے مطابق جمے ہوئے ہیں۔ پھر انہیں بتدریج اس امر سے بھی آگاہ کیا جائے کہ یہ شرعی تکالیف شاقہ جو ڈرانے اور خوف دلانے والی وعیدات پر مشتمل ہیں۔ یہ تو ان حجابات کو دور کرنے کے لیے ہیں، جو اس کی جنابِ اقدس سے ملانے کے سلسلے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ تا کہ ان کے نفوس میں استعداد و ارتقاء پیدا ہو اور ان کی باطنی حیثیت میں عروج و کمال آ جائے۔ یہاں تک کہ ان پر وحدت ذاتی کے سریان کا راز کھل جائے، جو دائماً اپنے اوصاف و اسماء کے ساتھ تمام مظاہر کے ذرے ذرے میں تجلی فرما رہی ہے۔

اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اس حبیب ﷺ پر جو اس کے تمام اوصاف و اسماء کا جامع مظہر ہے، ایسی کتاب نازل کی جو تمام مراتب وجود، غیب و شہادت، اول و آخر اور خشک و تر کی جامع ہے۔ اور اس میں طرح طرح کی وعید اور ڈراوے مندرج کیے تا کہ اہل غفلت اور نفسانی خواہشات کے اسیر اپنی روش سے باز آ جائیں اور انواع و اقسام کے وعدے اور بشارتیں عطا کیں تا کہ اہل محبت و ولاء جو فطرتِ اصلیہ سلیمہ پر پیدا کیے گئے ہیں، وہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کے حضور راغب ہوں۔ اور آداب و اخلاق الٰہی سے خود کو مزین کریں۔

چناں چہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بطور تبرک ندا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں رکرتی ہوں) جو بہت ہی مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

تفسیر الجیلانی

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ جو اپنی ذات میں منزہ ہے ہر طرح کے نقص اور طلب کمال سے۔
﴿الرَّحْمٰنِ﴾ اپنے بندوں کی تکمیل کے سلسلے میں تاکہ وہ قرب وکمال کے درجات کو پہنچ سکیں۔
﴿الرَّحِيْمِ۝﴾ ان پر، کہ اس نے قرآن مجید کو نازل کیا جو عزت وجلال کے پردوں تک ان کی رہنمائی کرنے والا ہے۔

﴿ الٓمّٓصٓ ۝١ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ
۝٣ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ۝٤ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ
جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٥ فَلَنَسْــَٔـلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔـلَنَّ
الْمُرْسَلِيْنَ ۝٦ ﴾ [الأعراف:1-6].

الف لام میم صاد ۝١ یہ کتاب ہے جو آپ ﷺ کی طرف نازل کی گئی ہے۔ پس
آپ ﷺ کے دل میں اس (کی تبلیغ) سے تنگی نہ ہو۔ (یہ اس لیے نازل کی گئی ہے) تاکہ آپ ﷺ
اس کے ذریعہ (لوگوں کو) ڈرائیں اور یہ ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے۔ ۝٢ (اے لوگو!) پیروی کرو
(اس کی) جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی
پیروی نہ کرو۔ تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو ۝٣ اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہیں ہم نے برباد کر دیا پس
ان پر ہمارا عذاب (اچانک) رات کے وقت آیا یا جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے ۝٤ جب ان پر ہمارا
عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ وپکار تھی کہ بے شک ہم ہی ظالم تھے ۝٥ پس ہم ان لوگوں سے ضرور
پوچھیں گے جن کی طرف (رسول) بھیجے گئے تھے۔ اور ہم رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے ۝٦

تفسیر الجیلانی

﴿الٓمّٓصٓ﴾ اے انسان کامل! اخلاق کی تکمیل کے لائق ان کی توحید ذات وصفات وافعال کی رہنمائی کے سلسلے میں مکرم ومؤید صادق الامین کجی اور گمراہی والوں کی کدورتوں سے صاف وشفاف۔ یہ آثار وآیات لطیفہ اس لائق ہیں کہ ارباب ذوق وکمال اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ نیز یہ شکوک کی آمیزشوں اور اوہام کی ظلمتوں سے بھی مبرا ہیں۔عقول کو خلط ملط کرنے اور صالح قوتوں کو تخمین وظن میں ڈالنے سے بھی بلند وبالا ہیں۔ان سے توحید علیم، علام، مقدس السلام پر استشہاد واستدلال کیا جاسکتا ہے۔

﴿کِتٰبٌ﴾ نازل کی ہوئی کتب کے فوائد، احکام اور ارشادات کی جامع اور ان تمام احوال پر شاہد وناطق ہے، جو دارین میں واقع ہونے والے ہیں۔

﴿اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ آپ کی تقویت وتائید کے لیے، اے گمراہ کرنے والوں (کو راہ راست پر لانے کے لیے ان) کے ہادی ورہنما!

﴿فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ﴾ تنگی اور مشقت۔

﴿مِّنْهُ﴾ یعنی اس کی نشر وتبلیغ سے دشمنوں کا خوف کھاتے ہوئے۔ بلکہ یہ تو آپ پر اس لیے نازل کیا گیا کہ۔

﴿لِتُنْذِرَ بِهٖ﴾ اس کی وعیدات کے ساتھ ان لوگوں کو جو طریق حق سے گمراہ ہوئے اور عناداً اس کے منکر ٹھہرے۔

﴿وَ﴾ اس کے وعدوں اور بشارتوں کے ساتھ ان لوگوں کو یاددہانی کراؤ جو وطن اصلی اور منزل حقیقی پر نظر رکھے ہوئے ہیں کیوں کہ وہ---

﴿ذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ وحدت حق کے ساتھ خاص ہونے والے اور عزیمتِ صحیحہ کے ساتھ اس کی بارگاہ میں متوجہ ہونے والے۔

﴿اِتَّبِعُوْا﴾ اے اس کی توحید کی طرف متوجہ ہونے والے مومنو!

﴿مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ﴾ تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر۔

﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا﴾ ان کی بعثت ودعوت کے بعد۔

﴿مِنْ دُوْنِهٖ﴾ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا۔

﴿اَوْلِیَآءَ﴾ کہ تم ان سے دوستی رکھو اور اپنے معاملات ان کے پاس لے جاؤ وہ جن ہوں یا انسان کیوں کہ وہ

(محمد ﷺ) خاتم نبوت ہیں۔ بس ان کی ہی اتباع کرو اگرچہ وہ تم سے ہی ہیں۔

﴿قَلِيلًا مَّا﴾ قلیل جماعت۔

﴿تَذَكَّرُونَ٥﴾ اس کے وعظ وتذکیر سے نصیحت لیتے ہو کیوں کہ تمہارا میلان ان نفسانی خواہشات کی طرف ہے جو جاہ ومال اور حکومت وریاست کے راستے سے اپنے ہم عصروں پر تفوق اور سربلندی کا تقاضا کرتی ہیں۔

﴿وَ﴾ تم پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ فخر وغرور نہ کرو بلکہ نصیحت حاصل کرو۔

﴿كَمْ﴾ کثیر تعداد۔

﴿مِّنْ قَرْيَةٍ﴾ غرور کرنے اور اترانے والوں سے۔

﴿اَهْلَكْنٰهَا﴾ ان کی طرف اپنا قہر نازل کر کے حتی کہ وہ اپنے کفر وظلم کے باعث ہلاکت کے مستحق ہو گئے۔

﴿فَجَآءَ هَا بَأْسُنَا﴾ ہمارا قہر وغضب۔

﴿بَيَاتًا﴾ اندریں حال کہ وہ غفلت کی چادر تان کر سوئے ہوئے تھے۔

﴿اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ٥﴾ جب وہ دوپہر کے وقت محو استراحت تھے۔

﴿فَمَا كَانَ دَعْوٰهُمْ﴾ یعنی ان کی دعا اور ان کی آہ وزاری۔

﴿اِذْ جَآءَ هُمْ بَأْسُنَا﴾ جب ان پر ہمارا قہر ظاہر ہوا۔

﴿اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا﴾ تضرع اور اعتراف کرتے ہوئے۔

﴿اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ٥﴾ بعد از ظلم اب ہم ان کے اعتراف واقرار کی پروا نہ کریں گے۔

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ﴾ دار آخرت میں ہم ان کے دنیاوی احوال کو اچھی طرح ظاہر کریں گے۔

﴿الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ﴾ مرسلین کے متعلق کہ انہوں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ جب وہ انہیں ہماری اطاعت وفرماں برداری کے لیے دعوت دے رہے تھے۔

﴿وَ﴾ اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد، ثانیاً۔

﴿لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ٥﴾ جو انہیں ہمارے اوامر ونواہی کی تبلیغ کرنے والے تھے، ان کی قبولیت اور تکذیب وتصدیق کے سلسلے میں صورت حال کے کھل جانے کے بعد۔

﴿ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ ۖ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ﴿٧﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَن ثَقُلَتْ
مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم
بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا
تَشْكُرُونَ ﴿١٠﴾ ﴾ [الاعراف:7-10].

پھر ہم کامل علم کے ساتھ ان پر (ان کے حالات) ضرور بیان کریں گے اور ہم (ان سے) غائب نہیں تھے ﴿٧﴾ اور اس دن (اعمال کا) تولنا برحق ہے۔ پس جن کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوئے تو وہی کامیاب ہونے والے ہیں ﴿٨﴾ اور جن کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہوئے تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کیا کرتے تھے ﴿٩﴾ اور ہم نے تمہیں زمین میں آباد کیا اور اس میں تمہارے لیے زندگی کے اسباب مہیا کیے لیکن تم بہت کم شکرادا کرتے ہو ﴿١٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ﴾ ان کے تمام احوال واعمال جوان سے صادر ہوئے تھے پوری تفصیل کے ساتھ۔

﴿بِعِلْمٍ﴾ کہ ان کے اعمال سے کوئی شے بھی اس سے مخفی نہ ہوگی۔

﴿وَ﴾ ہمارے علم محیط سے کوئی شے کیسے مخفی ہوسکتی ہے کیوں کہ---

﴿مَا كُنَّا غَائِبِينَ۝﴾ بلکہ ہم تو حاضر اور ان کے تمام اعمال پر شاہد تھے۔

﴿وَ الْوَزْنُ﴾ بندوں کے اعمال کو پرکھنے کے لیے رکھا ہوا۔

﴿يَوْمَئِذٍ﴾ بواطن کے کشف اور حجابات کے اٹھائے جانے کے وقت۔

﴿الْحَقُّ﴾ ثابت اور یقینی ہے تاکہ خطا کاروں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑا ختم ہوجائے۔

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ﴾ طاعات کی کثرت اور خیرات کے وافر ہونے سے۔

﴿فَأُولَٰئِكَ﴾ سعادت منداور نیک لوگ۔

﴿هُمُ الْمُفْلِحُونَ۝﴾ بلند مراتب پر فائز ہونے والے ہیں۔

﴿وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ﴾ طاعات کی قلت اور معاصی کی کثرت سے۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ مردود اور بد بخت۔

﴿الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ اور اس دار الامتحان میں انہیں کوئی نفع نہ ہوا۔

﴿بِمَا كَانُوْا﴾ بایں سبب کہ وہ تھے۔

﴿بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہماری توحید پر دال تھیں۔

﴿يَظْلِمُوْنَ۝﴾ ظلماً وعدواناً ان کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

﴿وَ﴾ ہمارے جود وکرم کی عظمت وبلندی تو دیکھو اے اولاد آدم! کہ ہم نے---

﴿لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ﴾ ایسے اسباب کہ ان سے متمتع ہوتے ہوئے ہماری نعمتوں پر شکر گزار رہو اور انہیں ہمارے تخلیقی مقصد کے لیے صرف کرو اس فضل عظیم اور لطف عمیم کے باوجود۔

﴿قَلِيْلًا مَّا﴾ تمہاری ایک قلیل سی تعداد۔

﴿تَشْكُرُوْنَ۝﴾ ہماری نعمتوں کا۔ بلکہ ان کی ناشکری کرتے ہوئے انہیں اپنی فاسد خواہشات کے تقاضوں میں صرف کرتے رہتے ہو۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ
اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ
وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾
قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ
الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ
شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾﴾

[الأعراف:11-18].

اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ

کرو۔ پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا ﴿۱۱﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ ابلیس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے ﴿۱۲﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یہاں سے اُتر جا۔ تیرے لیے مناسب نہیں ہے کہ تو یہاں رہتے ہوئے تکبر کرے۔ پس نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے ﴿۱۳﴾ اس نے کہا: مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے ﴿۱۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک تجھ کو مہلت دی گئی ﴿۱۵﴾ اس نے کہا: چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ﴿۱۶﴾ پھر میں ضرور ان کے پاس (بہکانے کے لیے) آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا ﴿۱۷﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہاں سے ذلیل اور مردود ہو کر نکل جا۔ ان میں سے جس کسی نے تیری پیروی کی تو میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا ﴿۱۸﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ہماری مہربانی کا عالم تو یہ ہے کہ ہم نے---

﴿لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ﴾ عدم کی تاریکی سے تمہاری شخصیات کو ظاہر کیا اور تمہارے تعینات کو مقدر کیا۔

﴿ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ﴾ تمہیں اپنی صورتوں سے مزین کیا اور تمہیں اپنے اخلاق پر پیدا کیا۔

﴿ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ﴾ جو ہمارے جمال کے مطالعہ میں محو و مستغرق تھے۔

﴿اسْجُدُوْا﴾ تذلل و تواضع ظاہر کرو۔

﴿لِاٰدَمَ﴾ جو ہماری صورت کے ساتھ مصور ہے۔ تعظیم ہماری ہو اور تکریم اس کی کیوں کہ وہ ایسا صاف و شفاف آئینہ ہے جو ہمارے اوصاف و اسماء کی عکاسی کر رہا ہے اور ہماری وحدت ذات کی طرف رہنمائی دے رہا ہے۔ ملائکہ نے جب ہمارے اوصاف و اسماء کے آثار کو مشاہدہ کر لیا۔

﴿فَسَجَدُوْٓا﴾ تذلل و تواضع کرتے ہوئے۔

﴿اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾ جو نفوس خبیثہ کے جاسوسوں کا سردار تھا۔

﴿لَمۡ يَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ ۝﴾ اس کے باوجود کہ جب انہیں یہ حکم دیا گیا تو وہ اسی جماعت میں شامل تھا۔ پھر جب ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے ابلیس کی بدطینتی کو اپنے علم ازلی اور حضوری سے ظاہر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا مَنَعَكَ﴾ اے ابلیس!---(لعنہ اللّٰہ)

﴿اَلَّا تَسۡجُدَ﴾ میری تخلیق کو۔

﴿اِذۡ اَمَرۡتُكَ﴾ تیرے رفقاء سمیت۔

﴿قَالَ﴾ اپنی باطل شخصیت اور فاسد خواہشات کے تقاضے پر جواباً کہا۔

﴿اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ﴾ اور افضل ہوں۔

﴿خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ﴾ جو روشن کرنے والی ہے۔

﴿وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ۝﴾ تاریکی اور میل کچیل رکھتی ہے اور فاضل کو مفضول کے لیے جھکنا زیب نہیں دیتا۔

جب ابلیس لعین امر وجوبی کے تقاضے کو پورا نہ کر سکا اور وہ توحید ذاتی کے راز کو نہ سمجھ سکا کیوں کہ مظہر جامع اور ظل کامل کو سجدہ کرنے کا امر تو ذات اُحدیت اور معبود حقیقی جو اس پر تجلی فرما رہا تھا، کی طرف توجہ کے لیے تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے حضوری کے شرف سے محروم کر کے دھتکار دیا۔

﴿قَالَ﴾ اسے مردود اور دور کرتے ہوئے۔

﴿فَاهۡبِطۡ﴾ اے ملعون مردود!

﴿مِنۡهَا﴾ توحید کی عزت کے صحن سے جو تذلل وتخشع کا مقتضی تھا اور اس امر کا عکاس تھا کہ غیر وسویٰ کی طرف التفات کو اصلاً ختم کر دیا جائے۔

﴿فَمَا يَكُوۡنُ﴾ جائز اور صحیح۔

﴿لَكَ اَنۡ تَتَكَبَّرَ فِيۡهَا﴾ تفضّل اور تفوق کا دعویٰ کرتے ہوئے جو ان اضافات کا مقتضی ہے جو تیری باطل انانیت سے اٹھ رہی ہیں۔

﴿فَاخۡرُجۡ﴾ اس سے مردود و ملعون ہو کر۔

﴿اِنَّكَ﴾ تو تھا ہی

﴿مِنَ الصّٰغِرِیْنَ۝﴾ ذلیلوں اور محروموں سے بلکہ تو سب ذلیلوں کی ذلت کا سبب ہے۔ جب ابلیس کو سجودِ آدم سے انکار کی وجہ سے دھتکار دیا گیا اور وہ قبولیت سے ناامید ہو گیا تو۔۔۔

﴿قَالَ﴾ آدم سے انتقام اور اللہ تعالیٰ سے آہ و زاری کرتے ہوئے۔

﴿اَنْظِرْنِیْٓ﴾ اے میرے رب! ان کے درمیان مجھے مہلت دے کہ میں ان کو گمراہ کر سکوں۔

﴿اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۝﴾۔۔۔

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے اس راز کو ظاہر کرتے ہوئے جس کا ذکر سورہ بقرہ میں ہو چکا ہے۔

﴿اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۝﴾ ان کے درمیان تاکہ ان میں ہدایت یافتہ کا گمراہ سے اور حق پرست کا باطل پرست سے فرق ہو جائے۔

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ﴾ ان کے لیے جس سبب سے تو نے مجھے مردود و ملعون کیا ہے۔

﴿لَاَقْعُدَنَّ﴾ ضرور لازم پکڑوں گا۔

﴿لَهُمْ﴾ ان کے اغواء و اضلال میں۔

﴿صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ۝﴾ یعنی تیرے دین اور تیرے اس راستے پر جو انہیں تیری توحید تک پہنچانے والا ہے کہ میں انہیں اغوا کروں اور طرح طرح کے وسوسے ان میں پیدا کروں گا۔ بعض کو فسق و ظلم پر، بعض کو ریاکاری اور غیبت خوری پر اور بعض کو خیالی اور وہمی لذتوں کے چکر میں ڈال دوں گا اور انواع و اقسام کے حیلوں سے انہیں بہکا کر تیری توحید کی شاہراہ سے دور کر دوں گا۔

﴿ثُمَّ﴾ اپنا وسوسہ ان کے نفوس میں وارد کرنے کے بعد۔

﴿لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْ﴾ ان کی تمام جہتوں سے۔

﴿بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ﴾ یعنی وہ انہیں گمراہ کرے گا ان کے ان معاصی سے جو ان کے آگے سے آئیں گے۔

﴿وَ مِنْ خَلْفِهِمْ﴾ وہ معاصی جو ان کے پیچھے سے حاصل ہوں گے۔

﴿وَ﴾ ایضاً

﴿وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ﴾ الغرض میں اپنے اغوااور وسوسے سے ان کا احاطہ کرلوں گا۔ یہاں تک کہ---

﴿وَلَا تَجِدُ﴾ اے ہر ذلیل کو عزت دینے والے اور ہر دلیل والے کو دلیل فراہم کرنے والے!

﴿اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ۰﴾ تیرے حضور لوٹنے کے بعد شکر کرنے والے، بلکہ تیری دی ہوئی نعمتوں کو میرے حکم کے مطابق صرف کرنے والے ہوں گے۔

جب سبحانہ وتعالیٰ نے اسے مردود کرنے کے بعد اپنے بندوں کی آزمائش کے لیے مہلت دے دی۔

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے---

﴿اخْرُجْ﴾ اے مردود وملعون!

﴿مِنْهَا﴾ اہل توحید کے میلان سے۔

﴿مَذْءُوْمًا﴾ ذلت کا حامل۔

﴿مَّدْحُوْرًا﴾ مردوداور مستحق لعنت ہو کر اور جو تو چاہتا ہے ان کے ساتھ کر گزر کر۔ واللہ

﴿لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ﴾ جب کہ میں انہیں اپنی صورت پر ظاہر کر چکا ہوں اور اپنی تمام مخلوق پر اپنی کرامت سے مشرف فرما چکا ہوں، ان میں اپنی روح پھونک چکا ہوں، اپنے تمام اسماء واوصاف کی تجلی بھی ان پر ڈال چکا ہوں اور میں نے ان کی طرف اپنے انبیاء ومرسلین بھی بھیجے ہیں اور اپنی توحید کی راہ کو واضح کرنے کے لیے ان پر کتابیں بھی نازل کی ہیں۔ میں انہیں اپنی حاضری کی عزت سے الگ کردوں گا اور انہیں اپنے سرور کی جنت سے باہر نکال دوں گا اور اے بنی آدم یاد رکھو!

﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ﴾ دوری اور رسوائی۔

﴿مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ۰﴾ اگر تم نے میرے اور اپنے دشمن کی اتباع کی۔ اس کی فریب کاریوں سے بچو!

﴿ وَيَٰٓـَٔادَمُ ٱسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ ٱلْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ
ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُۥرِىَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَىٰكُمَا
رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ إِلَّآ أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ ٱلْخَٰلِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّى لَكُمَا لَمِنَ
ٱلنَّٰصِحِينَ ﴿٢١﴾ فَدَلَّىٰهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا ٱلشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا
مِن وَرَقِ ٱلْجَنَّةِ وَنَادَىٰهُمَا رَبُّهُمَآ أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا ٱلشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَآ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ
﴿٢٢﴾ ﴾ [الأعراف: 19-22].

اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے ﴿١٩﴾ پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ان سے پوشیدہ تھیں ان کے لیے ظاہر کر دے۔ اور اس نے کہا: تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے نہ ہو جاؤ ﴿٢٠﴾ اور اس نے ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ بے شک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں ﴿٢١﴾ پس شیطان نے ان دونوں کو دھوکہ سے (اپنی طرف) مائل کر لیا۔ پھر جب ان دونوں نے اس درخت (کے پھل) کو چکھا تو ان کی شرمگاہیں ان کے لیے ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے (تاکہ شرمگاہیں چھپ جائیں) اس وقت ان کے رب نے انہیں ندا دی۔ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور کیا تمہیں یہ نہیں فرمایا تھا کہ بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے ﴿٢٢﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابلیس کو مردود و ملعون قرار دے دیا تو حضرت آدم علیہ السلام کو ابتلاء و آزمائش اور اپنے مرتبے کی حفاظت کے لیے تائید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَٰٓـَٔادَمُ﴾ مکرم و مسجود

﴿اسْكُنْ اَنْتَ﴾ اپنی عقل کی روشنی میں جو تجھے عقل کلی کے فیضان سے ہبہ کی گئی ہے۔
﴿وَ زَوْجُكَ﴾ اپنے نفس کی پیروی کے ساتھ جو اس پر نفس کلی سے فیض کیا ہوا ہے۔
﴿الْجَنَّةَ﴾ جو اہل توحید کی قرار گاہ اور کامیاب ارباب وصول سے تجرید و ولاء والوں کی منزل ہے۔
﴿فَكُلَا﴾ اس میں سے اور اس کی روحانی لذتوں حقائق و معارف اور شہودات و کشوفات سے حظ اٹھاؤ۔
﴿مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ﴾ جو تمہاری شخصیات کی خواہشات اور تمہارے نفوس کی غذاؤں سے متعلق ہے۔
﴿فَتَكُوْنَا﴾ اس کے تقرب و تناول سے۔
﴿مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ ہمارے امر اور ہمارے حکم کے تقاضے سے نکلنے والے اور ہمارے غیظ و غضب کے مستحق۔
﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ﴾ درخت کے معاملے میں اس نے ان کو گدگدی میں واقع کر دیا۔ اگرچہ وسوسہ بھی بلیغ حکمتِ الٰہی کے تقاضوں سے تھا۔ اس کے باوجود کہ حق تعالیٰ انہیں وصیت کر چکا تھا اور اس سے انہیں منع بھی فرما چکا تھا۔ پھر ابلیس کی غرض ان سے صیانت و تقویٰ کے لباس کو اتارنا تھا۔
﴿لِيُبْدِيَ﴾ یعنی ظاہر کر دے۔
﴿لَهُمَا مَا وٗرِيَ﴾ یعنی جو سِرّ اور پردے میں تھا۔
﴿عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا﴾ جو ان کی بشریت اور ان کی باطل شخصیات کے تقاضوں سے متعلق تھی۔
﴿وَ﴾ جب ان پر اس کے وسوسے کا جادو چل گیا۔
﴿قَالَ﴾ شفقت نصیحت اور ارادۂ خیر کے طور پر۔
﴿مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ﴾ مبارک اور تم سے بشریت کی میل کچیل کو صاف کرنے والا۔
﴿اِلَّا﴾ ناپسند کرتے ہوئے۔
﴿اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ﴾ اس کو تناول کر کے۔
﴿اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۝﴾ اس میں
﴿وَ﴾ انہیں نصیحت کرنے اور ان پر شفقت کا اظہار کرنے کے بعد۔

﴿فَاَسۡمَهُمَا﴾ فوراً قسم کھانے لگا۔

﴿اِنِّیۡ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیۡنَ۝﴾ تمہاری خیر کا ارادہ رکھنے والوں سے ہوں۔

﴿فَدَلّٰهُمَا﴾ یعنی انہیں عزت کی بلندیوں سے ذلت کی پستیوں میں گرا دیا۔

﴿بِغُرُوۡرٍ﴾ انہیں دھوکے میں ڈال دیا انتقام لینے کی خاطر۔

﴿فَلَمَّا﴾ جب انہوں نے اس کی بات کو سن لیا اور اس کے غرور کو قبول کر لیا۔

﴿ذَاقَا الشَّجَرَةَ﴾ اس شرف وخلود کا طمع کرتے ہوئے جس پر اس نے انہیں ورغلایا تھا۔ چناں چہ اس شجرہ سے چکھنے کے بعد۔

﴿بَدَتۡ﴾ ظاہر ہوئی۔

﴿لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا﴾ ان کی شرمگاہیں کیوں کہ ان سے تقویٰ وعصمت کا لباس اتار لیا گیا۔

﴿وَ﴾ ایسی صورت حال کے بعد۔

﴿طَفِقَا یَخۡصِفٰنِ﴾ چمٹانے لگے۔

﴿عَلَیۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ﴾ جنت کے درختوں کے پتے زیتون یا ایک قول کے مطابق انگور تھا۔

﴿وَ﴾ پھر ان کے اس حصے کے ظاہر ہو جانے کے بعد۔

﴿نَادٰهُمَا رَبُّهُمَاۤ﴾ زجر وتوبیخ کے طور پر۔

﴿اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا﴾ اے تجاوز واسراف کرنے والو!

﴿عَنۡ تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلۡ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ۝﴾ کھلی دشمنی والا، پھر تم نے اس کی بات کو سنا اور اس کی اتباع کی۔ جب انہوں نے اپنے رب کی یہ بات سنی۔

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ
اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَٰعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ
وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَٰرِى سَوْءَٰتِكُمْ وَرِيشًا ۖ
وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ ءَايَٰتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٢٦﴾ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ لَا
يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَٰنُ كَمَآ أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْءَٰتِهِمَآ ۗ
إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَٰطِينَ أَوْلِيَآءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٧﴾﴾

[الأعراف:23-27].

دونوں نے عرض کی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے ﴿۲۳﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نیچے اتر جاؤ۔تم میں سے بعض، بعض کے دشمن ہوں گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے اور ایک خاص مدت تک اس سے فائدہ حاصل کرنا ہے ﴿۲۴﴾ نیز فرمایا: اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے (قیامت کے دن) نکالے جاؤ گے ﴿۲۵﴾ اے اولادِ آدم! بے شک ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے۔اور باعثِ زینت بھی ہے۔اور تقویٰ کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۲۶﴾ اے اولادِ آدم! شیطان تم کو فتنہ میں مبتلا نہ کر دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا اور ان سے ان کا لباس اُتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ بے شک شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے ﴿۲۷﴾

تفسیر المیلانی

﴿قَالَا﴾ تذلل تضرع اور اپنی لغزش کا اعتراف کرتے ہوئے۔

﴿رَبَّنَا﴾ اے وہ ذات جس نے ہمیں کرامت بخشی اور ہمیں اپنے فضل و کرم کا مظہر بنایا۔

﴿ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا﴾ اپنے دشمن کی بات مان کر۔

﴿وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا﴾ اور ہم سے درگزر نہ کیا۔

﴿وَ تَرْحَمْنَا﴾ اپنے فضل سے ہم پر رحم نہ کیا۔

﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝﴾ عظیم خسارہ۔

جب ان کے دشمن کے وسوسے سے ان سے وہ فعل صادر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دار السرور سے دار الغرور کی طرف نکالنے کا حکم نافذ کیا۔

﴿قَالَ اهْبِطُوْا﴾ اے ہماری حدود سے تجاوز کرنے والو! تم سب اترو اصل وفرع اور تابع ومتبوع عزت کے مرکز اور اطلاق وتجرید کے مرتبے سے جو تمام اضافتوں اور قیودات، سے خالی ہے، کون وفساد کے محل اور بغاوت و عناد کی منزل کی جانب کیوں کہ---

﴿بَعْضُكُمْ﴾ دار دنیا میں جو اختیار وامتحان کی اٹھان ہے۔

﴿لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾ ہمیشہ کے لیے تمہارے درمیان سے خصومت و جھگڑا کبھی ختم نہ ہوگا۔

﴿وَ لَكُمْ﴾ اے باہم خصومت کرنے والو!

﴿فِي الْاَرْضِ﴾ یعنی طبیعت کی چراگاہ میں۔

﴿مُسْتَقَرٌّ﴾ قرار کی جگہ ہے۔

﴿وَّ مَتَاعٌ﴾ اس کی لذتوں اور شہوتوں سے نفع اندوزی ہے۔

﴿اِلٰى حِيْنٍ۝﴾ تمہاری اجل کے اختتام اور تمہاری امیدوں کے انقطاع تک پھر جب وہ اپنے معاملے میں مضطرب ہوئے اور اپنے احوال کے فساد پر متوجہ ہوئے تو---

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے۔

﴿فِيْهَا﴾ طبیعت کی سرزمین میں۔

﴿تَحْيَوْنَ﴾ حیات طبیعہ کے ساتھ۔

﴿وَ﴾ ایضاً

﴿فِيهَا تَمُوتُونَ﴾ موت طبعی کے ساتھ۔

﴿وَ مِنْهَا﴾ ایضاً

﴿تُخْرَجُوْنَ﴾ اپنی اس طبعی حیات میں جو خیر وشر تقرب وتبعد تم نے کمایا اس کی جزا کے لیے خیر وشر ہر دو صورتوں میں تمہیں اس کی جزادی جائے گی۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مقام امتنان اور اپنے احسانات وانعامات کو گنواتے ہوئے تمہیں ندادی تا کہ تم اس کی نعمتوں کے شکر گزار رہو اور اس کی نہی وامر کے تقاضے سے نکلنے کے بعد جو کچھ تم سے صادر ہوا اس کا اعتراف کرتے ہوئے دائماً اس کی اطاعت وفرماں برداری اختیار کرو۔

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ جو خلافت ونیابت کی فطرت پر پیدا کیے ہوئے ہیں۔

﴿قَدْ اَنْزَلْنَا﴾ اپنے مقام جود وکرم سے۔

﴿عَلَيْكُمْ لِبَاسًا﴾ تدبیر کرنے والی عقل۔

﴿يُّوَارِيْ﴾ اپنی تدبیر سے چھپاتی ہے۔

﴿سَوْاٰتِكُمْ﴾ تمہاری بشریت وحیوانیت کے تقاضوں کو۔

﴿وَ﴾ نیز ہم نے محض اپنے کرم سے تمہیں ہبہ کیا۔

﴿رِيْشًا﴾ وہ معارف وحقائق جو تمہیں مزین کرتے ہیں اور تمام مخلوقات سے تمہیں ممتاز کرتے ہیں اور ان کے باعث تمام مخلوقات پر تم ہماری خلافت کا حق رکھتے ہو۔

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى﴾ اللہ تعالیٰ کے محارم اور اس کی منہیات سے اجتناب کرنا ہی تمہاری فطرت کے لائق ہے۔ اس لیے تم پر اس کا پہننا لازم اور جو تمہارے مرتبے کے لائق نہیں اس سے خود کو محفوظ رکھنا از حد ضروری ہے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ تقویٰ

﴿خَيْرٌ﴾ تمہارے لیے اگر تمہارا ارادہ ہے کہ تم اپنے فطری مقصد کے مطابق مرتبہ توحید تک پہنچ جاؤ۔

﴿ذٰلِكَ﴾ مذکور ہوا۔

﴿مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ جو اس کی الوہیت وربوبیت کے استقلال پر دال ہیں انہیں ان پر نازل کیا گیا ہے کہ---

﴿لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ وہ اس کی نعمتوں کو یاد رکھیں اور منعم حقیقی کو پہچانیں تا کہ ان پر اس کی توحید منکشف ہو جائے۔ پھر دوبارہ ندا دی اور انہیں وصیت فرمائی۔

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ﴾ تمہاری خلافت اور نیابت کا تقاضا ہے کہ۔۔۔

﴿لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ﴾ کہ وہ وسوسہ کے ذریعے تمہیں سرکشی اور گمراہی میں نہ ڈال دے۔

﴿کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ﴾ فتنے اور غرور سے۔

﴿مِّنَ الْجَنَّةِ﴾ دار السرور سے اور انہیں اپنے وسوسے کے ساتھ زمین پر گرا دیا جو منشاءِ شرور اور محل فساد و فتور ہے۔

﴿یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا﴾ کہ وہ اس کے اترنے کا سبب بنا جب اس نے انہیں ممنوعہ شجرہ کو تناول کرنے میں دھوکہ دیا۔

﴿لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا﴾ ان سے انتقام لینے کی خاطر۔

● اس لیے اے بیٹو! تم پر لازم ہے کہ تم اس کی فریب کاریوں سے بچو اور اس کے ہتھکنڈوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو اور اسی ذات کو اپنی ڈھال اور اپنا وکیل بناؤ۔ یہاں تک کہ تم گمراہ کرنے والی خواہشات کے شیاطین کے وسوسے سے خلاصی پا جاؤ پھر تم پر یہ بھی لازم ہے کہ تم اس سے کسی حال میں بھی غافل نہ ہو کیوں کہ۔۔۔

﴿اِنَّهٗ﴾ دائماً

﴿یَرٰىکُمْ﴾ اور تمہاری نگرانی کرتا ہے۔

﴿هُوَ﴾ شیطان بذاتہ

﴿وَقَبِیْلُهٗ﴾ اس کے وہ لشکر جو برائی ہی کا حکم دیتے ہیں۔ ان کی طرف سے یہ نگرانی محض عداوت سے کی جا رہی ہے۔

﴿مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ کیوں کہ وہ نفوس میں گھسے ہوئے ہیں اور تمہارے دو پہلوؤں میں موجود ہیں۔ بلکہ وہ تمہیں دعوت وارشاد کی صورت میں بھی اغوا کرتا ہے۔ اس لیے تم پر لازم ہے کہ تم اپنے نفوس کی خواہشات کی مخالفت کرو اور اس کی مرغوبات سے کنارہ کشی کرو اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری میں متوجہ رہو اور ہمارے ساتھ ہی پناہ چاہو۔

﴿اِنَّا جَعَلْنَا﴾ اپنی حکمت بالغہ کے تقاضے سے۔
﴿الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ﴾ جو مسلط ہیں۔
﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ہماری توحید اور ہمارے تصرف کے مستقل ہونے پر۔

﴿وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٢٨ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝٢٩ فَرِيْقًا هَدٰي وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٣٠ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝٣١﴾ [الأعراف:28-31].

اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں اسی طریقہ کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ فرمایئے: بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ پر ایسی بات لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے (٢٨) آپ ﷺ فرمایئے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنا رُخ (قبلہ کی طرف) سیدھا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے خالص فرمانبردار ہو کر اس کو پکارو۔ جس طرح اس نے تم کو پہلے پیدا کیا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہوگے (٢٩) ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی مقرر ہوگئی۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا کارساز بنا لیا۔ اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں (٣٠) اے اولادِ آدم! ہر نماز کے وقت اپنا پاک صاف لباس پہن لیا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (٣١)

تفسیر الجیلانی

﴿وَاِذَا فَعَلُوْا﴾ یہ کفار شیاطین کے وسوسے۔

﴿فَاحِشَةً﴾ انتہائی مذموم اور قبیح فعل۔

﴿قَالُوْا﴾ اس کے جواب میں۔

﴿وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَ نَا﴾ اور وہ یہ کہتے ہیں۔

﴿وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا﴾ اس دین میں جو ہم پر ہمارے نبی کی زبان کے ذریعے نازل کیا گیا تھا۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ جو اپنے بندوں کا ہادی ہے۔

﴿لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ﴾ اے افتراء اور بہتان طرازی کرنے والو!

﴿عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝﴾ اس کی کی شان اقدس کیا ہے۔

﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ﴾ اپنے فضل وعدل کے تقاضے سے جو اس نے اپنے مخلص بندوں کو بھی دیا ہے۔

﴿بِالْقِسْطِ﴾ افراط وتفریط کی کسی جانب پر مائل ہوئے بغیر تمام احکام میں برابر عدل وانصاف کا۔

﴿وَ﴾ اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ---

﴿اَقِيْمُوْا﴾ پوری استقامت کے ساتھ اس کی میں متوجہ رہو۔

﴿وُجُوْهَكُمْ﴾ جن سے تم حق تعالیٰ کی طرف میلان کرتے ہو اور اس کے سوا کسی کی طرف میلان نہیں رکھتے۔

﴿عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ہر وہ مقام جس میں تم اس کی جناب میں عاجزی کا اظہار کرتے ہو اور اس کی طرف توجہ کرتے ہو۔

﴿وَّ ادْعُوْهُ﴾ اور اس کی طرف توجہ کرو، اپنے حال پر استقامت کرتے ہوئے۔

﴿مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ طاعت اور فرماں برداری کو غیر اور سوا کی ملاوٹ کیے بغیر اور اے اظلال وعکوس جان لو! کہ---

﴿كَمَا بَدَاَكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے یعنی اس نے عدم کی تاریکی سے تمہیں نشات وظہور بخشا کہ اپنا سایہ تم پر دراز کر دیا اور اپنے نور کو تم پر چھڑک دیا۔

﴿تَعُوْدُوْنَ﴾ اسی کی جانب کہ وہ اس دنیا سے ظل کو قبض کر کے لپیٹ دے گا۔

﴿فَرِيقًا﴾ تم میں سے۔

﴿هَدٰى﴾ اپنے مبدا و معاد کی طرف مگر اس کی توفیق رفیق سے۔

﴿وَ فَرِيقًا﴾ گمراہ اور سرکش ہوا۔

﴿حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ﴾ قضاء ازلی کے مطابق پھر کیوں نہ انہیں گمراہی گھیر لے۔

﴿اِنَّهُمُ﴾ اپنی غفلت میں دور تک گھر جانے کی وجہ سے۔

﴿اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ﴾ خدا

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ متوحد بذاتہ۔

﴿وَ يَحْسَبُوْنَ﴾ اس بتانے کے سبب سے۔

﴿اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝﴾ راہ نجات کی طرف بلکہ وہ گمراہی میں بھٹک رہے ہیں۔

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ جو تقویٰ کی پوشاک اور سلامتی کے لباس پر پیدا کیے ہوئے ہیں۔

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ﴾ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مزین کیا ہے یعنی حقائق و معارف اور مکاشفات و مشاہدات۔

﴿عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اور ہر اس مقام پر جس میں تم اپنے چہروں کو حق تعالیٰ کی طرف پھیرتے ہو جو حق سے ملے ہوئے ہیں۔

﴿وَّ﴾ اپنے نفوس اور اپنی شخصیات جو تمہاری سواریاں ہیں ان کی لگام کو ڈھیلا نہ چھوڑو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی صنعت کو باطل اور اس کے گھر کو خراب نہ کر سکو بلکہ---

﴿كُلُوْا﴾ بھوک مٹانے کی مقدار تک۔

﴿وَ اشْرَبُوْا﴾ پیاس بجھانے کی حد تک۔

﴿وَ لَا تُسْرِفُوْا﴾ کھانے پینے کے معاملے میں یہاں تک کہ حیوانی قوتوں کو تقویت دینے لگو۔

﴿اِنَّهٗ﴾ اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

﴿لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۝﴾ اور نہ ہی وہ ان کے اس فعل پر راضی ہے کیوں کہ اکل و شرب کا اسراف ان کی فطرت و جبلت کے تقاضے کے خلاف ہے۔ بلکہ یہ امر مسلم ہے کہ خوب جی بھر کر کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور

انسان کی فطری قوت کو کمزور کر دیتا ہے اور حیوانی قوتوں کے مضبوط ہونے کا باعث بنتا ہے۔

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِيٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِۦ وَالطَّيِّبَٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِىَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا فِى الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ ۗ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣٢﴾ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الْفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْىَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِۦ سُلْطَٰنًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِى ۙ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ [الاعراف:32-35].

آپ فرمائیے: اللہ تعالیٰ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہے؟ اور (کس نے حرام کیا) کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو؟ آپ فرمائیے: یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے بھی ہیں اور قیامت کے دن تو خالصۃً انہی کے لیے ہوں گی۔ اسی طرح ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں ﴿٣٢﴾ آپ فرمائیے: بے شک میرے رب نے سب بے حیائیوں کو حرام کر دیا ہے خواہ وہ ظاہر ہوں، خواہ پوشیدہ۔ اور گناہ اور ناحق سرکشی کو۔ اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرو جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کہو جو تم نہیں جانتے ﴿٣٣﴾ اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ جب ان کا وقت مقرر آجائے تو وہ نہ ایک لمحہ پیچھے ہو سکیں گے اور نہ ایک لمحہ آگے ہو سکیں گے ﴿٣٤﴾ اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے ایسے رسول آئیں جو تم پر میری آیات بیان کریں، سو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کر لی تو ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٣٥﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اہل ظاہر سے جو محجوب ہیں رزق معنوی اور توحید باری تعالیٰ کی طرف توجہ سے محروم ہیں۔

﴿مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ﴾ اور ظاہر کیا۔

﴿لِعِبَادِهٖ﴾ کائنات کے ذرات سے جو مخلص ہیں اور اسماء وصفات کی تجلیات کے مظہر ہیں۔

﴿وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ معنوی رزق اور روحانی طور پر لذت بخشنے والی اشیاء۔

﴿قُلْ﴾ ان سے۔

﴿هِيَ﴾ حاصل ہیں۔

﴿لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ توحید الٰہی پر۔

﴿فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ اور پہلی اٹھان میں اس کے باوجود کہ وہ بشری قوتوں اور حیوانی کدورتوں میں گھرے ہوئے تھے۔

﴿خَالِصَةً﴾ صرف ان کے لیے۔

﴿يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ کسی کدورت کی آمیزش کے بغیر کیوں کہ وہ باطل شخصیات اور بے کار تعینات کے پردے سے نکل چکے ہوں گے۔

﴿كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ﴾ جو ہماری توحید پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۝﴾ ایمان پر یقین رکھتے ہیں۔اور کشف ومعائنہ کے لیے متوجہ ہوتے ہیں۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اور بندوں کی مصلحتوں کے نگران۔

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ﴾ وہ قبیح ومذموم افعال جو کمزور عقل والوں سے صادر ہوتے ہیں۔

﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ یعنی ظلم جھوٹی گواہی کسی پارسا پر تہمت بدکاری غیبت خوری وغیرہ اور وہ قبائح جو زبانوں اور ہاتھوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔

﴿وَ مَا بَطَنَ﴾ وہ قبیح کام جو شرمگاہوں سے متعلق ہیں۔

﴿وَ﴾ الحاصل جو بھی موجب ہے۔

﴿وَ الْاِثْمَ﴾ جو انتقام وعقاب کا مستلزم ہے۔

﴿وَ الْبَغْيَ﴾ حکام اور جمہور مسلمانوں کے خلاف لڑائیاں۔

﴿بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ کسی شرعی رخصت ودلیل کے بغیر۔

﴿وَ﴾ محرمات میں سب سے بڑا جرم اور انتقام میں سب سے زیادہ اونچی برائی۔
﴿اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ﴾ جو متوحد بذاتہ ہے۔
﴿مَا﴾ اس کی مصنوعات میں سے کوئی شے، اس کے باوجود کہ اس نے---
﴿لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا﴾ کوئی حجت و برہان۔
﴿وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ﴾ افتراء و بہتان طرازی کے طور پر۔
﴿مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝﴾ اس کے لیے اس کا ثبوت عقلاً اور نہ ہی نقلاً۔
﴿وَ﴾ جان لو کہ گمراہ اور نافرمان امتوں میں سے ان کے عذاب و ہلاک۔
﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ﴾ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے۔
﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ﴾ مقدر اور مبرم۔
﴿لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۝﴾ یعنی ان کی خواہشات کے تقاضے پر تاخیر طلب کرنے کی ان کے لیے گنجائش نہیں رہتی اور نہ ہی ان کے نفوس کو اذیت سے بچانے کی خاطر تقدیم کے طلب کا امکان ہے۔ بلکہ اس کا فیصلہ کسی تقدم و تاخر کو درمیان میں لائے بغیر حتماً اپنے وقت پر نازل ہو جاتا ہے۔ یہ اس کا کمال قدرت اور متانتِ حکمت ہے۔
﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ کمال کے طالب، ارشاد و تکمیل کے قابل اور کمال توحید کے فیضان کے لیے مستعد رہنے والے۔
﴿اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ﴾ یعنی تمہارے پاس آئیں اور تمہاری طرف بھیجے جائیں۔
﴿رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ تمہاری نوع اور جنس میں سے کیوں کہ وہی تمہارے ارشاد و نصیحت کے لیے زیادہ مناسب ہیں۔ تمہارے دلوں کے جذب و قبول کے عین مطابق اور اجنبیوں سے زیادہ تم پر شفیق۔ اندریں حال کہ وہ---
﴿يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ﴾ جو میری طرف سے نازل کی ہوئی ہیں اور میری ذات کی وحدت پر دال ہیں۔ بناء بریں تم پر لازم ہے کہ تم ان کی تصدیق کرو اور میری جانب سے ان کے پاس آنے والے اوامر و نواہی کی پیروی کرو۔
﴿فَمَنِ اتَّقٰى﴾ تم میں سے بواسطہ رسل و آیات اللہ تعالیٰ کی محرمات سے۔
﴿وَ اَصْلَحَ﴾ اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لیا، جزاء پر نظر جمائے بغیر۔

﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔
﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ برے انجام اور ٹھکانے کے سلسلے میں۔

﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
(٣٦) فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ حَتَّىٰ
إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا
عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ (٣٧) قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي
النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا
هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِنْ لَا تَعْلَمُونَ (٣٨)﴾ [الأعراف: 38-36].

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا وہ دوزخی ہیں اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (٣٦) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگائے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ انہیں نوشتۂ تقدیر کے مطابق اپنا حصہ مل جائے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے آئیں گے تو (ان سے) پوچھیں گے: کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: وہ سب ہم سے گم ہو گئے اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے (٣٧) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جن وانس میں سے جو (گمراہ) اُمتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں تم بھی ان کے ہمراہ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب ایک امت (دوزخ میں) داخل ہوگی تو وہ اپنے جیسی (پیش رو) امت پر لعنت بھیجے گی۔ حتیٰ کہ جب سب دوزخ میں جمع ہو جائیں گی تو ان کی پچھلی امت پہلی امت کے متعلق کہے گی: اے ہمارے رب! ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا پس تو ان کو آگ کا دوگنا عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ایک کے لیے

دوگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے ﴿۳۸﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہمارے رسولوں پر نازل کی ہوئی ہیں۔

﴿وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ﴾ اور عناداً ان سے بھی جن پر وہ نازل کی گئی ہیں۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ تکذیب وتکبر کرنے والے۔

﴿اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ جو اہل ضلال سے رسوا کیے ہوئے منکرین کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝﴾ اس سے قطعاً نجات نہ پائیں گے۔

نعوذ بك من سخطك يا ذا القوّة المتين

رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے کے بعد فرمایا:

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ یعنی افتراء وکذب سے اس کی طرف وہ بات منسوب کی جو اس سے صادو ہی نہیں ہوئی۔

﴿اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾ جو اس کی سے صادر ہوئی ہیں عناد وسرکشی سے۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ افتراء وتکذیب کرنے والے۔

﴿يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ﴾ ان بڑے مجرموں کے لیے جو عذاب وعتاب لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے اور اس میں ثابت ہو چکا ہے۔

﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا﴾ یعنی ہمارے وہ ملائکہ جو ان پر مقرر کیے ہوئے ہیں۔

﴿يَتَوَفَّوْنَهُمْ﴾ خطا کاروں کے حساب کو پورا کرنے لیے۔

﴿قَالُوْٓا﴾ یعنی ملائکہ ان سے زجر وتوبیخ کے طور پر کہیں گے۔

﴿اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ﴾ اور عبادت کرتے تھے۔

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ وہ معبودان باطلہ جن کے متعلق تمہارا اعتقاد تھا کہ وہ تمہارے سفارشی ہیں۔

﴿قَالُوْا﴾ آہ وزاری کرتے ہوئے۔

﴿ضَلُّوْا عَنَّا﴾ وہ ہمیں راہ حق سے گمراہ کر کے ہم سے غائب ہو گئے۔

﴿وَ شَهِدُوْا﴾ اور معترف ہوئے۔

﴿عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا﴾ اپنی زندگی کی مدت میں۔

﴿كٰفِرِيْنَ۝﴾ گمراہ

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے عز وجلال کے پردوں کے پیچھے سے اپنے عدل کے تقاضے پر۔

﴿ادْخُلُوْا﴾ اے گمراہ اور تکذیب کرنے والو!

﴿فِيْٓ اُمَمٍ﴾ نافرمان اور کافر امتوں کی فہرست میں۔

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ کفر وضلال پر تمہاری مثل۔

﴿مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ﴾ جو گنہگاروں سرکشوں اور کافروں کو جزاء دینے کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سے اس وجوبی امر کے صادر کے ہونے کے بعد ان کی یہ حالت ہوئی کہ---

﴿كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ﴾ رسوائی کی آگ میں۔

﴿لَّعَنَتْ اُخْتَهَا﴾ جس نے اسے گمراہ کیا تھا۔

﴿حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا﴾ اور باہم مل گئے۔

﴿فِيْهَا جَمِيْعًا﴾ مجتمع ہو گئے۔

﴿قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ﴾ جو ان سے پچھلے تھے۔

﴿لِاُوْلٰىهُمْ﴾ اپنے سے پہلوں کے حق میں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع اور عاجزی کرتے ہوئے۔

﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ﴾ یہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے۔

﴿اَضَلُّوْنَا﴾ تیری راہ سے ایسے گمراہی کے طریقے وضع کیے کہ ہم انہیں اپنا کر گمراہ ہو گئے۔

﴿فَاٰتِهِمْ﴾ ایسا ان پر نازل کر۔

﴿عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ﴾ ہمارے عذاب کی مثل کیوں کہ یہ گمراہ تھے اور گمراہ کرنے والے بھی۔

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے عدل کے تقاضے پر۔

﴿لِكُلٍّ﴾ تم میں سے اے تابعین ومتبوعین!

﴿ضِعْفٌ﴾ عذاب نار سے، متبوعین کے لیے کہ وہ خود گمراہ تھے اور گمراہ کرنے والے بھی اور تابعین کے لیے بھی کہ وہ گمراہ ہوئے اور انہوں نے گمراہ کرنے والوں کی تقلید کی اور انبیاء کی سنت پر نہ چلے۔

﴿وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ﴾ اپنے اور ان کے استحقاق کو۔

﴿وَقَالَتْ أُولٰىهُمْ لِأُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِينَ ﴿٤١﴾﴾ [الأعراف:39-41].

اور ان کی پہلی امت پچھلی امت سے کہے گی: تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ پس تم بھی عذاب چکھو اس وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے ﴿٣٩﴾ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔ اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جائے۔ اور ہم اسی طرح مجرموں کو سزا دیتے ہیں ﴿٤٠﴾ ان کے لیے دوزخ (کی آگ) کا بچھونا اور ان کے اوپر (اسی کا) اوڑھنا ہوگا۔ اور ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ ﴿٤١﴾

تفسیر العیلانی

﴿وَ﴾ جب پہلی جماعت نے پچھلی جماعت کی بات کو سن لیا تو۔

﴿قَالَتْ أُوْلٰهُمْ لِأُخْرٰهُمْ﴾ ہم اور تم گمراہی میں مساوی ہیں۔

﴿فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ﴾ جس کے ساتھ تم عذاب میں تخفیف کے مستحق بنو۔

﴿فَذُوقُو الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ﴾ جس طرح ہم اپنے کسب کا ذائقہ لے رہے ہیں۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہماری توحید پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا﴾ اور عناداً ان پر ایمان نہ لائے۔

﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ﴾ یعنی اسماء وصفات باری تعالیٰ کے آسمان سے برسنے والے وہ فیوضات و فتوحات جن سے وحدت ذات کا انکشاف ہونا تھا۔

﴿وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ﴾ یعنی مرکز توحید۔

﴿حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ یعنی مرکز توحید میں ان کا داخلہ اسی طرح محال ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جانا بلکہ اس سے بھی شدید محال ہے۔ یہ مثال مستحیل وممتنع معاملے میں پیش کی جاتی ہے۔

﴿وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ۝﴾ جنہیں اپنی باطل شخصیات کی خواہشات کے جرائم پر توحید کی عزت والی بارگاہ سے نکال دیا گیا ہے۔

﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ﴾ امکان

﴿مِهَادٌ﴾ بچھونا کہ جس پر وہ اپنی فاسد خواہشات وتمناؤں کے ساتھ جلتے رہیں گے۔

﴿وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ جاہ ومال اور فضل وکمال کے دعویٰ کی آگ کے پردے۔

﴿وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ حسّی وہمی اور خیالی لذتوں میں ڈوبے ہوئے نفوس کے تقاضوں پر اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والے۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی سنت کے تقاضے کے مطابق وعید کے بعد وعدے کا ذکر کیا اور فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾﴾ [الأعراف:42-43].

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر جتنی اس کی طاقت ہے۔ وہ جنتی ہیں اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے ﴿۴۲﴾ اہل جنت کے سینوں میں (ایک دوسرے کے متعلق) جو کینہ ہے وہ ہم نکال دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس جنت میں پہنچایا۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم یہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ بے شک ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے اور (اہل ایمان) کو ندا دی جائے گی: تم اس جنت کے وارث بنائے گئے ہو ان نیک اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے ﴿۴۳﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید پر۔

﴿وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ جو ان کی استعداد قابلیت اور وسعت کے تقاضے پر انہیں سبحانہ وتعالیٰ کے قریب کرنے والے ہیں کیوں کہ---

﴿لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ اُولٰٓئِكَ﴾ طریق فناء میں اپنی توانائی کو خرچ کرنے والے سعادت مند۔

﴿اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ﴾ جو ارباب ولاء کے لیے تیار کی گئی ہے اور یہی افراد خود جاری ہونے والی قضا کے سلسلے میں مقام رضا پر فائز المرام ہیں۔

﴿هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝﴾ ما شاء الله، اذ لا حول و لا قوّة فيها الا باللّٰه---

﴿وَ﴾ توحید کی جنت میں داخل ہو جانے کے بعد۔

﴿نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ جو دوئی اور انانیت کا عکاس ہے۔

﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ﴾ بحر وحدت سے مترشح ہونے والے حقائق ومعارف کے ندی نالے۔

پھر جب انہیں اپنی تعینات کی فناء کا مکاشفہ ہوا اور وہ بقاء الٰہی سرمدی سے دوچار ہوئے تو---

﴿وَ قَالُوا﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف القاء کیا تاکہ وہ مقام شکر پر متمکن ہو جائیں تو اپنی استعداد کی زبان سے بول اٹھیں۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ اور ثناء جو محض تسلیم ورضا سے جنم لے رہی ہے۔

﴿الَّذِىْ هَدٰىنَا لِهٰذَا﴾ یعنی اس نے ہمیں مقام رضا پر لا کھڑا کیا اور ہمیں بقاولقاء کا شرف عطا کیا۔

﴿وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ﴾ بذات خود اگر ہم اپنی شخصیات کی مجلس میں اور اپنے تعینات کی تنگنائیوں میں پڑے رہتے۔

﴿لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾ اپنے لطف وکرم اور وسیع رحمت سے۔

پھر جب وہ کشف وشہود کے مقام پر متمکن ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی۔

﴿لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا﴾ ہماری رشد وہدایت کے لیے۔

﴿بِالْحَقِّ﴾ ان کا لایا ہوا پورا دین واقع کے مطابق تھا۔

﴿وَ﴾ مقام شکر پر پہنچنے اور اعتراف حقیقت کرنے کے بعد۔

﴿نُوْدُوْۤا﴾ عزت وجلال کے پردوں کے پیچھے سے۔

﴿اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ﴾ یعنی توحید ذاتی۔

﴿اُوْرِثْتُمُوْهَا﴾ تمہیں دی گئی اور اس میں تمہیں بسا دیا گیا۔

﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی، رسولوں کے ارشاد اور کتابوں کی تذکیر کے تقاضے پر اصحاب جنت اور اصحاب نار اپنے اپنے ٹھکانوں میں پہنچنے کے بعد۔

﴿وَنَادَىٰٓ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ أَصۡحَٰبَ ٱلنَّارِ أَن قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقّٗا فَهَلۡ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ
حَقّٗاۖ قَالُواْ نَعَمۡۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُۢ بَيۡنَهُمۡ أَن لَّعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾ ٱلَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَيَبۡغُونَهَا
عِوَجٗا وَهُم بِٱلۡأٓخِرَةِ كَٰفِرُونَ ﴿٤٥﴾ وَبَيۡنَهُمَا حِجَابٞۚ وَعَلَى ٱلۡأَعۡرَافِ رِجَالٞ يَعۡرِفُونَ كُلَّۢا بِسِيمَىٰهُمۡۚ وَنَادَوۡاْ
أَصۡحَٰبَ ٱلۡجَنَّةِ أَن سَلَٰمٌ عَلَيۡكُمۡۚ لَمۡ يَدۡخُلُوهَا وَهُمۡ يَطۡمَعُونَ ﴿٤٦﴾ ۞ وَإِذَا صُرِفَتۡ أَبۡصَٰرُهُمۡ تِلۡقَآءَ أَصۡحَٰبِ
ٱلنَّارِ قَالُواْ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٤٧﴾﴾ [الأعراف:44-47].

اور اہل جنت دوزخ والوں کو پکار کر کہیں گے کہ بے شک ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا

تھا ہم نے اس کو سچا پایا۔ کیا تم نے بھی اس وعدہ کو سچا پایا جو تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟ وہ کہیں گے :ہاں۔ پھر ان دونوں کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (۴۴) جو (دوسروں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں (۴۵) اور ان دونوں (جنت اور دوزخ) کے درمیان ایک حجاب ہے اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک (جنتی اور دوزخی) کو ان کی علامت سے پہچانتے ہوں گے۔ اور وہ اہل جنت کو پکار کر کہیں گے: تم پر سلام ہو۔ وہ (اہل اعراف) ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور جنت میں داخل ہونے کے امیدوار ہوں گے (۴۶) اور جب ان کی آنکھیں جہنم والوں کی طرف پھیری جائیں گی تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کرنا (۴۷)

تفسیر الجیلانی

﴿وَ نَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ اَصۡحٰبَ النَّارِ﴾ تاکہ وہ سرعام ذلیل ورسوا ہو جائیں۔

﴿اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا﴾ رسولوں اور کتابوں کی زبان پر آنے والے وعدے اور بشارتیں۔

﴿حَقًّا﴾ یقینی طور پر جب کہ ہمیں ماضی میں علمی وعینی طور پر بھی اس کا یقین کر چکے ہیں۔

﴿فَهَلۡ وَجَدۡتُّمۡ﴾ اے امکان کے قید خانے اور محرومی کی آگ میں محبوس ہو جانے والو!

﴿مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ﴾ وعیدات وڈراوے جو رسولوں اور کتابوں کی زبان پر جاری ہوئے تھے۔

﴿حَقًّا﴾ واقع کے مطابق۔

﴿قَالُوۡا﴾ حسرت زدہ حالت میں۔

﴿نَعَمۡ﴾ وہ بات ہم نے پالی جسے ہم نے جھٹلایا تھا اور وہ حق سامنے آ گیا جس کو ہم نے باطل قرار دیا تھا۔ جب ان کے درمیان یہ مکالمہ جاری ہو گیا۔

﴿فَاَذَّنَ﴾ آواز دی۔

﴿مُؤَذِّنٌۢ﴾ ہاتف غیبی نے جلال کے پردوں کے پیچھے سے۔

﴿بَيۡنَهُمۡ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ﴾ یعنی اس کی دھتکار اور اس کا غضب نازل وثابت ہے۔

﴿عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ۙ﴾---

﴿الَّذِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ﴾ منحرف ہوتے ہیں اور پھرتے ہیں۔

﴿عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ﴾ جو اس کی توحید تک پہنچانے والا ہے۔

﴿وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا﴾ اس میں کجی اور گمراہی۔

﴿وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ کٰفِرُوۡنَ ۘ﴾ مکذب اور منکر ہیں۔

﴿وَ بَیۡنَہُمَا﴾ موحدین جو جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہیں اور ملاقات رحمان کے شرف سے مشرف اور مشرکین کے درمیان جو امکان کے دوزخ میں محبوس اور محرومی اور رسوائی کی آگوں میں جلنے والے ہیں۔

﴿حِجَابٌ﴾ جس کی کنہ و حقیقت کا ادراک وہ علیم وعلام ہی کرسکتا ہے۔

﴿وَ عَلَی الۡاَعۡرَافِ﴾ یعنی برزخ پر۔

﴿رِجَالٌ﴾ ابرار واخیار میں سے۔

﴿یَّعۡرِفُوۡنَ کُلًّۢا﴾ فریقین سے۔

﴿بِسِیۡمٰہُمۡ﴾ ان چہروں کے ساتھ جو حق اور باطل کے پہلو میں موجود ہیں اور وہ برزخ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ نہ ادھر کے اور نہ ہی ادھر کے۔

﴿وَ نَادَوۡا﴾ اہل برزخ نے۔

﴿اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ اَنۡ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ﴾ تمہاری اس خوشحالی پر مبارک ہو۔

﴿لَمۡ یَدۡخُلُوۡہَا وَ ہُمۡ یَطۡمَعُوۡنَ ﴿۴۶﴾﴾ اس میں داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت عامہ کے پیش نظر۔

﴿وَ اِذَا صُرِفَتۡ اَبۡصَارُہُمۡ﴾ یعنی وہ اس برزخ سے دیکھیں گے۔

﴿تِلۡقَآءَ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوۡا﴾ تضرع اور خشوع کرتے ہوئے۔

﴿رَبَّنَا﴾ اگرچہ ہم سے تقصیر وکوتاہی صادر ہوئی ہے۔

﴿لَا تَجۡعَلۡنَا﴾ اپنے لطف وکرم سے۔

﴿مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ عنادو اصرار کرتے ہوئے تیری حدود سے نکلنے والے۔

﴿وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾﴾ [الأعراف: 48-51].

اہل أعراف ان لوگوں کو پکاریں گے جن کو وہ ان کی نشانیوں سے پہچانتے ہوں گے (اور انہیں) کہیں گے: آج نہ تمہاری جماعت کام آئی اور نہ ہی وہ (مال و دولت) جس کی وجہ سے تم تکبر کیا کرتے تھے ﴿۴۸﴾ کیا یہ (جنتی لوگ) وہی نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت عطا نہیں کرے گا؟ (دیکھو انہیں تو حکم مل گیا ہے کہ) تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہو گے ﴿۴۹﴾ اور دوزخ والے اہل جنت کو پکاریں گے کہ تھوڑا سا پانی ہماری طرف بھی بہا دو یا جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ (ہم کو بھی دیدو) جنتی کہیں گے: بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں (جنتی پانی اور جنتی رزق) کو کافروں پر حرام کر دیا ہے ﴿۵۰﴾ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا لیا تھا اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال دیا تھا۔ پس آج ہم ان کو اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ اور جس طرح وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ﴿۵۱﴾

تفسیر العیلانی

﴿وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ﴾ زجر و توبیخ کے طور پر۔

﴿رِجَالًا﴾ ان کے سربراہوں میں سے۔

﴿يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ﴾ مال وجاہ ریاست اور بڑے پن کے جھوٹے چہروں سے۔

﴿قَالُوْا﴾ ان سے مذاق کرتے ہوئے۔

﴿مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ﴾ یعنی تمہارا مال کو جمع کرنا اور تمہاری جمعیت جاہ وجلال کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کچھ بھی ساقط نہ کرسکی۔

﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝﴾ تمہارا فخر وغرور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اور اس کی آیات سے آج تمہیں کوئی فائدہ نہ دے سکا۔ اے احمقو! دیکھو اور توجہ کرو۔

﴿اَهٰٓؤُلَاۗءِ﴾ جو آج اس کی نعمتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں اور عزت وتمکین کے مقام پر فائز ہیں۔ یہ وہ ہیں۔

﴿الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ﴾ دنیا کی زندگی میں کہ یہ تو وہ ہیں۔

﴿لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ﴾ دوسری اٹھان میں۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان پر بطور تفضل کہا گیا ہے۔

﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾ جو دارالامن والامان۔

﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ﴾ اس میں داخل ہونے کے بعد۔

﴿وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۝﴾ کسی چیز کے ہاتھ سے نکلنے کا۔

﴿وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ﴾ بطور حسرت ان سے تمنا کرتے ہوئے۔

﴿اَنْ اَفِيْضُوْا﴾ پلٹ دو۔

﴿عَلَيْنَا﴾ کچھ چھینٹے۔

﴿مِنَ الْمَاۗءِ﴾ جو تمہاری حیات حقیقی اور بقاء سرمدی کا سبب ہے۔

﴿اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ رزق معنوی۔

﴿قَالُوْٓا﴾ الہام الٰہی سے ان کے جواب میں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ جو اپنے بندوں کی استعدادات پر مطلع ہے۔

﴿حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۝﴾---

﴿الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ﴾ جو ان کی صوری حیات میں ان کی حیات حقیقی کا سبب ہے۔

﴿لَهْوًا وَّلَعِبًا﴾ اس کے ساتھ لہو ولعب کرتے تھے اور رسولوں اور کتابوں کی تکذیب کرتے تھے۔

﴿وَ﴾ اس کا سبب یہ تھا۔

﴿غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ جسمانی لذتوں اور نفسانی خواہشات میں ایسے ڈوبے کہ وہ عہود و مواثیق کو ہی بھول گئے جو ہمارے اور ان کے درمیان ان کی ابتداء فطرت پر ہوئے تھے۔

﴿فَالْيَوْمَ﴾ اسرار کے کھل جانے اور حجابات کے اٹھ جانے کے بعد۔

﴿نَنْسٰهُمْ﴾ ہم ان کی طرف التفات نہ کریں گے۔

﴿كَمَا نَسُوْا﴾ دنیا کی زندگی میں۔

﴿لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا﴾ جو آخرت میں ہو رہی ہے اس کے باوجود کہ رسولوں کی زبان اور کتابوں کے ذریعے وہ وعیدیں اور ڈراوے سن چکے تھے۔

﴿وَ مَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہمارے انعامات کی مثالوں پر دال ہیں۔

﴿يَجْحَدُوْنَ۝﴾ انکار واصرار کرتے تھے اسی طرح وہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان کی طرف توجہ نہ دی جائے گی۔

﴿وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّا تَأْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَأْتِيْ تَأْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٥٣﴾﴾ [الأعراف:52-53].

اور بے شک ہم ان کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کے ساتھ نہایت واضح کر دیا ہے۔ اور وہ ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ﴿٥٢﴾ کیا وہ (کفار) اس

بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قرآن کی دھمکی کا انجام ظاہر ہو جائے؟ جس روز اس کا انجام ظاہر ہوگا تو جو لوگ اس کتاب کو پہلے نظر انداز کر چکے تھے وہ کہیں گے: بے شک ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے تو کیا آج ہمارے کوئی سفارشی ہیں جو ہماری سفارش کر دیں؟ یا ہمیں (دنیا میں) واپس بھیج دیا جائے تا کہ ہم ان کاموں کے برخلاف کام کریں جو پہلے کرتے تھے۔ بے شک انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور جو افترا پردازیاں وہ کرتے تھے سب غائب ہو جائیں گی۔

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ انہیں آگ میں ہمیشہ کیوں نہ رکھا جائے گا۔

﴿لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ﴾ دارین کے احوال کو بیان کرنے والی۔

﴿فَصَّلْنٰهُ﴾ اس کے معانی کو واضح کر دیا اور اس میں عقائد و احکام کو تفصیلاً بیان کر دیا۔

﴿عَلٰى عِلْمٍ﴾ اپنے علم حضوری پر جو اس کی تفصیلات سے متعلق ہے۔ بایں حیثیت کہ ہمارے علم سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔ پھر ہم نے اسے کامل تفصیل سے واضح کیا ہے تا کہ یہ ہو۔

﴿هُدًى﴾ ہادی اور ہماری توحید کی طرف مرشد۔

﴿وَ رَحْمَةً﴾ طبیعت کی قید سے انہیں رہائی دینے والی۔

﴿لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝﴾ اس کی حقیقت پر پھر اس پر اور اس کے اندر مندرج احوال دارین پر ایمان لانے کے بعد۔

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ﴾ یہ مومن نہیں انتظار کرتے۔

﴿اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ﴾ اس کے انجام اور اس پر مترتب ہونے کا جب کہ انہیں اس کے وقوع کا یقین حاصل ہو چکا ہے۔

﴿يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ﴾ اور اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک چکے تھے۔

﴿مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾ جو واقع کے مطابق تھا۔ مگر ہم نے عناداً اس کی تکذیب کی۔

﴿فَهَلْ لَّنَا﴾ آج کے روز۔

﴿مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَا﴾ تا کہ وہ ہمیں ہمارے جرائم کی سزا سے رہائی دلائیں۔

﴿اَوْ نُرَدُّ﴾ ان کی شفاعت سے اپنے الٹے پاؤں۔

﴿فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ﴾ غفلت کے دور میں۔

﴿قَدْ خَسِرُوٓا أَنفُسَهُمْ﴾ کفروشرک اور غیر اللہ کی عبادت سے۔

﴿وَ﴾ اس کے ساتھ ساتھ۔

﴿ضَلَّ﴾ غائب اور مخفی ہوا۔

﴿عَنْهُم﴾ حاجت کے وقت۔

﴿مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾ اپنے شرکاء کے لیے کہ یہ شفاعت اور مدد کرتے ہیں۔

اے فطرت توحید پر پیدا کیے ہوئے لوگو! تمہیں اس ذات سے کشف و بیداری کیوں نہ ہو جو آفاق عالم میں مستقل طور پر تجلی افگن ہے۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ [الأعراف:54-56].

بلا شبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا۔ وہ رات سے دن کو چھپا لیتا ہے اور دن رات کے پیچھے تیزی سے دوڑتا ہے اور (اس نے پیدا کیا) سورج، چاند اور ستاروں کو۔ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ اچھی طرح سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لیے خاص ہے۔ بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا رب ہے ﴿٥٤﴾ اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿٥٥﴾ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ تعالیٰ کو پکارو، اس سے ڈرتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے ﴿٥٦﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ ایجاد و اظہار کیا۔

﴿السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عدم کی تاریکی سے۔ بایں طور کہ ان پر اپنے اسماء و اوصاف کے سائے دراز کر دیے۔

﴿فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ اوقات و دفعات میں تا کہ یہ اشارہ ہو کہ اس نے تمام جہات و اطراف کا احاطہ کر رکھا ہے۔

﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ مظاہر مکونات اور اقطار کے عروش پر مگر استواء، استقرار اور تمکن سے منزہ رہ کر اور کائنات کے امور کو افلاک کی حرکات پر مرتب کیا۔ بایں حیثیت کہ---

﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ﴾ یعنی ڈھانپتا ہے رات کے ساتھ دن کے چہرے کو اس کے باوجود کہ دن---

﴿يَطْلُبُهٗ﴾ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔

﴿حَثِيْثًا﴾ سریعاً۔

﴿وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ﴾ حق تعالیٰ کے حکم کے مطابق حرکت کرتے ہیں۔

﴿اَلَا﴾ اے ختم ہونے والے اظلال و عکوس! بیدار ہو جاؤ کہ---

﴿لَهُ﴾ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے اور اس کی قدرت کے قبضے میں ہے۔

﴿الْخَلْقُ﴾ ایجاد و اظہار۔

﴿وَ الْاَمْرُ﴾ تدبیر و تصرف مستقل طور پر۔

﴿تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۝﴾ یعنی اپنی الوہیت میں اتنا بلند و بالا ہے کہ افہام و عقول اس کا ادراک نہیں کر سکتے اور ربوبیت میں بھی اس کمال پر ہے کہ مدد طلبی مشارکت اور امثال و اشباہ سے بھی منزہ اور مقدس ہے۔

﴿اُدْعُوْا﴾ اے فطرت توحید پر پیدا کیے ہوئے انسانو!

﴿رَبَّكُمْ﴾ تمہاری تربیت اور تمہارے ظاہر کرنے میں متفرد۔

﴿تَضَرُّعًا﴾ آہ و زاری کرتے ہوئے۔

﴿وَّ خُفْيَةً﴾ چھپاتے ڈرتے اور دل کی گہرائی سے خشوع کرتے ہوئے عادۃً زبان کے کنارے سے تکلف

کرتے ہوئے نہیں۔

﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ دعا میں حد سے زیادہ شور مچانے اور اصرار کرنے والوں کو، کیوں کہ وہ ان کے احوال کا علم رکھتا ہے اس لیے انہیں اس انداز سے سوال کرنے کی حاجت نہیں۔

﴿وَ﴾ تم پر لازم ہے کہ---

﴿لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ﴾ جو کون وفساد کا محل ہے۔

﴿بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾ رسولوں کے ارسال اور کتابوں کے انزال کے بعد۔

﴿وَادْعُوهُ﴾ اگر تم اس کی پناہ لینے اور اس کے ساتھ مناجات کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔

﴿خَوْفًا وَطَمَعًا﴾ اس کے قہر وانتقام کے پیش نظر اس کے رد کیے جانے سے ڈرتے ہوئے اور اس کے فضل واحسان سے اس کی قبولیت کی امید رکھتے ہوئے۔

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ﴾ لطف وعنایت سے مجبور ہونے والوں کو جواب دینے والا۔

﴿قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں گویا وہ اسے دیکھ رہے ہیں۔ اس کی سلطنت وقہر کے جلال کا تصور کرتے ہوئے خوف وشرم سے اس کے حضور کھڑے ہوتے ہیں اور اس کے فضل وکرم کے امید وار رہتے ہیں۔

﴿وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾﴾ [الأعراف: 57-58].

اور وہی خدا ہے جو اپنی رحمت (کی بارش) سے پہلے خوش خبری لانے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے حتیٰ کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادل کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس کو کسی مردہ زمین کی طرف روانہ کر دیتے

ہیں۔ پھر ہم اس سے پانی نازل کرتے ہیں اور اس پانی کے ذریعہ (مردہ زمین سے) ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو (قبروں سے) نکالیں گے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۵۷ جو زمین اچھی ہوتی ہے وہاں اس کے رب کے حکم سے خوب پیداوار نکلتی ہے اور جو زمین خراب ہوتی ہے اس سے بہت کم پیداوار نکلتی ہے۔ اس طرح ہم دلائل کو مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو شکر کرتے ہیں۵۸

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اس کی رحمت مومنین محسنین کے کیسے قریب نہ ہو۔

﴿هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ﴾ یعنی انہیں ابھارتا ہے۔

﴿بُشْرًا﴾ بشارت دیتی ہیں۔

﴿بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ﴾ اس کی رحمت وکرم کے آگے۔

﴿حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ﴾ جب وہ تہہ بہ تہہ بخارات کو جمع کر کے ثقیل ہو جاتی ہیں تو اٹھاتی ہیں۔

﴿سَحَابًا﴾ گاڑھا۔

﴿ثِقَالًا﴾ پانی والے اجزاء سے۔

﴿سُقْنٰهُ﴾ اپنے لطف وفضل سے۔

﴿لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ﴾ جو خشک ہوتا اسے زندگی اور تر وتازگی دینے کے لیے۔

﴿فَاَنْزَلْنَا بِهِ﴾ یعنی مردہ شہر میں۔

﴿الْمَآءَ﴾ زندہ کرنے والا۔

﴿فَاَخْرَجْنَا بِهٖ﴾ پانی کے ساتھ۔

﴿مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ﴾ مختلف رنگوں اور ذائقوں میں انواع واجناس۔

﴿كَذٰلِكَ﴾ یعنی جس طرح ہم اس ظاہری پانی سے مردہ زمین سے انواع واقسام کے پھل نکالتے ہیں اور یہ پانی ان کی نشو ونما اور ثمر بار ہونے کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح معنوی پانی علم لدنی کے ساتھ قابلیتوں کی سرزمین اور

ان مُردوں کی استعدادات جو ظلمانی اور جہل جبلی ہیولانی حجاب سے محجوب ہوتے ہیں، پر انبیاء واولیاء کے انفاس کی ہوائیں جو نفسِ رحمانی سے فیض یافتہ ہوتی ہیں اور کشوفات ومشاہدات کی مبشر بنتی ہیں، بھیج کر معنوی زندگی کی بہاروں سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔

پھر جب یہ ہوائیں جمع ہو کر تقویٰ وحکمت کے پانیوں سے بھاری شرعی بادل کی صورت اختیار کرتی ہیں تو ہم اسے مردہ اور خشک نفوس کی سرزمین کی طرف چلاتے ہیں اور اس میں حقائق ومعارف کی نہریں جاری کر دیتے ہیں، جو انبیاء واولیاء کے دلوں سے اٹھان لیتی ہیں اور ان سے یقین علمی عینی اور حقی کے ثمرات برآمد ہوتے ہیں۔

﴿نُخْرِجُ الْمَوْتٰى﴾ دار آخرت میں۔

﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ہماری مقدورات ومرادات پر ہماری قدرت کو پہچانو۔

﴿وَ﴾ مردوں کی طرف ہماری جود وعطا کے پانیوں کے پہنچنے کے بعد۔

﴿الْبَلَدُ الطَّيِّبُ﴾ عمدہ لطیف مٹی اور نشو ونما کے قابل زمین۔

﴿يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ﴾ یعنی سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے عمدہ کثیر النفع اور اپنی فطری استعداد کے تقاضے پر۔

﴿وَ الَّذِيْ خَبُثَ﴾ اس کی مٹی اور کم قابلیت جیسے پتھریلی اور شورے والی جگہ۔

﴿لَا يَخْرُجُ﴾ لطیف پانیون کے جاری ہونے کے باوجود۔

﴿اِلَّا نَكِدًا﴾ قلیل غیر نافع بلکہ ضرر رساں ان نفوس کی طرح جو غفلت وگمراہی میں غرق ہوتے ہیں ان کے بد طینت اور کم قابلیت کی وجہ سے رسولوں کی زبانوں سے جاری ہونے والے حکم ومعارف کے پانی بھی ان میں کچھ اثر پیدا نہیں کرتے۔

﴿كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ﴾ اور تکرار کرتے ہیں۔

﴿الْاٰيٰتِ﴾ جو ہمارے ملک وملکوت میں ہمارے استقلال پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ﴾ ہماری نعمتوں کا اور ہمارے انعامات میں تفکر کرتے ہیں اور ان سے عبرت لیتے ہوئے ہمارے جمال کے مطالعے میں گم ہو جاتے ہیں۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے استعدادات میں تفاوت اور قابلیت میں اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا اور ان امتوں کا

ذکر کیا جو اپنی بدطینتی سے جہل وعناد کا شکار ہو کر ہلاک و برباد ہوئیں۔ سبحانہ وتعالیٰ قسماً ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦ فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ إِنِّىٓ أَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِهِۦٓ إِنَّا لَنَرَىٰكَ فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ
يَٰقَوْمِ لَيْسَ بِى ضَلَٰلَةٌ وَلَٰكِنِّى رَسُولٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٦١﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَٰلَٰتِ رَبِّى وَأَنصَحُ
لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ
لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا۟ وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَٰهُ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥ فِى ٱلْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا
ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَآ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾﴾ [الأعراف:59-64].

بے شک ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے ﴿٥٩﴾ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا: (اے نوح!) بے شک ہم تو تم کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں ﴿٦٠﴾ نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں ہے بلکہ میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں ﴿٦١﴾ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ﴿٦٢﴾ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد (رسول) کے ذریعہ ایک نصیحت آئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم متقی بن جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿٦٣﴾ پھر بھی انہوں نے نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تو ہم نے نوح علیہ السلام کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے سب کو نجات دی اور ان لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ بے شک وہ (دل کے) اندھے لوگ تھے ﴿٦٤﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا﴾ اپنا رسول۔

﴿نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ﴾ جب کہ وہ خواہشات باطلہ اور آراء فاسدہ کی طرف مائل ہو کر طریق حق سے منحرف ہو گئے۔

﴿فَقَالَ﴾ ان سے نوح علیہ السلام نے ازراہ نصیحت بطور شفقت۔

﴿یٰقَوْمِ اعْبُدُوْا﴾ اے غفلت میں مشغول ہو جانے والو!

﴿اللّٰهَ﴾ الوہیت میں متوحد، ربوبیت میں متفرد اور عبودیت کے لیے مستحق۔

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ﴾ معبود حقیقی

﴿غَيْرُهٗ﴾ جو تمہیں اس کے عذاب سے بچائے۔

اور اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور اسے وحدہ لاشریک نہ مانو۔

﴿اِنِّيْٓ﴾ اس کے بعد کہ میری طرف وحی کی گئی کہ تمہیں ہدایت کی جائے اور اس کی توحید کی طرف تمہاری توجہ دلائی جائے۔

﴿اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ وہ دنیا میں طوفان کا دن اور آخرت میں قیامت کا دن ہے۔ انہوں نے آپ کی یہ بات سننے کے بعد۔

﴿قَالَ الْمَلَاُ﴾ سرداروں نے۔

﴿مِنْ قَوْمِهٖ﴾ اے نوح علیہ السلام!

﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ظاہر باہر کہ تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم ثابت شدہ خداؤں کی عبادت کو چھوڑ کر ایک موہوم خدا کی عبادت کریں۔ یہ سب تیرے نفس کی اختراع ہے۔

﴿قَالَ﴾ نبوت کی شفقت کے تقاضے پر کہ شاید وہ بیدار ہو جائیں۔

﴿يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ﴾ جیسا کہ تم نے اپنی جہالت سے خیال کر رکھا ہے۔

﴿وَ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ﴾ تمہارے لیے ہادی اور بھیجا ہوا ہوں۔

﴿مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ جس نے تمہیں ایجاد کیا اور طرح طرح کی تربیت سے پروان چڑھایا کہ تم اس کی ربوبیت کا اعتراف کرو اور اس کی توحید کا اقرار۔ پھر تمہارے پاس میرے آنے کا مقصد۔

﴿اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کے ساتھ کہ تم اس کی طرف سے بلند

ترین مرتبہ پر فائز ہو جاؤ۔

﴿وَ﴾ مجھے کمزور نہ جانو اور نہ ہی میری طرف جہالت و کم عقلی منسوب کرو۔

﴿اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ﴾ اس کی توفیق اس کی وحی اور اس کی جانب سے جذب کے ساتھ۔

﴿مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝﴾ اس کی جانب سے، کیا تم نے میری تکذیب وانکار اس لیے کیا ہے۔

﴿اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ﴾ تمہاری ہدایت کے لیے نصیحت و یاددہانی۔

﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ﴾ اس کے ساتھ کفر، معاصی اور ان کے برے انجام سے۔

﴿وَ لِتَتَّقُوْا﴾ اس کے ڈرانے اور خوف دلانے کے باعث اللہ کی محرمات سے۔

﴿وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾ اس کے مامورات کو اپنا کر اور اس کی منہیات کو چھوڑ کو عنایۃً وتفضلا۔

﴿فَكَذَّبُوْهُ﴾ اسے ضعیف جاننے اور اس کی طرف گمراہی منسوب کرنے کے بعد تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور انہیں طوفان نے پکڑا۔

﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَ﴾ اور اہل ایمان کو۔

﴿الَّذِيْنَ مَعَهٗ﴾ جس حال میں وہ متمکن ہوئے۔

﴿فِي الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہمارے رسول پر نازل کی گئی ہیں۔

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ۝﴾ اللہ تعالیٰ کی آیات جو اس کی توحید پر دال ہیں، سے آنکھیں بند کرنے والے کیوں کہ غفلت و ضلال میں ان کے دل اندھے ہو چکے تھے۔

﴿ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾
اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ ﴾ [الأعراف: 65-68].

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے قومی بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں ﴿۶۵﴾ ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے: تم ہمیں نادان نظر آتے ہو اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹوں میں سے ہو ﴿۶۶﴾ ہود علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی نادانی نہیں ہے بلکہ میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں ﴿۶۷﴾ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جو دیانتدار ہے ﴿۶۸﴾

تفسیر العیلانی

﴿وَ﴾ نیز ہم نے بھیجا۔

﴿اِلٰی عَادٍ﴾ جب وہ ایمان کے پٹے اور تقویٰ کی رسیوں سے نکل گئے۔

﴿اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾ حضرت ہود علیہ السلام کی اخوت کو ان کی طرف منسوب کرنا کمال شفقت اور عظیم مہربانی پر دال ہے۔

﴿قَالَ﴾ انہیں ندا دیتے ہوئے اور اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے کہ وہ آپ کی بات کو قبول کریں اور آپ کے لائے ہوئے دین پر عمل پیرا ہوں۔

﴿یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ عدم کی تاریکی سے تمہیں ایجاد و ظاہر کیا اور طرح طرح کے لطف و کرم سے تمہاری تربیت کی، اس کے متعلق اعتقاد رکھو کہ وہ---

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ﴾ موجد و مربی، اس کے سوا اس لیے تم پر لازم ہے کہ تم اس پر ایمان لا کر اسی کی عبادت کرو اور اس کی طرف سے انبیاء کرام جو دین لائے ہیں اس پر عمل کرو حتی کہ توحید کے مرکز تک پہنچ جاؤ۔ کیا تم وحدت حق تعالیٰ کا انکار کرتے ہو اور اس کے سوا معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہو۔

﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۝﴾ اس کی پکڑ اور اس کے عذاب سے۔

جب انہوں نے آپ سے یہ بات سنی---

﴿قَالَ الْمَلَاُ﴾ سرداروں نے۔

﴿الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ کیونکہ کچھ سردار آپ پر ایمان لے آئے تھے جیسے مرثد بن سعد۔

﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ﴾ دعویٰ ارشاد و تکمیل میں۔

﴿وَ اِنَّا لَنَظُنُّكَ﴾ نبوت ورسالت کے دعوے میں۔

﴿مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۝﴾---

﴿قَالَ يٰقَوْمِ﴾ مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو کیوں کہ---

﴿لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ﴾ جسے تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہے۔

﴿مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝﴾ کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں۔

﴿اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۝﴾ تم پر لازم ہے کہ میری نصیحت پر عمل کرو اور ان اوصاف کے حامل بن جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے الہام اور اس کی وحی کے ساتھ تمہارے پاس لایا ہوں تا کہ تم اہل ایقان اور اہل ایمان میں داخل ہو جاؤ۔

﴿ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ ﴾ [الأعراف:69-70].

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد (رسولِ خدا) کے ذریعہ ایک نصیحت آئی ہے تا کہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کے بعد تم کو ان کا جانشین بنایا اور تمہاری جسامت و طاقت کو بڑھا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو ﴿۶۹﴾ انہوں نے کہا: کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور ان کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے۔ سو لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم سچے ہو ﴿۷۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿۱﴾ تم نے انکار کیا اور میری رہنمائی کی تکذیب کی۔

﴿وَعَجِبْتُمْ﴾ سرکشی اور گمراہی میں غرق ہونے کی وجہ سے۔

﴿اَنْ جَآءَكُمْ﴾ تمہارے احوال کی اصلاح کے لیے۔

﴿ذِكْرٌ﴾ نصیحت اور یاددہانی۔

﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ﴾ جو تمہارے اغواء اور گمراہ کرنے کا باعث بن رہی ہے۔اس کی بنیاد محض تم پر تفضّل اور احسان کرنا ہے۔

﴿وَ﴾ ایسی مثالوں کو اللہ تعالیٰ سے بعید نہ سمجھو اور نہ ہی ان کا انکار کرو بلکہ---

﴿اذْكُرُوْا﴾ خود پر اس کے انعامات۔

﴿اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ﴾ اور تمہیں ان کی زمین اور ان کے مکانات اور اموال کا وارث بنادیا۔

﴿وَّ زَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْطَةً﴾ تفوّق وسربلندی۔

﴿فَاذْكُرُوْا﴾ اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والو!

﴿اٰلَآءَ اللّٰهِ﴾ جو تم پر فیض کی گئی ہیں اور ان کا شکرادا کرو۔

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ برضا وتسلیم کے شرف کے ساتھ اس کے حضور عزت حاصل کرو۔

جب انہوں نے نصیحت کرنے میں مبالغہ کیا اور رسالت وتبلیغ کی ادائیگی میں اپنی کوشش کو انتہاء تک پہنچادیا۔

﴿قَالُوْٓا﴾ اس کے جواب میں انتہائی سنگدلی اور قومی غیرت سے بطور استفہام۔

﴿اَجِئْتَنَا﴾ اے بے وقوف جھوٹے۔العیاذ باللہ

﴿لِنَعْبُدَ اللّٰهَ﴾ جس کا تو مدعی ہے کہ وہ---

﴿وَحْدَهٗ﴾ لاشریک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

﴿وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا﴾ خداؤں کو۔اب تم جانو اور تمہارا خدا ہم تو اس پر قطعاً ایمان نہ لائیں گے اور اگر تم چاہو۔

﴿فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ﴾ عذاب وعقاب کا۔

﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝﴾ اپنے دعوے میں۔

پھر جب وہ ان کی ہدایت واصلاح سے ناامید ہو گئے۔

﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿٧١﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٧٢﴾﴾ [الأعراف: 71-72].

ہود علیہ السلام نے فرمایا: تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب مقرر ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے ان ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ سو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں (۷۱) پھر ہم نے ہود علیہ السلام کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے (۷۲)

تفسیر الجیلانی

﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ﴾ واجب اور ثابت ہوا۔

﴿عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ﴾ عذاب شدید جس سے تم چلا اٹھو گے۔

﴿وَّغَضَبٌ﴾ جو اس کی طرف سے نازل ہوگا اور تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا۔

﴿أَتُجَادِلُونَنِي﴾ اے اللہ کے غضب کا شکار ہونے والو!

﴿فِي أَسْمَاءٍ﴾ اشیاء

﴿سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم﴾ اپنے نفوس کی طرف سے بنے ہوئے خدا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرح۔ اس کے باوجود کہ---

﴿مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ﴾ کوئی حجت و برہان کہ جس کے ساتھ تم ان باطل تماثیل کی عبادت پر استدلال کرو۔ حالاں کہ اب تو حق ظاہر ہو چکا ہے مگر اے حد سے بڑھنے والو! تم نے اسے قبول نہیں کیا۔

﴿فَانْتَظِرُوْٓا﴾ عذاب کے اترنے کا۔

﴿اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ۰﴾---

● مروی ہے کہ وہ لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ جب حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا تو انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور سرکشی وعناد سے ان تماثیل باطلہ کی عبادت پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تین سال تک بارش کو روک دیا اور وہ سخت مصیبت میں پھنس گئے۔ اس قوم کی عادت تھی کہ جب وہ کسی بلا میں گرفتار ہوتے تو بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر اس کے پاس تقرب کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی کشائش کے لیے دعا مانگتے۔ چناں چہ انہوں نے بیت اللہ شریف کی حاضری کے لیے رخت سفر باندھا۔ ایک قول کے مطابق ابن عنز اور مرثد ابن سعد بھی ان ستر سرداروں میں شامل تھے۔ ان دنوں مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفًا و کرامةً) پر عمالقہ کا قبضہ تھا، جو عمیق بن لاذ و بن سام بن نوح کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا قائد اعظم معاویہ بن بکر تھا۔ جب یہ وفد اس کے پاس پہنچا تو اس نے انہیں مکہ مکرمہ سے باہر ٹھہرایا اور ان کی خوب آؤ بھگت کی۔ وہ اس کے پاس ایک ماہ تک ٹھہرے اور اس کے بعد بیت اللہ شریف کی زیارت کا قصد کیا۔ اس موقع پر مرثد بن سعد نے ان سے کہا کہ بخدا جب تک تم اپنے نبی کی اطاعت نہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہ کرو گے تمہاری دعا سے تمھاری قوم کو بارش نصیب نہ ہوگی۔

انہوں نے امیر مکہ معاویہ بن بکر سے کہا کہ ہم میں سے مرثد کو اپنے پاس روک لو اور اسے ہمارے ساتھ مکہ مکرمہ نہ آنے دو کیوں کہ اس نے ہمارا دین چھوڑ کر ھود کا دین اپنا لیا ہے۔ معاویہ نے اسے اپنے پاس روک لیا اور باقی لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے۔ ان میں قیل نامی آدمی نے کہا اے اللہ! جل جلالہ انہیں سیراب کر دے جیسا کہ تو انہیں سیراب کیا کرتا تھا۔ اس دعا کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تین رنگ کے بادل اٹھائے، سیاہ، سفید اور سرخ، پھر آسمان کی جانب سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے قیل! اپنے اور اپنی قوم کے لیے ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر۔ اس نے کہا میں سیاہ کا انتخاب کرتا ہوں کیوں کہ اس میں پانی کی کثرت تھی۔ جب وہ سیاہ بادل وادی مغیث سے قوم عاد کی طرف چلا تو وہ خوشیاں منانے لگے اور اس کے جلد برسنے کا انتظار کرنے لگے اور بولے یہ سامنے آنے والا ہمیں بارش سے مالا مال کر دے گا۔

فرمان ربی جاری ہوا جس کی جلدی مچارہے ہو یہ تو وہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے اور ایسی ہولناک آندھی چلی جس نے انہیں ہلاک و برباد کر دیا۔

﴿فَأَنجَيْنَٰهُ﴾ یعنی حضرت ھود علیہ السلام کو۔

﴿وَٱلَّذِينَ﴾ ایمان لائے۔

﴿مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ﴾ جو نازل ہونے والی تھی۔

﴿مِّنَّا﴾ ان کے ایمان اور تسلیم ورضا پر۔

﴿وَقَطَعْنَا دَابِرَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا﴾ بایں طور کہ ہم نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔

﴿وَ﴾ وہ

﴿مَا كَانُوا۟ مُؤْمِنِينَ﴾ ہمارے نبی اور ہماری کتاب پر اور نہ ہی ان کی حالت تھی کہ وہ تصدیق کریں۔

﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِۦ نَاقَةُ ٱللَّهِ لَكُمْ ءَايَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِىٓ أَرْضِ ٱللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ وَٱذْكُرُوٓا۟ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ ٱلْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَٱذْكُرُوٓا۟ ءَالَآءَ ٱللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾﴾ [الأعراف:73-74].

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے (قومی) بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے نشانی ہے۔ اس کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے۔ اس کو کسی بُرے ارادے سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تم کو دردناک عذاب پکڑ لے گا ﴿۷۳﴾ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے بعد تمہیں ان کا جانشین

بنایا اور تم کو زمین میں آباد کیا۔ تم میدانی زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ایضاً ہم نے بھیجا۔

﴿اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ﴾ ایسا معجزہ جو ظاہراً میرے دعوے کی صداقت پر دلیل ہے۔

﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ﴾ جسے اس نے ظاہر کیا ہے۔

﴿لَكُمْ اٰيَةً﴾ جو میرے قول پر میرے سچے ہونے کی دلیل ہے۔

﴿فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ﴾ جہاں چاہے۔

﴿وَ﴾ تم پر لازم ہے کہ---

﴿لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ﴾ اور اگر تم نے اس سے برا سلوک کیا۔

﴿فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ دردناک اور جڑ سے اکھیڑ دینے والا۔ اس لیے لازم ہے کہ اس کی حفاظت کرو تاکہ تم عذاب سے محفوظ رہو۔

﴿وَ اذْكُرُوْٓا﴾ اے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والو!

﴿اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ کہ تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور بسایا اور کثرت تعداد سے نوازا۔ اندریں حال کہ---

﴿تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا﴾ کچی اور پکی اینٹوں سے اور بناتے ہو۔

﴿قُصُوْرًا﴾ اونچے اونچے محلات جن میں تم رہائش پذیر ہو۔

﴿وَّ تَنْحِتُوْنَ﴾ کدالوں سے پھاڑتے ہو۔

﴿الْجِبَالَ﴾ پتھریلی چٹانوں کو۔

﴿بُيُوْتًا﴾ اپنے مال ومتاع کی حفاظت کے لیے۔

﴿فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ﴾ جو لگاتار تم پر وارد ہو رہی ہیں اور ان کے لیے شکر گذاری اختیار کرو تا کہ ان میں اضافہ ودوام نصیب ہو۔

﴿وَ لَا تَعْثَوْا﴾ ظاہر نہ کرو۔

﴿فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ۝﴾ مال، اولاد اور سامانوں پر غرور وفخر کرتے ہوئے۔

جب انہوں نے نبی اللہ علیہ السلام کی یہ بات سن لی۔

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۷۵ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۷۶ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۷۷ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝۷۸ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝۷۹﴾ [الأعراف: 75-79].

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے ان کمزور لوگوں سے کہا جو ان میں سے ایمان لا چکے تھے کیا تم یقینی علم رکھتے ہو کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بے شک جس پیغام کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے ہم اس پیغام پر ایمان رکھتے ہیں ۝۷۵ متکبر سردار کہنے لگے: تم جس پر ایمان لائے ہو بے شک ہم تو اس کے منکر ہیں ۝۷۶ پھر انہوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے: اے صالح! ہم پر وہ عذاب لے آؤ جس سے تم ہم کو ڈراتے تھے اگر تم رسولوں میں سے ہو ۝۷۷ پھر ان کو زلزلہ نے آ پکڑا اور وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے ۝۷۸ پھر صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے میری قوم! بے شک میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو

پسند نہیں کرتے ﴿۷۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا﴾ ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے سے۔

﴿مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا﴾ اور انہیں ذلیل جانتے ہوئے۔

﴿لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ﴾ مذاق واستہزا کے طور پر۔

﴿اَتَعْلَمُوْنَ﴾ اے بے وقوفو! اور اس کی تصدیق اور اس پر ایمان لانے والو! یقینی طور پر کہ۔۔۔

﴿اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ جو اس کی وحدت اور الوہیت وربوبیت میں اس کے مستقل ہونے کا مدعی ہے۔

﴿قَالُوْٓا﴾ یعنی وہ اہل ایمان جو اپنے عقائد کی صفائی اور پاک طینتی سے مخلص تھے بطریق تاکید ومبالغہ۔

﴿اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ﴾ اس کے لائے ہوئے پورے دین پر۔

﴿بِهٖ﴾ اپنے رب کی طرف سے۔

﴿مُؤْمِنُوْنَ۝﴾ تصدیق وایقان والے ہیں۔

﴿قَالَ﴾ سرداران قوم۔

﴿الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا﴾ عناد وسرکشی سے۔

﴿اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾ صالح علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے۔

﴿كٰفِرُوْنَ۝﴾ انکار وتکذیب کرنے والے۔ جب انہوں نے کفر وتکذیب پر اصرار کیا تو۔۔۔

﴿فَعَقَرُوا﴾ ذبح کر ڈالا۔

﴿النَّاقَةَ﴾ جو ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے ایک نشانی اور ان کے پاس اس کی امانت تھی۔ جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں تاکیداً فرما چکا تھا کہ اس کے ساتھ برا سلوک نہ کرنا مگر وہ اپنے عناد اور بغاوت کے ہاتھوں تباہ وبرباد ہوگئے۔

﴿وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ﴾ تکبر وغرور کے طور پر۔

﴿وَقَالُوْا﴾ اپنے نبی سے بطریق استہزا۔

﴿یٰصٰلِحُ﴾ جھوٹے مدعی۔ العیاذ باللہ

﴿اٰئْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ﴾ عذاب کا۔
﴿اِنْ كُنْتَ﴾ تصدیق کرتا ہے کہ تو۔
﴿مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ٥﴾ پھر جب انہوں نے وہی کچھ کیا جو انہوں نے کہا تھا تو وہ وعید و عذاب کے حقدار قرار پائے۔
﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ ہولناک چیخ۔
﴿فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ٥﴾ یعنی ہر ایک بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا۔

مروی ہے کہ یہ لوگ قوم عاد کے گھروں میں ناز و نعمت سے رہتے اور خوشحالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کثرت تعداد کے ساتھ لمبی عمر بھی عطا کر رکھی تھی۔ لمبی امید کا تقاضا یہ ہوا کہ انہوں نے پہاڑوں کو تراش کر گھر بنا لیے جس میں وہ اپنے قیمتی ساز و سامان کو محفوظ کر دیا کرتے تھے اور ہموار زمین پر بڑے عالیشان محلات بھی تعمیر کیے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے زمین میں طرح طرح کے فسادات برپا کر ڈالے اور بتوں کی پرستش میں بھی خوب مبالغہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے شریف النسب صالح علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث کیا، جس نے انہیں ایمان اور توحید باری تعالیٰ کی دعوت دی تو انہوں نے آپ سے نشانی طلب کی تو آپ نے کہا، نشانی نشانی کی رٹ لگاتے ہو۔

سرداران قوم نے آپ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہماری عید میں چلو اور وہاں پہنچ کر تم اپنے معبود سے دعا کرو اور ہم اپنے معبود سے دعا کریں گے، جس کی دعا قبول کر لی گئی، اس کی ہی اتباع کر لی جائے گی۔ آپ ان کے ساتھ چل دیے، انہوں نے اپنے بتوں کو پکارا مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا، پھر ان کے قائد اعظم جندع بن عمرو نے پہاڑوں سے الگ تھلگ ایک چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اس چٹان سے ایک کشادہ پیٹ اور نرم بالوں والی اونٹنی نکال دو تو ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے عہد و میثاق لیا اور فرمایا کہ اگر میں تمہارا مطالبہ پورا کر دوں تو پھر تمہیں ایمان لانا پڑے گا۔ انہوں نے جواباً کہا ہمیں یہ بات منظور ہے۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو بچہ جنم دینے والی اونٹنی کی طرح اس چٹان کی حالت نمودار ہوئی۔ وہ پھٹ گئی اور اس میں سے حسب مطالبہ اونٹنی باہر آ گئی۔ یہ پورا منظر قوم کے سامنے تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک بھاری بھرکم بچہ بھی جنم

دیا۔اس مطالبے کے پورا ہونے پر جندع بن عمرو تو ایک جماعت کے ساتھ آپ پر ایمان لے آیا مگر باقی قوم کو دوار بن عمرو اور بتوں کے نگران اعلی الخباب اور مستقبل کی پشین گوئی کرنے والے ارباب بن صمغر نے منع کر دیا۔ وہ اونٹنی اپنے بچے کے ساتھ درختوں سے پتے کھاتی اور کنویں سے پانی پیتی۔ جب تک وہ کنویں کا پورا پانی پی نہ لیتی، اپنا سر بلند نہ کرتی، پھر ٹانگیں چوڑی کر کے کھڑی ہو جاتی اور لوگ اس کا دودھ نکالتے یہاں تک کہ ان کے تمام برتن دودھ سے بھر جاتے۔ وہ موسم گرما وادی کی پشت میں گزارتی اور موسم سرما اس کے پیٹ میں اور وہاں رہنے والے ان کے مویشی ادھر ادھر بھاگ جاتے۔ یہ بات انہیں پسند نہ تھی۔ بالآخر انہوں نے اس کے قتل کا منصوبہ بنالیا۔ ام غنم اور بنت المختار عورتوں نے اس کے قتل میں ان کی مدد اور تائید کی تو انہوں نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت آپس میں تقسیم کرلیا۔ اس کا بچہ قارہ نامی پہاڑ پر چڑھ کر تین دفعہ بلبلایا تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اس کے بچے کو محفوظ کرلو ممکن ہے تم سے عذاب اٹھ جائے، لیکن وہ اس پر قابو نہ پا سکے۔ اس کے بلبلانے کے بعد چٹان کھل گئی اور وہ اس میں داخل ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ کل تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے، پرسوں سرخ اور تیسرے روز سیاہ، اس کے بعد تم پر عذاب آجائے گا۔ جب ان لوگوں نے یہ علامات دیکھیں تو انہوں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بحفاظت فلسطین کے علاقے میں پہنچا دیا۔ اب چوتھے دن کی صبح تھی اور ان لوگوں نے چمڑے کے کفن پہن رکھے تھے کہ آسمان سے ایک ہولناک چیخ اٹھی، جس سے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ ہمیشہ کے لیے موت کے منہ میں چلے گئے۔

﴿فَتَوَلّٰی﴾ صالح علیہ السلام نے اعراض کیا۔

﴿عَنۡهُمۡ﴾ ان پر عذاب الٰہی کی علامات کے ظاہر ہو جانے کے بعد۔

﴿وَ قَالَ﴾ حسرت وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان سے علیحدگی کے وقت۔

﴿یٰقَوۡمِ﴾ حق سے اعراض کرنے میں مبالغہ کرنے والی۔

﴿لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّیۡ﴾ اور تمہاری رہنمائی کرنے میں میں نے اپنی توانائی صرف کر ڈالی۔

﴿وَ نَصَحۡتُ لَكُمۡ﴾ تم پر شفقت کرتے ہوئے کہ تم اس عذب معہود سے بچ جاؤ۔

﴿وَ لٰكِنْ﴾ تم سرکش، باغی اور متکبر قوم ہو۔

﴿لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ۝﴾ چناں چہ تمہیں تمہارے اعراض پر وہ عذاب پہنچ گیا۔

﴿ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾
إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾ وَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ
﴿٨٢﴾ فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ كَانَتْ مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ ﴿٨٣﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ
فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾ ﴾ [الأعراف:80-84].

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے ساری دنیا میں کسی نے نہیں کیا ﴿۸۰﴾ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس نفسانی خواہش کے لیے آتے ہو بلکہ تم حد سے تجاوز کرنے والے ہو ﴿۸۱﴾ اور ان کی قوم کے پاس (اس کا) کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ (آپس میں) کہنے لگے: ان کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے ہی پاکباز بنتے ہیں ﴿۸۲﴾ پس ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے کہ وہ (اپنے کفر کے سبب) پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہو گئی ﴿۸۳﴾ اور ان پر ہم نے (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ پس دیکھو مجرموں کا کیسا انجام ہوا؟ ﴿۸۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ہم نے بھیجا۔

﴿لُوْطًا﴾ یاد کرو۔

﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ﴾ جو ایک انتہائی قبیح فعل کے ارتکاب میں مبالغہ کرنے والی تھی۔

﴿اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ﴾ جو فضاحت وقباحت میں انتہاء درجے کو پہنچی ہوئی ہے۔

﴿مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۝﴾ بلکہ تم نے اپنے نفس کی خباثت اور طبیعت کی ردائت کی وجہ سے اسے اختراع کیا ہے۔

﴿اِنَّكُمْ﴾ اے اللہ تعالیٰ کی حدود اور اس کی حکمت کے تقاضے سے تجاوز کرنے والو!

﴿لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً﴾ اس حال میں کہ تم ان کے پاس آنے کی لذت اور اشتہاء لیے ہوتے ہو۔

﴿مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ﴾ جب کہ حکمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ عورتوں کے پاس آنا چاہیے مگر تم اس کی قباحت وخباثت سے جاہل ہو۔

﴿بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۝﴾ اپنی خواہشات باطلہ کی پیروی کر کے حکمت الٰہی کے تقاضے سے خروج وفساد کرنے میں۔

﴿وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ﴾ یہ بات سننے کے بعد۔

﴿اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا﴾ فخر وغرور اور معصیت میں ڈوب کر۔

﴿اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ﴾ یعنی لوط اور ان پر ایمان لانے والوں کو۔

﴿اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ۝﴾ جو خباثت سے پاک رہنے اور فواحش سے اجتناب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کا ہمارے ساتھ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔

پھر جب انہوں نے آپ کی بات کی پرواہ نہ کی بلکہ اصرار وعداوت میں بڑھتے چلے گئے تو ہم نے انہیں ان کے ظلم واسراف پر پکڑ لیا۔

﴿فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ﴾ جو ان پر ایمان لائے انہیں اس عذاب سے محفوظ رکھا۔

﴿اِلَّا امْرَاَتَهٗ﴾ کیوں کہ وہ کفر کو چھپائے ہوئے تھی اسی لیے۔

﴿كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے قہر پر ہلاک ہونے والوں سے۔

﴿وَ﴾ جب ہم نے انہیں پکڑ لیا تو اس کے بعد۔

﴿اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا﴾ یعنی بارش اور سخت کنکر جس سے ہم نے انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

﴿فَانْظُرْ﴾ اے بنظرِ عبرت دیکھنے والے!

﴿كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○﴾ جو جرائم کبیرہ پر اصرار کرنے والے تھے باوجود اس کے کہ ہم نے ان کے پاس رسول بھیجے جو طریق نجات کے رہنما اور قبائح وخبائث سے انہیں منع کرنے والے تھے۔

﴿ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَٰطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِهِۦ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَٱذْكُرُوٓا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَٱنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾ ﴾ [الأعراف: 85-86].

اور ہم نے اہل مدین کی طرف ان کے (قومی) بھائی شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آ چکی ہے۔ پس تم ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو﴿٨٥﴾ اور تم ہر راستے پر اس لیے نہ بیٹھو کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تم اس کو ڈراؤ اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکو اور اس راہ میں کجی تلاش کرو اور یاد کرو (وہ وقت) جب تم تھوڑے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو فساد پھیلانے والوں کا انجام کیا ہوا﴿٨٦﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ نیز ہم نے بھیجا۔

﴿إِلَىٰ مَدْيَنَ﴾ یہ شعیب علیہ السلام کی بستی تھی۔

﴿أَخَاهُمْ﴾ ان کے چچازاد کو۔

﴿شُعَيْبًا﴾ علیہ السلام کو جب انہوں نے ناپ تول کے نظام میں حد درجہ زیادتی شروع کردی۔

﴿قَالَ﴾ شفقت ونصیحت کے طور پر انہیں ندادی۔

﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ متوحد اور الوہیت میں مستقل اور آگاہ رہنا کہ---

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ﴾ جو معبود حقیقی ہو۔

﴿غَيْرُهٗ﴾---

﴿قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ﴾ عظیمہ

﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ جس نے انواع واقسام کے لطف وکرم سے تمہاری تربیت کی ہے۔

جو صوری معاملات میں عدل وانصاف پر دلالت کرتی ہے تاکہ تم اس کے ذریعے اعتدال معنوی اور عدل الٰہی پر فائز ہو جاؤ۔

﴿فَاَوْفُوا الْكَيْلَ﴾ اس کا حق مکمل کرو۔

﴿وَ﴾ مستقیم کرو۔

﴿الْمِيْزَانَ﴾---

﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ﴾ یعنی ان کے حقوق سے قطعاً کمی نہ کرو۔

﴿وَ﴾ تم پر لازم ہے کہ---

﴿لَا تُفْسِدُوْا﴾ مطلقاً

﴿فِي الْاَرْضِ﴾ جو عدالت اور صلاح کے لے بنائی گئی ہے بالخصوص۔

﴿بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ یعنی اس کے بعد کہ ہم نے رسولوں کو بھیج کر اور کتابوں کو اتار کر اس کے معاملے کی اصلاح کردی ہے۔

﴿ذٰلِكُمْ﴾ یہ عدل وصلاح اور اوامر کی پیروی۔

﴿خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے عدل اور اس کے صراط مستقیم پر یقین رکھنے والے اور تم پر لازم ہے کہ تم عزیمت صحیحہ کے ساتھ طریق حق کی طرف توجہ دو۔

﴿وَ لَا تَقْعُدُوْا﴾ یعنی نہ نگہبانی کرو۔

﴿بِكُلِّ صِرَاطٍ﴾ مذاہب باطلہ سے ہر طریق و مذہب کی۔ اندریں حال کہ ہو تم۔

﴿تُوْعِدُوْنَ﴾ اور خوف دلاتے ہوئے طریق حق کے سلوک سے۔

﴿وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ضعیفوں اور کمزوروں کو۔

﴿مَنْ اٰمَنَ بِهٖ﴾ شبہات اور رخصتیں ان کے دلوں میں ڈال کر۔

﴿وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا﴾ یعنی طلب کرتے ہو کہ کجی اور انحراف کو سبیل حق اور حق مستقیم کی طرف منسوب کرو تا کہ لوگ اس سے پھر جائیں تم پر لازم کہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی مخالفت سے باز آو۔

﴿وَ اذْكُرُوْٓا﴾ خود پر اس کے انعامات کو۔

﴿اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا﴾ تعداد اور ساز و سامان میں۔

﴿فَكَثَّرَكُمْ﴾ تمہیں قوت و شوکت عطا کی اس لیے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ تا کہ ان میں اضافہ و دوام رہے اور کفرانِ نعمت سے باز رہو۔

﴿وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ۝﴾ امم ہالکہ سابقہ میں جو حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کیا کرتے تھے اس لیے ان کے حال و انجام سے عبرت حاصل کرو۔

﴿ وَإِن كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنكُمْ ءَامَنُواْ بِٱلَّذِيٓ أُرْسِلْتُ بِهِۦ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُواْ
فَٱصْبِرُواْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ ٱللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٨٧﴾ ۞ قَالَ ٱلْمَلَأُ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُواْ مِن
قَوْمِهِۦ لَنُخْرِجَنَّكَ يَٰشُعَيْبُ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَآ أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَٰرِهِينَ
﴿٨٨﴾ قَدِ ٱفْتَرَيْنَا عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّىٰنَا ٱللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّعُودَ
فِيهَآ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا ٱفْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا
بِٱلْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْفَٰتِحِينَ ﴿٨٩﴾ ﴾ [الاعراف: 87-89]

اور اگر تم میں سے ایک گروہ اس (دین) پر ایمان لا چکا ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور ایک گروہ ایمان نہیں لایا تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۸۷﴾ ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا: اے شعیب! ہم تم کو اور ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے ضرور نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ شعیب علیہ السلام نے جواب دیا: اگرچہ ہم اس کو ناپسند بھی کرتے ہوں ﴿۸۸﴾ یقیناً ہم نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا اگر ہم تمہارے دین میں لوٹ آئیں اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے۔ اور ہمارے لیے اس دین میں لوٹ آنا ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کیا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے ﴿۸۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ﴾ عدالت صوری اور عدالت معنوی دے کر۔

﴿وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا﴾ ---عناد و تکبر سے۔

﴿فَاصْبِرُوْا﴾ اور انتظار کرو۔

﴿حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ﴾ اپنے عدل کے تقاضے کے ساتھ۔

﴿بَیْنَنَا﴾ یعنی دو فریقوں کے درمیان اہل ایمان کے لیے نصرت اور اہل کفر کے لیے قہر و غضب کے ساتھ۔

﴿وَهُوَ﴾ فی ذاتہ

﴿خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ۝﴾ اپنی اس حکمت بلیغہ کے تقاضے پر فیصلہ فرماتا ہے جو عدالت حقیقی پر مبنی ہے۔

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ مبالغہ تاکید اور بے پرواہی کے طور پر۔

﴿لَنُخْرِجَنَّكَ﴾ یقیناً

﴿یٰشُعَیْبُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ﴾ اور جنہوں نے تیرے قول کی تصدیق کی۔

﴿مِنْ قَرْيَتِنَآ﴾ جبری جلاوطنی کے طور پر۔

﴿اَوْ لَتَعُوْدُنَّ﴾ آپ اور آپ کے ساتھی۔

﴿فِىْ مِلَّتِنَا﴾ جس پر تم اس سے پہلے تھے۔

﴿قَالَ﴾ علیہ السلام نے اسے بعید از قیاس اور ناپسند قرار دیتے ہوئے۔

﴿اَوَ لَوْ كُنَّا﴾ گزشتہ ایام میں بھی۔

﴿كٰرِهِيْنَ﴾ تمہاری اس ملت کا جس پر تم قائم ہو انکار کرنے والے تم ہمیں اس کی طرف لوٹاتے ہو ہم کیسے لوٹیں گے۔

﴿قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا﴾ اور ہو جائیں۔

﴿فِىْ مِلَّتِكُمْ﴾ بالخصوص

﴿بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ﴾ جو اپنے بندوں کو کفر کی تاریکی سے بچانے والا ہے۔

﴿مِنْهَا﴾ اور اس نے ہمیں تمہاری اس قلت کے بطلان و بے بنیاد ہونے کا الہام بھی فرما دیا ہے۔

﴿وَ مَا يَكُوْنُ﴾ جائز اور صحیح۔

﴿لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ﴾ اور رجوع کریں۔

﴿فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ ہمارا اس کی طرف لوٹنا کیوں کہ وہ---

﴿رَبُّنَا﴾ جو اپنے لطف کے ساتھ ہماری تربیت کرتا ہے۔ بایں طور کہ جو ہمارے حق میں خیر ہوتا ہے اگر اس میں کوئی خیر ہو تو وہ ہمیں اس کی طرف لوٹا دے گا کیوں کہ---

﴿وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا﴾ تحقیقی اور اپنے علم حضوری کے طور پر اسی لیے۔

﴿عَلَى اللّٰهِ﴾ اس کے علاوہ اسباب پر نہیں۔

﴿تَوَكَّلْنَا﴾ خود پر جاری ہونے والے تمام حالات و معاملات میں اور ہم نے اپنے تمام امور میں اس کو ہی اپنا وکیل بنا رکھا ہے۔

﴿رَبَّنَا﴾ اے وہ ذات کریم! جس نے اپنے عظیم و عجیب لطف و کرم سے ہماری تربیت کی۔

﴿الْفَتْحُ﴾ اپنے حکم وقضاء جاری کے مطابق فیصلہ کردے۔

﴿بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ﴾ واقع کے مطابق اور لوح قضاء میں ثابت کے موافق۔

﴿وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ۝﴾ جھگڑوں میں سب سے اعلیٰ حاکم۔

امت کے ساتھ اس حسن مذاکرہ اور معقول مکالمہ کی وجہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء کا لقب دیا گیا ہے۔

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾﴾ [الأعراف:90-93].

اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: اگر تم نے شعیب علیہ السلام کی پیروی کی تو یقیناً تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے ﴿۹۰﴾ پھر ان کو زلزلہ نے آ پکڑا اور وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے ﴿۹۱﴾ جن لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا (وہ ایسے مٹ گئے) کہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ جن لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہو گئے ﴿۹۲﴾ ۹۳ پھر شعیب علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے میری قوم! میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے تھے اور میں نے تمہیں نصیحت کی تھی تو اب میں کافر قوم (کے عذاب) پر کیونکر افسوس کروں ﴿۹۳﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ جب آپ کی قوم نے آپ کی یہ بات سن لی۔

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ اپنے ہم مسلک ساتھیوں کو دھمکاتے ہوئے۔

﴿لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا﴾ علیہ السلام اور تم اس پر ایمان لائے اور کم ناپ تول کے سلسلے میں اس کی بات پر کان دھرے۔

﴿اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ۝﴾ اپنی پونجی اور اپنے معاملے میں۔

پھر جب انہوں نے اپنی سرکشی وگمراہی میں مبالغہ سے کام لیا تو وہ انتقام وعذاب کے مستحق ہو گئے۔

﴿فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ﴾ شدید ترین زلزلہ اور ان پر ان کے گھروں کی چھتیں گر گئیں۔

﴿فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ﴾ جن میں ان کی رہائش تھی۔

﴿جٰثِمِیۡنَ۝﴾ بے حس وحرکت مردے۔

﴿اَلَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا شُعَیۡبًا کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡهَا﴾ یعنی وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے اور بے نشان کر دیے گئے گویا ان گھروں میں کبھی ان کی سکونت ہی نہ تھی بلکہ حق تو یہ ہے کہ---

﴿اَلَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا شُعَیۡبًا کَانُوۡا هُمُ الۡخٰسِرِیۡنَ۝﴾ دونوں جہانوں میں خسارہ ان کا مقدر رہا۔

﴿فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ﴾ شعیب علیہ السلام۔ جب ان کی حالت کا مشاہدہ کیا اور انہیں عذاب کا مستحق پایا۔

﴿وَ قَالَ﴾ حزن وملال کا اظہار کرتے ہوئے، بتقاضائے شفقت اور اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے۔

﴿یٰقَوۡمِ﴾ غفلت میں ڈوبنے اور اصرار وانکار میں مبالغہ کرنے والی۔

﴿لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ﴾ کہ تمہاری یہ حالت نہ ہو۔

﴿وَ نَصَحۡتُ لَکُمۡ﴾ اس کے حکم سے مگر تم نے میری نصیحت کو قبول نہ کیا اور نہ ہی میری بات کی تصدیق کی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے غضب کے ڈر سے اپنے نفس کے وساوس کی تکذیب اور اس پر انکار کرتے ہوئے کہا۔

﴿فَکَیۡفَ اٰسٰی﴾ حزن وملال کروں۔

﴿عَلٰی قَوۡمٍ کٰفِرِیۡنَ۝﴾ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا اس کے اوامر کی تکذیب کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدمعاملگی کر کے اس کے غیظ وغضب کا شکار ہونے والے۔ مگر اتمام حجت کے بعد۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سابقہ ہلاک ہونے والی امتوں کے احوال کا تذکرہ کرنے کے بعد اس بات پر مہر ثبت کر دی کہ اس صورت حال کی وجہ ان کی بداعمالی اور ان کے نفوس کی نحوست تھی اور ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوا وَّقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿٩٧﴾ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾ ﴾ [الأعراف:94-98].

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر ہم نے وہاں کے باشندوں کو (جو ایمان نہ لائے) سختی اور تکلیف میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ گڑگڑائیں ﴿٩٤﴾ پھر ہم نے ان کی بدحالی کو خوشحالی سے بدل دیا۔ یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا پر بھی تنگی اور فراخی آتی رہی ہے۔ پھر ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی ﴿٩٥﴾ اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے (ہمارے رسولوں کو) جھٹلایا تو ہم نے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا ﴿٩٦﴾ کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آجائے جب وہ سو رہے ہوں ﴿٩٧﴾ اور کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب چاشت کے وقت آجائے جبکہ وہ کھیل رہے ہوں ﴿٩٨﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ مَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ﴾ تباہ و برباد ہونے والی بستیوں میں۔

﴿مِّن نَّبِيٍّ﴾ انبیائے کرام صلوات اللہ تعالیٰ علیہم سے۔

﴿إِلَّا أَخَذْنَا﴾ اولاً۔

﴿أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ﴾ ان کی سختی کو زائل کرنے اور ان کے دلوں کو نرم کرنے کے لیے۔

﴿لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ۝﴾ اس امید پر کہ وہ ہمارے حضور آہ وزاری کریں اور ہماری میں متوجہ ہوں۔

﴿ثُمَّ﴾ ان پر سختی کے بعد ہم نے ان پر کشادگی کر دی کہ---

﴿بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ﴾ دردناک اور ضرر رساں۔

﴿الْحَسَنَةَ﴾ نفع منداور مسرت بخشنے والی۔

﴿حَتّٰى عَفَوْا﴾ تعداد اور ساز وسامان میں آگے بڑھ گئے۔

﴿وَّ قَالُوْا﴾ جب وہ خوش حالی اور کشادگی میں چلے گئے تو شکر وتحدیث نعمت کی جگہ۔

﴿قَدْ مَسَّ﴾ لاحق ہوئی تھی۔

﴿اٰبَآءَنَا﴾ جیسے ہمیں لاحق ہوئی۔

﴿الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ﴾ اور یہ زمانے کی عادت رہی کہ وہ تنگی کے بعد کشادگی اور خوش حالی کے بعد قحط سالی وارد کرتا رہتا ہے۔ جب انہوں نے شکر اختیار کرنے کی بجائے کفران نعمت کو ظاہر کیا۔

﴿فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً﴾ کسی سابقہ علامات ومقدمہ کے بغیر۔

﴿وَّ هُمْ﴾ اس وقت اپنے اندھے پن اور اپنے نشے سے۔

﴿لَا يَشْعُرُوْنَ۝﴾ عذاب کے نزول کا۔

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى﴾ ہلاک ہونے والی اور نافرمان۔

﴿اٰمَنُوْا﴾ اللہ تعالیٰ اور ان کی طرف مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام پر۔

﴿وَ اتَّقَوْا﴾ اللہ تعالیٰ کی محرمات سے انبیاء کرام علیہم السلام کے لائے ہوئے اوامر کے تقاضے پر۔

﴿لَفَتَحْنَا﴾ اور وسیع کر دیں۔

﴿عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ﴾ اترنے والی ہوں۔

﴿مِّنَ السَّمَآءِ﴾---

﴿وَ﴾ اگنے والی ہوں۔

﴿الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ﴾ ان کے خبث باطن اور غلاظت طبع کے باعث۔

﴿كَذَّبُوْا﴾ اللہ تعالیٰ اس کے انبیاء کرام ﷺ اور اس کی کتابوں کی۔

﴿فَاَخَذْنٰهُمْ﴾ ان سے تکذیب وانکار کے ظاہر ہونے کے بعد۔

﴿بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝﴾ اپنے ہاتھوں کے ساتھ اپنی جانوں کے لیے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا مگر وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے۔

﴿اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى﴾ ہمارے انتقام اور ہماری پکڑ سے اور انہیں ڈر پیدا نہ ہوا۔

﴿اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا﴾ ہمارا عذاب وعقاب۔

﴿بَيَاتًا﴾ رات کے دوران اور وہ ان کا احاطہ کرے۔

﴿وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ۝﴾ اپنے بستروں میں۔

﴿اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى﴾ اور انہیں انتظار نہ ہوا۔

﴿اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى﴾ دن کی پوری روشنی میں۔

﴿وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ۝﴾ اپنے دنیوی امور میں اپنی آرزوؤں کے تقاضے پر۔

﴿ أَفَأَمِنُوا۟ مَكْرَ ٱللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْقَوْمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ ٱلْأَرْضَ مِنۢ بَعْدِ أَهْلِهَآ أَن لَّوْ نَشَآءُ أَصَبْنَٰهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ ٱلْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَمَا كَانُوا۟ لِيُؤْمِنُوا۟ بِمَا كَذَّبُوا۟ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَآ أَكْثَرَهُمْ لَفَٰسِقِينَ ﴿١٠٢﴾ ﴾ [الأعراف: 99-102].

کیا وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے صرف وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو نقصان اُٹھانے والے ہوں (۹۹) جو لوگ سابق اہل زمین (کی ہلاکت) کے بعد اس زمین کے وارث بنے کیا ان پر یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی ان

کے گناہوں کے سبب سزا دیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دیں تا کہ وہ کچھ سن ہی نہ سکیں﴿۱۰۰﴾ یہ وہ بستیاں ہیں جن کے کچھ احوال ہم آپ کو سنا رہے ہیں اور بے شک ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے پس وہ اس پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوئے جس کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے﴿۱۰۱﴾ اور ہم نے ان میں سے اکثر کو عہد کا پابند نہیں پایا اور بے شک ہم نے ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا﴿۱۰۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اَفَاَمِنُوْا﴾ یہ غفلت میں ڈوبے لوگ۔

﴿مَكْرَ اللّٰهِ﴾ ان کے تمام احوال پر نظر رکھنے والا۔ اور وہ اس کی پکڑ سے نڈر ہو گئے اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ جو اس کی خفیہ تدبیر اور پکڑ سے نڈر ہو جاتا ہے وہ کھلے خسارے میں چلا جاتا ہے۔

﴿فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ﴾ منتقم اور مقتدر۔

﴿اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۝﴾ اپنی اصل فطرت اور قابلیت سے ابدی خسران اور سرمدی شقاق میں گھرے ہوئے ہیں۔

﴿اَوَلَمْ یَهْدِ﴾ یعنی کیا انہیں یہ یاد نہیں ہلاک ہونے والی امتوں کے احوال کا بیان کیا جانا اور تکذیب انبیاء و انکار ادیان کی پاداش میں ہمارا انہیں پکڑنا۔

﴿لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ﴾ خلفاء۔

﴿مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ﴾ مذکورہ جرائم کے ساتھ ہلاک ہونے والے۔

﴿اَنْ لَّوْ نَشَآءُ﴾ اپنے قہر و جلال کے تقاضے سے۔

﴿اَصَبْنٰهُمْ﴾ خلفاء کو بھی۔

﴿بِذُنُوْبِهِمْ﴾ جو ان سے ان کے اسلاف گذرے ہوئے آباء و اجداد کی طرح صادر ہوئے بلکہ ان کے جرائم سے بھی کئی گناہ زائد۔

﴿وَ﴾ ہماری پکڑ اور ان سے انتقام لینے کی علامت یہ ہے کہ ہم۔

﴿نَطْبَعُ﴾ اور مہر ثبت کر دیتے ہیں۔
﴿عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ تا کہ نہ سمجھیں اور نہ عبرت حاصل کریں۔
﴿فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۝﴾ اس کے سبب وہ نصیحت لینے سے قاصر ہیں۔
﴿تِلْكَ الْقُرٰى﴾ ہلاک و برباد ہونے والیاں۔
﴿نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اپنی اس کتاب میں۔
﴿مِنْ اَنْۢبَآءِ هَا﴾ ان کے قصے، ان کی خبریں اور ان کے وہ جرائم جو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کیے تھے۔

﴿وَ﴾ بخدا

﴿لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ واضح اور معجزات قاطعہ مگر وہ اپنے خبث باطن اور بغض وکینہ سے۔
﴿فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ﴾ یعنی اس پر رسولوں کے بھیجنے سے پہلے بلکہ انہوں نے اپنی اس حالت پر اصرار کیا اور اصلاً ایمان نہ لائے اور رسولوں کے لائے ہوئے دین کو قبول نہ کیا۔
﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ﴾ اور مہر لگاتا ہے اپنے قہر کے تقاضے پر۔
﴿عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾ اے اکمل الرسل ﷺ آپ کو اہل مکہ کا حال اور ان کی ہٹ دھرمی تعجب میں نہ ڈالے اور نہ ہی آپ ان کی مکاریوں پر دل تنگ کریں۔ کہ یہ ایک ایسی خصلتِ ذمیمہ جو شروع دن سے ہی کافروں میں چلی آرہی ہے۔
﴿وَ﴾ من جملہ ان کے اخلاق رذیلہ اور خصائل قبیحہ سے عہد و میثاق کو توڑنا بھی ہے۔
﴿مَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ﴾ ایضاً اپنے رسولوں کی زبان پر کہ وہ اسے پورا کریں۔
﴿وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ۝﴾ یعنی ہم نے اپنے ساتھ عہد کرنے کے بعد ان کی اکثریت کو عہد شکن ہی پایا۔

﴿ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِي۟هِۦ فَظَلَمُوا۟ بِهَا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰفِرْعَوْنُ إِنِّى رَسُولٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰٓ
أَن لَّآ أَقُولَ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٠٥﴾
قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِىَ
ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ
هَٰذَا لَسَٰحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ ﴾ [الأعراف: 103-
110].

پھر ہم نے ان (انبیائے کرام علیہم السلام) کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا مگر انہوں نے بھی ہماری نشانیوں کے ساتھ ظلم کیا۔ پس دیکھو فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ ﴿١٠٣﴾ اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے فرعون! بے شک میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں ﴿١٠٤﴾ میرا یہ فرضِ منصبی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہوں ۔ بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل لے کر آیا ہوں۔ پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے ﴿١٠٥﴾ فرعون نے کہا: اگر تم کوئی دلیل لائے ہو تو اس کو پیش کرو اگر تم سچے ہو ﴿١٠٦﴾ پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اسی وقت صریح اژدہا بن گیا ﴿١٠٧﴾ اور اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو وہ اسی وقت دیکھنے والوں کے لیے روشن ہو گیا ﴿١٠٨﴾ قوم فرعون کے سردار کہنے لگے: واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے ﴿١٠٩﴾ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری زمین سے نکال دے۔ سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔ ﴿١١٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِم﴾ یعنی انواع و اقسام کے عذاب سے ہلاک ہونے والے باغیوں اور سرکشوں کے ختم ہونے کے بعد اپنے نبی۔

﴿مُوسَىٰ﴾ علیہ السلام جنہیں ہمارے ساتھ کلام کرنے کے شرف سے مخصوص کیا گیا تھا۔

﴿ بِاٰيٰتِنَآ ﴾ جو ہماری توحید پر دال تھیں اور اس کے ساتھ انہیں روشن معجزات کے طور پر ہماری تائید بھی حاصل تھی۔

﴿ اِلٰى فِرْعَوْنَ ﴾ جو سرکشی و تکبر میں انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ الوہیت و ربوبیت کا اپنے لیے دعویٰ بھی رکھتا تھا۔

﴿ وَ مَلَا۟ئِهٖ ﴾ اس کے معاونین اور اس کے جھوٹے دعوے کی تصدیق کرنے والے۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے نبوت کے دعویٰ کے ساتھ آیات و معجزات کو ظاہر کیا۔

﴿ فَظَلَمُوْا بِهَا ﴾ یعنی انہوں نے آیات اور ان کے لانے والے کی تکذیب کی۔

﴿ فَانْظُرْ ﴾ اے بنظرِ عبرت دیکھنے والے!

﴿ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ اللہ تعالیٰ کی سرزمین پر اور اس کے اوامر و نواہی کے تقاضوں سے خارج ہونے والے۔

﴿ وَ ﴾ یاد کرواے اکمل الرسل ﷺ! جب---

﴿ قَالَ ﴾ ان کو دعوت دیتے وقت۔

﴿ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ ﴾ متکبر، حدود اللہ سے متجاوز، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں فسادات کی اشاعت اور دعویٰ ربوبیت کے ساتھ اپنی بدبختی پر مہر ثبت کرنے والے سے۔

﴿ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ مجھے اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا ہے اور بطور رسول مجھے پسند کیا ہے۔

پھر جب اپنی مخلوق سے سبحانہ و تعالیٰ پر انتخاب کر لیا ہے تو میں۔

﴿ حَقِيْقٌ ﴾ لائق و فائق ہوں۔

﴿ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ ﴾ اور اسناد کروں۔

﴿ عَلَى اللّٰهِ ﴾ اقوال و احکام اور مواعظ کے سلسلے میں۔

﴿ اِلَّا الْحَقَّ ﴾ جو میرے رب نے مجھے سکھایا اور اپنے بندوں کے درمیان جس کی تبلیغ کے لیے مجھے مبعوث کیا ہے۔ اے باغیو اور سرکشو! جان لو کہ میں---

﴿ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ ﴾ جو میرے دعویٰ کے سلسلے میں میرے صادق ہونے پر واضح شہادت ہے۔

﴿ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ جس نے عدم کی پوشیدگی سے تمہیں ظاہر و ایجاد کیا جب کہ تم بے نام و نشاں تھے۔

﴿فَاَرْسِلْ﴾ اے سرکش فرعون!

﴿مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ جو تیرے استحصال کا شکار ہیں اور تیرے ہاتھوں ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں تا کہ وہ میرے ساتھ اپنی آبائی سرزمین مقدسہ پر پہنچیں اور انہیں آزاد چھوڑ دے ورنہ تجھ پر اور تیری قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انواع واقسام کے عذاب نازل ہوں گے۔

﴿قَالَ﴾ فرعون نے اس کے جواب میں اقتدار کے نشے میں ڈوب کر ازراہ توہین وتکذیب۔ نہ انہیں غلامی سے آزاد کروں گا اور نہ ہی اسے کہیں جانے دوں گا۔

﴿اِنْ كُنْتَ﴾ اے جھوٹے مدعی!---العیاذ باللہ

﴿جِئْتَ بِاٰيَةٍ﴾ اپنے اس رب کی طرف سے جس کی رسالت کا تو دعویٰ رکھتا ہے۔

﴿فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝﴾ اپنے دعویٰ میں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی یہ بات سنی اور اس کی سرکشی کو ملاحظہ کیا۔

﴿فَاَلْقٰى عَصَاهُ﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کران کے سامنے اپنا عصا زمین پھینک دیا۔

﴿فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ﴾ جادوگری کی طرح اسباب کے استعمال کے بغیر۔

﴿مُّبِيْنٌ۝﴾ عصا کی مقدار سے کئی گناہ عظیم۔

مروی ہے کہ جب آپ نے اپنے دست مبارک سے عصا پھینکا تو وہ لمبے بالوں والا اژدھا بن گیا۔ اس نے منہ کھول دیا تو اس کے دو جبڑوں کے درمیان اسی ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ اس نے اپنا نچلا جبڑا زمین پر رکھا اور اوپر والا فرعون کے محل کے دیواروں پر۔ اس کے بعد جب اس نے فرعون کی طرف رخ کیا تو وہ بھاگ نکلا اور عوام الناس میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس افراتفری میں پچیس ہزار کے قریب لوگ مارے گئے۔ فرعون نے چیختے ہوئے کہا، تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے، میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھی بھیجنے پر تیار ہوں۔ جب آپ نے اسے پکڑا تو وہ حسب سابق عصا کی شکل اختیار کر گیا۔

﴿وَ﴾ اس کے بعد۔

﴿نَزَعَ يَدَهٗ﴾ یعنی اپنا ہاتھ اپنی گریبان میں ڈالا۔ یاد رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت حد تک گندمی رنگ رکھتے

تھے۔ پھر جب نکالا تو ---

﴿فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ﴾ چمکدار اور روشن اور حیران کرنے والا تھا۔

﴿لِلنّٰظِرِيْنَ۝﴾ وہ اپنے نور اور ضیاء پاشیوں سے ان کی آنکھیں خیرہ کر رہا تھا۔ بایں طور کہ اس کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آ رہی تھی۔ جب انہوں نے آپ کے ان معجزات کو دیکھا۔

﴿قَالَ الْمَلَاُ﴾ اشراف

﴿مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ﴾ آپ کے معاملے میں تعجب کرتے ہوئے اور حیران و پریشان ہو کر فرعون سے مشورہ کرتے ہوئے۔

﴿اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ۝﴾ اس علم میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے اسی لیے تو اس نے رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور باقی سب لوگ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔

﴿يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ۝﴾ اے حکومت کے نظام اور شہروں کی حفاظت میں تامل و تفکر کرنے والو! اس دشمن کا دفاع کیسے کیا جائے۔ بسیار سوچ بچار کے بعد آخر وہ اس رائے پر متفق ہوئے کہ ---

﴿قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿١١١﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿١١٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿١١٥﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾﴾ [الأعراف:111-116].

انہوں نے (فرعون سے) کہا: ان کو اور ان کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں ہرکارے بھیج دو (١١١) تاکہ وہ ہر ماہر جادوگر کو آپ کے پاس لے آئیں (١١٢) چنانچہ جادوگر فرعون کے پاس آئے اور کہا: اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام پر) غالب آ گئے تو یقیناً ہمارے لیے انعام ہوگا؟ (١١٣) فرعون نے کہا: ہاں! اور بے شک تم میرے خاص مقربین میں سے ہو جاؤ گے (١١٤) جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! تم (پہلے اپنا عصا)

ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں ﴿۱۱۵﴾ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم ڈالو۔ جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو زمین پر) ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان کو خوفزدہ کر دیا اور ایک بڑا جادو کر دکھایا ﴿۱۱۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قَالُوْٓا﴾ فرعون سے مخاطب ہوتے ہوئے۔

﴿اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ﴾ کچھ مہلت کے بعد ان کے قتل کی فکر کر۔ تاکہ ان کے بارے تیری کمزوری ظاہر نہ ہو اور تیرا نظام ربوبیت بھی خلل کا شکار نہ ہو۔

﴿وَ اَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ﴾ جو جادو اور جادوگروں کے سلسلے میں مشہور ہیں، وہاں اپنے سپاہیوں کو روانہ کر۔

﴿حٰشِرِیْنَ ﴾ ان میں موجود جادوگروں کو اکٹھا کریں اور انہیں جمع کرنے کے بعد۔

﴿یَاْتُوْكَ﴾ اور تیرے حضور حاضر کریں۔

﴿بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴾ جو اس علم میں ماہر اور حاذق ہو تاکہ وہ ان کے مغلوب کرنے پر قادر ہوں۔ حسبِ فرمان فرعون جب مختلف شہروں سے نامور جادوگروں کا انتخاب کر لیا گیا۔

﴿وَ جَآءَ السَّحَرَةُ﴾ منتخب ہونے والے۔

﴿فِرْعَوْنَ﴾ ان دونوں پر غلبے کا یقین رکھ کر اکڑتے ہوئے آئے۔ اسی لیے تو آتے ہی انہوں نے اس سے انعام و اکرام کا سوال کیا تھا۔

﴿قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴾ وہ اگرچہ اپنے اندر غلبے کا یقین لیے آئے تھے مگر پھر بھی طلب اجرت میں مبالغہ کرتے ہوئے انہوں نے (اِنَّ) کا کلمہ استعمال کیا جو شک کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

﴿قَالَ﴾ فرعون نے

﴿نَعَمْ﴾ یقیناً تمہارے لیے اجر کثیر ہے۔

﴿وَ﴾ اجر کثیر کے ساتھ۔

﴿اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴾ میرے مصاحب اور میرے درباریوں میں شامل ہو گے۔ یہ جملہ اس نے انہیں ترغیب دینے کے لیے کہا تھا۔ وہ اپنے دلوں میں غلبے کا یقین لیے اور فرعون کے انعام و اکرام کی بات سننے کے بعد۔

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰى﴾ ان کی طرف سے یہ ندا آپ کو بنظرِ حقارت اور استہزا تھی۔ وہ یہ سمجھنا چاہتے تھے کہ وہ اپنے ضعف وکمزوری کے ہوتے ہوئے ان کا مقابلہ کیسے کرے گا۔

﴿اِمَّآ اَنْ تُلْقِىَ﴾ اولاً جو تم لائے ہو۔

﴿وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ۝﴾ تمہیں اختیار ہے ہمیں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

﴿قَالَ﴾ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے الہام کے ساتھ بلکہ۔۔۔

﴿اَلْقُوْا﴾ جس کا القاء تم چاہتے ہوا ے باطل پرست جادوگرو!

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا﴾ یعنی انہوں نے القاء کا ارادہ کیا۔

﴿سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ یہاں تک کہ انہیں یہ خیال تک نہ آیا کہ یہ امور تو واقع کے مطابق نہیں ہیں بلکہ وہ ان کی مطابقت کا اعتقاد کرنے لگے۔

﴿وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ بنی اسرائیل کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غلبے کے منتظر تھے تاکہ انہیں دشمن کے ہاتھ سے آزاد کرائیں کیوں کہ انہوں نے موٹی رسیوں اور لمبی لکڑیوں کو میدان میں ڈالا تھا، وہ تمام ایک دوسری پر لپٹی ہوئی سانپ نظر آ رہی تھیں۔

﴿وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ۝﴾ جو اس فن کی معراج تک پہنچا ہوا تھا۔

﴿ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ
ٱلْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوا۟ هُنَالِكَ وَٱنقَلَبُوا۟ صَٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَأُلْقِىَ ٱلسَّحَرَةُ
سَٰجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ ءَامَنتُم بِهِۦ
قَبْلَ أَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِى ٱلْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا۟ مِنْهَآ أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾
لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَٰفٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوٓا۟ إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ
﴿١٢٥﴾ ﴾ [الأعراف:117-125].

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم اپنا عصا ڈال دو تو وہ فوراً ان کے جھوٹے طلسم کو نگلنے
لگا ﴿۱۱۷﴾ پس حق ثابت ہوگیا اور جو کچھ انہوں نے بنا رکھا تھا وہ باطل ہوگیا ﴿۱۱۸﴾ اس جگہ وہ (فرعونی) مغلوب
ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر واپس ہوئے ﴿۱۱۹﴾ اور جادوگر بے اختیار سجدے میں گر پڑے ﴿۱۲۰﴾ اور کہنے لگے
: ہم ربّ العالمین پر ایمان لے آئے ﴿۱۲۱﴾ جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے ﴿۱۲۲﴾ فرعون نے کہا:
تم اس پر ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ ایک خفیہ سازش ہے جو تم
نے اس شہر میں کی ہے تا کہ تم اس شہر کے اصلی باشندوں کو یہاں سے نکال دو۔ سو عنقریب تمہیں (اس کا
انجام) معلوم ہو جائے گا ﴿۱۲۳﴾ میں ضرور تمہارے ہاتھوں اور پاؤں کو مخالف جانبوں سے کاٹ دوں گا پھر
تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا ﴿۱۲۴﴾ انہوں نے کہا: بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ﴿۱۲۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اس سحر عظیم کے لانے کے بعد۔

﴿اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ﴾ جب آپ نے اسے ڈالا تو وہ عظیم اژدھا بن گیا۔

﴿فَاِذَا هِىَ﴾ شروع ہوا۔

﴿تَلْقَفُ﴾ نگلنے لگا۔

﴿مَا يَاْفِكُوْنَ﴾ ان کی شعبدہ بازی کو۔

﴿فَ﴾ الحاصل۔

﴿وَقَعَ الْحَقُّ﴾ اور اعجاز ثابت ہوگیا۔

﴿وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ان کے مقابلے میں جادو اور شعبدہ بازی۔

﴿فَغُلِبُوْا﴾ فرعون اور اس کی جماعت۔

﴿هُنَالِكَ﴾ مجمع میں۔

﴿وَ انْقَلَبُوْا﴾ اس میدان سے لوٹے۔

﴿صٰغِرِيْنَ﴾ ذلیل اور غمناک ہو کر جب کہ نکلتے وقت متکبر اور غلبے سے شاداں تھے۔

﴿وَ﴾ جادوگروں پر اس مشاہدے کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاملے کی حقیقت کھل گئی اور انہیں حق تعالیٰ کی طرف سے لطیف سی کشش اور الہام میسر آیا تو---

﴿اُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ۝﴾ تذلل وزاری کے ساتھ اپنی پیشانیاں ذلت کی مٹی پر رکھتے ہوئے اور جب وہ سجدے میں گئے تو---

﴿قَالُوْٓا﴾ اپنے دلوں کی گہرائی سے اور کمال قبول کے ساتھ۔

﴿اٰمَنَّا﴾ ہم نے یقین کرلیا۔

﴿بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝﴾---

﴿رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ﴾ جس نے اس کی طرف رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔

اور لوگوں کو اس پر ایمان لانے اور اس کی طرف توجہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ پھر جب فرعون نے جادوگروں کے سجدے کو دیکھا اور ان سے ایمان کی بات سنی۔

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ﴾ انکار وتہدید کے طور پر ان سے ناراض ہوتے ہوئے۔

﴿اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾ یعنی موسیٰ وہارون کے رب پر۔

﴿قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ﴾ یعنی میرے ساتھ مشورہ کرنے اور ان کے غلبے کا اعتراف کرنے سے پہلے اور مجھ سے ایمان کی اجازت لینے سے پہلے تمہارے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ---

﴿اِنَّ هٰذَا﴾ یعنی موسیٰ وہارون کے دعوئ نبوت ورسالت کا معاملہ۔

﴿لَمَكْرٌ﴾ حیلہ وفریب ہے۔

﴿مَّكَرْتُمُوْهُ﴾ تم نے اور موسیٰ نے۔

﴿فِی الْمَدِیْنَةِ﴾ یعنی مصر میں

﴿لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا﴾ یعنی قبطیوں کو اور تم بنی اسرائیل کے ساتھ مل کر اس ملک پر قابض ہو جاؤ۔

﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ اپنے اس دھوکے کا انجام۔

﴿لَاُقَطِّعَنَّ﴾ آج اولاً سر عام

﴿ اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَرۡجُلَکُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ ﴾---

﴿ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ۝﴾ ایک مدت تک جیسا کہ صاحبانِ امر کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو برسرِ دار لٹکایا جاتا ہے۔

جادوگروں نے فرعون کی دھمکی سننے کے بعد۔

﴿قَالُوۡۤا﴾ جب وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے اور انہیں حقیقت حال کا مشاہدہ ہوگیا تو فرصت واطمینان کے ساتھ۔

﴿اِنَّاۤ﴾ اپنے ناسوت کے پٹے اور اپنے امکان کی زنجیر سے خلاصی پانے کے بعد۔

﴿اِلٰی رَبِّنَا﴾ اپنے لاہوت کے حصے اور اپنے وجوب سے حظ کے مطابق۔

﴿مُنۡقَلِبُوۡنَ۝﴾ لوٹنے والے ہیں جیسے سایہ سایہ دار کی طرف ہی لوٹتا ہے۔

﴿ وَمَا تَنقِمُ مِنَّآ إِلَّآ أَنۡ ءَامَنَّا بِـَٔایَٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتۡنَاۚ رَبَّنَآ أَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرٗا وَتَوَفَّنَا
مُسۡلِمِینَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ ٱلۡمَلَأُ مِن قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوۡمَهُۥ لِیُفۡسِدُواْ فِی ٱلۡأَرۡضِ وَیَذَرَكَ
وَءَالِهَتَكَۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبۡنَآءَهُمۡ وَنَسۡتَحۡیِۦ نِسَآءَهُمۡ وَإِنَّا فَوۡقَهُمۡ قَٰهِرُونَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوسَىٰ
لِقَوۡمِهِ ٱسۡتَعِینُواْ بِٱللَّهِ وَٱصۡبِرُوٓاْۖ إِنَّ ٱلۡأَرۡضَ لِلَّهِ یُورِثُهَا مَن یَشَآءُ مِنۡ عِبَادِهِۦۖ
وَٱلۡعَٰقِبَةُ لِلۡمُتَّقِینَ ﴿١٢٨﴾ قَالُوٓاْ أُوذِینَا مِن قَبۡلِ أَن تَأۡتِیَنَا وَمِنۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَاۚ قَالَ عَسَىٰ
رَبُّكُمۡ أَن یُهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَیَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِی ٱلۡأَرۡضِ فَیَنظُرَ كَیۡفَ تَعۡمَلُونَ
﴿١٢٩﴾ ﴾ [الأعراف:126-129].

تو ہم سے صرف اس بات کا انتقام لے رہا ہے کہ ہم اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس آگئیں۔اے ہمارے رب! ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہمیں اس حال میں وفات دے کہ ہم مسلمان ہوں ﴿١٢٦﴾ قوم فرعون کے سرداروں نے (فرعون سے) کہا کہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو یونہی چھوڑے رکھے گا کہ وہ اس زمین میں فساد پھیلاتے پھریں اور تجھے اور تیرے

معبودوں کو بھی چھوڑے رہیں؟ فرعون نے کہا: عنقریب ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں ﴿۱۲۷﴾ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ بے شک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے ﴿۱۲۸﴾ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ کے ہمارے پاس آنے سے پہلے بھی ہم ستائے گئے اور آپ کے ہمارے پاس آنے کے بعد بھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور اس زمین میں تمہیں (ان کا) جانشین بنا دے گا۔ پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ﴿۱۲۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ مَا تَنۡقِمُ مِنَّاۤ﴾ اے متکبر و سرکش! اور ہم پر انکار کرتا ہے۔

﴿اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا﴾ اور ہمیں یقین ہو گیا۔

﴿بِاٰیٰتِ رَبِّنَا﴾ جس نے ہمیں عدم کی پوشیدگی سے ظاہر کیا اور انواع و اقسام کے لطف و کرم سے پالا۔

﴿لَمَّا﴾ جب

﴿جَآءَتۡنَا﴾ یہ آیات و بینات اور اس کی توفیق و جذب سے ہم پر ان کی حقیقت منکشف ہو گئی۔ اے کاش! کہ تجھے بھی ہماری طرح انکشاف ہو جاتا تو تیری بھی آنکھ سے اندھے پن اور غفلت کا پردہ اٹھ جاتا اور تو بھی ہماری طرح شہود سے ہمکنار ہوتا مگر حق تعالیٰ نے تیرے دل کی آنکھ اور کان پر غلیظ پردے ڈال کر مہر لگا دی ہے اسی لیے تو تکبر و سرکشی سے کام لے رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے نور نہ دے اس کے پاس نور کہاں سے آئے۔

پھر وہ حق تعالیٰ کی طرف مناجات کے لیے متوجہ ہوئے تو تضرع اور آہ و زاری کے ساتھ بول اٹھے۔

﴿رَبَّنَاۤ﴾ اے وہ ذات! جس نے ہمیں اپنے لطف و کرم سے پالا۔ یہاں تک کہ تو نے ہمیں اپنی شہادت دینے کی بھی توفیق ارزاں کی کہ اب تو ہم تیری راہ میں برضا و رغبت جان بھی نذر کرنا اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔

﴿اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا﴾ اپنی طرف سے لگاتار جب کہ یہ باغی ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے۔ بایں حیثیت کہ ہم سے تیرا اشوق غائب نہ ہونے پائے اور ہمارے دلوں پر ہمارے ناسوت کا رنج والم غالب نہ ہو سکے۔

﴿وَّ﴾ جب ہماری سانسیں کٹ جائیں اور ہماری ارواح نکل جائیں۔
﴿تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ۝﴾ رضا وتسلیم کے مقام پر فائز جادۂ توحید وعرفان پر قائم ودائم ہمارے قدموں کو اپنے دین وتوحید پر ثابت رکھ---یاخیر النّاصرین
﴿وَ﴾ جادوگروں کے ساتھ فرعون کے اس سلوک کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی تہدید وعید والی برہان کو اجاگر کردیا۔
﴿قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ﴾ یعنی بنی اسرائیل کو۔
﴿لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ﴾ بالخصوص جب کہ سرزمین مصر پران کا غلبہ بھی نمایاں ہورہا ہے۔اور وہ لوگوں کی طبائع بھی تم سے منحرف کررہے ہیں اور شہروں میں تیری رعایا کے درمیان فساد وفتنہ بھی پیدا کررہے ہیں۔
﴿وَ﴾ حاصل یہ کہ ان کا معاملہ یہاں تک چلا گیا ہے کہ---
﴿يَذَرَكَ﴾ ان سے ہر کوئی تیری عبادت کو چھوڑ دے۔
﴿وَ اٰلِهَتَكَ﴾ جو اصنام وتماثیل تو نے اپنے بندوں کی عبادت کے لیے بنا رکھے ہیں۔
﴿قَالَ﴾ فرعون نے۔آج کے بعد ہم انہیں اس حال پر نہیں چھوڑیں گے جس پر وہ پہلے سے قائم ہیں اور نہ ہی ان کی بیخ کنی کریں گے تا کہ ظلم اور عاجز ہونا ہماری طرف منسوب نہ کردیا جائے۔البتہ ہم انہیں بتدریج کمزور کردیں گے۔
﴿سَنُقَتِّلُ﴾ آج کے بعد
﴿اَبْنَآءَهُمْ﴾ ان کی اولاد سے جو مذکر بچے ہیں تا کہ ان کہ کثرت نہ ہوجائے۔
﴿وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ﴾ ان کی اولاد سے مونث بچے حتی کہ ہم ان سے شادی کریں گے اور اس طرح انہیں عار وشرم لاحق ہوگی اور وہ دبے رہیں گے۔
اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد ان کی نسل ہی ختم ہوجائے گی اور ہم اپنے اس قول پر کیوں نہ عمل پیرا ہوں کہ---
﴿وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ۝﴾ قادر وغالب ہیں۔
الحاصل جب آج بھی ہم ان کے ساتھ وہی سابقہ سلوک کریں گے تو کسی کو یہ وہم نہ ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام ہی وہ مولود ہے جس کہ پشین گوئی کاہنوں اور نجومیوں نے دی تھی کہ اس کے ہاتھ پر ہماری بادشاہی تباہ و برباد ہوکر ختم ہو

جائے گی۔ جب بنی اسرائیل نے فرعون کی یہ دھمکی سنی تو وہ پریشان ہوئے اور تضرع وزاری کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور شکوی کرنے لگے۔

﴿قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ﴾ انہیں تسلی اور ان کی اس تنگی کو دور کرتے ہوئے۔

﴿اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ﴾ اپنی تکالیف کو دور کرنے کے لیے۔

﴿وَاصْبِرُوْا﴾ ان کی اذیت پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مدد سے مایوس نہ ہو اور یاد رکھو کہ---

﴿اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ﴾ ایجاداً وتملکاً وتصرفاً۔

﴿يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾---

﴿وَالْعَاقِبَةُ﴾ حسن انجام

﴿لِلْمُتَّقِيْنَ۝﴾ جو اللہ تعالیٰ کی محرمات سے ڈرتے ہیں اور اس کی قضا پر صبر کرتے ہیں۔

﴿قَالُوْا﴾ یعنی بنی اسرائیل نے۔

﴿اُوْذِيْنَا﴾ اے موسیٰ علیہ السلام تمہاری وجہ سے۔

﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا﴾ رسالت کے ساتھ بچوں کے قتل اور بچیوں کے زندہ رکھنے کی صورت میں۔

﴿وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا﴾ ایضاً اسی طرح۔

﴿قَالَ﴾ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے ایفاءِ عہد سے مایوس نہ ہو بلکہ۔

﴿عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ﴾ یعنی تمہارے دشمن کو ہلاک کرنے کے سلسلے میں تمہارے رب کا وعدہ قریب آیا چاہتا ہے۔

﴿وَ﴾ اس کے ہلاک کرنے کے بعد۔

﴿يَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ﴾ جس میں وہ آباد تھے۔

﴿فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۝﴾ اس کی نعمتوں کا شکر کرتے ہو یا کفران، نیک اعمال کرتے ہو یا ان کی طرح فسق وفساد۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کرنے اور اپنے وعدے کو پورا کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ أَخَذْنَآ ءَالَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ
١٣٠ فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِۦ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ ۗ أَلَآ
إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ١٣١ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِۦ مِنْ ءَايَةٍ لِّتَسْحَرَنَا
بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ١٣٢ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ
ءَايَٰتٍ مُّفَصَّلَٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ١٣٣ ﴾ [الاعراف: 130-133]

اور بے شک ہم نے فرعون کے لوگوں کو قحط سالی اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر دیا تا کہ وہ نصیحت قبول کریں (١٣٠) پس جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو اس کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے سن لو! ان کی نحوست تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے (شامتِ اعمال) ہے۔ لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے (١٣١) اور انہوں نے کہا: (اے موسیٰ!) تم کیسی ہی نشانی ہمارے پاس لے آؤ تا کہ اس کے ذریعہ تم ہم پر جادو کرو تو بھی ہم ہرگز تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (١٣٢) پس ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون بھیجا۔ یہ سب واضح نشانیاں تھیں پھر بھی انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ (پیشہ ور) مجرم تھے (١٣٣)

تفسیر الجیلانی

﴿وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ﴾ یعنی جب ہمارا ارادہ ان کی ہلاکت سے متعلق ہوا تو ہم نے انہیں اولاً قحط سالی اور اناج کی قلت سے پکڑا۔

﴿وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ﴾ جن کے ساتھ وہ تلذذ حاصل کرتے تھے۔

﴿لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ یعنی وہ خوشحالی کے دنوں کو یاد کریں، انہیں لوٹانے کے لیے ہمارے حضور جھکیں اور ہمارے اس نبی کی تصدیق کریں جسے ہم نے اپنی توحید کی اشاعت کے لیے بھیجا ہے۔ مگر وہ اپنی سنگدلی کی وجہ سے ایسی مثالوں سے عبرت ونصیحت نہیں لیتے۔

﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ﴾ کشادگی وخوشحالی اور جو چیز ان کے نفوس کو خوش کرنے والی ہے۔

﴿قَالُوْا﴾ غلو کرتے ہوئے۔

﴿لَنَا هٰذِهٖ﴾ یعنی یہ تو ہمارے لیے ہے اور ہمارے مقدر کی سعادت کا نتیجہ ہے اور ہم اس کے مستحق ہیں۔

﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ﴾ مشقت و تکلیف جو انہیں رنج وملال میں ڈال دے۔

﴿يَّطَّيَّرُوْا﴾ شومی و نحوست لیتے ہیں۔

﴿بِمُوْسٰى وَمَنْ﴾ ایمان لے آیا۔

﴿مَّعَهٗ﴾ اور کہتے ہیں کہ ہم پر یہ آزمائش تو ان کی شومی کی وجہ سے ہے۔

﴿اَلَآ﴾ یعنی ہوشیار رہو اے خوشی و غمی میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والو!

﴿اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ﴾ وہ جس کے سبب وہ شومی پکڑتے ہیں۔

﴿عِنْدَ اللّٰهِ﴾ اس کے قبضہ قدرت اور اس کی مشیت میں ہے۔

کیونکہ بالاستقلال اسی کا تصرف ہے اس کے ملک میں اور قبض و بسط بھی اسی کے اختیار میں ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے وہی حکم دیتا ہے۔

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝﴾ وہ درمیان میں اسباب و وسائل کو دیکھتے ہیں اور رونما ہونے والے حوادثات کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں بس یہی عناد و سرکشی ہے۔

﴿وَ﴾ ان کی سنگ دلی کی انتہاء اور کمال بغض یہ ہے کہ---

﴿قَالُوْ﴾ استہزاء اور غفلت میں ڈوب کر۔

﴿مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ﴾ یعنی وہ کون سی شے ہے جسے تم ہمارے پاس لانا چاہتے ہو کہ اپنے جادو سے ہم پر غلبہ حاصل کرو اور اسے تم آیت نازلہ قرار دیتے ہو۔

﴿لِّتَسْحَرَنَا بِهَا﴾ تو جلدی لے آؤ اگر تمہارے پاس طاقت و ہمت ہے۔

﴿فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ یعنی اگر تم نے دیر کر دی۔

﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ﴾ موسیٰ علیہ السلام کی امداد اور ان سے انتقام لینے کے لیے۔

﴿الطُّوْفَانَ﴾ پانی جس نے اسے گھیر لیا، ان کے گھروں میں داخل ہو گیا اور ان کے حلقوم تک پہنچ گیا۔ مگر بنی

اسرائیل کے گھروں میں داخل نہ ہوا حالاں کہ ان کے گھر آل فرعون کے گھروں سے متصل تھے اور وہ اس کی ضرر سے محفوظ رہے۔ جب قوم فرعون نے یہ صورت حال دیکھی اور وہ ڈوبنے کے قریب ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی منت سماجت کرنے لگے کہ آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ ہمیں اس عذاب سے نجات دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ رب العزت نے ان سے اس عذاب کو دور کر دیا اور پہلے سے بھی کھیت زیادہ سرسبز ہوئے اور ان کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا مگر اس کے باوجود انہوں نے عہد شکنی کی اور آپ کی دعا کو جادو قرار دیا۔

﴿وَ﴾ ہم نے ان پر بھیج دیا۔

﴿الْجَرَادَ﴾ مکڑی جو ان کی کھیتیوں اور پھلوں کو کھا گئی جب وہ ان کے دروازوں مکانوں کی چھتوں اور ان کے کپڑوں کو بھی کھانے لگی تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں تضرع وزاری کرنے لگے۔ آپ نے دعا کی تو وہ عذاب اٹھ گیا۔ آپ نے صحرا میں جا کر اپنے عصاء کے ساتھ دائیں بائیں مکڑی کو بکھرنے کا اشارہ فرمایا جس کے بعد وہ اطراف واکناف میں بکھر گئی مگر اس کے باوجود وہ اپنے عہد و پیمان سے مکر گئے۔

﴿وَ﴾ اس کے بعد ہم نے بھیجی۔

﴿الْقُمَّلَ﴾ مکڑی سے ہی پیدا ہونے والے زرد رنگ کے کیڑے۔ مکڑی سے جو بچ رہا وہ انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ وہ کھانے پینے کی اشیاء میں گھس گئے اور ان کے کپڑوں میں داخل ہو کر ان کا خون چوسنے لگے۔ پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عاجزی و کمزوری کا اظہار کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ کی دعا سے وہ عذاب بھی اٹھا لیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اب ہمیں پتہ چلا کہ آپ عظیم جادوگر ہیں۔

﴿وَ﴾ اس کے بعد ہم نے بھیجے۔

﴿الضَّفَادِعَ﴾ کہ کوئی جگہ ان سے خالی نہ رہی وہ ان کی ہانڈیوں، برتنوں اور موہنوں میں پہنچ گئے حتی کہ ان کے لیے کلام کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ پھر گھبرا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کی دعا سے نجات پانے کے بعد پھر نقض عہد کے مرتکب ہوئے۔

﴿وَ﴾ اس کے بعد بھیجا ہم نے۔

﴿الدَّمَ﴾ یہاں تک کہ ان پر ان کے تمام قسم کے پانی خون میں تبدیل ہوگئے۔ اس حد تک کہ جب قبطی اور اسرائیلی ایک برتن میں جمع ہوتے تو جو حصہ قبطی کا ہوتا وہ خون بن جاتا اور جو اسرائیلی کا ہوتا وہ پانی ہی رہتا۔ قبطی اگر اسرائیلی کے منہ سے پانی بھی چوستا تو وہ بھی خون بن جاتا۔ یہ امتحانات ہم نے ان پر نازل کیے تھے تاکہ وہ ہوں۔

﴿ايٰتٍ﴾ ہمارے کمال قدرت پر دلائل۔

﴿مُّفَصَّلٰتٍ﴾ واضح اور فرق کر دینے والا حق و باطل اور ہدایت و ضلالت کے درمیان۔

﴿فَاسْتَكْبَرُوْا﴾ باوجود اس کے کہ وہ واضح تھے مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔

﴿وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۝﴾ عذاب و عقاب کے مستحق ان کے خبث باطن کی وجہ سے آیات اور ڈر سنانے والوں نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔

﴿ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝١٣٤ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝١٣٥ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝١٣٦ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝١٣٧ ﴾ [الأعراف: 134-137].

اور جب ان پر کوئی عذاب آجاتا تو کہتے: اے موسیٰ! اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کر اس عہد کے سبب جو اس نے تمہارے ساتھ کر رکھا ہے۔ اگر تم نے ہم سے عذاب دور کر دیا تو ہم ضرور تم پر

ایمان لے آئیں گے۔ اور ہم بنی اسرائیل کو ضرور آپ کے ساتھ بھیج دیں گے ﴿۱۳۴﴾ پھر جب ہم ایک
مدت کے لیے ان سے عذاب دور کر دیتے جس (مدت) تک وہ پہنچنے والے تھے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی
کرنے لگتے ﴿۱۳۵﴾ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ انہوں نے ہماری
آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ اور ان سے غافل ہو گئے تھے ﴿۱۳۶﴾ اور جن لوگوں (بنی اسرائیل) کو کمزور سمجھا جاتا تھا
ہم نے ان کو اس سرزمین کے مشارق اور مغارب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور
بنی اسرائیل پر آپ کے رب کا اچھا وعدہ ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون اور اس کی
قوم کے بنائے ہوئے کارخانوں اور جو کچھ وہ اونچی عمارتیں بناتے تھے سب کو برباد کر دیا ﴿۱۳۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ﴾ یعنی جب ان پر امتحان وابتلاء واقع ہوئی۔

﴿قَالُوْا﴾ تضرع اور جزع وفزع کرتے ہوئے۔

﴿يٰمُوْسَى﴾ خلق کو حق کی طرف بلانے والے۔

﴿ادْعُ لَنَا رَبَّكَ﴾ جس نے تجھے انواع واقسام کی کرامات سے پالا ہے۔

﴿بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ﴾ اجابتِ دعوات اور قبولیتِ حاجات۔

﴿لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ﴾ آپ کی دعا کے ساتھ۔

﴿لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ﴾ تمہاری نبوت ورسالت کے مصدق ہوں گے۔

﴿وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ بلا حیل وحجت۔

﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ﴾ آپ کی دعا کی برکت سے۔

﴿اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ﴾ جو انہوں نے اپنے ایمان اور بنی اسرائیل کی آزادی کے لیے معین کی تھی۔ حتی کہ اس میں تامل وتفکر کے بعد۔

﴿اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ﴾ یعنی جب ایفاء عہد کا وقت آ پہنچا تو انہوں نے عہد توڑنے میں دیر نہ کی۔ جب ان کی عہد شکنی اور سرکشی انتہاء کو پہنچ گئی۔

﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ یعنی ہم نے ان کے انتقام کا ارادہ فرمایا:
﴿فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ﴾ یعنی گہرے دریا میں کیوں کہ وہ غفلت وسرکشی کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے۔
﴿بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ جو ہماری توحید ذاتی تک پہنچانے والی تھیں۔
﴿وَ كَانُوْا﴾ غفلت وگمراہی کے دریا میں غرق ہونے کے باعث۔
﴿عَنْهَا غٰفِلِیْنَ۝﴾ محجوب کہ رسولوں اور نبیوں کی ہدایت ورہنمائی بھی ان کے کام نہ آسکی۔
﴿وَ﴾ جب ہم نے انہیں عدم کے سمندر میں غرق کر دیا اور فضاء وجود سے ان کا نام ونشان مٹا ڈالا۔
﴿اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ﴾ قہر وغلبہ سے بچوں کو قتل کر دینے اور بچیوں کو زندہ رکھنے سے۔
﴿مَشَارِقَ الْاَرْضِ﴾ معہودہ یعنی مصر اور اس کے مشارق یعنی شام کا۔
﴿وَ مَغَارِبَهَا﴾ یعنی صعید اور اس کے اطراف کا۔
﴿الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا﴾ جس کی تمام جہات میں ہم نے خیر وبرکت کی کثرت، وسعت رزق اور خوشگوار زندگی رکھی ہے۔
﴿وَ﴾ جب ہم نے انہیں اس کا وارث بنا دیا۔
﴿تَمَّتْ﴾ کامل ہو گیا۔
﴿كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰی﴾ اے موسیٰ علیہ السلام کہ نصر وظفر اور دیار واموال کا وارث بنانے کا وعدہ حق پورا ہو گیا۔
﴿عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا﴾ حد سے بڑھی ہوئی اذیتوں پر صبر کرنے کے باعث۔
﴿وَ دَمَّرْنَا﴾ برباد ومٹا دیا۔
﴿مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ﴾ بلند وبالا محلات اور مضبوط قلعے۔
﴿وَ مَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ۝﴾ منزل پر منزل جیسا کہ آج کل ہمارے زمانے کے فضول خرچ لوگ یہ عمل انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے احوال کی اصلاح فرمائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے خبث باطن اور ان کی فطری کمزوری اور جبلی جہالت کا ذکر کر کے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی اور اہل ایمان کو نصیحت کی کہ وہ ایسے اعمال سے اجتناب کریں جن کا ارتکاب بنی اسرائیل نے کیا تھا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾﴾ [الأعراف:138-140].

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اُتار دیا تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے بتوں کے سامنے اعتکاف میں بیٹھتے تھے بنی اسرائیل نے کہا: اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک ایسا معبود بنا دے جیسے ان کے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک تم جہالت کی باتیں کرنے والی قوم ہو ﴿۱۳۸﴾ بے شک یہ لوگ جس کام میں لگے ہوئے ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے ﴿۱۳۹﴾ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارے لیے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں سب جہان والوں پر فضیلت دی ہے ﴿۱۴۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ﴾ یعنی ہم نے انہیں صحیح سالم طور پر پار اتارا۔

﴿الْبَحْرَ﴾ جس نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا تھا۔

﴿فَاَتَوْا﴾ راستے میں گذرے۔

﴿عَلٰی قَوْمٍ﴾ عمالقہ کے بچے کھچے لوگ۔

﴿یَّعْكُفُوْنَ﴾ دھرنا مارے بیٹھے تھے۔

﴿عَلٰٓی اَصْنَامٍ﴾ مورتیوں پر جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔

﴿لَّهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے سوا۔

﴿قَالُوْا﴾ اپنے دلوں کی سختی اور اللہ تعالیٰ جو امثال واشباہ سے منزہ ہے کے ساتھ یقین کی کمزوری کی وجہ سے۔

﴿یٰمُوۡسَی﴾ ہماری طرف اللہ واحد واَحد کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول مکرم۔
﴿اجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰهًا﴾ ایک ایسی مثال جو اللہ تعالیٰ کے مشابہ ہو جس کی ہم عبادت کریں اور اس کا تقرب حاصل کریں۔
﴿كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ﴾ وہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی جانب تقرب کرتے ہیں۔
اور ہم موہوم خدا کی عبادت اور اس کی طرف تقرب کیسے کریں جسے ہم نے دیکھا اور نہ ہی اس کا مشاہدہ کیا ہے۔
نیز اس کی طرف توجہ تضرع اس سے حیا اور اس سے کیسے ڈریں۔
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ ان پر تو غلیظ حجاب پڑا ہوا ہے تو---
﴿قَالَ اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ﴾ تم تو اپنی فطری جہالت پر ڈٹے ہوئے ہو، تمہارے اندر تو آیات کبریٰ اور براہین عظمیٰ موثر نہیں ہو رہیں۔ آیات ومعجزات ظاہرہ کے باوجود تم اس کی توحید ذاتی تک رسائی نہیں پا سکے۔
﴿اِنَّ هٰۤؤُلَاۤءِ﴾ دھرنا مارنے والے گمراہ لوگ۔
﴿مُتَبَّرٌ﴾ مہلک اور معدوم ہیں۔
﴿مَّا هُمۡ فِيۡهِ﴾ یعنی معدوم وبرباد ہونے والی تماثیل کے عبادت کے سلسلے میں جن کا کوئی وجود ہی نہیں۔
﴿وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾ ان کے لیے اطاعت وانقیاد کا کہ یہ تو اللہ واجب الوجود اور الوہیت میں مستقل کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے اور وہ ایسی چیز سے کہ جس کا اصلاً وجود ہی نہیں۔
﴿قَالَ﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اظہار تاسف کرتے ہوئے۔
﴿اَغَيۡرَ اللّٰهِ﴾ واحد، اَحد، صمد جس کی مثل کوئی شے نہیں ہے۔
﴿اَبۡغِيۡكُمۡ﴾ اے غفلت کے جنگل میں رہنے والے اندھو گمراہو اور بے وقوفو!
﴿اِلٰهًا﴾ اس کی مصنوعات میں کہ جس کی عبادت کی جائے اور اس کا تقرب لیا جائے۔
﴿وَّ﴾ حالاں کہ---
﴿هُوَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے۔
﴿فَضَّلَكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ کیوں کہ تم سے اکمل اس کا کوئی مظہر ہے ہی نہیں پھر کس طرح تم مفضول اور مرذول کی عبادت کرو گے۔ اے جاہلو! تم اپنے جامع اور کامل مرتبے کو پہچان نہیں سکے، تم پر لازم ہے کہ تم خود پر

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس کرو، شاید اس کے ساتھ تم منعم کی توحید تک پہنچ سکو۔

﴿ وَإِذْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ ءَالِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ ۖ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ
وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِى ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾ ۞ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ
ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ
هَٰرُونَ ٱخْلُفْنِى فِى قَوْمِى وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ ﴾ [الأعراف:141-
142].

اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے نجات دی جو تمہیں بڑا سخت عذاب دیتے تھے۔ وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی (۱۴۱) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور مزید دس راتوں سے ان (راتوں) کو مکمل کیا۔ اس طرح ان کے رب کی مقرر کردہ مدت چالیس راتیں مکمل ہو گئی۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا: تم میری قوم میں میرے جانشین ہو۔ ان کی اصلاح کرتے رہنا اور مفسدوں کے راستہ پر مت چلنا (۱۴۲)

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ یاد کرو۔

﴿إِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ﴾---

﴿يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ﴾ اس کے ساتھ تمہیں سبق دینا چاہتے تھے اور وہ یہ کہ---

﴿يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ﴾ کہ تم کثرت پاکر ان پر غالب نہ ہو جاؤ۔

﴿وَ﴾ اس سے زیادہ بری بات۔

﴿يَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ﴾ بغیر نکاح انہیں عقد میں لانے سے تم پر عار اور شرم لاحق ہو۔

﴿وَ﴾ تمہارے لیے۔

﴿فِیۡ ذٰلِکُمۡ﴾ مذکور عذاب میں۔

﴿بَلَآءٌ﴾ امتحان وآزمائش۔

﴿مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ﴾ تو ہم نے تمہیں اس سے نجات دی تاکہ تم ہمارے ذکر کا اہتمام کرو، ہماری نعمتوں کا شکر کرو اور ہماری توحید کی حقیقت کو جان سکو مگر اس کے باوجود تم بیدار نہ ہوئے۔

﴿وَ﴾ یاد کرو جب---

﴿وٰعَدۡنَا مُوۡسٰی﴾ فرعون کو ہلاک کرنے سے قبل کہ ہمارے لیے خالص کرے۔

﴿ثَلٰثِیۡنَ لَیۡلَۃً﴾ ذوالقعدہ کی۔ان میں روزہ رکھے، نماز پڑھے، اپنے دشمن کے ہلاک ہو جانے کے بعد۔ ہم اس پر اپنی طرف سے ایک کتاب نازل کریں گے، جس میں ان تدابیر کا ذکر ہوگا، جو بنی اسرائیل کے معاشی اور اخروی امور سے تعلق رکھتی ہیں۔

پھر جب ہم نے دشمن کو ہلاک کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام ہمارے دیے ہوئے وعدے کے مطابق چل دیے۔

﴿وَ﴾ مدت مذکورہ کے پورے ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ کی وجہ سے اپنے منہ سے پیدا ہونے والی بو کو اجنبی جانتے ہوئے مسواک استعمال کر لیا، جس سے وہ بو جاتی رہی۔ ملائکہ نے کہا، ہمیں آپ کے منہ سے کستوری کی بو آتی تھی، جسے آپ نے مسواک کے ذریعے زائل کر ڈالا اسی لیے---

﴿اَتۡمَمۡنٰهَا﴾ یعنی مدت میقات کو کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس فوت کردہ فضیلت کے عوض میں کفارہ دو۔

﴿بِعَشۡرٍ﴾ ذوالحجہ کے دس دن۔

﴿فَتَمَّ مِیۡقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً﴾ اس مدت کو پورا کرنے کے بعد پھر ہم نے ایفاءِ عہد کرتے ہوئے تورات کو نازل کیا، جس میں دنیوی، اخروی احکام کو ان کے لیے بیان کیا گیا تھا اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھا۔

﴿وَ﴾ یاد کرو جب

﴿قَالَ مُوۡسٰی لِاَخِیۡهِ هٰرُوۡنَ اخۡلُفۡنِیۡ﴾ میری طرف سے۔

﴿فِیۡ قَوۡمِیۡ﴾---

﴿وَ﴾ میرے نائب ہونے کی حیثیت سے انہیں ان کے دنیوی واخروی احکام بھی یاد دلاؤ۔

﴿أَصْلِحْ﴾ ان کے درمیان اور گمراہی والوں کی روش سے بچنا۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ۝﴾ جو باطل فریب کاریوں کے ساتھ کمزور عوام کے عقائد کو فاسد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ تم نے اپنی بدطینتی سے سامری کی بھی اتباع کی۔

﴿ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٣﴾ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٤٥﴾ ﴾ [الاعراف:143-145].

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا تو عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا دے کہ میں تجھے دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے اور جب ان کو ہوش آیا تو عرض کی: تو پاک ہے۔ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں ﴿١٤٣﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے تم کو لوگوں پر اپنے پیغامات اور اپنے کلام سے امتیاز بخشا۔ پس میں نے تم کو جو کچھ دیا ہے وہ لے لو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ ﴿١٤٤﴾ اور ہم نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کے لیے (تورات کی) تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی (اور فرمایا:) پس ان تختیوں کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ بھی ان کو اچھے طریقے سے پکڑ لیں۔ عنقریب میں تم کو نافرمانوں کا گھر دکھاؤں گا ﴿١٤٥﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ یاد کرو۔

﴿لَمَّا﴾ جس وقت

﴿جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا﴾ جسے تمہارے احوال کی اصلاح کے لیے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ وہ ہمارے ساتھ مناجات کرنے کے لیے آیا۔

﴿وَ﴾ انتہائی لطف وکرم سے۔

﴿کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ﴾ یعنی اس کے ساتھ کلام فرمائی اس کے مرتبہ کے مطابق جو اسے حاصل تھا اور جو اللہ کی طرف سے انکشاف کا باعث بنا کیوں کہ ہر ایک بلکہ مظاہر کے ذرات میں ہر ذرے کو مرتبہ خاص حاصل ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ایک مخصوص ظن رکھتا ہے۔ اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا عند ظنّ عبدی بی ---

''میں اپنے بندے کے ظن کے پاس ہوں جیسا وہ میرے ساتھ رکھتا ہے'' ---{1}

ان مراتب میں سب سے اعلیٰ وارفع مرتبہ نبوت ورسالت کا ہے۔ مگر اس کے طبقات میں بھی فرق ہے۔ پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ مراتب کا سلسلہ قائم ہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس مرتبے کا انبساط اور فیض ملا تو ان کے رب کی طرف سے ان پر انکشاف کا در کھلا کہ آپ نے تمام اطراف سے کسی واسطہ اور فرشتے وغیرہ کے وسیلہ کے بغیر اور اسی تلفظ و تقطیع حروف کے سوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام سنا جس سے وہ مضطرب ہوئے اور وارفتگی کے عالم میں پہنچے اور سکر سے ہمکنار ہوئے جس نے انہیں انکشاف کے اعلیٰ واجلی درجے تک پہنچا دیا۔

﴿قَالَ﴾ اپنے رب تعالیٰ کا کلام سننے کے بعد۔

﴿رَبِّ اَرِنِیۡۤ﴾ اے میرے پروردگار مجھے یقین ہے کہ تو مقابل آنے، محاذات ومماثلت سے پاک ہے۔ جس طرح تو نے مجھے اپنا کلام جو حروف واصوات اور تقطیع کلمات سے پاک ہے، سنا دیا ہے۔

﴿اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ﴾ اپنی آنکھ سے جیسا کہ میں نے تیرا کلام سنا ہے اپنے کان سے۔

{1} صحیح بخاری ۲۶۹۴/۶ رقم ۶۹۷۰، صحیح مسلم ۲۱۰۲/۴، رقم ۲۶۷۵

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے۔

﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ اے موسیٰ علیہ السلام جب تک تو اپنے تعین کے حجاب اور اپنی شخصیت کے پردے میں ہے۔

﴿وَ لٰكِنِ﴾ اگر تو میرے دیدار کے لیے اپنی استعداد کو پہچاننے کا ارادہ رکھتا ہے۔

﴿انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ﴾ جب میں اس پر تجلی ڈالوں اپنی ذات کے ساتھ جو تمام شخصیات کو نیست و نابود کرنے والی ہے۔

﴿فَاِنِ اسْتَقَرَّ﴾ اور تیرے سامنے ثابت رہا۔

﴿مَكَانَهٗ﴾ جب میں ذاتی طور پر تجلی ڈالوں اور وہ اپنی پہلی شخصیت پر باقی رہے۔

﴿فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ﴾ یعنی پھر تیرے لیے ممکن ہے کہ تو مجھے اپنی شخصیت کے ساتھ دیکھ لے۔

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾ ریزہ ریزہ کر دیا گویا اس کا وجود ہی نہ تھا کہ اس کے تمام تعینات باطلہ مضمحل و معدوم ہو گئے۔

﴿وَّ﴾ جب کلیم اللہ نے یہ منظر دیکھا۔

﴿خَرَّ مُوْسٰى﴾ اس منظر کی تاب نہ رکھ سکے اور گر گئے۔

﴿صَعِقًا﴾ ان پر حیرت اور غشی طاری ہو گئی گویا وہ اپنی شخصیت کے لوازمات سے الگ تھلگ ہو گئے۔

﴿فَلَمَّاۤ اَفَاقَ﴾ جب اس وارفتگی اور سکر سے لوٹے تو ان پر منکشف ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے آپ کو دیکھ سکتا ہے۔

﴿قَالَ﴾ شرمسار ہو کر تنزیہ بیان کرتے اور ڈرتے ہوئے۔

﴿سُبْحٰنَكَ﴾ کہ مصنوعات سے کوئی بھی تیرا احاطہ نہیں کر سکتا۔

﴿تُبْتُ﴾ میں نے رجوع کیا۔

﴿اِلَيْكَ﴾ یا رب کہ میں نے ایسے سوال کی جرأت کی جو میری وسعت و طاقت سے باہر تھا۔

﴿وَ﴾ اب مجھے تیرا عرفان اکمل طور پر حاصل ہو گیا اور تیری طرف سے وہ انکشاف نصیب ہوا جو پہلے مجھے حاصل نہ تھا۔

﴿اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ جو تیری عظمت وجلال کا یقین رکھنے والے ہیں کیوں کہ اس سے پہلے تو میرے

ایمان کا کوئی وزن ہی نہیں ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے سوال کا انجام معلوم ہوا تو آپ شرمسار اور مغموم ہوئے کہ اللہ تعالیٰ سے اذن واجازت لیے بغیر میں نے ایسا سوال کر ڈالا جو میری وسعت سے بھی خارج تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی خجالت وندامت کو زائل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے ندا دیتے ہوئے۔

﴿یٰمُوْسٰی﴾ میری طرف سے نیابت کا تاج رکھنے والے۔

﴿اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ﴾ اور میں نے پسند کر لیا ہے۔

﴿عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ﴾ اپنے احکام، اوامر اور یاددہانی کی تبلیغ کے لیے کہ میرے نائب ہونے کے طور پر یہ امور میرے بندوں تک پہنچادو۔

﴿وَ﴾ رسولوں کے درمیان میں نے تجھے خاص کر لیا ہے۔

﴿بِكَلَامِیْ﴾ بلا کیف وحرف اور بغیر واسطہ فرشتے کے اس کے سننے کے لیے۔

﴿فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ﴾ تجھ پر فضل وکرم کرتے ہوئے مگر اپنی وسعت واستعداد کے مطابق اور ایسا سوال نہ کیا کر جو تیری وسعت وطاقت سے بھی باہر ہے۔

﴿وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ۝﴾ اس کی نعمتوں کا اور انہیں صحیح مصارف میں خرچ کرنے والے ہیں اور کفرانِ نعمت کرنے والوں میں شامل نہ ہونا وہ تو ہمارے اوامر واحکام سے منحرف ہونے والے ہیں تاکہ مقام رضا جو ارباب کشف وشہود کے احوال میں احسن حال ہے، پر فائز ہو سکے۔

﴿وَ كَتَبْنَا﴾ من جملہ ہمارے چناؤ اور اس پر انعام کرنے کے لیے یہ بھی ہے کہ ہم نے لکھ دیا ہے۔

﴿لَهٗ﴾ یعنی اس کی تربیت اور ارشاد کے لیے ہم نے ثابت کر دیا ہے۔

﴿فِی الْاَلْوَاحِ﴾ یعنی تورات کی تختیوں میں۔

﴿مِنْ كُلِّ شَیْءٍ﴾ جو ظاہر وباطن کی تہذیب سے تعلق رکھتی ہے۔

﴿مَّوْعِظَةً﴾ تذکرہ اور تبیان آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے۔

﴿وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی ہر وہ حکم جو ان کے معاشی امور سے متعلق ہے۔

﴿فَخُذْهَا﴾ ہم نے اس سے کہا کہ اے داعی الی الحق! انہیں محفوظ کر لو۔

﴿بِقُوَّةٍ﴾ سچی عزیمت اور یقین خالص کے ساتھ۔

﴿وَأْمُرْ قَوْمَكَ﴾ ایضاً

﴿يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا﴾ یعنی ان میں عزیمتوں کو پیش نظر رکھیں اور ان کی رخصتوں پر عمل پیرا نہ ہوں۔ یہاں تک کہ ان کے نفوس اس قابل ہو جائیں کہ ان پر معارف، حقائق، مکاشفات و مشاہدات جو دراصل عارف کے نزدیک جنۃ الماوی اور مرتبہ عظمیٰ کا نام ہے، کا فیضان ڈالا جا سکے اور اہل ایمان پر لازم ہے کہ ان کے احکام سے روگردانی نہ کریں تاکہ مرتبہ انسانیت سے گر جانے والے فساق و فجار کی جماعت میں شامل نہ ہوں۔

﴿سَأُورِيكُمْ﴾ دار آخرت میں اے احکام الٰہی "اللہ تعالیٰ کا صراط مستقیم" کے تقاضے سے اعراض و انحراف کرنے والو!

﴿دَارَ الْفَاسِقِينَ﴾ محرومی کا جہنم اور رسوائی کی بھڑکتی آگ۔

اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾﴾ [الاعراف: 147-146].

میں عنقریب ان لوگوں کو اپنی نشانیوں سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھ لیں پھر بھی اس کو اختیار نہیں کریں گے۔ اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس راستہ کو اختیار کر لیں گے۔ یہ اس

لیے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور ان سے غافل رہے ﴿۱۴۶﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، ان کے اعمال ضائع ہوگئے ۔ انہیں ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسے وہ عمل کرتے تھے ﴿۱۴۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿سَاَصْرِفُ﴾ اور غافل کر دوں گا۔

﴿عَنْ اٰيٰتِيَ﴾ جو انفس و آفاق میں ظاہر ہیں اور میری توحید اور مستقل تصرف پر دال ہیں۔ اس قوم کو۔۔۔

﴿الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ﴾ اور اکڑ کر چلتے ہیں۔

﴿فِي الْاَرْضِ﴾ اور اس پر رہ کر ظلم کرتے ہیں۔

﴿بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ خبث باطن اور اپنی ردی فطرت کے باعث۔

﴿وَ﴾ وہ اپنے اس جہل سے جو ان کی فطرت میں مرکوز ہے۔

﴿اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ﴾ جو صدق و صواب پر دلالت کرتی ہو۔

﴿لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا﴾ عناد و سرکشی کی وجہ سے۔

﴿وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ﴾ صدق و صواب۔

﴿لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا﴾ ان کی طبائع کے موافق نہ ہونے سے۔

﴿وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ﴾ گمراہی کی راہ۔

﴿يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا﴾ اپنے میلان طبع کی وجہ سے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ پھرنا، انحراف کرنا اور آراء فاسدہ، خواہشات باطلہ۔

﴿بِاَنَّهُمْ﴾ ان کا گمراہی میں ڈوب جانا اور آخری حد تک چلے جانا۔

﴿كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہماری توحید پر دال اور ہمارے رسولوں پر منزل ہیں۔

﴿وَ كَانُوْا﴾ انتہائی جہالت سے۔

﴿عَنْهَا﴾ اور ان کی امثال سے اور ان کے تقاضے پر عمل کرنے سے اور ان کے معنی میں تدبر کرنے سے۔

﴿غٰفِلِيْنَ۝﴾ ایسی غفلت کہ اس کے بعد ان کے لیے بیداری کا امکان نہیں۔

نَبِّهنا بلطفك عن نومة الغافلين بجاه سيّد المرسلين

﴿وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ اس دنیا میں ہمارے اوصاف ذاتی سے ظاہر ہیں۔

﴿وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ﴾ دارآخرت۔ ہماری جانب کل کے رجوع کرنے کی بھی تکذیب کی۔ یہ وہی مردود اور اشقیاء ہیں جن کے---

﴿حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ﴾ اور ضائع ہو گئے دونوں جہانوں میں۔

﴿هَلْ يُجْزَوْنَ﴾ اعمال کے ضائع کرنے کے ساتھ۔

﴿اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ یعنی انہوں نے جو اپنے نفوس کے لیے کمایا ''تکذیب آیات و مرسلین'' بس اس کی جزا انہیں دی جائے گی۔

﴿ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ ؗ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ ﴾

[الأعراف: 148-151].

اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے (طور پر جانے کے) بعد اپنے زیورات سے بچھڑے کا ایک مجسمہ بنا لیا جس سے بچھڑے کی سی آواز نکلتی تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کر

سکتا اور نہ انہیں ہدایت کا راستہ بتا سکتا ہے۔ (مگر پھر بھی) انہوں نے اس کو معبود بنا لیا اور وہ ظالم تھے
﴿۱۴۸﴾ اور جب وہ نادم ہوئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ بے شک وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے: اگر ہمارا
پروردگار ہم پر رحم نہ فرماتا اور ہم کو نہ بخشتا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے ﴿۱۴۹﴾ اور
جب موسیٰ علیہ السلام غصے اور غم سے بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو فرمایا: تم نے میرے جانے کے بعد بہت بُری جانشینی کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے پہلے جلد بازی کی۔ اور انہوں نے جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھ دیں اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ہارون علیہ السلام نے کہا: اے میری ماں کے بیٹے! ان لوگوں نے مجھے بے بس کر دیا اور قریب تھا کہ یہ مجھے قتل کر دیں تو آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیں اور مجھے اس ظالم قوم کے ساتھ شامل نہ کریں ﴿۱۵۰﴾
موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے ﴿۱۵۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ان کے اعمال کو ضائع کرنے کے اسباب سے بچھڑے کو خدا بنانا بھی ہے۔

﴿اتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ اپنے رب سے ملاقات کے لیے جانے کے بعد۔

﴿مِنْ حُلِيِّهِمْ﴾ جو انہیں قبطیوں سے وراثۃً ملے تھے اور سامری نے انہیں اس امر کی تعلیم دی تھی۔

﴿عِجْلًا﴾ بچھڑے کی صورت۔ جب انہوں نے ان زیورات کو پگھلا کر بچھڑے کی شکل بنالی تو سامری نے حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے سموں سے لگنے والی مٹی جو اس نے جمع کر رکھی تھی، اس پر ڈال دی تو وہ ہوا۔

﴿جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ﴾ گائے کی طرح آواز دینے لگا تو سامری نے کہا تمہارا اور موسیٰ کا خدا تو یہ ہے تو انہوں نے اسے خدا بنا لیا۔ حالاں کہ انہوں نے اسے اپنے ہاتھوں سے ڈھالا تھا کہ وہ اس ہاتھوں سے بنائے ہوئے بچھڑے کو خدا بناتے ہیں۔ یہی وہ لوگ تھے جو غفلت و نسیان کے جنگل میں بھٹک رہے تھے۔

﴿اَلَمْ يَرَوْا﴾ اور یہ نہ جان سکے۔

﴿اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ﴾ یعنی وہ بنایا ہوا اور زیورات سے ڈھالا ہوا ان سے کوئی ایسا کلام نہیں کرتا جو ان کے حال کی

اصلاح پردال ہو۔

﴿وَ لَا یَهْدِیْهِمْ﴾ اور نہ ہی انہیں ارشاد کرتا ہے۔

﴿سَبِیْلًا﴾ یعنی خیر وصواب یہاں تک یہ وہ معبود ہونے کے لائق ہو بلکہ۔

﴿اِتَّخَذُوْهُ﴾ معبود بنالیا ہے ظلم اور جھوٹ کی بنیاد پر۔

﴿وَ كَانُوْا﴾ ازخود---

﴿ظٰلِمِیْنَ۰﴾ عقل ونقل کے تقاضے سے تجاوز کرنے والے۔

﴿وَ لَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ﴾ ان پر ان کے اس عمل کی ندامت ظاہر ہوئی اور انہیں اپنی جہالت اور بے وقوفی کا احساس ہوا۔

﴿وَ رَاَوْا﴾ وہ جان گئے۔

﴿اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا﴾ اس قبیح غفلت کے ساتھ جو عقل ونقل کے تقاضے کے بھی سراسر خلاف ہے۔

﴿قَالُوْا﴾ تضرع کرتے، ڈرتے اور شرمسار ہوتے ہوئے۔

﴿لَىِٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا﴾ اپنی وسیع رحمت اور کرم عمیم کے ساتھ۔

﴿وَ یَغْفِرْ لَنَا﴾ اور ہماری کوتاہیوں سے درگذر نہ کرے۔

﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۰﴾ دنیا وآخرت میں عظیم خسارہ۔

﴿وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ﴾ ان امور کے بعد جو ان میں واقع ہوئے اور ان کی بات چیت سن لینے پر، تو وہ ہوئے۔

﴿غَضْبَانَ﴾ حمیت وغیرت سے ان پر غصہ غالب ہوا۔

﴿اَسِفًا﴾ قوم کی گمراہی پر غمگین و پرملال ہوئے۔

﴿قَالَ﴾ غضب کی حالت میں۔

﴿بِئْسَمَا﴾ یعنی وہ چیز بہت بری ہے۔

﴿خَلَفْتُمُوْنِیْ﴾ میرے پیچھے پیدا کرلی۔

﴿مِنْ بَعْدِیْ﴾ میرے رب کے پاس جانے کے بعد تاکہ میں تمہاری صلاح واصلاح میں اضافہ کرسکوں۔مگر اے حد سے بڑھنے والو! تم نے تو اپنے ضلال میں مزید اضافہ کرلیا اور تم عذاب کے مستحق قرار پائے۔

﴿اَعَجِلْتُمْ﴾ اے بے وقوفو!

﴿اَمْرَ رَبِّكُمْ﴾ اس کے عذاب وعقاب کی۔

﴿وَ اَلْقَى﴾ اپنے غضب کی وجہ سے۔

﴿الْاَلْوَاحَ﴾ تورات کی وہ تختیاں جو آپ کے ہاتھ میں تھیں ان سے کچھ تو ٹوٹ گئیں اور احکام کی تفصیل سے متعلق کچھ عبارات مضمحل ہوگئیں اور وعظ ونصیحت کے مضامین باقی رہ گئے۔

﴿وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ﴾ یعنی ہارون علیہ السلام اور غیظ وغضب سے ان کے سر کے بال پکڑے۔

﴿یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ﴾ یعنی اپنی طرف انہیں جھڑکنے اور ان پر سختی کرتے ہوئے کہ وہ کیوں نہ ان کی نگرانی کر سکے اور انہیں اس فعل سے باز رکھتے اور وہ بچھڑے کو خدا بنا کر کفر وضلال کا شکار ہوگئے۔

﴿قَالَ﴾ ہارون علیہ السلام نے عذر پیش کرتے ہوئے اور غم کا اظہار کرتے ہوئے۔

﴿ابْنَ اُمَّ﴾ ماں کی طرف منسوب کرنا رحم ومہربانی حاصل کرنے کے لیے تھا۔

﴿اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ﴾ جب میں نے ان پر اس فعل کا انکار کیا اور اس سے انہیں باز رکھنے کی کوشش کی تو وہ سارے میرے دشمن ہوگئے بلکہ۔

﴿وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ﴾ شدت غضب اور میرے ساتھ عداوت کی وجہ سے۔

اور تم بھی مجھ پر غضب ناک ہو رہے ہو اور تمہاری اس ڈانٹ ڈپٹ اور مجھ پر اظہار غضب سے تو وہ خوش ہو رہے ہیں۔

﴿فَلَا تُشْمِتْ﴾ اے میرے بھائی خوش نہ کرو۔

﴿بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ﴾ شریک۔

﴿مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝﴾ عقل ونقل کے تقاضے سے خارج ہونے والی۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی یہ گفتگو سنی تو انہیں اپنے اس عمل پر ندامت ہوئی اور اپنے

بڑے بھائی کے ساتھ یہ سلوک ان پر ناگوار گذرا تو آپ نے اسی وقت اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا۔

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي﴾ وہ سلوک جو میں نے ان کے ساتھ کیا حالاں کہ وہ تو بری الذمہ تھا۔

﴿وَلِأَخِي﴾ ان گمراہ کرنے اور ایک ادنی مخلوق کو تیرا شریک بنانے والوں پر انکار کرنے میں میرے بھائی نے کوتاہی نہیں کی۔

﴿وَأَدْخِلْنَا﴾ اپنے فضل وکرم سے۔

﴿فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾---

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن
بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى
وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ
إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ
﴿١٥٥﴾ ﴾ [الأعراف:152-155].

بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا انہیں دنیا کی زندگی میں ان کے رب کی طرف سے بہت جلد غضب اور ذلت پہنچے گی۔ اور ہم بہتان باندھنے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں ﴿١٥٢﴾ اور جن لوگوں نے بُرے کام کیے پھر ان کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو بے شک آپ کا رب اس (توبہ وایمان) کے بعد بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے ﴿١٥٣﴾ جب موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا تو انہوں نے (تورات کی) تختیاں اٹھالیں جن کی تحریر میں ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت تھی جو اپنے رب سے

ڈرتے ہیں (۱۵۴) اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر مرد ہمارے وعدۂ ملاقات کے لیے منتخب کیے۔ پھر جب زلزلہ نے انہیں پکڑ لیا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو انہیں اور مجھے اس سے پہلے ہلاک کر دیتا۔ کیا تو ہمیں اس غلطی کی وجہ سے ہلاک کرتا ہے جو ہم میں سے چند احمقوں نے کی۔ یہ تو محض تیری آزمائش ہے تو اس کے ذریعہ جس کو چاہے گمراہ کر دے اور جس کو چاہے ہدایت بخش دے۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے (۱۵۵)

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ﴾ جسے محض اس لیے خدا بنالیا گیا کہ اس کے اندر سے آواز آرہی ہے۔

﴿سَیَنَالُهُمْ﴾ اور دار آخرت میں ان پر عذاب نازل ہوگا۔

﴿غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ کہ اللہ تعالیٰ اپنے حضور کے صحن سے انہیں دور کر دے گا۔

﴿وَ ذِلَّةٌ﴾ رسوائی اور بے قدری۔

﴿فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ كَذٰلِكَ﴾ دونوں جہانوں میں۔

﴿نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ﴾ جو ہمارے ساتھ شریک بناتے ہیں ہمارے غیر کو ہماری مخلوقات میں سے محض بہتان بازی کرتے ہوئے۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ﴾ قصداً و خطأ۔

﴿ثُمَّ تَابُوْا﴾ اور ہماری طرف رجوع کیا ندامت کے ساتھ۔

﴿مِنْ بَعْدِهَا﴾ یعنی اپنی توبہ کے بعد۔

﴿وَ﴾ اندریں حال کہ ان کی توبہ ایمان سے ملی ہوئی تھی کہ---

﴿اٰمَنُوْا﴾ اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ﴾ اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿مِنْ بَعْدِهَا﴾ ان کی سچی توبہ کرنے کے بعد۔

﴿لَغَفُوْرٌ﴾ ان سے صادر ہونے والے گناہوں پر۔
﴿رَّحِيْمٌ﴾ انہیں توبہ کی توفیق دے کر پھر اسے قبول کرتا ہے۔
﴿وَ لَمَّا سَكَتَ﴾ یعنی پرسکون اور ختم ہوا۔
﴿عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ﴾ جو ان پر چھایا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تورات کی تختیاں پھینک دیں اور بھائی کے بالوں کو پکڑ کر کھینچنا شروع کیا۔
﴿اَخَذَ الْاَلْوَاحَ﴾ ان ٹوٹی بکھری تختیوں کو اگرچہ ان میں ہر شے کی تفصیل بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی تھی۔
﴿وَ﴾ ان سے کچھ بچ گئیں۔
﴿فِیْ نُسْخَتِهَا﴾ ان لکھی ہوئی صحیح سالم میں ایسے اوامر و نواہی بھی تھے جن پر عمل کرنے سے وہ---
﴿هُدًى﴾ توحید حق تک پہنچ سکتے تھے۔
﴿وَّ رَحْمَةٌ﴾ اگر وہ اس سے متصف ہو جاتے تو وہ انہیں گمراہی سے بچا لیتی۔ مگر یہ سب کچھ حاصل اور میسر ہے۔
﴿لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ﴾ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اس کی رضا جوئی کے لیے کسی اور غرض، ریا، شہوت بلکہ جنت کی طلب اور دوزخ سے خوف کے لیے نہیں۔
﴿وَ﴾ ذکر کرو اے اکمل الرسل ﷺ! قصہ کلیم اللہ اپنی اتباع کرنے والوں سے۔
﴿اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ﴾ یعنی ہمارے اذن سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے۔
﴿سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا﴾ چناں چہ آپ نے ۱۲ قبائلِ بنی اسرائیل سے ہر قبیلے کے چھ افراد کا انتخاب کیا، مقررہ تعداد سے جب دو افراد زائد ہو گئے تو آپ نے دو افراد کو ترک کرنے کا حکم فرمایا، جس پر ان میں جھگڑا و فساد پیدا ہو گیا۔ وہ ان دو افراد کی تعیین کرنے میں دنگا فساد پر اتر آئے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹھنے والے کا اجر بھی پہاڑ پر چڑھنے والے کے برابر ہو گا بلکہ اس سے بھی زائد تو کالب اور یوشع نے بیٹھنے پر رضا مندی ظاہر کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں لے کر جب پہاڑ کی گھاٹی میں داخل ہوئے اور اوپر چڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک سیاہ اور کثیف بادل نے آ کر انہیں ڈھانپ لیا جب وہ اس بادل میں داخل ہوئے تو وہ سجدے میں گر گئے تو اس وقت انہوں نے سنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مناجات اور کلام فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں

اپنے اوامر ونواہی کے سلسلے میں احکام دے رہا تھا۔ جب مکالمہ تمام ہوا اور وہ بادل بھی کھل گیا تو انہوں نے سبحانہ وتعالیٰ کا کلام سننے کے بعد کہا، ہمیں تو اس کی ذات کا مشاہدہ مطلوب ہے، ہم تو اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو ظاہر باہر اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیں جیسے اس کا کلام ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے، اس کی ذات کو بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے اس سوال پر بجلی نے انہیں پکڑ لیا۔

﴿فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ بجلی جو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے اتری تھی کہ انہوں نے اپنی وسعت واستعداد سے بڑھ کر سوال کیا تھا۔

﴿قَالَ﴾ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکوئی کرتے ہوئے کہا۔

﴿رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ﴾ یعنی اگر تیری مشیت ان کے ہلاک کرنے سے متعلق ہوتی تو تو نے انہیں کیوں نہ ہلاک کر دیا ہوتا۔

﴿مِنْ قَبْلُ﴾ یعنی اپنا کلام سنانے سے پہلے۔

﴿وَاِيَّاىَ﴾ ایضاً کہ کیوں نہ مجھے بھی ہلاک کر دیتا حتی کہ عوام بنی اسرائیل کے نزدیک انہیں ہلاک کرنے کی نسبت میری طرف نہ کی جاتی اور وہ اس کی بدشگونی مجھ پر نہ ڈالتے اور انتہائی اضطراب کے عالم میں کہا۔

﴿اَتُهْلِكُنَا﴾ شدید بجلی کے ساتھ یارب!

﴿بِمَا فَعَلَ﴾ اس سوال کے سبب۔

﴿السُّفَهَآءُ مِنَّا﴾ لغزش جو ان سے صادر ہوئی وہ تیری عظمت وجلالت اور تیری قدر ومنزلت سے بے خبر تھے۔ بلکہ

﴿اِنْ هِىَ﴾ یہ تو نہیں ہے۔

﴿اِلَّا فِتْنَتُكَ﴾ تیرا ان کے لیے امتحان تھا کہ تو نے انہیں اپنا کلام سنا کر اس آزمائش میں ڈال دیا۔

﴿تُضِلُّ بِهَا﴾ اپنی آزمائش کے ساتھ۔

﴿مَنْ تَشَآءُ﴾ اپنے بندوں میں سے کہ وہ خود پر تیرے ایک انکشاف کے بعد اس سے اعلیٰ اور زیادہ لذیذ انکشاف کی جرأت کریں۔ بس وہ گمراہ ہوئے اور اپنی استعداد کے تقاضے سے لاعلمی کے سبب کفر کر بیٹھے۔

﴿وَتَهْدِىْ﴾ اس آزمائش کے ساتھ۔

﴿مَنْ تَشَآءُ﴾ کہ وہ ایسا سوال کرنے سے خاموش رہتے اور تمام امور کو تیرے سپرد کرتے اور جب تک تجھ سے اجازت نہ لیتے کوئی سوال تجھ سے نہ کرتے۔ یہ سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔

﴿اَنْتَ وَلِيُّنَا﴾ ہمارے امور کا نگران اور نعمتوں کا داتا۔

﴿فَاغْفِرْ لَنَا﴾ جو ہم پر گناہ اور جرائم جاری ہوئے۔

﴿وَ ارْحَمْنَا﴾ اپنی وسیع رحمت کے ساتھ بطور فضل و احسان اور ہمیں معاف فرما دے اپنے لطف و کرم کے ساتھ۔

﴿وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ﴾ مجرموں کے گناہوں کو ڈھانپنے والوں سے اعلیٰ و ارفع۔

﴿ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾ [الأعراف: 156-157].

اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی بے شک ہم نے تیری طرف رجوع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جسے چاہتا ہوں اسے اپنا عذاب پہنچاتا ہوں مگر میری رحمت ہر چیز پر محیط ہے۔ سو میں اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (۱۵۶) جو لوگ اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمی ہے، جس کو وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُرائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں ان پر

حرام کرتا ہے اور ان پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو اتارتا ہے پس جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم کی اور ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں﴿۱۵۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ اكْتُبْ لَنَا﴾ اے ہمارے پروردگار!

﴿فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ ہمیں اپنی آزمائش میں نہ ڈال۔

﴿وَّ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ ایضاً ایسی نیکی جو ہمیں تیری توحید کے رزق تک پہنچادے۔

﴿اِنَّا﴾ تیری رفعت شان اور عظمت برہان کو پہچاننے کے بعد۔

﴿هُدْنَا﴾ ہم نے توبہ کی اور رجوع کیا۔

﴿اِلَيْكَ﴾ اس سے کہ ہم تجھ سے ایسا سوال کریں جس کا ہمیں علم ہی نہیں۔ خصوصاً وہ سوال جو تیری ذات سے متعلق ہو۔

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے جو عظمت وکبریائی کی چادر کے ساتھ متفرد ہے۔

﴿عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ﴾ اپنے خطاکار بندوں سے۔

﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ اطاعت گزاروں اور نافرمانوں کے لیے۔

﴿فَسَاَكْتُبُهَا﴾ اور اسے حتماً ثابت کروں گا۔

﴿لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے محارم سے اس کی رضا جوئی کے لیے۔

﴿وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ اپنے نفوس کو اس بخل سے پاک رکھنے کے لیے جو سنگ دلی اور غفلت کا باعث بنتا ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ اور ان کے تقاضے پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ﴾ جو توحید ذاتی کے ساتھ بھیجا ہوا ہے۔

﴿النَّبِيَّ﴾ مکارم اخلاق کو مکمل کرنے والا۔

﴿الْاُمِّيَّ﴾ درجہ یقین کو پہنچا ہوا، علم لدنی کے ساتھ خاص کیا ہوا، جو کسی واسطہ کسب اور معلم کی تعلیم کے بغیر اس پر

القاء کیا گیا ہے۔

﴿الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ﴾ یعنی تمام اہل کتاب۔

﴿مَكْتُوْبًا﴾ ان کی کتب میں اس کی بعثت اس کے دین اس کے نام اس کا حلیہ اور اس کے تمام اوصاف حمیدہ کا تذکرہ موجود ہے۔

﴿عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ﴾ بایں طور کہ جب وہ مبعوث کیا گیا۔

﴿یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ﴾ جنہیں وہ اپنے نفوس پر حرام کر چکے تھے۔

﴿وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ﴾ ---جنہیں وہ حلال قرار دیتے تھے۔

﴿وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ﴾ ان کا وہ بوجھ جس میں رہبانیت اور زہد کا تصور رکھتے تھے۔

جیسے ان اعضاء کو کاٹ دینا جن سے وہ غلط کام لیتے تھے اور نجاست والے مقام سے کپڑے کو کاٹ دینا وغیرہ۔

﴿وَ﴾ نیز اتار دے گا۔

﴿الْاَغْلٰلَ﴾ تکالیف شاقہ۔

﴿الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ﴾ اس کے ظہور اور اس کی دعوت کے وقت۔

﴿وَ عَزَّرُوْهُ﴾ اور اس کی توقیر و تعظیم کا حق ادا کیا۔

﴿وَ نَصَرُوْهُ﴾ اس کے دین کی تقویت کے لیے۔

﴿وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ﴾ یعنی قرآن مجید۔

﴿الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗ﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تصدیق و تائید کے لیے۔

﴿اُولٰٓىِٕكَ﴾ سعداء اور عنداللہ مقبول اور اس کی اتباع کے سلسلے میں توفیق یافتہ۔

﴿هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠﴾ اس کی طرف سے فلاح و نجاح پر فائز ہیں۔

﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِىِّ ٱلْأُمِّىِّ ٱلَّذِى يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ وَمِن قَوْمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِٱلْحَقِّ وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾ ﴾ [الأعراف:158-159].

آپ فرمائیے: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ جس کی بادشاہی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پس تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر جو نبی اُمی ہے جو خود اللہ تعالیٰ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتے ہیں اور تم اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ ﴿١٥٨﴾ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے کچھ لوگ ہیں جو راہِ حق بتاتے ہیں اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں ﴿١٥٩﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم! ہادیٔ عالم اور تمام مخلوقات کی طرف مبعوث۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ﴾ جن کی جبلّت میں غفلت رکھی ہوئی ہے جو اس کے عہد و پیمان کو بھولنے والے ہیں اور کسی ہادی و مرشد کے محتاج ہیں جو انہیں رشد و ہدایت کی راہ دکھائے۔

﴿إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ﴾ اس نے مجھے رسول بنایا ہے۔

﴿إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ تاکہ میں تمہیں اس کی توحید ذاتی کی طرف دعوت دوں اور اے فطرت توحید پر پیدا کیے ہوئے خوش نصیبو! جان لو کہ سبحانہ وتعالیٰ ہی وہ علیم وقدیر ہے۔

﴿ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ﴾ اور جو کچھ ان میں ہے ایجاداً وتصرفاً، کاملاً، مستقلاً۔

﴿وَٱلْأَرْضِ﴾ اور جو کچھ اس کے اوپر ہے۔

﴿لَآ إِلَٰهَ﴾ شہود میں کوئی متصرف نہیں اور وجود میں کوئی مالک نہیں۔

﴿إِلَّا هُوَ﴾ متصرف اور وجود والوہیت میں مستقل۔

﴿يُحْيٖ﴾ اپنے لطف سے جسے چاہتا ہے اپنے مظاہر سے ظاہر کرتا ہے۔

﴿وَ يُمِيْتُ﴾ اپنے قہر کے ساتھ جسے چاہتا ہے۔ پھر جب تم نے جان لیا کہ پورا ملک اسی کے تصرف میں ہے۔

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ﴾ متوحد اور الوہیت میں متفرد۔

﴿وَ رَسُوْلِهِ﴾ جو اسی کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے تا کہ اس کی توحید کی راہ کو واضح کرے۔

﴿النَّبِيِّ﴾ دارین کے احوال کا مُخبر۔

﴿الْاُمِّيِّ﴾ صاحبِ کشف۔

﴿الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ﴾ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین رکھتے ہیں اور ان تمام کلمات کی تصدیق کرتے ہیں، جو اس کی طرف سے نازل کیے ہوئے ہیں اور کسی مدرس، مرشد اور معلم کا ان میں کوئی عمل دخل نہیں۔

﴿وَ﴾ جب اس کی یہ شان ہے تو---

﴿اتَّبِعُوْهُ﴾ اے طریقِ حق کے طالبو اور اس کی توحید کے قاصدو!

﴿لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝﴾ ان کی متابعت کرتے ہوئے اس کی توحید حقیقی کی طرف۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى﴾ یعنی بنی اسرائیل سے۔

﴿اُمَّةٌ﴾ درمیانی جماعت ہے۔

﴿يَّهْدُوْنَ﴾ لوگوں کو توحید حق کی طرف۔

﴿بِالْحَقِّ﴾ صدق جو واقع کے مطابق ہے ان کی فطرت کی نجابت اور عقیدے کی استقامت کے پیش نظر۔

﴿وَ بِهٖ يَعْدِلُوْنَ۝﴾ اس صدق کے باعث وہ میانہ روی اختیار کیے ہوئے ہیں اور احکام میں افراط وتفریط سے کام نہیں لیتے۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَقَطَّعْنَٰهُمُ ٱثْنَتَىْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ إِذِ ٱسْتَسْقَىٰهُ قَوْمُهُۥٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْحَجَرَ ۖ فَٱنۢبَجَسَتْ مِنْهُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلْغَمَٰمَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلْمَنَّ وَٱلسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾ ﴾ [الأعراف: 160].

اور ہم نے ان کو بارہ الگ الگ قبیلوں میں تقسیم کر دیا اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی جب ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر قبیلے نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا اور ہم نے ان پر من و سلویٰ اُتارا۔ ہم نے تمہیں جو پاک چیزیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ﴿١٦٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ قَطَّعْنٰهُمُ﴾ یعنی ہم نے انہیں تقسیم کیا۔

﴿اثْنَتَیْ عَشْرَةَ﴾ خاندانِ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی تعداد مطابق۔

﴿اَسْبَاطًا﴾ کہ ہر جماعت ان میں کسی ایک کی سبط قرار پائی اس لیے وہ ہوئے۔

﴿اُمَمًا﴾ مختلفہ اگر چہ سب کا ایک ہی نام ہے یعنی بنی اسرائیل۔

﴿وَ﴾ من جملہ ہماری ان پر نعمتوں سے یہ ہے کہ---

﴿اَوْحَیْنَآ﴾ اپنے مقام جود و کرم سے۔

﴿اِلٰی مُوْسٰی اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗ﴾ یعنی جب وہ حیران و پریشان پیاسے پھر رہے تھے۔

﴿اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ﴾ جس سے دیگر امور میں استعانت کرتے ہو۔

﴿الْحَجَرَ﴾ جو تمہارے سامنے ہے جب آپ نے مارا۔

﴿فَانْۢبَجَسَتْ﴾ فی الفور پھوٹ پڑے۔

﴿مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ ایک ہی بار مارنے سے ۱۲ خاندانوں کے لیے جاری ہو گئے۔

﴿قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ﴾ ہر خاندان نے۔

﴿مَّشْرَبَهُمْ﴾ جو ان کے لیے مخصوص تھا تا کہ باہم نزاع وخصومت پیدا نہ ہو۔

﴿وَ﴾ من جملہ ان پر ہمارے انعامات میں سے یہ بھی ایک انعام تھا۔

﴿ظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ﴾ یعنی ہم نے بادل کو حکم دیا کہ وہ ان پر سایہ فگن رہے میدان تیہہ میں تا کہ انہیں گرمی کی شدت سے تکلیف نہ ہو اور وہ آرام پائیں۔

﴿وَ﴾ ایضاً

﴿اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ﴾ پینے کے لیے ترنجبین تا کہ ان کا مزاج ٹھنڈا رہے۔

﴿وَ السَّلْوٰى﴾ سمانی بٹیر، ان کی غذا کے لیے اور ہم نے ان سے کہا:

﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ تمہارے مزاج کی تقویت کے لیے۔

﴿وَ مَا ظَلَمُوْنَا﴾ ہمارے احکام سے نکلنے والوں نے۔

﴿وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝﴾ یعنی معاصی وجرائم کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں عذاب کے مستحق ہوئے۔ اس قبیح سلوک کے باوجود ہم نے ان سے مراعات کی اور ان پر انعام فرمایا۔

﴿ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۶۱ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝۱۶۲ ﴾ [الأعراف:161-162].

اور جب ان سے کہا گیا کہ اس بستی میں جا کر آباد ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے جی چاہے کھاؤ اور کہو: ہمیں بخش دے اور دروازے سے سر جھکائے ہوئے داخل ہو تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں

گے اور نیک لوگوں کو زیادہ اجر دیں گے ﴿۱۶۱﴾ پس جو بات انہیں کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ
اور کر دیا تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا کیونکہ وہ ظلم کرتے تھے ﴿۱۶۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اپنی جانوں پر ظلم کی ایک مثال یہ بھی ہے۔

﴿اِذْ قِيْلَ لَهُمُ﴾ اور ان کے اصلاح حال کے لیے تاکید کی گئی۔

﴿اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ﴾ یعنی بیت المقدس۔

﴿وَ كُلُوْا مِنْهَا﴾ اس کے وسیع ماکولات سے۔

﴿حَيْثُ شِئْتُمْ﴾ بلا روک ٹوک۔

﴿وَ قُوْلُوْا﴾ ہماری طرف متوجہ اور متضرع ہوتے ہوئے۔

﴿حِطَّةٌ﴾ اے ہمارے مولیٰ! ہماری تیری میں درخواست ہے کہ تو ہمارے صادر ہونے والے سابقہ گناہوں کو معاف کر دے۔

﴿وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ﴾ سجدہ کرتے ہوئے یعنی باب بیت المقدس میں۔

﴿سُجَّدًا﴾ تذلل کرتے اور اپنی پیشانیوں کو حقیر مٹی پر رکھتے ہوئے ازراہ تادیب و تعظیم۔

﴿نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓــٰٔتِكُمْ﴾ اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی بلکہ---

﴿سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اپنی طرف سے رضاء اکبر۔

﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ﴾ ہمارے حکم کے خلاف خروج کیا۔

﴿قَوْلًا﴾ سچی بات جو ہم نے ان کے اصلاح حال کے لیے کہی تھی۔

﴿غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ﴾ ہمارے رسولوں کی زبان پر بلکہ انہوں نے لفظاً و معنیً تحریف کر ڈالی جیسا کہ سورۂ بقرہ میں مذکور رہا۔

﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ﴾ ان کی اس تحریف کے باعث۔

﴿رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ یعنی عذاب جو نازل ہوا آسمان کی جانب سے۔

﴿بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ۝﴾ ہمارے اوامر واحکام کے تقاضے سے خروج کرنے کی پاداش میں۔

﴿ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ
إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ
كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ
أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا
بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ
﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ ﴾[الأعراف:163-166].

اور (اے رسول) آپ ان سے اس بستی کے متعلق پوچھیں جو سمندر کے کنارے واقع تھی جبکہ وہ سبت کے حکم کی نافرمانی کرتے تھے، جب ہفتہ کے دن مچھلیاں تیرتی ہوئی ان کے پاس آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو وہ ان کے پاس اس طرح (اتنی کثرت سے) نہ آتی تھیں۔ ہم ان کو آزمائش میں ڈالتے تھے اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے ﴿۱۶۳﴾ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے (ناصحین سے) کہا کہ تم اس قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے۔ انہوں نے کہا تاکہ (ہم) تمہارے رب کے سامنے معذرت پیش کرسکیں اور شاید وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں ﴿۱۶۴﴾ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو فراموش کردیا جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی جو بُرائی سے روکتے تھے اور جو لوگ ظلم کرتے تھے ہم نے ان کو بُرے عذاب میں مبتلا کردیا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے ﴿۱۶۵﴾ پھر جب انہوں نے اس چیز سے سرکشی کی جس سے وہ روکے گئے تھے تو ہم نے انہیں حکم دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ ﴿۱۶۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ نیز اپنی جانوں پر ان کے ظلم کی ایک مثال نقض عہد کے سلسلے میں ان کی حیلہ سازی اور دھوکہ بازی بھی

ہے اگر تو یہ جاننا چاہے۔

﴿سْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ﴾ یعنی بستی والوں سے ان کا مکر وفریب پوچھ لو۔

﴿الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ﴾ دریا کے قریب تھی، ایک قول کے مطابق وہ ایلہ تھی، ایک قول پر طبریہ الشام اور ایک قول کے مطابق وہ مدین تھی۔

﴿اِذْ يَعْدُوْنَ﴾ ہماری حدود وعہود سے تجاوز کرتے تھے۔

﴿فِى السَّبْتِ﴾ یعنی ان کا ہم سے عہد تھا کہ وہ شکار نہیں کریں گے بلکہ اس دن کو ہماری عبادت کے لیے خاص رکھیں گے۔ اس لیے محافظت عہد کے سلسلے میں ہم نے انہیں آزمایا۔

﴿اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ﴾ جس روز شکار حرام تھا۔

﴿شُرَّعًا﴾ لگاتار اور بھرپور تعداد میں۔

﴿وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ﴾ یعنی ان کے ہفتے کی روز جیسی۔

اس صورت حال کو دیکھنے کے بعد انہوں نے اپنے شیاطین کی تعلیم سے وہاں حوض بنادیے اور ان میں پانی چھوڑ دیا۔ ہفتے کے روز ان میں مچھلیاں جمع ہو جاتیں، جنہیں وہ اتوار اور سوموار کے روز شکار کر لیتے۔ ہمارے ساتھ ان کے اس مکر وفریب کے باعث اور اس حیلہ سازی سے نقض عہد کرنے کے سبب۔

﴿نَبْلُوْهُمْ﴾ مسخ کی آزمائش سے۔

﴿بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۝﴾ عہد کے تقاضے سے فسق وخروج کے باعث۔

﴿وَ﴾ یاد کرو۔

﴿اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ﴾ ان کے صالحین کی ایک جماعت نے مصلحین سے کہا جو حیلہ سازوں اور عہد شکنوں سے بطور وعظ ونصیحت کہہ رہے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی دھوکہ بازی کیوں کرتے ہو۔ گویا تمہیں اس کی پکڑ اور انتقام کا کوئی خوف وخطر نہیں۔

﴿لِمَ تَعِظُوْنَ﴾ اے تذکیر واصلاح کرنے والو!

﴿قَوْمًا﴾ جو غفلت وگمراہی میں ڈوب چکی ہے۔

﴿اللّٰہُ مُہۡلِکُہُمۡ اَوۡ مُعَذِّبُہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو ہلاک کرنے کا اردہ کر رکھا ہے

اور وہ انہیں ان کے فسق وفجور پر شدید عذاب دینا چاہتا ہے۔

﴿قَالُوۡا﴾ مصلحین نے۔ ہماری انہیں وعظ ونصیحت۔

﴿مَعۡذِرَۃً﴾ ہماری طرف سے۔

﴿اِلٰی رَبِّکُمۡ﴾ جس نے ہمیں برائی سے روکنے کا تاکیدی حکم دے رکھا ہے۔

﴿وَ لَعَلَّہُمۡ یَتَّقُوۡنَ۝﴾ یعنی ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری وعظ ونصیحت سے انہیں ان کی غفلت سے

بیدار کردے گا۔

﴿فَلَمَّا نَسُوۡا﴾ اور انہوں نے اعراض کیا۔

﴿مَا ذُکِّرُوۡا بِہٖۤ﴾ یعنی وعظ ونصیحت سے۔

﴿اَنۡجَیۡنَا الَّذِیۡنَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ﴾ پند ونصیحت کرنے والوں کو۔

﴿وَ اَخَذۡنَا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا﴾ اس سے اعراض کرتے ہوئے۔

﴿بِعَذَابٍۭ بَئِیۡسٍۭ﴾ شدید اور دردناک۔

﴿بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ۝﴾ ان کے فسق اور اعراض کے باعث۔

﴿فَلَمَّا عَتَوۡا عَنۡ مَّا نُہُوۡا عَنۡہُ﴾ الحاصل جب وہ ہمارے اوامر ونواہی سے اعراض کرتے ہوئے کبر وغرور میں

مبتلی ہوئے تو---

﴿قُلۡنَا لَہُمۡ﴾ ان کے نبی حضرت داوٗد علیہ السلام کی زبان پر۔

﴿کُوۡنُوۡا﴾ اے متکبرو، سرکشی وگمراہی میں ڈوب جانے والو!۔

﴿قِرَدَۃً خٰسِئِیۡنَ۝﴾ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور اس کی تکلیفات کے سامنے تکبر کرکے ذلیل اور رسوا ہونے والو! اس کے باوجود کہ تم کو انسانیت کی علامات تکالیف کے برداشت کرنے پر پیدا کیے گئے تھے۔ جب ان سے روگرداں ہوئے تو انہیں انسانیت کے لوازم سے محروم کردیا گیا اور گھٹیا ترین جانوروں میں شامل کردیا گیا۔

﴿ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ
رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ
الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٦٨﴾
فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ
عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ
وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ ﴾ [الأعراف:167-169].

اور یاد کرو جب آپ کے رب نے اعلان کیا تھا کہ وہ ان پر قیامت کے دن تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو انہیں بُرا عذاب چکھائیں گے۔ بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے وہ بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان بھی ہے﴿۱۶۷﴾ اور ہم نے انہیں زمین میں کئی گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے بعض نیک ہیں اور بعض دوسری طرح کے ہیں اور ہم نے انہیں نعمتوں اور تکلیفوں کے ساتھ آزمایا تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کریں﴿۱۶۸﴾ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین بنے جو کتاب کے وارث ہو کر اس (فانی) دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عنقریب ہمیں بخش دیا جائے گا۔ اور اگر ان کے پاس اس طرح کا اور مال آجائے تو اُسے بھی لے لیں گے۔ کیا ان سے کتاب میں یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے اور انہوں نے وہ سب کچھ پڑھ لیا جو تورات میں تھا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے آخرت ہی کا گھر بہتر ہے۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے﴿۱۶۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اپنے پیروکاروں کے سامنے تلاوت کرو اور انہیں یاد دلاؤ وہ وقت۔

﴿إِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ﴾ یعنی عزم کیا اور اپنے ذمہ کرم پر لیا گویا اس نے قسم کھائی۔

﴿لَيَبْعَثَنَّ﴾ اور مسلط کرے گا۔

﴿عَلَيۡهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ﴾ دائماً ابداً---

﴿مَنۡ يَّسُوۡمُهُمۡ﴾---

﴿سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ﴾ اسی لیے تم دیکھتے ہو کہ جہاں بھر میں یہودی پر ذلت ورسوائی مسلط کی ہوئی ہے۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ﴾ جس پر عذاب کا ارادہ فرماتا ہے۔

﴿وَ اِنَّهٗ﴾ ایضاً۔

﴿لَغَفُوۡرٌ﴾ مخلص اور تائب کے لیے۔

﴿رَّحِيۡمٌ۝﴾ توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ مٹاتا ہے۔

﴿وَ﴾ ہماری طرف سے ان کے لیے غایت درجہ کی رسوائی یہ ہوئی کہ---

﴿قَطَّعۡنٰهُمۡ﴾ بانٹ دیا ہم نے انہیں۔

﴿فِى الۡاَرۡضِ اُمَمًا﴾ فرقہ فرقہ۔

﴿مِنۡهُمُ الصّٰلِحُوۡنَ﴾ اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھنے والے۔

﴿وَ مِنۡهُمۡ دُوۡنَ ذٰلِكَ﴾ بدبخت اور ایمان کے تقاضے سے خارج ہونے والے۔

﴿وَ﴾ بالجملہ۔

﴿بَلَوۡنٰهُمۡ﴾ ہم نے ان کا امتحان لیا۔

﴿بِالۡحَسَنٰتِ﴾ عطاء وانعام کے ساتھ۔

﴿وَ السَّيِّاٰتِ﴾ پکڑ اور انتقام کے ساتھ۔

﴿لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ۝﴾ اس امید پر کہ وہ ہمارے متعلق بیدار ہوں اور ہماری میں رجوع کریں۔ اور ہمارے اس امتحان کے بعد۔

﴿فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ﴾ یعنی ان کے چلے جانے کے بعد۔

﴿خَلۡفٌ﴾ ان میں سے خلفاء جن کا دعویٰ تھا کہ وہ---

﴿وَرِثُوا الْكِتٰبَ﴾ یعنی تورات کا علم رکھتے ہیں اس کے باوجود کہ وہ---
﴿يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى﴾ یعنی دنیا جس کی محبت میں وہ ڈوبے ہوئے ہیں۔
﴿وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا﴾ کہ اللہ تعالیٰ اس کی تحصیل پر ہمیں کبھی نہیں پکڑے گا۔
﴿وَ﴾ ان کے حرص ولالچ کا عالم یہ ہے۔
﴿اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ﴾ بلکہ کئی گنا لامتناہی۔
﴿يَاْخُذُوْهُ﴾ پروا کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی مغفرت پر تکیہ کرتے ہوئے۔ حالاں کہ انہوں نے اس کی میں استغفار کیا ہی نہیں۔
﴿اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ﴾ اللہ کا، جو نازل کرنے والا ہے۔
﴿الْكِتٰبِ﴾ میں جس کی وراثت اور علم کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کی کتاب میں ان سے یثاق لیا گیا ہے۔
﴿اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ﴾ اور اس کی طرف منسوب نہ کرو۔
﴿اِلَّا الْحَقَّ﴾ صادق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت۔
﴿وَ﴾ وہ کیسے نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا ہے جب کہ وہ---
﴿دَرَسُوْا﴾ اپنے معلم سے۔
﴿مَا فِيْهِ﴾ احکام، مواعظ، اوامر ونواہی۔
﴿وَ﴾ الحاصل۔
﴿الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ دنیا کے ایندھن سے اور اس کے گناہوں سے بچتے ہیں۔
﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ اس کی خیریت کو۔ یہی لوگ دنیا کی نجاستوں اور اس کی لذتوں میں غوطہ زن ہیں جب کہ اس کی لذات وشہوات کا کوئی مدار وقرار نہیں ہے۔

﴿ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَٰبِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ ۞
وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُۥ ظُلَّةٌ وَظَنُّوٓا أَنَّهُۥ وَاقِعٌۢ بِهِمْ خُذُوا مَآ ءَاتَيْنَٰكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧١﴾ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ
أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَآ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَٰفِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ
تَقُولُوٓا إِنَّمَآ أَشْرَكَ ءَابَآؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۢ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾
وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْءَايَٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ ﴾ [الأعراف: 170-174].

جو لوگ کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں۔ بے شک ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے ﴿١٧٠﴾ اور جب ہم نے ان کے اوپر پہاڑ کو معلق کر دیا گویا وہ سائبان ہے اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے۔ (اور حکم دیا کہ) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد رکھو تا کہ تم متقی بن جاؤ ﴿١٧١﴾ اور یاد کرو جب آپ ﷺ کے رب تعالیٰ نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا اور انہیں خود اُن کے نفسوں پر گواہ بنایا (اور پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔ (یہ گواہی اس لیے تھی) تا کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس سے بے خبر تھے ﴿١٧٢﴾ یا تم یہ نہ کہہ سکو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے ہیں۔ کیا تو باطل پرستوں کے فعل کی وجہ سے ہمیں ہلاک کرے گا؟ ﴿١٧٣﴾ اور اسی طرح ہم آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں ﴿١٧٤﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ﴾ یعنی ان میں سے جو تمسک کرتے ہیں۔

﴿بِالْكِتَٰبِ﴾ یعنی تورات میں وارد ہونے والے ہمارے اوامر و نواہی کے ساتھ۔

﴿وَ﴾ اس کے ساتھ۔

﴿اَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ یعنی دائمی طور پر ان کا میلان ہماری طرف رہتا ہے۔ان کا اجر تو ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔

﴿اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ۝﴾ جو اپنے ظواہر کی اصلاح کرتے ہیں، ان شرائع واحکام کے ساتھ جو ہماری طرف سے نازل کردہ ہیں اور اپنے بواطن کے اخلاص وتوحید کے ساتھ جو تمام اضافتوں کو ساقط کرنے والی ہے۔

﴿وَ﴾ وہ وقت یاد کر۔

﴿اِذْ نَتَقْنَا﴾ ہم نے اکھیڑ دیا۔

﴿الْجَبَلَ﴾ اس کی جگہ سے اور بلند کیا۔

﴿فَوْقَهُمْ﴾ ان پر سایہ فگن ہوا۔

﴿كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ﴾ ان کے سروں پر چھت کی طرح۔

﴿وَّ ظَنُّوْۤا﴾ اپنی بداعمالیوں سے۔

﴿اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ﴾ یہاں تک کہ ہم نے ان سے کہا۔

﴿خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ﴾ تورات کے احکام کو۔

﴿بِقُوَّةٍ﴾ اس کے اوامر واحکام میں عزم خالص اور سچی عزیمت کے ساتھ۔

﴿وَّ اذْكُرُوْا﴾ یعنی نصیحت حاصل کرو اور پیش نظر رکھو۔

﴿مَا فِیْهِ﴾ پند ونصیحت۔

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝﴾ اپنی بداعمالیوں اور اخلاق رزیلہ سے باز آجاؤ۔

﴿وَ﴾ عہد وپیمان کو توڑنا اور شرعی تکلیفوں اور مشقتوں سے اعراض کرنا۔انہی اعراض وانکار کرنے والوں کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ یہ تو بنی آدم کی قدیم روایت چلی آرہی ہے۔وہ وقت۔

﴿اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ﴾ اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ﴾ جب اس نے انہیں نکالا تھا۔

﴿مِنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ ان کے آباء کی پشتوں سے متعارف سلسلہ ولادت کے ساتھ۔

﴿ذُرِّیَّتَهُمْ﴾ یعنی ان کی اولاد کو بطنا بعد بطن۔

﴿وَ اَشْهَدَهُمْ﴾ انہیں حاضر اور مطلع کیا۔

﴿عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ﴾ ان کی روحوں پر جو ان کو بطور فیض عطا ہوئیں اور ان میں ہماری روح سے پھونکا گیا۔ جب انہوں نے اپنی منشاء تخلیق کو پہچان لیا تو ہم نے ان سے کہا۔

﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ جس نے تم میں اپنی روح پھونک کر عدم کی پوشیدگی سے ایجاد و اظہار کیا۔

﴿قَالُوْا﴾ اپنی استعدادات کی زبانوں سے۔

﴿بَلٰى شَهِدْنَا﴾ بعد ازاں کہ تو نے ہمیں شاہد بنایا، تو ہی ہمارا رب ہے، تیرے سوا ہمارا کوئی رب نہیں اور تیرے علاوہ ہمارا کوئی مظہر نہیں۔ اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے عہد و میثاق لیا اور یہ عہد لینے کی حکمت یہ تھی کہ ایسا نہ ہو کہ---

﴿اَنْ تَقُوْلُوْا﴾ مجادلے اور جھگڑے کے طور پر۔

﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ اپنے ان جرائم کے باعث جو ان سے صادر ہوئے اور جو نقض عہد کے مقتضی تھے۔

﴿اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا﴾ تیری ربوبیت اور اس میں تیرے استقلال سے۔

﴿غٰفِلِيْنَ ۝﴾ جاہل تھے اور اس پر ہمیں کوئی تنبیہ نہ کی گئی تھی۔

﴿اَوْ تَقُوْلُوْۤا﴾ اللہ تعالیٰ نے یہ عہد ان سب سے کیوں نہ لیا۔

﴿اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً﴾ چھوٹے اور کمزور۔

﴿مِّنْ بَعْدِهِمْ﴾ ہم نے تو ان کی تقلید کی۔

﴿اَفَتُهْلِكُنَا﴾ اے ہمارے رب! تو ہمیں پکڑ رہا ہے۔

﴿بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝﴾ یعنی ہمارے آباء کے فعل کے باعث جنہوں نے تیرے ساتھ شرک کیا جب کہ ہم تو اس وقت اہل رائے ہی نہ تھے۔ لہٰذا ان کے جرائم کے سبب ہمیں تیرا یہ عذاب تو ہم پر ظلم ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اولاد آدم سے یہ عہد لیا تاکہ ان کے پاس اللہ کے سامنے کوئی حجت نہ رہے۔

﴿وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ﴾ عموماً خصوصاً ہم واضح کرتے ہیں۔

﴿الْاٰيٰتِ﴾ یہود پر جو ہماری توحید پر دال ہیں۔

﴿وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝﴾ اس امید پر کہ وہ بیدار ہوں اور ہماری میں رجوع کریں۔مگر وہ اس سے محروم رہے اور خواب غفلت میں ڈوبے رہے۔

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۗ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ ﴾ [الأعراف:175-178].

اور (اے رسول مکرم ﷺ) ان کو اس شخص کا حال سنایئے جس کو ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا مگر وہ ان آیات سے (روگردانی کرتے ہوئے) نکل گیا۔ پھر شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا﴿۱۷۵﴾ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کے باعث اس کا رتبہ بلند کر دیتے۔لیکن وہ پستی کی طرف جھک گیا اور اپنی خواہش کی پیروی کرنے لگا۔تو اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔آپ (انہیں) یہ واقعات سنائیں شاید وہ غور وفکر کریں﴿۱۷۶﴾ بہت بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ اپنے ہی نفسوں پر ظلم کرتے تھے﴿۱۷۷﴾ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے سو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جن کو وہ گمراہ کر دے تو وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں﴿۱۷۸﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اعراض وانکار میں مبالغہ کرنے کے بعد۔

﴿اتْلُ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی یہود پر اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿نَبَاَ﴾ قصہ اس شخص کا۔

﴿الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ﴾ علم

﴿اٰیٰتِنَا﴾ جو عظیم تھیں۔ اور اپنے اسماء کرام کا، حتی کہ وہ ان کے باعث ہر اس چیز پر قادر ہوا جس کا اس نے ارادہ کیا۔ مگر اس نے اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے ہم سے اعراض وانحراف کر ڈالا جیسا کہ ان باغیوں اور سرکشوں کا طریق کار رہا ہے۔

﴿فَانْسَلَخَ مِنْهَا﴾ یعنی وہ ان آیات عظام کی تجلیوں سے یوں نکل گیا جیسے سانپ اپنی جلد سے نکل جاتا ہے۔

﴿فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ﴾ وہ اس کا تابع ہوا۔

﴿فَكَانَ﴾ اس کی متابعت اور پیروی کرنے سے۔

﴿مِنَ الْغٰوِیْنَ﴾ گمراہی میں ڈوبنے والوں سے کہ ان یہود کی طرح اب اس سے بھی ہدایت کی تمنا نہیں کی جاسکتی۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا﴾ یعنی اگر ہماری مشیت اسے توحید کی انتہائی حد اور اس کے اعلیٰ ترین مرتبے تک پہنچانے سے متعلق ہوجاتی۔

﴿لَرَفَعْنٰهُ بِهَا﴾ ان آیات عظیمہ کے ساتھ۔

﴿وَلٰكِنَّهٗ﴾ وہ اس سے متعلق نہ ہوئی اسی لیے۔

﴿اَخْلَدَ﴾ پستی کا شکار ہوا اور مائل ہوگیا۔

﴿اِلَى الْاَرْضِ﴾ جو ارذل اور اسفل ہے۔

﴿وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ﴾ تا کہ اس پر ہی اس کا نزول وثبات رہے۔

مگر اس کے باوجود وہ ان آیات پر قائم رہنے اور ان کے مقتضی پر ڈٹے رہنے کے لیے مصر ہے۔

﴿فَمَثَلُهٗ﴾ اس تمسک اور اصرار کرنے میں۔

﴿كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ﴾ ایسا حملہ جو ہانپتے ہوئے اس کے زبان نکالنے کا باعث ہو۔

﴿یَلْهَثْ﴾ اس کے باعث وہ زبان نکالتا ہے۔

﴿اَوْ تَتْرُكْهُ﴾ اور تو ایسا انداز اختیار نہ کرے جو اس کی زبان نکالنے کا موجب ہو۔

﴿یَلْهَثْ﴾ ایضا فی ذاتہ اپنی قبیح عادت کے راسخ ہونے کے وجہ سے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ بعینہ یہ کتا۔

﴿مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاقْصُصِ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! یہود سے۔

﴿الْقَصَصَ﴾ مذکور بالا۔

﴿لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ۝﴾ اور اپنے اس اعراض وانکار میں تامل کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اپنی اس بدسلوکی اور عمل قبیح سے باز آئیں۔

● اس آیہ مبارکہ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے بعض مفسرین کرام کا قول یہ ہے کہ یہ بلعام بن باعورا کے حق میں نازل ہوئی، جس کا قصہ معروف ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ امیہ بن الصلت کے بارے نازل ہوئی، جس نے نازل شدہ کتب میں پڑھ رکھا تھا کہ پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی آمد ہونے والی ہے اور وہ ان اوصاف حمیدہ کے حامل ہوں گے اور اسے یہ خوش فہمی تھی کہ وہ ذات والا صفات خود وہی ہوگا۔ جب ختمی مرتبت ﷺ تشریف لائے تو اس نے حسداً انکار کر دیا اور کفر میں چلا گیا۔

﴿سَآءَ مَثَلًا ۨالْقَوْمُ﴾ یعنی بری مثال ہے قوم کی۔

﴿الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ یعنی ان آیات سے انہوں نے اعراض کیا۔

﴿وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ۝﴾ وہ اس اعراض وانکار سے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں کیوں کہ اس کا وبال اور بوجھ انہی پر پڑھ رہا ہے۔ مگر انہیں شعور نہیں کہ ان کے دلوں میں فساد اور ان کی فطرت میں خباثت ہے۔

﴿مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ﴾ کہ وہ جسے کلمہ حق سننے کی توفیق دے۔

﴿فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ﴾ اس کی توحید کی طرف۔

﴿وَ مَنْ یُّضْلِلْ﴾ اپنے رسولوں کی تکذیب اور اپنی آیات کے انکار سے جسے وہ اپنی راہ سے گمراہ کر دے۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ گمراہی اور دوری میں پڑے ہوئے۔

﴿هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝﴾ خسارے سے ہمکنار ہونے والے ہیں جن سے نفع اور ہدایت کی امید نہیں کی جاسکتی۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾﴾ [الأعراف:179-182].

اور بے شک ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لیے پیدا کیے۔ ان کے دل تو ہیں لیکن وہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں لیکن وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان تو ہیں لیکن وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ، یہی لوگ غافل ہیں ﴿١٧٩﴾ اور سب سے اچھے نام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں سو اس کو ان ہی ناموں سے پکارو۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں۔ عنقریب انہیں سزا دی جائے گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ﴿١٨٠﴾ اور ان لوگوں میں جن کو ہم نے پیدا کیا ایک ایسی جماعت بھی ہے جو راہِ حق دکھاتی ہے اور اسی کے ساتھ عدل کرتی ہے ﴿١٨١﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم ان کو بتدریج تباہی کی طرف اس طرح لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی ﴿١٨٢﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا﴾ ایجاد و اظہار کیا۔

﴿لِجَهَنَّمَ﴾ دوری، رسوائی اور امکان و حرمان کی آگ۔

﴿كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ﴾ اس کے باوجود کہ---

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ﴾ جو تکالیف کا دارومدار اور ایمان وایقان کا محل ہیں مگر وہ---

﴿لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا﴾ کہ انہیں علمِ یقینی اور لدنی کا مرتبہ حاصل ہو۔

﴿وَلَهُمْ﴾ ایضاً

﴿اَعْيُنٌ﴾ جو آثار کے مشاہدے کا سبب ہیں اور جن سے ان اوصاف پر استدلال کیا جاتا ہے جو ذات الٰہی کے مرتبے کے موجد ہیں مگر وہ---

﴿لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا﴾ تا کہ انہیں یقین عینی کا مرتبہ حاصل ہو۔

﴿وَ لَهُمْ﴾ ایضاً

﴿اٰذَانٌ﴾ جو کلمہ حق کے سننے کے آلات ہیں اور ان فضائل کو حاصل کرنے کے وسائل ہیں جو اسرار مکنونہ الٰہیہ کے طور پر ان کے نفوس میں موجود ہیں مگر وہ---

﴿لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ کہ انہیں یقین عینی سے یقین حقی کے مرتبے تک ترقی حاصل ہو۔

﴿اُولٰٓىِٕكَ﴾ حمقاء، جہلاء، جو عقلاء وعرفاء کی صفات سے متصف ہیں۔

﴿كَالْاَنْعَامِ﴾ عدم شعور میں۔

﴿بَلْ هُمْ﴾ اپنی استعداد کو ضائع کرنے کے سلسلے میں۔

﴿اَضَلُّ﴾ چوپایوں سے بھی کئی مراتب پر۔

﴿اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۝﴾ ابدی غفلت میں ڈوب کر اپنی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں۔

﴿وَ﴾ اے فضلاء وعرفاء وموحدین! جان لو کہ---

﴿لِلّٰهِ﴾ متوحد اور متفرد فی ذاتہٖ۔

﴿الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ جن پر صفات علیا مترتب ہوتی ہیں اور پھر ان پر وہ آثار مترتب ہوتے ہیں جو عالم کون وفساد غیب وشہادت اور دنیا وآخرت میں رونما ہو رہے ہیں۔

﴿فَادْعُوْهُ﴾ سبحانہ وتعالیٰ کو اے توحید پرستو!۔

﴿بِهَا﴾ اور جملہ حوادث کو اولاً وبالذات اسی کی طرف منسوب کرو۔

﴿وَ ذَرُوا﴾ اور چھوڑ دو باتیں۔

﴿الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ﴾ میلان وشرک کرتے ہیں۔

﴿فِیْۤ اَسْمَآىِٕهٖ﴾ کہ حوادثات کو اولاً وبالذات اسباب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ان کے مذاہب کو ترک کرو

اوران کی مجالس سے علیحدہ رہو اور یاد رکھو کہ ہر ایک---

﴿سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسا کلی کلام فرمایا جو تمام ملل اور ادیان کو شامل ہے۔

﴿وَ مِمَّنْ خَلَقْنَا﴾ اور اپنی صورت پر ظاہر کیا۔

﴿اُمَّةٌ﴾ جو ہماری نیابت وخلافت کا شرف رکھتی ہے۔

﴿يَّهْدُوْنَ﴾ لوگوں کو ہماری طرف رہنمائی کرتی ہے۔

﴿بِالْحَقِّ﴾ واقع کے مطابق۔

﴿وَبِهٖ﴾ حق کے ساتھ ہی، غیر حق سے نہیں، کیونکہ کوئی غیر نہیں۔

﴿يَعْدِلُوْنَ﴾ اور احکام میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔

﴿وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ جو ہماری توحید پر دال ہیں اور ہمارے رسولوں پر منزل ہیں۔

﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ اور انہیں ذلیل وگمراہ کریں گے آہستہ آہستہ یہاں تک کہ انہیں مکمل طور پر ہلاک کر دیں گے اور انہیں دوری کے جہنم اور امکان کی آگ میں داخل کر دیں گے۔

﴿مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ۝﴾ اور نہ سمجھ سکیں گے کہ وہ اس میں کس طرح گر گئے۔

﴿ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ ﴾ [الأعراف:183-186].

اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں۔ بے شک میری تدبیر بہت مضبوط ہے ﴿۱۸۳﴾ کیا انہوں نے اس بات پر غور وفکر نہیں کیا کہ ان کے صاحب (رسول اللہ ﷺ) کو ذرا بھی جنون نہیں۔ وہ تو صرف کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں ﴿۱۸۴﴾ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی وسیع مملکت میں غور نہیں کیا؟ اور ہر چیز

میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ؟ اور اس میں کہ شاید ان کی مقررہ میعاد (موت یا قیامت) قریب آ گئی ہو؟ تو پھر قرآن کے بعد کون سی بات ہے جس پر وہ ایمان لائیں گے ؟﴿۱۸۵﴾ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو چھوڑ دیتا ہے تا کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ﴿۱۸۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ اُمۡلِیۡ لَهُمۡ﴾ یعنی ان کی اکڑ اور غفلت میں انہیں ڈھیل دیں گے کہ وہ اپنے فساد و غرور میں بڑھتے چلے جائیں، خفیہ تدبیر و مکر کے ساتھ۔

﴿اِنَّ کَیۡدِیۡ﴾ منہج ارشاد سے بھٹکنے والے سرکشوں اور مجرموں کے ساتھ بری خفیہ تدبیر۔

﴿مَتِیۡنٌ ۝﴾ بڑی محکم ہے کہ انہیں احساس بھی نہیں ہوتا اور پکڑ لیے جاتے ہیں۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں عناداً ظلم و زیادتی کرنے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدتمیزی کرنے اور ان کی طرف جنون اور کم عقلی کی طرف نسبت کرنے والے بد بخت اللہ تعالیٰ سے شرم کیوں نہیں کرتے۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو انہیں رشد و ہدایت میں تمام عقلاء سے اعلیٰ وارفع بنا کر ارسال کیا ہے۔

﴿اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا﴾ اور تدبر نہ کیا کہ۔۔۔

﴿مَا بِصَاحِبِهِمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ﴾ خفتِ عقل جو خبط کا موجب بنے اور وہ اس کے کلام کو نہ سمجھ سکے کہ بلا قصد بکواس کرتے ہوئے اسے مجنون قرار دے دیا۔

﴿اِنۡ هُوَ﴾ یعنی بلکہ وہ ﷺ عندالتحقیق۔

﴿اِلَّا نَذِیۡرٌ﴾ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے انہیں ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرح انہیں خطرات سے آگاہ کرتے ہیں۔

﴿مُّبِیۡنٌ ۝﴾ ڈرانے کے سلسلے میں واضح اور عظیم الشان ہیں۔

● مروی ہے کہ جب سید عالم نور مجسم ﷺ نے صفا پہاڑ پر چڑھ کر ایک ایک قبیلے کو دعوت دی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے ڈرایا تو ان میں سے ایک قریشی نے کہا کہ تمہارا یہ صاحب مجنون ہے تو یہ

آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ نے زجر وتوبیخ کرتے ہوئے ان باغیوں سے کہا جو اپنی عقلوں کے دائرے سے خارج ہونے والی ہر چیز کو جنون سے منسوب کر دیتے ہیں کیا تم اپنی عقلوں کے مخالف قول کو جنون سے منسوب کرتے ہو اور علوم جو اشیاء سے متعلق ہیں، ان میں اپنی عقل کے مستقل ہونے کا دعویٰ رکھتے ہو۔

﴿اَوَلَمۡ يَنۡظُرُوۡا﴾ اور تدبر نہ کیا کہ ان کی عقلیں کس طرح ناقص اور قاصر ہیں۔

﴿فِىۡ مَلَـكُوۡتِ السَّمٰوٰتِ﴾ اور ان کی نظم ونسق اور ترتیب وتطبیق کی کیفیت میں ان کے کواکب بروج اور ادوار اور ان کے انقلابات کے سلسلے میں جو سردی، گرمی، بہار اور خزاں کے موسم کے متعلق ہیں۔

﴿وَ الۡاَرۡضِ﴾ اور اس کے اوپر موجود ٹیلے، اس کے ہموار خطے، نہریں، دریا، باغات، پھول، کلیاں اور بہت سے عجائب وغرائب جو اس کے اندر ودیعت کیے گئے ہیں۔

﴿وَ﴾ بلکہ وہ تمام۔

﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ﴾ عدم کی پوشیدگی سے جو بدیہی طور پر ظاہر کیا ہے۔

﴿مِنۡ شَىۡءٍ﴾ یعنی ہر وہ شے جس پر شے کا نام بولا جاتا ہے۔اس کے ظہور میں بلند پایہ عقلاء حیران اور متعجب ہو جاتے ہیں۔بایں حیثیت کہ عالم کے ذرات میں ایک چھوٹے سے ذرے کی کیفیت کو نہیں سمجھ سکے۔اس کی علت اور وجہ تخلیق کو سمجھنا تو دور کی بات ہے۔اسی لیے تو نبی اکرم ﷺ نے ایک دعا میں فرمایا تھا۔''اے اللہ! ہم پر اشیاء کو ان کی حقیقت کے ساتھ واضح فرما''---{1}

اور آپ کا یہ قول بھی ہے کہ''اے پروردگار! میرے تحیر میں اضافہ فرما''---{2}

پھر یہ سب کچھ تو ان آفاق میں ہے جو ان کے خارج میں موجود ہیں اور جو عوالم ان کے نفوس میں موجود ہیں، وہ تو انہیں دکھائی ہی نہیں دیتے۔

﴿وَّاَنۡ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُهُمۡ﴾ جو ان کے لیے مقدر اور معین ہے مگر وہ اسے نہیں سمجھ سکیں گے۔

{1} تفسیر الکبیر رازی ۱/۱۰۹ سورۃ فاتحہ

{2} قول عافین ہے احمد بن مقری نفح الطیب

اگرچہ تمام دنیا کے عقلاء ایک شخص کی اجل کی تعیین کے متعلق جمع ہو جائیں۔ پھر بھی اس کی حقیقت کو نہ سمجھ سکیں گے۔ اس کے باوجود کہ ان کی نظر قاصر اور ان کی عقل ناقص ہے مگر وہ جنون کو ان مکاشفین کی طرف منسوب کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ دیکھتے ہیں اور دائماً اس کی ذات کریم کے مطالعے اور مشاہدے میں مستغرق رہتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بشریت کے لوازمات سے نکل چکے ہیں اور ناسوت کے تمام حجابات کو پھاڑ کر نہ جانے کیا حیثیت اختیار کر چکے ہیں---لا الہ الا ھو کل شی ء ھالك الا وجھه---

پھر جب عقل درجہ اعتبار سے گر گئی اور اس کے مدرکات سے اعتماد اٹھ گیا تو اب وثوق و یقین کے لیے وحی و الہام ہی رہ جاتا ہے جو علیم و علام کی جانب سے فیض والقاء کیا ہوا ہے۔

﴿فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ﴾ وحی شدہ احادیث ثابتہ مستندہ سے۔

﴿بَعْدَهٗ﴾ یعنی نزول قرآن کے بعد۔

﴿یُؤْمِنُوْنَ۝﴾ وحی والہام کی تصدیق اور اس پر ایمان رکھنے والے۔

﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ﴾ ہادی راہ مستقیم۔

﴿فَلَا هَادِیَ لَهٗ﴾ جو اس کی رہنمائی کرے۔

تو اے اکمل الرسل ﷺ! آپ پر لازم ہے کہ ان کو ہدایت دینے میں جدو جہد نہ کرو اور نہ ہی ان کی بے تکی باتوں پر کان دھرو کیوں کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو چکا ہے۔

﴿وَ﴾ آپ کیسے کوشش کرو گے ان کے ایمان کے متعلق کیونکہ وہ تو ایسی قوم ہے۔

﴿یَذَرُهُمْ﴾ اور اللہ تعالیٰ انہیں چھوڑ چکا ہے اپنے اسم مضل اور مذل ''گمراہ کرنے والا'' کے ساتھ۔

﴿فِیْ طُغْیَانِهِمْ﴾ حد سے بڑھ جانا۔

﴿یَعْمَهُوْنَ۝﴾ متحیر اور بھٹک رہے ہیں اور کسی وقت بھی ان کو عذاب گھیر سکتا ہے۔ اس لیے انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو۔

﴿ يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْئَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٧﴾ قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ
الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٨﴾ ﴾
[الأعراف:187-188].

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ آپ فرمائیے: اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔ قیامت کی آمد آسمانوں اور زمین پر بہت گراں ہوگی۔ وہ تم پر اچانک ہی آجائے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ اس کی تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجیے: اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿١٨٧﴾ آپ فرما دیجیے کہ میں اپنے نفس کے لیے کسی نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ اگر میں از خود غیب جانتا تو میں (از خود) بہت سا خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی لیکن میں تو صرف (نافرمانوں کو) ڈرانے والا ہوں اور ان لوگوں کو خوش خبری سنانے والا ہوں جو ایمان لائے ہیں ﴿١٨٨﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! آپ سے اس قیامت کے بارے جس کی ہولناکیوں سے آپ انہیں ڈراتے ہیں۔

﴿أَيَّانَ مُرْسٰهَا﴾ کس آن اور کس زمان میں وہ وقوع پذیر ہوگی کہ ہم اس سے پہلے اس پر ایمان لے آئیں۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان کے جواب میں۔

﴿إِنَّمَا عِلْمُهَا﴾ اس کے قیام کا علم۔

﴿عِنْدَ رَبِّي﴾ ان اشیاء سے ہے جو اس نے اپنی ذات کے لیے خاص کر رکھی ہیں اور ان پر کوئی مطلع نہیں ہے۔

﴿لَا يُجَلِّيهَا﴾ اس کے معاملے کو کوئی ظاہر نہ کرے گا۔

﴿لِوَقْتِهَا﴾ جو معین کیا ہوا ہے۔

﴿اِلَّا هُوَ﴾ کیوں کہ یہ ان غیوب خمسہ میں سے ہے جو اس کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
''اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی اتارتا ہے بارش---{1}
پھر اسے مبہم اور مخفی رکھنے اور کسی کو اس پر مطلع نہ کرنے کی حکمت ہے جس کا تقاضا ہے کہ اسے مخفی رکھا جائے کیوں کہ سبحانہ وتعالیٰ اگر اس کے معاملے کو اپنے بندوں پر ظاہر کر دے تو---
﴿ثَقُلَتْ﴾ اس کا معاملہ شاق ہو جائے اس کی ہولنا کی شدت اختیار کر جائے۔
﴿فِی السَّمٰوٰتِ﴾ اہل سماء اور ان میں رہائش پذیر ملائکہ پر۔
﴿وَ الْاَرْضِ﴾ جن وانسان جو اس پر سکونت رکھتے ہیں۔اسی لیے---
﴿لَا تَاْتِیْكُمْ﴾ وہ ساعت، جب وہ آئے گی۔
﴿اِلَّا بَغْتَةً﴾ اچانک اور غفلت پر کہ لوگ اپنے امور کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔
جیسا کہ فرمان رسول ﷺ ہے:
''قیامت لوگوں میں کھلبلی مچادے گی اور انسان اپنے حوض کی درستگی کر رہا ہوگا، کوئی شخص اپنے چوپائے کو پانی پلا رہا ہوگا، کوئی اپنی تجارت میں مشغول ہوگا اور کوئی بازار میں ترازوں کو اوپر نیچے کر رہا ہوگا''---{2}
﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ﴾ اس ساعت اور اس کی آمد کے بارے میں وہ آپ کی پاکیزہ فطرت کے پیش نظر آپ میں ظن و گمان رکھتے ہیں۔
﴿كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا﴾ اس کے وقت کی خبر رکھتے ہو اور اس کی شان کا علم رکھتے ہو اور دائماً اس کے احوال د اھوال کو یاد رکھے ہوئے ہو۔
﴿قُلْ﴾ ان سے۔
﴿اِنَّمَا عِلْمُهَا﴾ اس کے ظہور کا وقت۔
﴿عِنْدَ اللّٰهِ﴾ اس کی قدر کے خزانے اور اس کی لوحِ قضاء میں، اس کے عالم اسماء اور اس کی ذات کے غیب میں ہے۔
﴿وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۝﴾ کہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے اور اس پر کوئی

{1} سورہ لقمان: 34
{2} تفسیر الثعلبی ۴/۳۱۳، تفسیر ابن ابو حاتم ۱۰/۳۱۹

مطلع نہیں ہے۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اس شخص سے فرمادو جو آپ کے ساتھ یہ گمان رکھتا ہے کہ آپ اس کے اسرار و مخفیات کا علم رکھتے ہیں اور اس کے موجودات کے حقائق و ماہیات کی خبر رکھتے ہیں، عبودیت کا اعتراف کرتے ہوئے اور اپنی ذات سے اختیار کا سلب کرتے ہوئے۔

﴿لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا﴾ یعنی نفع جمع کرنے میں۔

﴿وَّ لَا ضَرًّا﴾ یعنی ضرر دور کرنے میں۔

﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ نفع و ضرر کے سلسلے میں جو اس نے مجھ پر عطا کی ہے اور نہ ہی میں از خود غیب جانتا ہوں مگر جو اللہ تعالیٰ میری طرف بطریق وحی فیض کرتا ہے۔

﴿وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ یعنی اگر میرا علم میرے امور کی عاقبت و انجام سے متعلق ہوتا تو---

﴿لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ﴾ یہاں تک ہو جاتا کہ---

﴿مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ﴾ اصلاً

﴿اِنْ اَنَا﴾ بلکہ میں تو نہیں ہوں۔

﴿اِلَّا نَذِیْرٌ﴾ اپنے رب کے حکم سے اور اس کی وحی کے تقاضے پر ڈراتا ہوں۔

﴿وَّ بَشِیْرٌ﴾ اس کی وحی کے تقاضے پر بشارت دیتا ہوں۔

﴿لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۠﴾ اور اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام پر۔ پھر غیب دانی اللہ تعالیٰ کا خاصہ کیوں نہ ہو کہ---

﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ (۱۸۹) فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (۱۹۰) اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ (۱۹۱) وَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ (۱۹۲) ﴾ [الأعراف: 189-192].

وہ (اللہ ہی) ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانپ لیا تو اسے ہلکا سا حمل ہوگیا جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہتی ہے۔ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جوان کا پروردگار ہے کہ اگر تو نے ہمیں صحیح وسالم بیٹا دیا تو ہم ضرور تیرے شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے ﴿۱۸۹﴾ پس جب اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح وسالم بیٹا عطا فرمایا تو دونوں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا لیے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ان سے بلند و برتر ہے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں ﴿۱۹۰﴾ کیا یہ لوگ ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں ﴿۱۹۱﴾ اور وہ ان (مشرکین) کے لیے کسی مدد کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی خود اپنی مدد کر سکتے ہیں ﴿۱۹۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ﴾ تمہیں ایجاد واظہار کیا۔

﴿مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ وہ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام۔

جو اولاً صرف جسد عنصری تھے اور کسی علم سے آشنا نہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے اسماء سے جتنا ارادہ فرمایا، وہ انہیں تعلیم فرمایا اور وہ ان کے حقائق اور اس کی وجوہات سے واقف نہ تھے کیوں کہ یہ سب امور مغیبات سے تعلق رکھتے ہیں، جن پر اس نے کسی کو مطلع نہیں کیا۔

﴿وَ﴾ ان کے ظاہر کرنے کے بعد۔

﴿جَعَلَ مِنْهَا﴾ یعنی اس کی جنس سے پیدا کیا۔

﴿زَوْجَهَا﴾ حواء سلام اللہ تعالیٰ علیہا۔

﴿لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا﴾ اس سے انس حاصل کرے۔

﴿فَلَمَّا تَغَشّٰهَا﴾ اللہ تعالیٰ کے الہام سے اس کے ساتھ مباشرت کی۔

﴿حَمَلَتْ﴾ حاملہ ہوئی۔

﴿حَمْلًا خَفِیْفًا﴾ خفیف سا بوجھ اپنے پیٹ میں محسوس کیا۔

﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ اس پر ایک مدت گزری اوراس کے بوجھ کا ادراک کرنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا تذکرہ کیا تو الہام کے ذریعے معلوم ہوا کہ وہ لڑکا ہے۔

﴿فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ﴾ بایں طور کہ اس پر اس کے حمل کا بوجھ بڑھ گیا اوراس کی زندگی کے آثار کا احساس ہونے لگا۔

﴿دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا﴾ لڑکا صحیح سالم۔

﴿صَالِحًا﴾ ہماری دل لگی اور باہمی انس کے لیے۔

﴿لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۝﴾ اس کی نعمتوں کے ہمیشہ ہمیشہ۔

﴿فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا﴾ نیک کے بعد نیک اور بد کے بعد بد بطنا بعد بطن۔

﴿جَعَلَا﴾ شکر کرنے کی جگہ۔

﴿لَهٗ شُرَكَآءَ﴾ شیطان کے بہکاوے میں آ کر۔

﴿فِيْمَآ اٰتٰهُمَا﴾ اولاد، تو شیطان کے سکھانے سے انہوں نے ان بچوں کے عبد الحارث عبد العزی اور عبد المنات نام رکھ دیے۔

﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ﴾ جو بذاتہ مطلقاً شرک سے پاک ہے بالخصوص۔

﴿عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝﴾ وہ دونوں اور دیگر مشرکین۔

یاد رہے کہ ان کا یہ شرک قصد و اختیار سے نہیں بلکہ شیطان کے وسوسے اور اغواء سے تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَيُشْرِكُوْنَ﴾ صیغہ جمع ان کی اولاد کے اعتبار سے ہے۔

﴿مَا لَا يَخْلُقُ﴾ اور ظاہر کرتا ہے۔

﴿شَيْئًا﴾ قلیل وحقیر۔ بلکہ۔

﴿وَّهُمْ﴾ اصنام و شرکاء بذات خود۔

﴿يُخْلَقُوْنَ۝﴾ مخلوق ہیں دیگر ساری مخلوقات کی طرح۔

﴿وَ﴾ ان بتوں کو ہمارا شریک کیسے بناتے ہیں جب کہ وہ تو الوہیت و ربوبیت میں---

﴿وَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ﴾ اپنے پجاریوں کے لیے۔
﴿نَصْرًا﴾ کہ ان سے کسی اذیت کو دور کرسکیں کیوں کہ یہ جمادات ہیں۔
﴿وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ۝﴾ یعنی وہ اذیت ومضرت کے دور کرنے میں خود اپنی مدد نہیں کرسکتے تو دوسروں کی کیا مدد کریں گے۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ
(۱۹۳) اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۹۴) اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ
اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ
(۱۹۵)﴾ [الأعراف:193-195].

اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں گے۔ تمہارے لیے برابر ہے خواہ تم انہیں بلاؤ یا خاموش رہو (۱۹۳) بے شک تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پس تم انہیں پکارو پھر انہیں چاہیے کہ وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو (۱۹۴) کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ آپ کہیے: تم اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو (۱۹۵)

تفسیر الجیلانی

﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ﴾ اے توحید پرست ایمان دارو! مشرکوں اور شرک پر اصرار کرنے والوں کو۔
﴿اِلَى الْهُدٰى﴾ اسلام جو انہیں توحید حق تعالی تک پہنچانے والا ہے۔
﴿لَا يَتَّبِعُوْكُمْ﴾ اپنی بد باطنی اور خبیث فطرت کی وجہ سے بلکہ---

﴿سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ﴾ ان سرکشوں کو ہدایت دینے کا ارادہ رکھنے والے مومنو!

﴿اَدَعَوْتُمُوْهُمْ﴾ یعنی تمہارا انہیں دعوت اسلام دینا۔

﴿اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ۝﴾ دعوت دینے سے خاموش رہو اور ان کی طرف التفات نہ کرو۔ اس کی وجہ ان کی بدبختی اور ان کے حجاب کی سختی ہے۔

اس کے بعد سبحانہ وتعالیٰ نے مشرکین کو لاجواب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ﴾ اے گمراہی کا شکار مشرکو! تم عبادت کرتے ہو۔

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ الوہیت میں متفرد اور ربوبیت میں متوحد۔

﴿عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ یعنی وہ بھی تمہاری طرح مخلوق ہیں بلکہ ان کا حال تم سے بھی برا ہے کہ وہ جمادات ہیں اور ان کے پاس کوئی شعور ہی نہیں تو تم انہیں معبود کا نام دے کر کیسے پوجتے ہو۔ اور اگر تم ان کی الوہیت اور تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہو تو---

﴿فَادْعُوْهُمْ﴾ کہ وہ تمہارے مخالفین پر عذاب نازل کریں۔

﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ﴾ کیوں کہ تم ان کی عبادت کرتے ہو۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝﴾ اس بات میں کہ وہ خدا ہیں۔

اے احمقو! تم ان جمادات کی الٰہیت کا کس طرح اعتقاد رکھتے ہو جنہیں تم نے پتھروں اور لکڑیوں کے مواد سے خود تراشا اور تیار کیا ہے۔ جب کہ الٰہ حقیقی تو ایسی مثالوں سے پاک ہے۔ نیز تم ان کی تاثیر کا کیسے اعتقاد رکھتے ہو۔

﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا﴾ اور ان کے باعث وہ تاثیر کے قابل ہوں۔

﴿اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ تاثیر سے پہلے ان قوتوں کا ہونا ضروری ہے پھر تاثیر کے لیے حیات شرط ہے اور ان کے اندر تو حیات ہے ہی نہیں تو یہ تاثیر کیا کریں گے اور تم ان کی تاثیر کے معتقد ہو کچھ تو عقل سے کام لو۔

﴿قُلِ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! انہیں لاجواب کرنے کے لیے۔

﴿ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جن کی مشارکت کا دعویٰ رکھتے ہو اور ان سے مدد چاہو۔

﴿ثُمَّ كِيدُوْنِ﴾ ان کی پوری طاقت کے ساتھ مجھ سے مکر کرو کہ مجھے تمہارے مکر کی قطعاً خبر نہ ہو۔
﴿فَلَا تُنظِرُوْنِ﴾ مجھے سمجھنے اور اپنا دفاع کرنے کا موقعہ بھی نہ دو۔
حاصل یہ ہے کہ میں غیر اللہ کی ولایت نصرت اور تم سے اپنی حفاظت کے لیے اس کے دفاع و معاونت کی کوئی پروا نہیں کرتا۔

﴿إِنَّ وَلِـِّۧيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَآ أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٧﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرٰىهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٩٨﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾﴾ [الأعراف: 196-200].

بے شک میرا حامی اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک لوگوں کی حمایت کرتا ہے ﴿١٩٦﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں ﴿١٩٧﴾ اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ نہ سنیں گے اور تم انہیں دیکھتے ہو کہ وہ (بظاہر) تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے ﴿١٩٨﴾ (اے نبی!) درگزر سے کام لیجیے اور نیکی کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے کنارہ کشی کیجیے ﴿١٩٩﴾ اور (اے مخاطب) اگر شیطان کی طرف سے تجھے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ۔ بے شک وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے ﴿٢٠٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِنَّ وَلِـِّۧيَ﴾ میرا محافظ اور میرے امور کا نگران۔
﴿اللّٰهُ﴾ قادر و قیوم۔
﴿الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ﴾ میری مدد و تائید کے لیے قرآن مجید۔
﴿وَ﴾ اس کے لطف و کرم کا عالم تو یہ ہے کہ---

﴿هُوَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ بذات خود۔

﴿يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۝﴾ اپنے بندوں سے اور وہ خود ہی انہیں ماکرین کے مکر سے محفوظ رکھتا ہے۔ بالخصوص انبیاء کرام علیہم السلام تو اس کے جوارِ کرم اور اس کے حفظ کے پہرے میں رہتے ہیں اور وہ انہیں ہر اذیت وتکلیف دہ چیز سے بچائے رکھتا ہے۔

﴿وَ﴾ پھر سبحانہ وتعالیٰ انہیں ان بتوں کی تاثیر سے کیوں نہ محفوظ رکھے گا۔

﴿الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ﴾ اے گمراہی کا شکار ہونے والو!

﴿مِنْ دُوْنِهٖ﴾ اور ان سے تم مدد کے طلب گار رہتے ہو حالاں کہ وہ---

﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ۝﴾ یعنی وہ تمہاری کیا مدد کریں گے۔ عدم استعداد اور عدم قابلیت کی وجہ سے وہ تو اپنی مدد نہیں کر سکتے۔

﴿وَ﴾ ان کی بدطینتی اور بغض وکینہ کی وجہ سے۔

﴿اِنْ تَدْعُوْهُمْ﴾ اے ایمان والو! ان مشرکین کو۔

﴿اِلَى الْهُدٰى﴾ اور دین اسلام۔

﴿لَا يَسْمَعُوْا﴾ واضح دلائل وارد ہونے کے باوجود قبول نہیں کریں گے۔

﴿وَ تَرٰىهُمْ﴾ اے عبرت کی نظر سے دیکھنے والے!

﴿يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ﴾ اور تم سے قطعی دلائل بھی سنتے ہیں۔

﴿وَ هُمْ﴾ اپنی بدطینتی اور خبث باطنی سے۔

﴿لَا يُبْصِرُوْنَ۝﴾ اپنے اصنام باطلہ کو اور تامل وتدبر نہیں کرتے۔

کہ ان کی طرف شفاعت وشرکت کو منسوب کرنا تو بے بنیاد وہم اور خیال باطل ہے۔ بلکہ فطری عقل کے تقاضے سے خروج وبغاوت ہے اور انتہا یہ ہے کہ وہ اس پر عناد وغرور سے اصرار بھی کیے جا رہے ہیں۔

پھر جب ان کا یہ حال ہے اور ان کا اصرار اس حد تک پہنچ چکا ہے تو---

﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ یعنی اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! غضب کو ترک کرتے ہوئے عفو ودرگذر اور نرمی کا راستہ اختیار کرو

اور تقاضائے نبوت پر شفقت سے کام لو۔

﴿وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ نبوت وولایت کے نور سے جس قوم میں رشد وہدایت قبول کرنے کی صلاحیت پاؤ، اسے اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے دعوت دو۔

﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ اصرار کرنے والوں سے اور اگر تم سے جھگڑا کریں تو تم اس کا جواب معقول طریقے سے دو اور آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون گمراہ ہے اور کس نے ہدایت حاصل کرنی ہے۔

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ﴾ تشویش میں ڈال دے۔

﴿مِنَ الشَّيْطٰنِ﴾ جو جاہلی غیرت اور غضبی قوتوں کو ابھارنے والا ہے۔

﴿نَزْغٌ﴾ وسوسہ اور بہکاوا جو تمہیں غضب پر اکسانے اور حلم ونرمی کے تقاضے سے باہر کر رہا ہو۔

﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ اس کی فریب کاریوں سے اور اس کے وسوسے اور مکر وفریب سے بچنے کے لیے اس کے حضور رجوع کر۔ سبحانہ وتعالیٰ اس کے شر وفساد سے تمہارے لیے کافی ہوگا۔

﴿اِنَّهٗ﴾ بذات خود۔

﴿سَمِيْعٌ﴾ تمہاری مناجات کو۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ تمہاری حاجات کو۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو وعظ ونصیحت کے طور پر فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾﴾ [الأعراف:201-203].

بے شک جو لوگ متقی ہیں جب شیطان کی طرف سے انہیں کوئی بُرا خیال آتا ہے تو وہ (خدا کو) یاد کرنے لگتے ہیں اور فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ﴿۲۰۱﴾ اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں، شیطان انہیں

گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر وہ (انہیں گمراہ کرنے میں) کوتاہی نہیں کرتے﴿۲۰۲﴾ اور (اے رسول!) جب آپ ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتے تو وہ کہتے ہیں: تم نے خود کوئی آیت کیوں نہیں بنالی؟ آپ فرمادیجیے: میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ یہ روشن دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے ہیں۔ اور ہدایت اور رحمت ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں﴿۲۰۳﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا﴾ ہمارے بندوں سے۔

﴿اِذَا مَسَّهُمْ﴾ جب ان پر غلبہ پاتا ہے۔

﴿طٰٓئِفٌ﴾ وسوسہ جو دل کے آس پاس پھرتا ہے۔

﴿مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کی سے جس امر کی تعمیل اور جس سے منع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿فَاِذَا هُمْ﴾ اوامر ونواہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔

﴿مُّبْصِرُوْنَ﴾ خطا کے مواقع کو بھانپ جاتے ہیں اور ان سے دامن بچا کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں۔

﴿وَ﴾ جو نہ ڈرے بلکہ وہ---

﴿اِخْوَانُهُمْ﴾ یعنی اخوان الشیاطین ہیں۔ جب انہیں کوئی وسوسہ مس کرتا ہے نہ تو ان کے پاس یاد دہانی آتی ہے اور نہ ہی وہ اس کی توفیق دیے جاتے ہیں بلکہ---

﴿یَمُدُّوْنَهُمْ﴾ یعنی شیاطین تحسین وتزئین اور اپنے وسوسہ و بہکاوے کے ساتھ انہیں کھینچتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ انہیں ڈال دیتے ہیں۔

﴿فِی الْغَیِّ﴾ گمراہی میں۔

﴿ثُمَّ﴾ اس میں ڈال دینے کے بعد۔

﴿لَا یُقْصِرُوْنَ﴾ بلکہ ان کے اغواء و بہکانے میں اس حد تک مبالغہ کرتے ہیں کہ پھر ان کی فلاح اور درستگی کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔

﴿وَ﴾ ضلال و گمراہی میں ان کے استغراق کا عالم تو یہ ہے۔

﴿اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿بِاٰيَةٍ﴾ جسے وہ آپ سے عناداً طلب کرتے ہیں۔

﴿قَالُوْا﴾ مذاق اور استہزا کے طور پر۔

﴿لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا﴾ اپنے اقوال و مرادات میں سے اس کا انتخاب تم کیوں نہ کر سکے کیا تم اس کے لانے میں عاجز ہو چکے ہو تو اپنے دعوے تقاضے پر اسے اپنے رب سے کیوں نہیں طلب کر لیتے جس طرح باقی آیات تم نے اس سے طلب کی ہیں۔

﴿قُلْ﴾ ان کے جواب میں۔ میں گھڑنے والا نہیں بلکہ میں تو مبلغ اور رسول ہوں۔

﴿اِنَّمَا اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ﴾ جو مجھے رسول اور مبلغ بنانے والا ہے۔ اس کی نظم تالیف، فصاحت و بلاغت اور اس کے اعجاز میں میرا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ---

﴿هٰذَا﴾ قرآن مجید اور جو کچھ اس کے اندر رموز و اشارات ہیں۔

﴿بَصَآئِرُ﴾ صاحبانِ بصیرت اور طالبین کشف کے لیے بتقاضائے اسرار و حقائق جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت کر رکھے ہیں اور جب تمہیں اپنے ان ودیعت شدہ اسرار کا کشف ہوگا تو تم جان لوگے کہ وہ تو---

﴿مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى﴾ جو تمہیں اس مقصد تک پہنچا دے گی، جس کے لیے تم پیدا کیے گئے ہو اور وہ ہے توحید و عرفان الٰہی۔

﴿وَّرَحْمَةٌ﴾ جو اس خدا کی طرف سے تمہارے لیے اترتی ہے جو تمہیں غفلت و نسیان سے بیدار کر رہا ہے۔ مگر یہ سب کچھ۔

﴿لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ جو یقین علمی کے مرتبے پر فائز ہیں اور وہاں سے عین اور حق کے مرتبہ پر ترقی پانے کے خواہش مند ہیں۔

حققنا بلطفك بحقيتك و خلصنا من هويتنا الباطلة بفضلك وجودك يا ارحم الراحمين

﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي
نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ﴿٢٠٥﴾
إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۩ ﴿٢٠٦﴾ ﴾
[الأعراف:204-206].

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے ﴿٢٠٤﴾ اور اپنے رب کو اپنے دل میں خوف اور عاجزی اور پست آواز کے ساتھ صبح و شام یاد کرو اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ ﴿٢٠٥﴾ بے شک جو آپ کے رب کے مقربین ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ وہ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ﴿٢٠٦﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اوصاف قرآن مجید کو سننے کے بعد۔

﴿اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ﴾ تمہارے پاس پڑھا جائے یا خود تم پڑھو۔

﴿فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ﴾ اپنے دلوں کی گہرائی سے اور بقدر وسعت و طاقت اس کے معنی میں غور کرو۔

﴿وَ اَنْصِتُوْا﴾ یعنی خاموش رہو اور تمام قوتوں کے تقاضوں سے کلیۃً اعراض کرو۔

﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ تمہیں دولت انکشاف نصیب ہو اور تم اپنے نفوس، ودیعت کردہ اللہ کی امانتوں اور اس کے رازوں پر مطلع ہو جاؤ۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے مخاطب ہوتا ہے کیوں کہ ایسے خطابات کے تحمل کی وسعت و قابلیت آپ ہی کے پاس ہے تو فرمایا:

﴿وَ اذْكُرْ﴾ یاد رکھ۔

﴿رَّبَّكَ﴾ جس نے تمہیں اپنی صورت پر ظاہر کیا۔

﴿فِيْ نَفْسِكَ﴾ کیوں کہ تم اس کا ظاہر ہو۔

﴿تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً﴾ تضرع کرتے اور ناسوت کی غفلت سے ڈرتے ہوئے۔

﴿وَ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ اپنے مرتبہ ومقام سے جاہل اور محجوبین سے چھپا کر اور اس پر سبحانہ وتعالیٰ کی غیرت کا خیال کرتے ہوئے۔

﴿بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ﴾ یعنی اپنے ان تمام اوقات میں جو بتقاضائے بشریت آپ پر گزر رہے ہیں۔

﴿وَ﴾ الحاصل۔

﴿لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۝﴾ تا کہ آپ مقام شہود پر فائز رہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ﴾ متمکن ہوئے اور پہنچ گئے۔

﴿عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ﴾---

﴿وَ﴾ اس کے ماسوا کی طرف التفات نہیں کرتے بلکہ---

﴿يُسَبِّحُوْنَهٗ﴾ ان کا ناسوت جو وہم اور تصور سبحانہ وتعالیٰ کے متعلق پیش کرتا ہے، وہ اس سے اس کی تنزیہ و تقدیس کرتے ہیں۔

﴿وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ۝﴾ اپنے لاہوتی تقاضے پر اپنی باطل شخصیات سے نکلتے ہوئے اور اس کے متعلق اپنے ناسوتی تخیل کی طرف توجہ کیے بغیر۔

ربنا اکشف عنّا بفضلک حجب ناسوتنا و حقّقنا بفضاء لاھوتک بمقتضی لاھوتھم

[خاتمہ سورہ اعراف]

اے قبلۂ احمدیت اور مقصدِ احدیت محمدیہ کی طرف متوجہ ہونے والے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے اپنی سیدھی راہ کی ہدایت عطا کرے اور تجھے اپنی حقیقی منزل توحید سے ہمکنار کرے، تیرے لیے اس بات کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے کہ تیری نظر اپنے دل کی فضاء پر رہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے جو حقائق ومعارف کے خزانے ودیعت کیے ہیں اسے علیٰ وجہ البصیرت پہچانتا رہے۔ بایں حیثیت کہ اغیار کے غبار کی وجہ سے جو عناصر تجھے تشویش میں ڈالتے ہیں تو ان کی طرف دھیان نہ دے اور اس کے ساتھ ساتھ عبرت واعتبار میں تیرا معیار اس حد تک اعلیٰ ہو کہ مکار شیطان کا وسوسہ اور مغرور وغدار دنیا کی تعزیریں تجھے اس کی یاد سے غافل نہ کرسکیں۔ مگر یہ سرمایہ تجھے اس وقت ہی نصیب ہوگا جب تو قرآن مجید میں مذکور مواعظ، آثار اور اس کے اوامر ونواہی کو صمیم قلب سے یادر کھے اور اس کے بواطن اور حکم واسرار میں تدبر کرتا رہے۔

پھر کتاب اللہ سے رہنمائی لینے کے لیے احادیث رسول ﷺ سے توسل کرنا بھی ضروری ہے کیوں کہ وہ اس کے سرائر ورموز کی کاشف، اس کے مبہمات کے لیے موضح، جادۂ ہدایت سے انحراف کے سلسلے میں تیرے عقیدے کے تحفظ کی ضامن اور تیری قابلیت کے مطابق تجھے توحید کی راہوں کے لیے موصل ہیں۔ اس لیے یہ تیرے شرف وفضل کا باعث ہے کہ تو ان احادیث طیبہ صحیحہ سے استفادہ کرتا رہے اور اس کے ساتھ ساتھ تیری یہ نیت ہو کہ تو اپنے نفس کو روایتی تقلید کے پٹے سے آزاد کرسکے اور تیرا یہ سفر معرفت وتوحید کی منزل کی جانب جاری رہے اور تو اپنے دامن کو بشری لوازمات سے پاک رکھتے ہوئے اپنے تمام حالات میں حق تعالیٰ سے شان بندگی کا اظہار کرتا رہے۔ نیز اپنے لیے اس سلوک میں ارباب ولاء ''جو جمال الٰہی کے مطالعہ میں وارفتگی کی حد تک پہنچ چکے ہیں، اس کی لقاء وحدت کی فضاء میں گامزن ہیں اور اپنے ناسوت کے حجاب سے کلیۃً نکل چکے ہیں'' سے استفادہ واستمداد کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ کیوں کہ یہ وہ طبقہ ہے جو اپنی بشریت کے تقاضوں کی طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوتا ماسوا جماعت ابدال کے تو یہ طائفہ وہ ہے جو عالم تحیر میں ہے، حضوری، وارفتگی، فناء، بقاء اور تبدل وتحقق کے اوصاف سے متصف ہے۔

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ربنا اجعلنا بفضلك من خدامهم و تراب اقدامهم

سُورَةُ الأَنفَالِ

[مقدمہ سورہ انفال]

توحید باری تعالیٰ کے مغز کے متلاشیوں اوراس کے چھلکوں سے کنارہ کشی کرنے والے صاحبانِ عقل پر یہ بات مخفی نہیں کہ جو شخص تکلیف شرعی اور طریق توحید میں سلوک سے آشنا ہوا ہے، وہ اگر مرتبہ حیوانیت سے ترقی کر کے انسانیت کے بلند ترین مرتبہ پر نہ پہنچ سکا اور اس کے وجود وظہور کا درخت اپنے اندر ودیعت کردہ معرفت کا ثمر ظاہر نہ کر سکا، نیز وہ ازلی، ابدی، علم لدنی کی حیات سے ہمکنار نہ ہوا۔ بلکہ اپنی فطری اور ہیولانی جہالت پر قائم رہا تو وہ حقیقۃً مردہ اور صورۃً زندہ ہے۔ ایسے اشخاص اپنی موت و جہالت کے باعث روح کی پاکیزگیوں اور اس حیات طبیعیہ طیبہ کی خوشبوؤں سے بہرہ یاب نہیں ہوتے، جو ان انبیاء کرام ﷺ کے انفاس وارواح سے اٹھتی ہیں، جو ان میں روح الٰہی اور نفس رحمانی کو پھونک کر ان کو زندہ کرنے کے لیے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہی وہ رحمانی پھونک ہے جو ان کی شخصیات کی مظہر، ان کے ہیکلوں اور ان کی ماہیتوں کو عدم کی پوشیدگی سے حیات وشہود بخشنے والی ہے۔ یہی وہ محروم القسمت لوگ ہیں جنہوں نے انبیاء کرام ﷺ کی تکذیب کی، ان پر ایمان نہ لائے، ان کے ساتھ قتال کیا، اپنے فطری جہالت پر ڈٹے رہے اور اپنی حیوانی، جاہلی اور گمراہ کن حمیت وغیرت کے تقاضے پر فخر وغرور کرتے رہے۔

اسی لیے ایک عارف کامل کے نزدیک ان کے خون مباح اور ان کے اموال غنیمت قرار پاتے ہیں۔ مگر توحید حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے ان ارزاق میں سے ہے جنہیں حق تعالیٰ نے اپنی کسی مخلوق کی طرف منسوب نہیں کیا اور نہ ہی اسے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا ہے۔

اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اموال غنیمت کی تقسیم کی کیفیت کی خبر دیتے ہوئے اپنے نبی ﷺ کو بطورِ تعلیم خطاب فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں رکرتی ہوں) جو بہت ہی مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ مضبوط عمل پر اپنے بندوں کے درمیان ارزاق کو تقسیم کرنے والا۔

﴿الرَّحۡمٰنِ﴾ شیطان مردود کے اغواء سے ان کے درمیان خلاف و نزاع کے پیدا ہونے پر ان کی اصلاح کے سلسلے میں ان پر مہربان۔

﴿الرَّحِیۡمِ۝﴾ ان کے لیے، کہ وہ انہیں ایمان و تصدیق اور بالخصوص کتاب مبین کے احکام میں زیادتی اور بجا آوری کی توفیق عطا کرتا ہے۔

﴿یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَ اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَ مَغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۴﴾﴾ [الأنفال:1-4].

(اے رسول مکرم!) یہ آپ ﷺ سے اَنفال (مالِ غنیمت) کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرمایئے یہ انفال اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم کامل مؤمن ہو ﴿۱﴾ ایمان والے تو صرف وہی (لوگ) ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آئے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔ اور جب اس کی آیتیں انہیں پڑھ کر سنائی جائیں تو یہ آیتیں ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں ﴿۲﴾ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں ﴿۳﴾ یہی لوگ سچے مؤمن ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے

پاس بڑے درجے ہیں اور بخشش اور باعزت رزق ہے ﴿۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ﴾ یعنی اے خلق عظیم کے پیکر! آپ سے آپ کے اصحاب سوال کرتے ہیں۔

﴿عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ یعنی غنائم کی تقسیم کے بارے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے غنیمت کو نفل سے تعبیر کیا۔ کیوں کہ لغت میں نفل کا معنی زائد عطیہ کا ہے، جسے امام و امیر اس سپاہی کے لیے جو خود کو ہلاکت کی جگہ میں داخل کر دیتا ہے، اس کے حصے سے زائد عطا کرتا ہے۔ کیوں کہ یہ وہ غنائم ہیں جو مجاہدوں غازیوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اعلاءِ کلمۃ اللہ کی خاطر قتال کرنے والوں کے حصص سے زائد ہوتے ہیں اور جو اس ارفع واعلیٰ عمل پر مترتب ہوتا ہے۔ یعنی اموالِ دنیا، وہ نفل وعطیہ زائد ہے جو انہیں ان کے حصوص سے زائد دیا جاتا ہے، جب کہ وہ حصص ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور بلند ترین مرتبہ ہیں۔

﴿قُلِ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿الْاَنْفَالُ﴾ تمام تر۔

﴿لِلّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور ان کی تقسیم سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد ہے۔

﴿وَ الرَّسُوْلِ﴾ جو اس کی طرف سے خلیفہ اور اس کے اذن سے اس کا نائب ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت سے۔

﴿وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ یعنی حالت اور وہ عداوت جو شیطان کے وسوسے اور اس کے اغواء سے تمہارے درمیان پیدا ہو چکی ہے۔

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ یعنی ان کے حکم کی بجا آوری اور ان کے فرمان سے تجاوز نہ کرو۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۰﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کا یقین رکھنے والے۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ایمان میں کامل، مرتبہ یقین وعرفان پر فائز اور ان رسولوں کی تصدیق کرنے والے جو ان کے لیے طریق توحید کو واضح کرنے والے ہیں۔

﴿اَلَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ﴾ واحد، اَحد، الوہیت میں متفرد اور ربوبیت میں متوحد۔

﴿وَجِلَتۡ﴾ خوف واضطراب میں ہوتے ہیں۔

﴿قُلُوۡبُہُمۡ﴾ اس کی عظمت وجلال کی سلطنت کی شان وسطوت سے۔

﴿وَ اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ﴾ جو اس کی وسعت اور اس کی کبریائی پر دال اور اس کے انبیاء ومرسلین پر نازل کردہ ہیں۔

﴿زَادَتۡہُمۡ﴾ وہ آیات بینات۔

﴿اِیۡمَانًا﴾ تصدیقاً، اذعاناً، عیاناً وعرفاناً۔

﴿وَّ﴾ وہ اپنے کمال یقین وعرفان سے۔

﴿عَلٰی رَبِّہِمۡ﴾ اس کے علاوہ اسباب ناقصہ پر نہیں۔

﴿یَتَوَکَّلُوۡنَ﴾ اور اپنے تمام امور میں اسی سے استعانت کرتے ہیں کیوں کہ وہ توحید کے اس مقام پر متمکن ہو چکے ہیں جس نے غیر حق کی طرف ان کی توجہ کو ختم کر دیا ہے۔

﴿الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ﴾ یعنی تمام حالات میں ان کا میلان حق تعالیٰ کی طرف رہتا ہے اور وہ اس کے فیض و جذب کے منتظر رہتے ہیں۔

﴿وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ﴾ اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے مال سے۔

﴿یُنۡفِقُوۡنَ﴾ اس کی راہ میں اس کی رضا جوئی کے لیے۔

﴿اُولٰٓئِکَ﴾ سعداء اور عنداللہ مقبول۔

﴿ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ﴾ اذعان وایقان کے مرتبے پر فائز ہونے والے۔

﴿حَقًّا﴾ کسی تزلزل اور اضطراب کے بغیر ثابت اور مستقر۔

﴿لَہُمۡ دَرَجٰتٌ﴾ عظیمہ۔

﴿عِنۡدَ رَبِّہِمۡ﴾ علم عین اور حق کے درجات۔

﴿وَ مَغۡفِرَۃٌ﴾ ان کے تعینات اور ان کی انانیت کے لیے پردہ ہے۔

﴿وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ﴾ اس کے عوض میں رزق معنوی، جسے پا کر وہ خوش رہیں گے۔ اور یہ عطا محض اللہ تعالیٰ کی

عنایت وکرم نوازی سے ہوگی۔اس لیے کہ جو شخص حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔اس کے حضور ایسا میلان رکھتا ہے جو غیر کی طرف توجہ کو یکسر ختم کر دیتا ہے اور وہ لوازمات امکان سے یہاں تک نکل جاتا ہے کہ وہ تمام اموال دنیا جو اس کی طرف منسوب ہیں، وہ انہیں بایں حیثیت استعمال اور خرچ کرتا کہ اس کا دل ان کی محبت سے خالی ہوتا ہے۔تو سبحانہ وتعالیٰ اس کے اخلاص کے عوض اسے ایسا معنوی رزق عطا کرتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں کھٹکا ہوتا ہے۔

﴿ كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِٱلْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ٥
يُجَٰدِلُونَكَ فِى ٱلْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى ٱلْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ٦ وَإِذْ يَعِدُكُمُ ٱللَّهُ
إِحْدَى ٱلطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ ٱلشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ ٱللَّهُ أَن
يُحِقَّ ٱلْحَقَّ بِكَلِمَٰتِهِۦ وَيَقْطَعَ دَابِرَ ٱلْكَٰفِرِينَ ٧ لِيُحِقَّ ٱلْحَقَّ وَيُبْطِلَ ٱلْبَٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ
ٱلْمُجْرِمُونَ ٨ ﴾ [الأنفال: 5-8].

جس طرح آپ کا رب آپ کو آپ کے گھر (مدینہ منورہ) سے حق کے ساتھ نکال لایا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس کو ناپسند کرنے والا تھا ۵ وہ لوگ آپ سے حق ظاہر ہونے کے باوجود اس میں جھگڑا کر رہے تھے گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے تھے اس حال میں کہ وہ (موت کو) دیکھ رہے ہیں ۶ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک (پر غلبہ) کا تم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ تمہارے لیے ہے۔اور تم یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلح گروہ (ابوسفیان کا قافلہ تجارت) تمہارے حصہ میں آئے اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے کلمات سے حق کو ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے ۷ تاکہ وہ حق کو ثابت کر دے اور باطل کو مٹا دے اگرچہ مجرم لوگ اس کو ناپسند ہی کریں ۸

تفسیر الجیلانی

﴿كَمَآ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! تمہیں عطا کیا ہے جب۔

﴿اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ﴾ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے شام سے لوٹنے والے کاروان مکہ معظمہ کی آپ کو خبر دی تھی، جس میں ابوسفیان بھی موجود تھا۔

﴿بِالْحَقِّ﴾ واقع کے مطابق۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ۔

﴿اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ﴾ آپ کے نکلنے کو۔ان کی کراہت کا یہ عالم تھا کہ۔

﴿يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ﴾ صریح اور وہ جہاد ہے۔

﴿بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ﴾ آپ پر وحی الٰہی سے ظاہر ہو چکا تھا اور آپ سے اس نے نصر وظفر کا وعدہ بھی فرما رکھا تھا۔ مگر وہ نکلتے وقت اتنے مرعوب تھے کہ۔

﴿كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ﴾ جیسے چوپایوں کو ذبح خانے کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

﴿وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ﴾ حیران، خائف اور مرعوب ہوتے ہوئے۔

اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے کامیابی اور فتح ونصرت لکھ دی گئی تھی۔

● مستند روایت میں ہے کہ قریش کا کاروان تجارت شام سے لوٹا تو اس میں ابوسفیان کے علاوہ چالیس گھڑسوار بھی تھے۔اس کارواں میں خطیر سامان تجارت موجود تھا۔حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس تجارتی کارواں کی خبر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس پر مطلع فرمایا۔

چناں چہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی مستقل تیاری کے بغیر جلدی کرتے ہوئے اس کارواں کے تعاقب کے لیے مدینہ منورہ سے نکل کھڑے ہوئے۔اہل کارواں کو جب ان کے خروج کی خبر ملی تو انہوں نے معمول کا راستہ بدل کر صورت حال سے اہل مکہ کو باخبر کر دیا اور ان سے فریاد رسی کی۔مکہ معظمہ کا سردار ابوجہل اپنے ساتھ ایک بھاری جمعیت لے کر بدر کی طرف چل دیا۔اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی دفران میں پہنچ چکے تھے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام دوسری بار بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور آپ سے کارواں اور دشمن میں سے ایک کا وعدہ کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا، جب کہ آپ کی رائے یہ تھی کہ دشمن کے ساتھ مقاتلہ کیا جائے۔بعض صحابہ نے عرض کیا کہ آپ نے ہم سے قتال کا ذکر نہیں کیا تھا کہ ہم اس کی تیاری کر لیتے، ہم تو

کاروانِ تجارت کے لیے نکلے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کاروان تجارت تو ساحل سمندر پر پہنچ کر ہماری دسترس سے نکل چکا ہے اور وہ ابوجہل سامنے آرہا ہے۔

کچھ حضرات نے خائف اور مرعوب ہوتے ہوئے کہا، یارسول اللہ ﷺ آپ کاروان تجارت کو پکڑنے کی کوشش کریں اور دشمن کو چھوڑ دیں۔ اس بات پر آپ ناراض ہوئے تو حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ وہی کام کریں جس کا حکم آپ کے رب نے عطا کیا ہے۔ ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے، جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ تم اپنے رب کے ساتھ جاؤ اور ان سے قتال کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو یہ عرض کریں گے کہ تم اپنے رب کے ساتھ جاؤ اور قتال کرو، ہم بھی آپ کے ساتھ حاضر ہو کر قتال کریں گے۔ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے، اگر آپ ہمیں برک الغماد (حبشہ کا آخری شہر) تک بھی لے جائیں تو ہم کسی کا ہلی اور مخالفت کے بغیر آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے لوگو! میرے پاس جمع ہو جاؤ۔ آپ کا اشارہ انصار کی طرف تھا۔ کیوں کہ آپ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ بیعت عقبہ کے معاہدے کے مطابق مدینہ سے باہر وہ آپ کے دشمن کے خلاف آپ کی مدد و نصرت سے معذرت کر لیں۔

اس موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم گویا آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں، انہوں نے عرض کیا ہم آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی اور آپ کے لائے ہوئے دین حق کی شہادت دی اور آپ کی نصرت و اطاعت کے لیے ہم نے آپ سے عہد و میثاق کیا تو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اگر آپ ہمیں دریا کے سامنے بھی پیش کر دیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ہی اس میں غوطہ لگا دیں گے اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ جب ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوتا ہے تو ہم سستی اور بے ہمتی سے کام نہیں لیتے اور امید ہے اللہ کریم ہماری طرف سے آپ کو دکھا دے گا کہ ہم کس طرح آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس بات نے آپ ﷺ کو خوش کر دیا اور مسرت سے آپ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ چلو اور خوش ہو جاؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے

اب ان دو جماعتوں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم گویا میں ابھی سے قوم کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں---{1}

﴿وَ﴾ اے ایمان والو! وہ وقت یاد کرو۔

﴿اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ﴾ اپنے رسول ﷺ پر وحی کے ذریعے۔

﴿اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ﴾ مغلوب ومقہور ہوگا۔

﴿اَنَّهَا لَكُمْ وَ﴾ جب تم نے وحی کو سن لیا۔

﴿تَوَدُّوْنَ﴾ اور پسند کرتے تھے۔

﴿اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ﴾ یعنی کاروان تجارت۔

﴿تَكُوْنُ لَكُمْ﴾ کیوں کہ قافلے والوں کی تعداد قلیل ہے اور اس کا مال کثیر، اس لیے تمہیں ان کے ساتھ قتال کی نوبت نہ آئے گی۔

﴿وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ﴾ اپنے قہر اور قدرت کے تقاضے کے ساتھ۔

﴿اَنْ یُّحِقَّ﴾ اثبات واظہار کرے۔

﴿الْحَقَّ﴾ یعنی توحید جو واقع کے مطابق ہے اور وہ ہے اسلام۔

﴿بِكَلِمٰتِهٖ﴾ جو اس کی جناب سے ملائکہ پر القاء کیے گئے تھے۔ جب اس نے انہیں اپنے اس حبیب ﷺ کی امداد کرنے کا حکم دیا تھا، جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے بھیجے گئے تھے۔

﴿وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ۝﴾ یعنی انہیں بیخ وبن سے اکھاڑ دے اور ان کی نسل سے کوئی فرد باقی نہ رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول ﷺ پر فضل واحسان ہے۔

﴿لِیُحِقَّ الْحَقَّ﴾ یعنی اسلام جو اس کے حضور محقق اور ثابت ہے۔

﴿وَ یُبْطِلَ الْبَاطِلَ﴾ جو دین اسلام کے مخالف ہے۔

﴿وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ نزول اسلام سے پہلے وہ جس عقیدے پر مصر تھے۔

{1} المستدرک للحاکم ۲۵۷، رقم ۳۲۶۱ تفسیر سورہ انفال

تحقیق حق اور اس کی تمکین، ابطال باطل اور اس کی تذلیل سے اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے۔ (یہ وہی بہتر طور پر جانتا ہے)۔

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾﴾ [الأنفال:9-11].

یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اس نے تمہاری فریاد سن لی (اور فرمایا) یقیناً میں ایک ہزار لگا تار آنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا ﴿٩﴾ اور اللہ تعالیٰ نے اس امداد (فرشتوں کے نزول) کو تمہارے لیے خوش خبری بنایا تا کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور درحقیقت مدد تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت غالب اور حکمت والا ہے ﴿١٠﴾ یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تمہاری تسکین کے واسطے تم پر غنودگی طاری کر دی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تا کہ اس پانی کے ذریعہ تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطان کی نجاست کو دور کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے قدم جما دے ﴿١١﴾

تفسیر الجیلانی

اے اہل ایمان! خود پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو یاد کرو۔

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ﴾ جب تم پر دشمن نے ہجوم کیا، تم تعداد میں قلیل تھے اور وہ تعداد اور ساز و سامان میں تم پر بھاری تھے۔

﴿فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ تمہارے رب تعالیٰ نے تمہاری مدد کرتے ہوئے اور تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر

بولتے ہوئے۔

﴿اَنِّیْ﴾ اپنی قوت وقدرت کے ساتھ۔

﴿مُمِدُّکُمْ﴾ تمہارا معین وناصر ہوں۔

﴿بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ۝﴾ تمہاری تعداد کے پیش نظر (جو ہزار کافروں کے مقابلے میں بہت کم ہے) وہ ان کفار کو پیچھے سے ماریں گے تم ان کو سامنے سے مارنا۔

﴿وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ﴾ اے ایمان والو! تمہاری امداد جو آسمانی ملائکہ سے ہوئی۔

﴿اِلَّا بُشْرٰی﴾ تمہارے لیے، ان پر تمہارے فضل وکرامت کو ظاہر کرنے کے لیے۔

﴿وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُکُمْ﴾ اس پورے وعدے میں جو تم سے کیا گیا تھا۔

﴿وَ﴾ اے مقام توحید پر متمکن ہونے والو! یادرکھو کہ۔

﴿مَا النَّصْرُ﴾ غلبہ اور کامیابی۔

﴿اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ہر اُس شے پر قادر ومقتدر جس کا ارادہ فرماتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ عظمت وجلال کی چادر سے متعزز۔

﴿عَزِیْزٌ﴾ اپنی تمام مقدورات ومرادات پر غالب۔

﴿حَکِیْمٌ۝﴾ اپنے تمام احکام ومامورات میں مضبوطی اور استحکام سے کام لینے والا۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! خود پر اللہ تعالیٰ کے انعام واحسان کو یاد کرو۔

﴿اِذْ یُغَشِّیْکُمُ﴾ اور تم پر اُس کے لطف سے غالب ہو رہی تھی۔

﴿النُّعَاسَ﴾ یعنی نیند تمہارے رعب کو زائل کرنے کے لیے۔ جب تم دشمن کے خوف سے جگ رتے (رات کو جاگنا) میں تھے۔

﴿اَمَنَةً مِّنْهُ﴾ تاکہ تمہیں راحت ملے اور تمہارے دلوں کو اطمینان نصیب ہو۔

﴿وَ یُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ جب تم جنابت کی حالت میں تھے اور پانی پر تمہارے دشمن کا قبضہ تھا اور شیطان تمہیں شرم دلا رہا تھا اور تمہیں وسوسے میں ڈال رہا تھا کہ تم ولایت وامامت کے مدعی ہو، تم کل کے روز

دشمن کے سامنے کیسے نکلو گے، تم تو حالت جنابت میں ہو، جب کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ راہ خدا میں جہاد وقتال اشرف العبادات ہے، ایسے ہذیانات سے وہ تمہارے درمیان فتنہ ڈال رہا تھا تا کہ تم قتال سے اجتناب کرو اور تم جنابت کے سلسلے میں بھی مضطرب تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بارش نازل کر دی۔

﴿لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾ یعنی پانی کے ساتھ تمہارے اجسام کو جنابت صوری سے پاک کر دے، جیسا کہ اس نے تمہارے دلوں کو جنابت معنوی (کفر و نفاق) سے علم لدنی اور توحید کے چھینٹوں سے پاک کر دیا ہے۔

﴿وَيُذْهِبَ عَنكُمْ﴾ بارش کو نازل کرنے کے ساتھ۔

﴿رِجْزَ الشَّيْطٰنِ﴾ یعنی اس کا وسوسہ اور پیاس وغیرہ سے اس کے ڈرانے کو۔

﴿وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ﴾ اس کے نازل کرنے کے ساتھ۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارا ناصر و مددگار ہے۔ جب تم حالت اضطرار میں داخل ہو تو وہ تمہارے یقین کو بڑھانے کے لیے تمہاری مدد کرتا ہے اور اپنا وعدہ وفا کرتا ہے۔

﴿وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ﴾ یعنی اس ربط کے ساتھ، تمہارے قدموں کو جادۂ توحید، توکل علی اللہ اور جملہ امور میں اس کی طرف تفویض سے ہمکنار کرے۔

﴿إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ ءَامَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾﴾ [الأنفال:12-14].

یاد کرو جب آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دوں گا۔ پس (اے مسلمانو!) تم (کافروں کی) گردنوں پر مارو اور ان کے ہر جوڑ پر ضرب لگاؤ ﴿۱۲﴾ یہ حکم اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

کی مخالفت کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے﴿۱۳﴾ یہ تمہاری سزا ہے پس اس کا مزہ چکھو اور بے شک کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے﴿۱۴﴾

تفسیر الجیلانی

اے اکمل الرسل ﷺ! یاد کرو اور اپنے پیروکاروں کو بھی یاد دلاؤ کہ آپ پر اور آپ کے اصحاب پر اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل وکرم ہے۔

﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ﴾ جو آپ کی عون وامداد پر مامور تھے۔ جب دشمن کے قتال کے خوف سے وہ مرعوب ہورہے تھے۔

﴿اَنِّیْ﴾ اپنی کمال قوت وتصرف کے ساتھ۔

﴿مَعَكُمْ﴾ تم پر حاضر اور تم پر شہید ہوں۔

﴿فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ان کی جگہ پر دشمن کے مقابلے میں، کہ وہ اس کے سامنے سے پیٹھ نہ پھیریں۔

﴿سَاُلْقِیْ﴾ میں اہل ایمان کے لیے اپنی کمال مدد ونصرت سے۔

﴿فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا﴾ یعنی دشمن کے دلوں میں۔

﴿الرُّعْبَ﴾ اہل ایمان کا۔ چناں چہ اہل ایمان ان کے مقابل کثیر دکھائی دینے لگے اور وہ ان کے سامنے کھڑے نہ ہوسکے، اور جب وہ پیٹھ دے کر بھاگیں---

﴿فَاضْرِبُوْا﴾ اے ایمان والو!

﴿فَوْقَ الْاَعْنَاقِ﴾ یعنی گردنوں کے اوپر والے حصے میں۔

﴿وَ﴾ اگر وہ گردنیں بچانے کے لیے اپنی ڈھالیں اور اپنے ہاتھ ان کے اوپر رکھیں تو۔

﴿اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ﴾ یعنی ان کی تمام انگلیوں پر تاکہ ان میں قتال کی ہمت وطاقت نہ رہے اور وہ دوبارہ تم پر حملہ نہ کرسکیں۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یہ پسپائی ورسوائی۔

﴿بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ یعنی انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخاصمت ومخالفت کی۔

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ﴾ قہر وانتقام کا جو بھی ارادہ کرے اس پر قادر و مقتدر۔

﴿وَ رَسُوْلَهٗ﴾ تبلیغ احکام کے سلسلے میں اس کی جانب سے موید ہے۔ وہ اس کے حضور سے طرح طرح کے عذاب و عقاب کا مستحق ہوگا۔

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ﴾ عظمت وجلال کا مالک۔

﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ اپنے حکم کے مخالف اور اپنے رسول سے عداوت رکھنے والے پر شدید العذاب اور سریع الحساب ہے۔

﴿ذٰلِكُمْ﴾ یعنی یہ طرح طرح کے عذاب وعقاب، اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کرنے والوں پر نازل ہوتے ہیں۔

﴿فَذُوْقُوْهُ﴾ اے اصرار کرنے اور مخالفت کرنے والو! جو عذاب تمہارے لیے تیار کیا گیا ہے۔

﴿وَ﴾ جان لو!

﴿اَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ اصرار اور سرکشی کرنے والوں کے لیے۔

﴿عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ جس میں وہ ابدالآباد تک رہیں گے۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿١٥﴾
وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَاۗءَ بِغَضَبٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ
رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٧﴾
ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٨﴾ ﴾ [الأنفال: 15-18].

اے ایمان والو! جب جنگ میں تمہارا کافروں سے مقابلہ ہو تو ان کی طرف اپنی پیٹھ نہ

پھیرو ﴿۱۵﴾ اور جو اس روز ان کی طرف اپنی پیٹھ پھیرے گا بجز اس صورت کے کہ وہ جنگ کی حکمتِ عملی ہو یا اپنی جماعت کی طرف پلٹ کر آنے والا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہوگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے ﴿۱۶﴾ پس (اے غازیانِ بدر!) تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا۔ اور (اے نبی مکرم!) جس وقت آپ نے (مٹھی بھر خاک) پھینکی وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی تا کہ وہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور خوب جاننے والا ہے ﴿۱۷﴾ یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کے مکر و فریب کو کمزور کرنے والا ہے ﴿۱۸﴾

تفسیر العبادین

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا کلمۂ حق کو بلند کرنا اور اس کے دین کی نصرت وحفاظت کرنا ہے تو تم پر لازم ہے۔

﴿اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ ان سے قتال کرو اگرچہ وہ ہوں۔

﴿زَحْفًا﴾ تم سے کئی گنا زائد۔

﴿فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ﴾ یعنی ان کے سامنے سے ڈرتے ہوئے منہ نہ پھیرو، اگرچہ وہ تم سے کئی گنا زائد ہوں، چہ جائے کہ وہ تمہارے برابر ہوں یا تم سے کم۔

﴿وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ﴾ تم میں سے۔

﴿یَوْمَىٕذٍ﴾ دشمن سے ملاقات کے روز۔

﴿دُبُرَهٗۤ﴾ ڈرتے اور پیٹھ دکھاتے ہوئے۔

﴿اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا﴾ پشت پھیرنے سے اس کا ارادہ پہلو بدلنے اور لاحق ہونے کا ہو۔

﴿اِلٰى فِئَةٍ﴾ اہلِ ایمان کی جماعت کی طرف، جو ثابت قدم ہے تا کہ ان کے ساتھ استعانت کرے۔

﴿فَقَدْ بَآءَ﴾ راجع اور لاحق ہوا۔

﴿بِغَضَبٍ﴾ نازل ہوا ہے۔

﴿مِّنَ اللّٰهِ﴾ اس کے امر اور حکم و حکمت کی مخالفت کے پیش نظر۔

﴿وَ مَأْوٰهُ﴾ دوسری اٹھان میں۔

﴿جَهَنَّمُ﴾ دوری اور رسوائی۔

﴿وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ۝﴾ مرجع اور ٹھکانہ۔

اے ایمان والو! یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ جو کچھ بھی تم سے صادر ہوا ہے، اسے فخر و مباہات کے ساتھ اپنے نفوس کی طرف منسوب نہ کرنا۔ بلکہ اگرچہ صورۃً انہیں تم نے قتل کیا ہے مگر حقیقۃً۔

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ﴾ کیوں کہ آفاق عالم میں جو امور بھی رونما ہو رہے ہیں، وہ اولاً و بالذات اللہ تعالیٰ اور اس کے اوصاف و اسماء کے آثار سے تعلق رکھتے ہیں۔

﴿وَ﴾ بالجملہ۔

﴿مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ﴾ اے اللہ تعالیٰ کے نبی! جسے اصحابِ نبی پر دشمنوں کے حملہ آور ہونے پر کنکریاں پھینکنے کا حکم دیا ہوا ہے۔

﴿وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ یعنی سبحانہ وتعالیٰ نے اس رمی کو آپ کے ہاتھ سے ایجاد کیا، اور یہ وہ ہاتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ---{1}

اسی لیے آپ کی رمی پر ان کی شکست و پسپائی ہوئی، جسے تم اور وہ بھی بعید از قیاس سمجھتے تھے۔

﴿وَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس رمی کا ظہور۔

﴿لِيُبْلِيَ﴾ اور آزمائے۔

﴿الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا﴾ یعنی غنیمت اور فتح کی نعمت کے ساتھ کہ وہ اس کی نعمتوں پر شکر گزار رہتے ہیں یا نہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا مصلح۔

﴿سَمِيْعٌ﴾ خلوص کی بنیاد پر ان کی مناجات کو سننے والا۔

{1} الفتح:10

﴿عَلِيۡمٌ٥﴾ ان کی ان حاجات کو جن کے وہ دنیا وآخرت میں محتاج ہیں۔

﴿ذٰلِكُمۡ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ حسنِ آزمائش ایمان والوں کے ساتھ خاص ہے۔

﴿وَ﴾ ایمان والو! جان لو۔

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ تمہارے امور کا نگران وکفیل۔

﴿مُوۡهِنُ﴾ بے کار اور کمزور کرنے والا۔

﴿كَيۡدِ الۡكٰفِرِيۡنَ٥﴾ ان کے اس مکر اور حیلوں کو جن کے ساتھ وہ تمہاری بربادی اور رسوائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔

﴿ إِن تَسۡتَفۡتِحُواْ فَقَدۡ جَآءَكُمُ ٱلۡفَتۡحُۖ وَإِن تَنتَهُواْ فَهُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡۖ وَإِن تَعُودُواْ نَعُدۡ
وَلَن تُغۡنِيَ عَنكُمۡ فِئَتُكُمۡ شَيۡـٔٗا وَلَوۡ كَثُرَتۡ وَأَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ١٩ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ
أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَوَلَّوۡاْ عَنۡهُ وَأَنتُمۡ تَسۡمَعُونَ ٢٠ وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ قَالُواْ
سَمِعۡنَا وَهُمۡ لَا يَسۡمَعُونَ ٢١ ۞ إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَآبِّ عِندَ ٱللَّهِ ٱلصُّمُّ ٱلۡبُكۡمُ ٱلَّذِينَ لَا يَعۡقِلُونَ
٢٢ وَلَوۡ عَلِمَ ٱللَّهُ فِيهِمۡ خَيۡرٗا لَّأَسۡمَعَهُمۡۖ وَلَوۡ أَسۡمَعَهُمۡ لَتَوَلَّواْ وَّهُم مُّعۡرِضُونَ ٢٣ ﴾

[الأنفال: 19-23].

اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تمہارے سامنے آچکا ہے۔ اور اگر تم باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو گے تو ہم پھر یہی سزا دیں گے اور تمہاری جماعت تمہارے کسی کام نہ آسکے گی چاہے اس کی تعداد زیادہ ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے ﴿١٩﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اس سے روگردانی نہ کرو حالانکہ تم سن رہے ہو ﴿٢٠﴾ اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا: ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے ﴿٢١﴾ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جانداروں سے بدترین وہ بہرے اور گونگے (انسان) ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے ﴿٢٢﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو وہ ان کو ضرور سنا دیتا اور اگر وہ ان کو سنا بھی دیتا تو پھر بھی وہ روگردانی کرتے ہوئے پیٹھ پھیر لیتے ﴿٢٣﴾

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کافروں سے بطور استہزاء کہا، جو مسلمانوں کے ساتھ قتال کے وقت کعبہ شریف کے طواف کے دوران اس کے پردوں سے لپٹ کر آہ وزاری کرتے ہوئے کہتے تھے۔ اے اللہ! دونوں لشکروں سے جو اعلیٰ، دونوں جماعتوں سے جو ارفع ہدایت کی حامل ہے، اس کی مدد فرما۔

﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا﴾ ہمارے نبی ﷺ اور ان کے پیروکارں سے قتال کے سلسلے میں گمراہی کے میدان میں ہلاک وبرباد ہونے والو!

﴿فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ﴾ تمہارے قتل اور تمہارے قیدی بننے پر یعنی اہل ایمان کے تم پر غالب ہونے کی صورت میں۔

﴿وَاِنْ تَنْتَهُوْا﴾ ان کے ساتھ قتال اور ان کی عداوت سے۔ بلکہ ان کی طرف تہہ دل سے تم بھی اس پر ایمان لے آو۔

﴿فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ تمہاری دنیا اور تمہاری آخرت میں۔

﴿وَاِنْ﴾ یہ ان کے ساتھ مصالحت کرلیں اور نفاق کے طور پر ایمان لے آئیں۔ مگر پھر مرتد ہوجائیں بایں طور کہ۔

﴿تَعُوْدُوْا﴾ ان کے ساتھ قتال اور عداوت کرنے میں۔

﴿نَعُدْ﴾ ان کی نصرت ومدد کی طرف حتی کہ وہ تمہیں صفحہ ہستی سے مٹادیں گے اور تمہیں تمہارے گھروں سے بے گھر کردیں گے۔

﴿وَ﴾ تم ان کی تعداد اور ساز وسامان کی کثرت پر فخر وناز نہ کرو کیوں کہ۔

﴿لَنْ تُغْنِيَ﴾ اور کام نہ آئے گی۔

﴿عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ﴾ جس کے ساتھ مدد وقوت کی امید لگائے بیٹھے ہو۔

﴿شَيْئًا﴾ اہل ایمان کی کامیابی کے سامنے۔

﴿وَّلَوْ كَثُرَتْ﴾ تمہاری وہ جماعت۔

﴿وَ﴾ تمہاری جماعت۔ ان کی طرف سے تمہیں کیسے بے نیاز کرے گی؟۔

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ قادر اور قدرتِ کاملہ کے ساتھ مقتدر۔
﴿مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ مجاہدین کے ساتھ جو کلمۂ توحید کی سربلندی اور اس کے دین کی اور اس کے نبی کی نصرت کے لیے ہمہ وقت مصروف ہیں۔
اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بطور تاکید اہل ایمان کو نداء دیتے ہوئے فرمایا:
﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے۔
﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ﴾ اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔
﴿وَ﴾ اطاعت۔
﴿رَسُوْلَهٗ﴾ جو تمہیں احکامِ حق اور اس کے دین وتوحید کے شعائر کی تبلیغ کرنے والا ہے۔
﴿وَ﴾ نیز تم پر لازم ہے کہ۔
﴿لَا تَوَلَّوْا﴾ یعنی اعراض کرتے ہوئے۔
﴿عَنْهُ﴾ اس کے رسول ﷺ سے تاکہ تم مرتبہ خلافت سے محروم نہ ہو جاؤ۔ پھر کس طرح تم اس کی اطاعت نہ کرو گے۔
﴿وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۝﴾ ان سے کلمۂ حق برضا ورغبت۔
﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا﴾ عدم اطاعت ونافرمانی میں۔
﴿كَالَّذِيْنَ قَالُوْا﴾ کفر ونفاق میں۔
﴿سَمِعْنَا﴾ جو تو نے ہم پر تلاوت کیا۔
﴿وَ هُمْ﴾ اپنے بغض ونفاق کی انتہاء۔
﴿لَا يَسْمَعُوْنَ۝﴾ تسلیم ورضا والی سماعت، تو گویا انہوں نے اصلاً سنا ہی نہیں بلکہ وہ سماع سے محروم ہیں۔ کیوں کہ وہ عقلاء کے رتبے سے گر کر عدم فہم میں چوپایوں کے ساتھ لاحق ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔
﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ﴾ رسولوں کی زبانوں سے کلمۂ حق سننے سے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے۔
﴿الْبُكْمُ﴾ اس کے تکلم کرنے سے، جب کہ وہ اسے سمجھتے ہیں اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ الحاصل یہ لوگ۔
﴿الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۝﴾ یعنی وہ عقلاء کی جماعت سے خارج ہیں۔ اگرچہ شکل وصورت میں وہ عقلاء دکھائی

دیتے ہیں۔

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ﴾ مرتبۂ عقلاء سے گرنے والے ان بے قوفوں کی استعداد میں۔

﴿خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ﴾ کلمۂ حق طاعت شعاری سے۔

﴿وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ﴾ حالانکہ وہ اس کی استعداد سے محروم ہیں۔

﴿لَتَوَلَّوْا﴾ اور اپنی خبثِ طینت کی وجہ سے پھر جائیں گے۔

﴿وَّهُمْ﴾ اپنی اصلی فطرت کے اعتبار سے۔

﴿مُّعْرِضُوْنَ۝﴾ اور اسی اعراض وانحراف پر ہی پیدا کیے ہوئے ہیں۔ان سے اطاعت کی امید رکھنا عبث ہے۔

اس کے بعد پھر سبحانہ وتعالیٰ اہل ایمان کو تذکیر وتعلیم کے لیے ندا فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ﴾ [الأنفال:24-26].

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ۔ جب رسول اللہ ﷺ تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے۔اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے (ارادوں کے) درمیان حائل ہو جاتا ہے۔اور بے شک تم اسی کی طرف اُٹھائے جاؤ گے ﴿٢٤﴾ اور تم اس فتنے سے ڈرتے رہو جو صرف انہی لوگوں کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں۔اور خوب جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے ﴿٢٥﴾ اور یاد کرو جب تم (مکہ کی) زمین میں تھوڑے تھے اور کمزور سمجھے جاتے تھے، تم ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُچک نہ

لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (مدینہ میں) پناہ دی اور اپنی نصرت سے تمہیں قوت بخشی اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا تا کہ تم شکرادا کرو ﴿۲۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پر لبیک کہو۔

﴿اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ﴾ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے اور اس کے نواہی سے اجتناب کرتے ہوئے۔

﴿وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ اس کی سنت اور اس کے آداب واخلاق کو اپناتے ہوئے۔

﴿اِذَا دَعَاكُمْ﴾ تثنیہ کی جگہ واحد کا صیغہ لایا گیا کیوں کہ رسول ﷺ کی دعوت بعینہ اللہ تعالیٰ کی دعوت ہے۔

﴿لِمَا یُحْیِیْكُمْ﴾ علوم دینیہ اور معارف حقیقیہ جو ایسے مکاشفات ومشاہدات کو جنم دیتے ہیں کہ جن کے سامنے سوئی اور غیر اللہ کے نفوس مضمحل اور بے نشان ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس حیات ابدی اور بقاء سرمدی کا باعث بنتے ہیں کہ اس میں پہلی موت کے سوا انہیں کسی اور موت کا ذائقہ نہ چکھنا ہوگا۔ اور وہ ہے حیوانی قوتوں کے تقاضوں اور بشری لوازمات سے انخلاع وانقطاع۔ اس لیے ضروری ہے کہ تمہاری اطاعت شعاری اور تمہارا قول تسلیم و خلوص پر مبنی ہو۔

﴿وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے بواطن واسرار پر مطلع۔

﴿یَحُوْلُ﴾ اور حاجب و پردہ ہو جاتا ہے۔

﴿بَیْنَ الْمَرْءِ﴾ شخصی صورت کے ساتھ مشخص اور عدل وانصاف والے تعین کے ساتھ متعین۔

﴿وَ قَلْبِهٖ﴾ جس میں وہ حق سما جاتا ہے، جو اطلاق وتقیید سے منزہ اور حجابات کثیرہ کے احاطے اور تجدید سے مبرا ہے۔ کیوں کہ جب تک میرے اور اس کے دل کے درمیان حجابات اور پردے پڑے رہیں گے، وہ محبت اور ولاء کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا، جو دراصل فنا اور پھر بقاء تک پہنچانے والی ہے۔

پھر محبت وولاء کے دروازوں کا کھلنا موقوف ہے، اخلاص، تسلیم، تفویض، توکل اور تبتل وتوحید پر اور توحید بھی ایسی جو تمام اضافتوں اور نسبتوں کو کلی طور پر ختم کر دیتی ہے۔

﴿وَ﴾ الحاصل۔

﴿اَنَّہٗٓ﴾ شان یہ ہے۔

﴿اِلَیۡہِ﴾ اظلال ہالکہ اور تعینات باطلہ کے اٹھنے کے بعد سبحانہ وتعالیٰ کی طرف، کسی غیر کی جانب نہیں۔

﴿تُحۡشَرُوۡنَ۝﴾ جیسے سایہ سایہ دار کی طرف لوٹتا ہے۔

﴿وَ اتَّقُوۡا﴾ اے ایمان والو!

﴿فِتۡنَۃً﴾ یعنی معصیت جو عدالت کو ساقط کرنے والی ہے۔ مروت کو زائل اور ایسی مصیبت کو پیدا کر دیتی ہے کہ جس کا اثر اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچتا ہے، جیسے طاعون جو زنا اور لواطت پر مترتب ہوتی ہے۔ اور قحط جو ناپ تول میں کمی کرنے سے ظاہر ہوتا ہے اور ذخیرہ اندوزی وغیرہا۔ ربا اور سود کے تمام طرق بھی اس میں داخل ہیں۔ اس کے باوجود کہ اس کا اثر---

﴿لَّا تُصِیۡبَنَّ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا﴾ اور اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔

﴿مِنۡکُمۡ خَآصَّۃً﴾ بلکہ وہ ظالم وغیر ظالم کو ان کی بدبختی کے باعث عام ہوگا۔ کیوں کہ ان کے غیر بھی منافقت کے طور پر ان کے ساتھ تھے، گویا وہ ان کے اس فعل پر راضی تھے۔

﴿وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ﴾ رداءِ عظمت کا مالک۔

﴿شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ۝﴾ اپنے باغیوں کے لیے سخت انتقام اور سریع الحساب ہے۔

﴿وَ اذۡکُرُوۡۤا﴾ اے ایمان والو! ہماری نعمتوں کو اور ان پر ہمیشہ شکر گزار رہو۔

﴿اِذۡ اَنۡتُمۡ قَلِیۡلٌ مُّسۡتَضۡعَفُوۡنَ﴾ تمہیں کمزور کیے ہوئے وہ لوگ جو---

﴿فِی الۡاَرۡضِ﴾ مکہ مکرمہ کی سرزمین میں تھے (زادھا اللہ شرفاً) تمہارے ضعف وقلت کا عالم یہ تھا۔

﴿تَخَافُوۡنَ اَنۡ یَّتَخَطَّفَکُمُ﴾ اور تمہیں کھا جائیں گے۔

﴿النَّاسُ﴾ روئے زمین سے۔ بایں طور کہ تمہارے ضعف وقلت کے پیش نظر وہ تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔

﴿فَاٰوٰىکُمۡ﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت وتصرف سے اور تمہیں مکہ مکرمہ میں لوٹایا، جب کہ دشمن تو تمہیں ظلماً اس سے نکال چکا تھا۔

﴿وَ اَیَّدَکُمۡ بِنَصۡرِہٖ﴾ کہ تم غالب اور کامیاب ہو کر اسے مکہ مکرمہ سے ذلیل ورسوا کر کے نکال دو۔

﴿وَ﴾ تمہاری تائیداوراس کامیابی کے بعد۔

﴿رَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ جوتم نے بطورِ غنیمت اس سے حاصل کیا۔

﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ اس امید پر کہ تم ہمیشہ ان عظیم وجسیم نعمتوں کاشکرادا کرو گے۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ اہلِ ایمان کو تذکیر ونصیحت کے طور پر ندادیتے ہوئے ارشادفرماتا ہے کہ وہ اس کے اوامر ونواہی پر متوجہ رہیں۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَخُونُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓاْ أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ وَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ ٱللَّهُ ۖ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَٰكِرِينَ ﴿٣٠﴾ ﴾ [الأنفال: 27-30]

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو﴿٢٧﴾ اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس اجرعظیم ہے﴿٢٨﴾ اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے اندر حق و باطل میں تمیز کرنے کی قوت پیدا کردے گا۔ اور تم سے تمہارے گناہ دور کردے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے﴿٢٩﴾ اور یاد کرو جب کافر آپ کے خلاف سازش کر رہے تھے تا کہ آپ کو قید کردیں یا قتل کردیں یا جلاوطن کردیں۔ وہ اپنی سازشیں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے﴿٣٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ۔

﴿لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ﴾ اس کے احکام کی بجا آوری اور اس کے نواہی سے بچنے میں۔
﴿وَ الرَّسُوْلَ﴾ آپ کی سنت اور ان اخلاق و آداب میں جو آپ نے تمہارے احوال کی اصلاح کے لیے وضع کیے ہیں۔
﴿وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ﴾ جن کا تمہیں امین بنایا گیا ہے اعتماد و وثوق کرتے ہوئے۔
﴿وَ﴾ حالاں کہ۔
﴿اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ بذات خود خیانت کی قباحت۔ کسی منذر کے ڈرانے اور کسی مخبر کے خبر دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ پھر امانات کے اندر خیانت، جلبِ منفعت، بے لگام حرص اور اہل و عیال کے پیش نظر صالح مال میں تکثیرِ میلان سے پیدا ہوتی ہے۔
﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے آزمائش و امتحان ہے۔ وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ کیا تم مال و عیال کے معاملے میں مضطرب ہو کر خود کو ہلاکت گاہوں میں ڈالتے ہو، ممنوعات کو مباح سمجھتے ہو اور ان خیانتوں کے مرتکب ہوتے ہو، جو مروت و مردانگی کے رتبے سے گرانے والی ہیں۔ یا پھر اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے حضور سپرد کرتے ہو اور اس کے ازلی و حضوری علم کے تقاضے کے مطابق اپنے متعلق ہونے والی اس کی قضا پر راضی رہتے ہو۔
﴿وَّ﴾ جان لو!
﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ تمہارے تمام احوال پر مطلع۔
﴿عِنْدَهٗٓ﴾ اس کی حفظ و جوار کی بارگاہ میں۔
﴿اَجْرٌ عَظِيْمٌ۝﴾ ان سپرداری کرنے والوں کے لیے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہتے ہیں اور خیانت سے بچتے ہوئے اپنے پاس محفوظ امانتوں میں اخلاص و وفا کا ثبوت دیتے ہیں۔
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اور خوف رکھو اس کے محارم و محظورات میں۔
اموال و شہادت کے سلسلے میں جن امور کا تمہیں امین بنایا گیا ہے، ان امانات کی ادائیگی میں کمی، کوتاہی نہ کرو اور تمام امور کو اس کے حضور سپرد کرتے رہو۔

﴿يَجْعَلْ لَّكُمْ﴾ اور تمہارے دلوں پر از راہ تفضل واحسان نازل کرے گا۔

﴿فُرْقَانًا﴾ جس کے ساتھ تمہارے دلوں کو منور کردے گا، جس کے ساتھ تم حق اور باطل، صواب وخطاء، الہامِ الٰہی اور شیطان کے وسوسے اور اغوا کے درمیان فرق وتمیز کر سکو گے۔

﴿وَّ يُكَفِّرْ﴾ اس کے ساتھ مٹا دے گا۔

﴿عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ یعنی تمہارے وہ جرائم جو تم پر گزر چکے ہیں۔

﴿وَ يَغْفِرْ لَكُمْ﴾ از راہ کرم وفضل تمہارے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔

﴿وَ﴾ اللہ تعالیٰ کے اس افضال وانعام پر تعجب نہ کرو اور نہ ہی ایسی مثالوں سے اس کی رحمت کو دور سمجھو۔

﴿اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا نگران۔

﴿ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝﴾ اور لطف جسیم والا ہے اس شخص پر جو اسی پر توکل کرتا ہے اور تمام حالات میں خشوع و زاری کے ساتھ اسی کی پناہ لیتا ہے۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے تمہیں نجات دی اور بچالیا۔

﴿اِذْ يَمْكُرُ﴾ اور دھوکہ کر رہے تھے۔

﴿بِكَ﴾ آپ کے ہلاک اور قتل کرنے کا۔

﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی قریش مکہ جو آپ کے متعلق دار الندوہ میں مشاورت کر رہے تھے۔

﴿لِيُثْبِتُوْكَ﴾ اور آپ کو ایسے گھر میں بند کر دیں، جس میں کوئی سوراخ نہ ہو، البتہ اس کی چھت میں ایک چھوٹا سا ہوادان رکھ دیا جائے اور اس میں کبھی کبھار تمہارے لیے کھانا ڈال دیا کریں۔

﴿اَوْ يَقْتُلُوْكَ﴾ یکدم ہجوم کر کے تمہیں قتل کر ڈالیں تاکہ کسی ایک معین شخص پر آپ کے قتل کو منسوب نہ کیا جا سکے۔

﴿اَوْ يُخْرِجُوْكَ﴾ مکہ سے، عجلت میں تاکہ ڈاکو آپ کو قتل کر ڈالیں۔

﴿وَ﴾ الغرض۔

﴿يَمْكُرُوْنَ﴾ یہ باغی، فاسق، کافر آپ کے قتل کے لیے۔

﴿وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ﴾ تمہارا رقیب ونگران تمہیں ان سے بچانے کے لیے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ کا مکر (خفیہ تدبیر) ان

کے مکر پر غالب ہوا اور اس نے تمہیں ان کے درمیان سے صحیح سالم نکال لیا۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان کی تمام سازشوں پر مطلع۔

﴿خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝﴾ تاثیر وقوت کے اعتبار سے ان پر اشد اور اقوی۔

دار الندوہ کے اجلاس کی روئیداد کچھ یوں ہے کہ جب قریش مکہ نے سنا کہ انصار مدینہ دھڑا دھڑ ایمان قبول کر رہے ہیں اور آپ ﷺ کی شان کا بول بالا اور آپ کی برہان کی چمک بڑھتی چلی جارہی ہے، تو انہوں نے اس مسئلہ پر غور وغوض کے لیے ایک مشاورتی اجلاس کا اہتمام کیا، اس اجلاس کے دوران ابلیس لعین بھی شیخ نجدی کی شکل وصورت میں پہنچ گیا، کہنے لگا، میں نجد کا شیخ ہوں، میں نے تمہارے اس اجتماع کے بارے میں سنا ہے تو میں نے بھی اس میں حاضری کو ضروری سمجھا، تا کہ دیکھوں کہ اس مسئلے کے حل کے لیے تم کیا تدبیر اختیار کرتے ہو۔

کیوں کہ مزید کچھ وقت گزرنے پر تم اس شخص کے شر سے بھاری نقصان اٹھا سکتے ہو۔ ابو البختری نے کہا، میری رائے یہ ہے کہ تم اسے ایک کمرے میں قید کر دو اور اس کمرے کی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر دو، البتہ اس کی چھت میں ایک چھوٹا سا ہوادان چھوڑ دو، جس سے وقتاً فوقتاً کچھ کھانا پینا اس تک پہنچایا جا سکے اور یہ عمل اس کی موت تک جاری رکھو۔ شیخ نجدی نے کہا، یہ بھی کوئی رائے ہے، اس کے ساتھی اور اس کی قوم کے لوگ آ کر تم سے قتال کریں گے اور اسے تمہارے ہاتھوں سے چھڑا کر لے جائیں گے۔

ہشام بن عمرو نے کہا، میری رائے یہ ہے کہ اس شخص کو اونٹ پر باندھ کر اپنی سرزمین سے نکال دو اور بنو ہاشم تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

شیخ نجدی نے کہا وہ کسی دوسری قوم کو جا کر اپنا گرویدہ بنا لے گا اور ان کے ساتھ مل کر تمہارے ساتھ جنگ وجدال کرے گا، تم اس کی زبان کی کاٹ، اس کے کلام کی شیرینی اور اس کے حسن نظر کو نہیں دیکھتے۔

ابو جہل نے کہا، میری رائے تو یہ ہے کہ ہر قبیلے سے ایک ایک جوان کا انتخاب کرو اور اسے تلوار دو، وہ تمام جوان یک لخت اس پر حملہ آور ہو کر اسے قتل کر ڈالیں، اس کا خون تمام قبائل پر بکھر جائے گا اور بنو ہاشم میں اتنی قوت نہیں کہ وہ تمام قریش سے جنگ کر سکیں، وہ اگر دیت مانگیں گے تو وہ ہم ادا کر دیں گے۔ تو شیخ نجدی (ابلیس) نے کہا کہ اس نوجوان نے درست بات کہی ہے تو سب لوگ اس رائے پر متفق ہو گئے۔

اندریں اثناء حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر اس معاملے سے آگاہ کر دیا اور آپ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی (کرّم اللّٰہ وجھہ) کو اپنے بستر پر لٹایا اور انہیں اپنی چادر اوڑھائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر غار ثور میں پہنچ گئے۔

مشرکین مکہ رات بھر حضرت علی (کرّم اللّٰہ وجھہ) کی نگرانی کرتے رہے اور انہیں نبی ﷺ تصور کرتے رہے۔

صبح کے وقت جب وہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے آپ کے بستر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو موجود پایا، وہ آپ سے پوچھنے لگے، تمہارا صاحب کہاں ہے؟ آپ نے جواب دیا، میں نہیں جانتا۔ وہ آپ کے قدموں کے آثار پر چلے اور غار ثور کے دہانے تک پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہاں مکڑی نے جالا بُن رکھا ہے، تو کہنے لگے، اگر وہ اس میں گئے ہوتے تو یہ جالا سلامت نہ رہتا۔ آپ ﷺ غار ثور میں تین روز تک ٹھہرے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے۔

﴿ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُنَا قَالُوا۟ قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَآ ۙ إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذْ قَالُوا۟ ٱللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ ٱلْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ ٱلسَّمَآءِ أَوِ ٱئْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾ [الأنفال:31-33].

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسی آیتیں کہہ لیں، یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ﴿٣١﴾ اور (یاد کرو) جب انہوں نے کہا: اے اللہ! اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی درد ناک عذاب لے آ ﴿٣٢﴾ اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ انہیں عذاب دے جب کہ آپ ﷺ ان میں موجود ہیں۔ اور نہ اللہ تعالیٰ اس وقت انہیں عذاب دینے والا ہے جبکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں ﴿٣٣﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ان کے ساتھ ہمارے مکر کی صورت یہ ہے کہ ہم نے قساوت وغفلت والی مہران کے دلوں اور کانوں پر لگا رکھی ہے۔ بایں حیثیت کہ۔

﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا﴾ اس کے باوجود کہ وہ ایک زمانے تک ان کا معارضہ کرتے رہے۔ پھر کثرت دواعی واسباب کے باوجود عاجز ہو گئے۔ جب وہ اس کی مثال پیش کرنے سے تھک ہار گئے۔

﴿قَالُوْا﴾ عناد اور جھگڑا کی بنیاد پر۔

﴿قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝﴾ یعنی ان کی وہ جھوٹی باتیں جو انہوں نے بیوقوفوں پر عزت وغلبہ پانے کے لیے اپنے دیوانوں اور دفتروں میں لکھ رکھی تھیں۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! وہ وقت یاد کرو۔

﴿اِذْ قَالُوا﴾ غفلت وضلال میں ڈوب کر اور قرآن ورسول ﷺ کی تکذیب پر غایت درجہ اصرار کرتے ہوئے۔

﴿اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا﴾ جو من گھڑت ہے۔

﴿هُوَ الْحَقَّ﴾ ثابت اور نازل ہے۔

﴿مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا﴾ اس باعث کہ ہم نے اس کی تکذیب کی ہے۔

﴿حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ اور ان کے ساتھ ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دے۔

﴿اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝﴾ دردناک اور ہوش ربا۔ انہوں نے یہ بات قرآن ورسول ﷺ کی تکذیب میں مبالغہ کرتے ہوئے بطور استہزاء تھی۔

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ وہ اگرچہ شدید ترین عذاب وعقاب، قرآن مجید اور آپ کی تکذیب کی وجہ سے کلی طور پر ہلاکت کے حق دار ہیں۔

﴿وَ اَنْتَ فِيْهِمْ﴾ یعنی جب تک آپ ان میں اور ان کے دیار ومکان میں ہیں۔ کیوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب دیا تو اس کا اثر آپ تک بھی پہنچے گا۔

﴿وَ﴾ اگرچہ انہیں عذاب دیتے وقت آپ کا اس سے بچاؤ اور خلاصی پانا بھی ممکن ہے۔

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ﴾ ان کی تکذیب اور انہیں جڑ سے ختم کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔

﴿وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ٥﴾ یعنی ان کی پچھلی نسلوں سے ایمان اور مستقبل میں ان سے استغفار کی توقع کی جا رہی ہے۔ برعکس ہلاک ہونے والی ان امتوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں۔

﴿وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾﴾
[الأنفال:34-35].

اور اللہ تعالیٰ انہیں کیوں عذاب نہ دے حالانکہ وہ (مسلمانوں کو) مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ اور وہ (مسجد حرام) کے متولی نہیں ہیں۔ اس کے متولی تو صرف متقی لوگ ہیں لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ﴿۳۴﴾ اور بیت اللہ کے پاس ان کی نماز بجز سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے نہ تھی۔ پس اب عذاب چکھو بوجہ اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے ﴿۳۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ مَا لَهُمْ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کو انہیں عذاب دینے سے کون سی چیز مانع ہے، جب کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں۔ پھر ان معاندین و متکبرین کو عذاب کیوں نہ دیا جائے۔

﴿وَ هُمْ﴾ اپنے عناد و فساد کی شدت سے۔

﴿يَصُدُّوْنَ﴾ اور اہل ایمان کو پھیرتے ہیں۔

﴿عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اور بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرنے سے اس کی تولیت و ریاست کا دعویٰ کرتے ہوئے۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ وہ۔

﴿مَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ﴾ یعنی ان کے پاس بیت اللہ کی ولایت کی صلاحیت ہی نہیں اور اس کی وجہ ان کے کفر و فسق کی خباثت اور ان کی عدم لیاقت ہے۔

﴿اِنۡ اَوۡلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ﴾ جو کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں، معاصی اور جرائم سے پاک رہتے ہیں۔

﴿وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝﴾ اس کے لیے اپنی عدم ولایت وصلاحیت کو۔ مگر اس کے باوجود وہ اس کی ولایت کے مدعی ہیں اگرچہ ان سے کچھ جانتے بھی ہیں مگر عناد و کبر سے کام لیتے ہیں۔

﴿وَ﴾ اس کے بعد کہ وہ بیت اللہ کی ولایت کے قابل نہیں ہیں۔

﴿مَا كَانَ صَلَاتُهُمۡ﴾ اور ان کی دعا۔

﴿عِنۡدَ الۡبَيۡتِ﴾ جو حق تعالیٰ کی طرف توجہ اور تقرب کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔ بایں طور کہ خضوع وانکسار اور تذلل وافتقار سے اس کے حضور رجوع کیا جائے۔

﴿اِلَّا مُكَآءً﴾ سیٹی بجانا۔

﴿وَّتَصۡدِيَةً﴾ شور وغل کرنا، اس کے باوجود کہ وہ اس کی ولایت اور اس کی حرمت کی رعایت کے مدعی ہیں۔ حالاں کہ ان کا یہ طرز عمل تو اس کی توہین واستخفاف کی علامت ہے جو مستلزم کفر ہے۔

﴿فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ﴾ اے گمراہی میں ڈوبنے والو!

﴿بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۝﴾ دنیا وآخرت میں۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ لِيَصُدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنۡفِقُوۡنَهَا ثُمَّ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ حَسۡرَةً ثُمَّ يُغۡلَبُوۡنَ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحۡشَرُوۡنَ ۝٣٦ لِيَمِيۡزَ اللّٰهُ الۡخَبِيۡثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجۡعَلَ الۡخَبِيۡثَ بَعۡضَهٗ عَلٰى بَعۡضٍ فَيَرۡكُمَهٗ جَمِيۡعًا فَيَجۡعَلَهٗ فِىۡ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝٣٧ ﴾ [الأنفال: 36-37].

بے شک کافر لوگ اپنے مال اس لیے خرچ کرتے ہیں تا کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکیں اور یہ آئندہ بھی خرچ کرتے رہیں گے پھر یہ خرچ کرنا ان کے لیے باعث حسرت ہو جائے گا۔ پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں

گے ﴿۳۶﴾ تا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور سب ناپاکوں کو ایک دوسرے پر رکھ دے پھر ان سب کا ایک ڈھیر بنا کر انہیں جہنم میں ڈال دے۔ یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں ﴿۳۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ حق کو چھپایا اور عناداً باطل پر اصرار کیا۔ یہاں تک کہ۔

﴿يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ﴾ جنگ کرنے والوں پر بطور صدقہ۔

﴿لِيَصُدُّوْا﴾ اور منع کریں اہل حق کو۔

﴿عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ باطل کو حق پر اونچا کرنے اور گمراہی کو ہدایت پر مروج کرنے کے لیے۔ یہ معاملہ بدر کے روز پیش آیا تھا۔

﴿فَسَيُنْفِقُوْنَهَا﴾ اس کے کثیر حصے کو اسی نیت پر اپنی فاسد غرض کی تکمیل کے لیے، مگر وہ اپنے مدعا کو نہ پاسکیں گے۔ اگرچہ وہ اس انفاق میں مبالغے سے کام لے رہے ہیں۔

﴿ثُمَّ﴾ اس کے غیر مفید ہونے پر متنبہ ہونے کے بعد۔

﴿تَكُوْنُ﴾ یہ صدقہ وانفاق۔

﴿عَلَيْهِمْ حَسْرَةً﴾ ان کے دلوں میں راسخ اور طویل غم کا موجب، کہ کسی فائدے کے بغیر مال کو ضائع کر دیا، جس کی وہ امید لگائے ہوئے تھے۔

﴿ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ﴾ اور یہ اس سے بھی بڑا خسارہ ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے دین، نبی اور اس کی کتاب سے اعراض کیا۔

﴿اِلٰى جَهَنَّمَ﴾ دوری، رسوائی اور محرومی کی آگ۔

﴿يُحْشَرُوْنَ۝﴾ جانوروں اور چوپایوں کی طرح ہانکیں جائیں گے اور سبحانہ وتعالیٰ ان کے ساتھ یہ سلوک اس لیے کرے گا۔

﴿لِيَمِيْزَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے اعمال کو جانچنے پرکھنے والا۔

﴿الْخَبِيْثَ﴾ کفر وضلال میں غوطے لینے والا۔

﴿مِنَ الطَّيِّبِ﴾ میل کچیل سے پاک صاف مطلقا۔

﴿وَ﴾ فرق وتمیز کرنے کے بعد۔

﴿يَجْعَلَ الْخَبِيثَ﴾ ایک ہی بنادے کہ ملادے۔

﴿بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ﴾ اوراسے جمع کردے۔

﴿جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ﴾ اس کو جمع کرنے کے بعد ڈال دے۔

﴿فِي جَهَنَّمَ﴾ امکان ورسوائی کی بھڑکتی آگ میں۔

﴿أُولَٰئِكَ﴾ دوری اور کفر وطغیان کی خباثت میں ڈوبے ہوئے۔

﴿هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ ابدی خسارے سے ہمکناراور سرمدی محرومی پر پیدا کیے ہوئے۔
انہیں جنت کی لذتوں سے حصہ ہے اور نہ ہی رحیم، رحمان اور کریم ومنان کی ملاقات ان کے نصیب میں ہے۔

﴿ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾ ﴾ [الأنفال:38-40].

آپ ﷺ کافروں سے فرمادیجیے: اگروہ (کفریا اسلام دشمنی سے) باز آجائیں تو جو کچھ ہو چکا ہے وہ انہیں بخش دیا جائے گا۔ اور اگر وہ پھر وہی کریں گے تو پہلے لوگوں کی سنت گزر چکی ہے﴿٣٨﴾ اور (اے مسلمانو!) تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور پورے کا پورا دین صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے﴿٣٩﴾ اور اگر وہ روگردانی کریں تو جان لو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے اور بہترین مددگار ہے﴿٤٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾ انہیں خوشخبری دیتے اور ان سے وعدہ کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے جود و کرم کی وسعت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اگر چہ وہ کفر وضلال کی بلندیوں پر موجود ہیں بلکہ۔

﴿اِنْ يَّنْتَهُوْا﴾ اور کفر والحاد سے اعراض کریں بدعات، ٹیڑھے، باطل اور فاسد خواہشات سے انحراف کریں، کتابوں اور رسولوں کی تکذیب سے باز آئیں، صمیم قلب سے ایمان خالص اپنائیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پیروکاروں کی مخالفت ومنازعت سے اجتناب کریں۔

﴿يُغْفَرْ لَهُمْ﴾ اور انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

﴿مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ جرائم مطلقاً۔

﴿وَاِنْ يَّعُوْدُوْا﴾ اپنے کفر ونزاع کی طرف اور ایمان وصلح کے بعد مرتد ہو جائیں۔

﴿فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝﴾ یعنی وہ امتیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور اس کے رسولوں پر خروج کر کے تباہ و برباد ہو گئیں تو جس طرح انہیں عذاب وعقاب پہنچا، انہیں بھی وہ پہنچے گا۔ بس انتظار کریں۔

﴿وَ﴾ وہ اپنے عہد و میثاق کو توڑنے اور ارتداد اختیار کرنے کے بعد اس حال میں ہیں کہ۔

﴿قَاتِلُوْهُمْ﴾ اے ایمان والو! ان مرتدوں سے، اور انہیں جڑ سے اکھیڑ دو۔

﴿حَتّٰى لَا تَكُوْنَ﴾ پایا جائے اور نہ باقی رہے۔

﴿فِتْنَةٌ﴾ ان کے شرک سے بقیہ جو ان کے کمزور عوام کو گمراہ کرنے والا ہے۔

﴿وَّ﴾ ان کے استیصال اور ان کے شرک کے انقطاع کے بعد۔

﴿يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ واحد، اُحد، لاشریک۔

﴿فَاِنِ انْتَهَوْا﴾ اس قتال کے ساتھ اپنے کفر وشرک سے اور ایمان وطاعت کا اقرار کر لیں، تو ان کو آزاد کر دو۔

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ﴾ ان کے دلوں پر مطلع۔

﴿بِمَا يَعْمَلُوْنَ﴾ جو ان کے بواطن میں وفاق ونفاق ہے۔

﴿بَصِيْرٌ ۝﴾ اپنی بصارت ونگرانی کے تقاضے پر انہیں جزا دے گا۔

﴿وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا﴾ یعنی اگر قتال کے ساتھ وہ اپنے کفر سے باز نہ آئیں بلکہ وہ اس پر مصر رہیں اور تم سے مقاتلہ کرنے کے لیے اپنے بھائی بندوں اور شیطانوں کو اپنی مدد کے لیے بلائیں تو تم اس کی قطعاً پروانہ کرو۔

﴿أَنَّ اللّٰهَ﴾ قادر اور انتقام کی وجوہات پر مقتدر۔

﴿مَوْلٰكُمْ﴾ معین اور جملہ امور کا متولی۔

﴿نِعْمَ الْمَوْلٰى﴾ تمہارا مولیٰ۔

﴿وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ تمہارا نصیر و ظہیر۔

﴿ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ إِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾ إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ
وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ
عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ ﴾ [الأنفال: 41-42].

اور (اے مسلمانو!) جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت تم کو حاصل ہو تو بے شک اس مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے لیے اور (رسول اللہ ﷺ کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ (جنگ بدر) کے دن نازل کی جس دن دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ﴿٤١﴾ جب تم (وادیٔ بدر کے) قریبی کنارے پر تھے اور وہ (کفار) دور والے کنارے پر تھے۔ اور (تجارتی) قافلہ تم سے نیچے (ساحل) کی طرف تھا۔ اور اگر تم لڑائی کے لیے وقت مقرر کرتے تو یقیناً تم وقتِ مقررہ پر پہنچنے میں آگے پیچھے ہو جاتے۔ لیکن (یہ بلا ارادہ جنگ اس لیے تھی) تا کہ اللہ تعالیٰ وہ کام پورا کر دے جس کا ہونا مقرر ہو چکا تھا تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جسے زندہ

رہنا ہے وہ دلیل سے زندہ رہے۔اور بے شک اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے ﴿۴۲﴾

تفسیر العبدالرحمٰن

﴿وَ﴾ ان پر تمہاری کامیابی وکامرانی کے بعد۔

﴿اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ﴾ ان کی طرف سے اور تم نے حاصل کی۔

﴿مِّنْ شَیْءٍ﴾ یعنی جس پر بھی شے کا لفظ بولا جاتا ہے خواہ وہ دھاگا ہو۔

﴿فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ یعنی یاد رکھو کہ اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

﴿وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ جو اس کا نائب اور اس کا خلیفہ ہے۔

﴿وَ﴾ آپ کے وصال کے بعد وہ مال ان حکام کو دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم و نافذ کرنے والے ہیں اور اس مال سے ایک حصہ۔

﴿لِذِی الْقُرْبٰی﴾ بنی ہاشم و عبدالمطلب سے، جو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔

﴿وَ﴾ ایک حصہ۔

﴿الْیَتٰمٰی﴾ جن کے پاس مال ہے اور نہ ہی کوئی کفیل۔

﴿وَ﴾ ایک حصہ ہے۔

﴿الْمَسٰكِیْنِ﴾ جنہیں فقر و فاقہ نے ذلت اور بے بسی کے کونے میں بٹھا رکھا ہے۔

﴿وَ﴾ ایک حصہ ہے۔

﴿ابْنِ السَّبِیْلِ﴾ جو کسی شرعی مصلحت کے پیش نظر اپنے وطن سے دور ہیں۔

تو اے حاکمو! تم پر لازم ہے کہ اس تقسیم کی محافظت کرو اور اس سے تجاوز نہ کرو۔ {1}

{1} **تقسیم مال غنیمت**

مال غنیمت وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ میں بطریق قہر و غلبہ حاصل ہو، مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اس میں سے چار حصے غانمین (یعنی مجاہدین) کے ہیں (اور پانچواں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ ہے)۔غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لیے اور تین حصے یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لیے، رسول اللہ ﷺ کے بعد حضور ﷺ اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہی تین پر تقسیم ہوگا۔ یہی قول ہے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا۔ (حاشیہ کنزالایمان)

﴿اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ﴾ جو عدل وانصاف پر مستوی اور قائم ہے۔

﴿وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا﴾ اعداءِ اسلام پر یہ فتح ونصرت اور ملائکہ کے ذریعے یہ امداد ہمارے لطف وکرم کے تقاضے کے ساتھ ہے۔

﴿عَلٰی عَبۡدِنَا﴾ اور ہمارے حبیب پر ﷺ۔

﴿یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ﴾ حق وباطل، حق پرست اور باطل پر عمل پیرا کے درمیان فرق کرنے والے دن اور وہ تھا۔

﴿یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ﴾ جب میدان بدر میں طرفین کی دو صفیں آمنے سامنے آئیں۔اس کے باوجود کہ اہل ایمان کمزور تھے اور کفار قوی۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ عظمت وکبریائی کا مالک۔

﴿عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ﴾ کمزور دوستوں کی مدد اور طاقتور دشمنوں کی شکست وریخت پر۔

﴿قَدِیۡرٌ﴾ اے ایمان والو! اپنی کمزوری اور حالت زار کا وقت یاد رکھو۔

﴿اِذۡ اَنۡتُمۡ﴾ متردد تھے۔

﴿بِالۡعُدۡوَۃِ الدُّنۡیَا﴾ یعنی وادی کے اس کنارے پر جو مدینہ منورہ کے قریب تھا، وہاں پانی بھی نہ تھا اور چلتے ہوئے اس کی ریت میں تمہارے پاؤں بھی دھنس رہے تھے۔

﴿وَ ھُمۡ﴾ متمکن اور جمے ہوئے تھے۔

﴿بِالۡعُدۡوَۃِ الۡقُصۡوٰی﴾ وادی کے اس کنارے پر تھا، جو مدینہ منورہ سے دور پڑتا تھا اور ان کے پاس پانی بھی وافر مقدار میں تھا۔

﴿وَ الرَّکۡبُ﴾ وہ کارواں جس کے پکڑنے کا تم نے ارادہ کیا تھا، وہ ایسے مکان میں تھا۔

﴿اَسۡفَلَ﴾ اور زیادہ دور۔

﴿مِنۡکُمۡ﴾ ساحل سمندر پر تین میل کی مقدار پر اور تم اقدام کرنے اور پیچھے ہٹنے میں متردد اور حیران تھے۔

﴿وَلَوۡ تَوَاعَدۡتُّمۡ﴾ ایک دوسرے کے ساتھ ایک معین وقت میں قتال کرنے کے سلسلہ میں، اللہ تعالیٰ کی وحی والہام کے بغیر۔

﴿لَاخۡتَلَفۡتُمۡ﴾ اپنے ضعف اور ان کی قوت وہیبت کے پیش نظر۔

﴿فِی الۡمِیۡعٰدِ﴾ جس کا تم نے ان سے وعدہ کیا تھا اور اس اختلاف کا باعث تمہارا ان سے مرعوب ہونا تھا۔

﴿وَلٰكِنَّ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے تمہارے حال پر کرم کرتے ہوئے تمہارے قدم جما دیے اور اس رات تمہیں بارش بھی عطا کر دی۔

﴿لِيَقْضِيَ اللّٰهُ﴾ جو تمہاری نصرت اور غلبے کا کفیل ہے۔

﴿أَمْرًا﴾ قطعی اور حکم مبرم۔

﴿كَانَ مَفْعُولًا﴾ اس کے حضور ہو چکا تھا، اگرچہ ابھی تک اس کا اظہار نہ ہوا تھا۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ نے یہ جو کچھ بھی کیا، اس کی حکمت یہ تھی کہ۔

﴿لِيَهْلِكَ﴾ کفار سے۔

﴿مَنْ هَلَكَ﴾ مرا اور غصے سے رسوا ہوا۔

﴿عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ واضح شہادت سے۔

﴿وَيَحْيٰى﴾ اہل اسلام سے۔

﴿مَنْ حَيَّ﴾ فرحت وراحت سے۔

﴿عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ واضح، جس کے ساتھ انکشاف نصیب ہوا۔

﴿وَإِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع

﴿لَسَمِيعٌ﴾ فریقین کی مناجات کو۔

﴿عَلِيمٌ﴾ ان کی نیات کو۔ ان سے ہر کوئی اپنے علم کے تقاضے پر عمل کرے گا۔

اے اکمل الرسل ﷺ! وہ وقت یاد کرو۔

﴿إِذْ يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾﴾ [الأنفال:43-44].

یاد کرو جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب میں لشکر کفار کو تھوڑا دکھایا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو لشکر کفار زیادہ تعداد میں دکھاتا تو (اے مسلمانو!) تم ضرور ہمت ہار جاتے اور جنگ کے معاملہ میں جھگڑنے لگتے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچا لیا۔ بے شک وہ سینوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے ﴿۴۳﴾ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے باہم مقابلہ کے وقت لشکر کفار کو تمہاری نگاہوں میں تھوڑا دکھایا اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا دکھایا تاکہ اللہ تعالیٰ وہ کام پورا کر دے جو مقرر ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تمام کام لوٹائے جاتے ہیں ﴿۴۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِذْ یُرِیْکَھُمُ اللّٰہُ﴾ یعنی تمہارے دشمنوں کو۔

﴿فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا﴾ ان کی اصل تعداد سے کم کر کے آپ اور آپ کے اصحاب کو بہادر و دلیر رکھنے کے لیے۔

﴿وَلَوْ اَرٰکَھُمْ کَثِیْرًا﴾ ان کی اصل تعداد اور شان و شوکت پر۔

﴿لَّفَشِلْتُمْ﴾ تم ان کی ہیبت و رعب سے پسپا ہو جاتے اور ہمت ہار دیتے۔

﴿وَ﴾ ہمت ہارنے کے بعد۔

﴿لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ یعنی قتال کے معاملے میں جب کہ تم ان کی شان و شوکت کو پہچان چکے تھے۔ بلکہ تم پسپائی و شکست کو قریب سے دیکھ رہے تھے۔

﴿وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ﴾ یعنی قلت تعداد دکھانے کے باعث سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے دلوں پر سکینہ اور وقار نازل فرما کر تمہیں شکست و پسپائی سے سلامت رکھا اور یہ سب کچھ اس کے انعام و اکرام کا نتیجہ تھا۔

﴿اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝﴾ تمہاری عاقبت اور انجام کار کو جانتا ہے اسی لیے تو اس معاملے کو تم پر مشتبہ کر دیا تاکہ تمہیں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے قتال پر ہمت و جرأت دے دے۔

﴿وَ﴾ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی امداد کو جب اس نے تم پر معاملے کو تلبیس و اشتباہ میں ڈال دیا تھا۔

﴿اِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ﴾ یعنی تمہارے دشمنوں کو۔

﴿اِذِ الْتَقَیْتُمْ﴾ جب تم صف آراء ہوئے۔

﴿فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ﴾ جیسا کہ تمہاری نیند میں ہوا تھا۔
﴿قَلِيْلًا﴾ تا کہ تم انہیں قلیل سمجھو اور مقابلے کی ہمت کرو۔
﴿وَّ﴾ تمہارا معاملہ بھی ان پر مشتبہ کر دیا تھا، انہیں مکر و دھوکے میں ڈالنے کے لیے۔
﴿يُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ﴾ کہ وہ تمہاری پروانہ کریں اور تمہاری جماعت کو خاطر میں نہ لائیں، اسی لیے ابوجہل (لعنہ اللہ) نے دونوں جماعتوں کو دیکھ کر کہا تھا کہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھی ایک اونٹ کو کھانے کی تعداد میں نظر آ رہے ہیں۔
تلبیس واشتباہ کا یہ معاملہ جو دونوں فریقوں کے لیے ظاہر کیا گیا، اس کی حکمت یہ تھی۔
﴿لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ﴾ اللہ تعالیٰ کے حضور۔
﴿مَفْعُوْلًا﴾ قطعی اور حتمی۔
﴿وَاِلَى اللّٰهِ﴾ اس کے غیر کی طرف نہیں۔
﴿تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ﴾ کیوں کہ اسی سے ابتدا ہے اور اسی کی طرف انتہاء۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ ﴾ [الأنفال: 45-47].

اے ایمان والو! جب تمہارا کسی لشکر سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ ﴿٤٥﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور باہم جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ﴿٤٦﴾ اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اِتراتے ہوئے اور لوگوں کو

(اپنی شان اور طاقت) دکھانے کے لیے نکلے تھے اور وہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔ ﴿۴۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت وتصرف سے اپنا بچاؤ کرو۔

﴿اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً﴾ کفار میں سے۔

﴿فَاثْبُتُوْا﴾ دشمن کے سامنے ڈٹ جاؤ اور بزدلی نہ دکھاؤ۔

﴿وَ﴾ اپنے استقرار وثبات کے بعد۔

﴿اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا﴾ اور اس سے استعانت کرو اور اسی پر توکل کرو۔

﴿لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ ظفر ونصر اور غلبہ وغنیمت کے ساتھ کامیاب ہو جاؤ۔ مگر شرط یہ ہے کہ تمہاری نیت میں اخلاص ہو۔

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ اپنے تمام تر حالات میں بالخصوص دشمن سے مقابلہ کے وقت۔

﴿وَ لَا تَنَازَعُوْا﴾ اختلافِ آراء کے ساتھ بلکہ اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حضور سپرد کر دو۔ اور اگر تمہارے درمیان نزاع اور مخالفت پیدا ہو گئی تو۔

﴿فَتَفْشَلُوْا﴾ اور تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہارا عزم بھی سست پڑ جائے گا۔

﴿وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ﴾ یعنی تمہاری دولت اور ہیبت جو نورِ اسلام سے تم پر ظاہر ہوئی ہے۔

﴿وَ﴾ اس نصیحت کو سننے کے بعد۔

﴿اصْبِرُوْا﴾ جہاد کی مشقتوں پر اور اپنے قلوب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وابستہ رکھو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۝﴾ مرابطین و متمکنین، وہ اللہ ان پر التفات رکھے گا اور ان کی مدد کرے گا۔

﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا﴾ اے ایمان والو اور جہاد کا قصد کرنے والو!

﴿كَالَّذِیْنَ﴾ ان کافروں کی طرح جو۔

﴿خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ﴾ یعنی مکہ مکرمہ سے قتال کے لیے۔

﴿بَطَرًا﴾ اپنی تعداد اور ساز و سامان پر فخر و غرور کرتے ہوئے۔

﴿وَّ﴾ اس خروج سے ان کا مقصد تھا۔

﴿رِئَآءَ النَّاسِ﴾ تاکہ ان کی شجاعت و سخاوت کی دھوم مچے۔

﴿وَ﴾ وہ اس قصد فاسد اور نیت بد کے ساتھ۔

﴿يَصُدُّوْنَ﴾ پھیرنا چاہتے ہیں۔

﴿عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ جس کی بنیاد عدل پر ہے یعنی صراط مستقیم۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ بندوں کے تمام احوال پر مطلع۔

﴿بِمَا يَعْمَلُوْنَ﴾ اور دجل و فریب کے ساتھ جو امیدیں رکھتے ہیں۔

﴿مُحِيْطٌ﴾ اپنے علم حضوری کے ساتھ وہ انہیں اپنے علم و خبر کے تقاضے پر جزا دے گا۔

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾ ﴾ [الأنفال:48-49].

اور جب شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال آراستہ کر دیے اور انہیں کہا: آج ان لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور بے شک میں بھی تمہارا مددگار ہوں، پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو اُلٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا: میں تم سے بیزار ہوں۔ بے شک میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے ﴿٤٨﴾ یاد کرو جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (کفر کی) بیماری ہے کہہ رہے تھے کہ ان مسلمانون کو ان کے

دین نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ حالانکہ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت غالب اور بڑی حکمت والا ہے ﴿۴۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ شیطان لعین کا تمہارے دشمنوں کو بہکانا اور ورغلانا درحقیقت تمہاری اعانت و امداد کا باعث ہے اور یہ معاملہ تمہارے دشمنوں پر وبال رہا ہے، یاد کرو۔

﴿اِذْ زَيَّنَ﴾ یعنی حسین اور محبوب بنادیا۔

﴿لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾ یعنی تمہارے ساتھ ان کی عداوت وقتال کو۔

﴿وَ قَالَ﴾ شیطان نے انہیں قتال پر اکساتے ہوئے اور ان کے دل ودماغ میں یہ وسوسہ پیدا کرتے ہوئے کہ وہ اپنی تعداد اور ساز وسامان کی کثرت پر کبھی بھی مغلوب نہ ہوں گے۔

﴿لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ﴾ بس غلبہ اور کامیابی تمہارے لیے ہے۔

﴿وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ﴾ تمہیں پناہ دینے والا ہوں۔

﴿فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ﴾ ایک دوسرے سے متلاقی ہوئے، جب شیطان لعین نے صفوفِ ملائکہ کا مشاہدہ کیا تو۔

﴿نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ الٹے پاؤں لوٹ گیا۔

﴿وَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ﴾ اور تمہاری رفاقت سے۔

﴿اِنِّيْٓ اَرٰى﴾ آسمانی لشکروں کو۔

﴿مَا لَا تَرَوْنَ﴾ جو آسمان سے ان کی امداد کے لیے اتر رہے ہیں باذن اللہ تعالیٰ---

﴿اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ﴾ اس کے قہر وغضب سے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ انتقام کی تمام وجوہات پر قادر۔

﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ دردناک عذاب دینے والا ہے کہ عاصی اور باغی لوگ اس کے عذاب سے نہ بچ سکیں گے۔

﴿اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ یعنی وہ جن کے دلوں میں شک وشبہ تھا اور وہ ایمان کے معاملے میں درجہ اطمینان تک نہ پہنچے تھے۔ جب تم اپنی قلت اور اپنے دشمن کی کثرت کے باوجود

مقابلے کے لیے نکلے تھے۔

﴿غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ﴾ کہ انہوں نے خود کو ہلاکت کے سپرد کر دیا۔ بایں طور کہ یہ نہتے تین صد کی تعداد میں کسی تیاری کے بغیر ہزار افراد پر مشتمل جماعت جو حرب وضرب کی تیاری کے ساتھ آئی ہے، کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

مگر ایمان والو! تم ان کی بات کی پروانہ کرو اور ان کے بکواسات سن کر کمزور اور عاجز نہ ہو جانا، بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور تمام امور اس کے حضور سپرد کر دو۔

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ تو وہی اسے کافی ہے۔

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ﴾ اپنی ذات میں غالب اور استعانت کرنے والے کی اعانت پر قادر۔

﴿حَكِيْمٌ۝﴾ اپنے فعل وامر کے ربط وضبط میں اعلیٰ مقام کا مالک۔ وہ ایسے امور کا بھی حکم دیتا ہے، جسے عقلیں بعید سمجھتی ہیں اور ہوش وخرد حیران رہ جاتے ہیں۔

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٥٠ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝٥١
كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٥٢ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٥٣﴾ [الأنفال:50-53].

اور اگر آپ دیکھیں جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں اور ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں لو اب) آگ کا عذاب چکھو۝٥٠ یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بے شک اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۝٥١ (کفارِ مکہ کا طرزِ عمل بھی) قوم فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کی طرح ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے

انہیں ان کے گناہوں کے باعث پکڑ لیا بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے﴿۵۲﴾ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ایک نعمت دے کر اس نعمت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے﴿۵۳﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَلَوْ تَرٰٓی﴾ اے دیکھنے والے! وہ وقت۔

﴿اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ انہیں ملائکہ فوت کر رہے تھے اور بدر کے روز قتل کر رہے تھے۔ اندریں حال کہ۔

﴿یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ﴾ جو ان کے سامنے سے آتا تھا۔

﴿وَ اَدْبَارَهُمْ﴾ جو ان کی طرف پشت کرتا تھا۔

﴿وَ﴾ ان کو مار پیٹ کے وقت ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہتے تھے۔

﴿ذُوْقُوْا﴾ اے ہٹ دھرمی کرنے والے خدا اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنو!

﴿عَذَابَ الْحَرِیْقِ۝﴾ یعنی عذاب نار کا نمونہ ہے۔ یہاں تک کہ تم اس تک رسائی پالو۔

اور اے دیکھنے والے! اگر تو اس وقت ان کی حالت دیکھے تو تجھے ہولناک منظر دکھائی دے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یہ عذاب وعقاب۔ اے حد سے بڑھنے والو! جو تمہیں دونوں جہانوں میں پہنچا ہے۔

﴿بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ﴾ تمہارے کفر و شرک، رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ دشمنی کرنے کا نتیجہ اور ارتکاب جرم کی مقدار کے مطابق ہے۔ تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہے۔

﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ﴾ جو عدل وانصاف پر برابر قائم ہے۔

﴿لَیْسَ بِظَلَّامٍ﴾ یعنی ظالم۔

﴿لِّلْعَبِیْدِ۝﴾ جو معاصی و جرائم کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ بلکہ انہیں ان کے جرائم کے تقاضے پر بطور عدل جزا دے گا کیوں کہ ان معاندین ومخالفین کی عادت تو۔

﴿كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ﴾ یعنی ان کی سنت و عمل آل فرعون کی سنت و عمل کی طرح ہے۔

﴿وَ﴾ اس قوم کی عادت کی طرح۔

﴿الَّذِيْنَ﴾ جو گزر چکی ہے۔

﴿مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ جیسے قوم عاد و ثمود۔

﴿كَفَرُوْا﴾ ان دوری اور طریق حق سے نکلنے والوں نے عناداً و تکبراً۔

﴿بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ جو مرسلین پر نازل کی گئی تھیں، ان اصرار کرنے والے متکبرین کی طرح۔

﴿فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ﴾ جو ان سے انتقام لینے والا ہے۔

﴿بِذُنُوْبِهِمْ﴾ جو انہوں نے اپنے نفوس کے لیے کیے تھے، ان کی طرح۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ عظمت و جلال کے لائق۔

﴿قَوِيٌّ﴾ انتقام لینے پر۔

﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ اس پر جو اس کے حکم کے تقاضے سے نکل جاتا ہے کہ پھر کوئی شے بھی اس کے عذاب کو اٹھا نہیں سکتی۔

﴿ذٰلِكَ﴾ غضب و عذاب کا ان پر اترنا۔

﴿بِاَنَّ اللّٰهَ﴾ انعام و افضال کرنے والا۔

﴿لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا﴾ بدلنے اور پھیرنے والا۔

﴿نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ﴾ بطور تفضّل و احسان۔

﴿حَتّٰى يُغَيِّرُوْا﴾ اور تبدیل کر دیں۔

﴿مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ عبودیت اور تسلیم و رضا کے تقاضوں سے، بایں طور کہ۔

اللہ تعالیٰ کی حدود سے خروج کریں، عہد و میثاق کو توڑ دیں، ممنوعات کا ارتکاب کریں اور اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے رسولوں کی تکذیب کریں، جیسا کہ قریش مکہ نے اپنے طور پر یہ تغییر کی تھی۔

﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال پر مطلع۔

﴿سَمِيْعٌ﴾ اپنی غفلت و غرور کے وقت، جو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے متعلق قول و قرار کرتے ہیں۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ ان افکار بد کو جو وہ اپنے نفوس میں چھپاتے ہیں۔ کیوں کہ باہمی امداد و وفاق اور اخوت و قرابت

کے سلسلے میں ان مسرفین اور مغیرین کی عادت۔

﴿ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ ﴾ [الأنفال:54-56].

(کفارِ مکہ کا طرزِ عمل بھی) قوم فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کی طرح ہے انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا پس ہم نے ان کے گناہوں کے باعث انہیں ہلاک کر دیا اور ہم نے قوم فرعون کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے ﴿٥٤﴾ بے شک اللہ تعالی کے نزدیک بدترین جانور وہ انسان ہیں جنہوں نے کفر کیا اور وہ ایمان نہیں لاتے ﴿٥٥﴾ ان میں سے وہ جن سے آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں۔ اور وہ ذرا نہیں ڈرتے ﴿٥٦﴾

تفسیر الجیلانی

﴿كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ﴾ جو گزر چکی ہے۔

﴿وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ﴾ انہی کے طور طریقے پر ہیں۔

﴿كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ﴾ ان مکذبین کی طرح۔

﴿فَأَهْلَكْنَاهُم﴾ ہم نے انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

﴿بِذُنُوبِهِمْ﴾ ان کے گناہوں کی شامت سے کہ انہیں طوفان، آندھی، زلزلے اور سورج و چاند کو بے نور کر دینے میں عذاب کی مختلف انواع سے ہمکنار کیا گیا۔

﴿وَ﴾ بالخصوص۔

﴿أَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ﴾ جو کبر و غرور کی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی، انہیں سمندر میں غرق کر دیا کہ وہ غفلت و گمراہی

کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے۔

﴿وَ كُلٌّ﴾ سرکشوں کی یہ جماعتیں۔

﴿كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝﴾ اپنی جانوں پر کہ یہ عبودیت کے دائرے اور اطاعت وتسلیم کی غلامی سے نکل گئے تھے۔

اسی لیے ہم نے انہیں یہ جزا دی اور ہم ناشکروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے کفر وضلال پر مہر ثبت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ حکیم، مظہر اور ان کے اظہار میں ضبط وحکمت کا مالک۔

﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور اس پر اصرار کیا اور اس میں غرق ہو جانے کی وجہ سے ایمان کی طرف مطلق توجہ نہ دی۔

﴿فَهُمْ﴾ اپنے باطنی خبث کی وجہ سے۔

﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ ان سے قطعاً ایمان کی امید نہیں کی جاسکتی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کو دوآبّ (چوپائے) کے لفظ سے تعبیر کیا کیوں کہ وہ انسانیت کے تقاضے (ایمان و معرفت) سے نکل کر چوپایوں میں شامل ہوگئے۔ بلکہ ان سے بدترین حال میں چلے گئے۔

اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ---{1}

اور ان کے شر الدوآب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ---

﴿اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! اور کئی بار ان سے میثاق لیا۔

﴿ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ﴾ عہد شکنی کی وجہ ان کی بد طینتی اور عہد و میثاق کی حکمت کی عدم فہمی ہے۔

﴿وَّ هُمْ﴾ اپنی جہالت اور بد فطرت ہونے کی وجہ سے۔

﴿لَا يَتَّقُوْنَ ۝﴾ اور نہ ہی اپنا غدر و نفاق چھوڑیں گے اور نہ ہی عہد و میثاق کی ایفاء کریں گے۔

{1} انفال: ۲۲/۲۵

﴿ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا
تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿٥٩﴾ ﴾ [الأنفال: 57-59].

پس آپ اگر ان کو جنگ میں پائیں تو ان کو عبرت ناک شکست دے کر ان کے پچھلوں کو بھی بھگا دیں۔ شاید کہ وہ عبرت حاصل کریں۔ ﴿٥٧﴾ اور اگر آپ کسی قوم سے (معاہدہ میں) خیانت کا اندیشہ کریں تو (ان کا معاہدہ) واضح طور پر ان کی طرف پھینک دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿٥٨﴾ اور کافر ہرگز خیال نہ کریں کہ وہ بچ کر نکل گئے۔ بے شک وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے ﴿٥٩﴾

تفسیر الجیلانی

﴿فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ﴾ اور تم ان پر قابو پالو۔

﴿فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم﴾ اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دو اور ان کے گروہ میں تفریق ڈال دو۔ بایں حیثیت کہ ان سے منقطع ہو جائے۔

﴿مَّنْ﴾ آ رہا ہے۔

﴿خَلْفَهُمْ﴾ ان کے معاونین میں سے۔

﴿لَعَلَّهُمْ﴾ ان کے درمیان تمہاری اس تفریق و تقسیم سے۔

﴿يَذَّكَّرُونَ۝﴾ نصیحت لیں اور اپنی طرز عمل سے باز آئیں اور آپ پر اور آپ کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کریں۔

﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ﴾ جس سے تم نے عہد و میثاق کر رکھا ہے۔

﴿خِيَانَةً﴾ اور عہد شکنی جو ان کی علامات و آثار سے ظاہر ہو رہی ہے۔

﴿فَانبِذْ﴾ اور ڈال دو۔

﴿إِلَيْهِمْ﴾ اسی وقت ان کے عہد کو۔

﴿عَلَىٰ سَوَاءٍ﴾ کسی عذر اور دھوکہ دہی کے بغیر اور سر عام اس معاہدے کو توڑ دو، ان سے دشمنی کا اظہار کر و اور

ان کے خلاف جنگ کے لیے کھڑے ہو جاؤ تا کہ خیانت اور غدر تک نوبت نہ پہنچے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ عدل قویم سے متصف۔

﴿لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ﴾ دھوکہ دینے والے غداروں کو۔ بالخصوص اہل ایمان اور توحید پرستوں سے۔

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ اللہ تعالیٰ اور تمہارے ساتھ۔

﴿سَبَقُوا﴾ جو گزر گئے۔

﴿إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ﴾ اہل ایمان کو، اور نہ ہی وہ انہیں قتال پر مجبور کریں گے۔ اس لیے تم اپنی تیاری جاری رکھو۔

﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ
وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (٦٠) ۞ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (٦١) وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ
وَبِالْمُؤْمِنِينَ (٦٢) وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ
قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (٦٣)﴾ [الأنفال:60-63].

اور ان کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت اور بندھے ہوئے گھوڑے تیار رکھو۔ اس (دفاعی تیاری) سے تم اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمن کو مرعوب رکھو اور ان کھلے دشمنوں کے علاوہ دوسروں کو بھی جن (کی چھپی دشمنی) کو تم نہیں جانتے البتہ اللہ تعالیٰ ان (کی چھپی دشمنی) کو جانتا ہے۔ اور جو چیز تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا (٦٠) اور اگر کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ بے شک وہی سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے (٦١) اور اگر وہ آپ کو دھوکہ دینے کا

ارادہ کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہے۔ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی نصرت اور اہل ایمان کے ذریعہ طاقت بخشی ۞ اور اسی نے اہل ایمان کے دلوں میں محبت پیدا کر دی اور اگر آپ جو کچھ زمین میں ہے وہ سب خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دلوں میں محبت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت پیدا فرما دی۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت غالب اور بڑی حکمت والا ہے ۞

تفسیر الجیلانی

﴿وَ اَعِدُّوْا﴾ اے ایمان والو!

﴿لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ یعنی ان سے قتال کے لیے اپنے آلاتِ حرب وضرب اور جنگی اسباب کو تیار رکھو۔ بالخصوص تیراندازی کا ساز وسامان۔

﴿وَّ مِنْ﴾ سامان جنگ سے۔

﴿رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ روز جنگ کے لیے گھوڑوں کو ریاض کرانا (مشق کرانا) جیسا کہ قتال کا شوق رکھنے والے شہسوار پہلے سے ہی تیاری کرتے رہتے ہیں۔

﴿تُرْهِبُوْنَ بِهٖ﴾ یعنی اس تیاری اور مشق سازی سے۔

﴿عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾ جو تمہارے آس پاس رہتے ہیں اور تمہارے ساتھ اعلانیہ اور خفیہ طور پر قتال کرتے ہیں یعنی کفار مکہ۔

﴿وَ﴾ نیز ان کو بھی ڈراؤ۔

﴿اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ﴾ یعنی جو تم سے منافقت کرتے ہیں ظاہری طور پر تم سے بھائی چارہ کرتے ہیں اور باطنی طور پر تمہاری موت کے منتظر۔

﴿لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ﴾ یعنی ان کی عداوت کو کہ وہ اسے چھپائے رکھتے ہیں اور تم سے دوستی کا اظہار کرتے ہیں۔

﴿اَللّٰهُ﴾ ان کے بواطن پر مطلع۔

﴿يَعْلَمُهُمْ﴾ ان کی عداوت اور نفاق کو بھی اور اس پر انہیں جزا بھی دے گا۔

﴿وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ﴾ دشمنوں کے ساتھ جنگی تیاری کے سلسلے میں۔

﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اس کے دین کی نصرت اور کلمہ توحید کی سربلندی کے لیے۔

﴿يُوَفَّ اِلَيْكُمْ﴾ اس کی جزا تمہارے وہم وگمان سے بھی کہیں زیادہ۔
﴿وَ اَنْتُمْ﴾ تمہارے خرچ کرنے اور تیاری کرنے میں۔
﴿لَا تُظْلَمُوْنَ ۝﴾ اس کی جزا میں کمی نہ کی جائے گی اور نہ ہی تمہیں خسارے سے ہمکنار کیا جائے گا۔ بلکہ تمہیں ایسی فوز وفلاح نصیب ہوگی کہ تمہارے نفوس خوش ہو جائیں گے اور ایسی عزت وکرامت میسر آئے گی کہ تمہاری عقلیں بھی اس کا ادراک نہ کر سکیں گی۔ مگر یہ سب کچھ اس کے تفضل واحسان کا نتیجہ ہوگا۔
﴿وَ﴾ اسباب حرب کو جمع کرنے اور اس کی تیاری کر لینے کے بعد۔
﴿اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ﴾ یعنی تمہارے دشمن مصالحت ومعاہدے کی طرف مائل ہوں۔
﴿فَاجْنَحْ لَهَا﴾ اے خلق کو حق تعالیٰ کی طرف بلانے والے، رتبۂ نبوت وتکمیل کے تقاضے پر انہیں نرم کرنے اور ان پر کرم کرنے کے لیے تم بھی مائل اور راضی ہو جاؤ۔
﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ اپنے تمام امور میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہی اعتماد کرو اور ان کے دجل وفریب سے مت ڈرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی طرف سے کافی ووافی ہے۔
﴿اِنَّهٗ﴾ بذاتِ خود۔
﴿هُوَ السَّمِيْعُ﴾ ان کی باتوں کو۔
﴿الْعَلِيْمُ ۝﴾ ان کی نیات واعمال کو۔
﴿وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا﴾ مصالحت ومعاہدہ کرنے کے بعد۔
﴿اَنْ يَّخْدَعُوْكَ﴾ آپ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ مکر کریں تو تم ان کے مکر وفریب کی پروا نہ کرو۔
﴿فَاِنَّ حَسْبَكَ﴾ آپ کو کافی ہے جو آپ کے امور کا کفیل ہے۔
﴿اللّٰهُ﴾ آپ کے جمیع حالات میں آپ پر رقیب ہے۔ پھر وہ ان کے مکر پر آپ کا رقیب کیوں نہ ہو۔
﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ﴾ تجھے قوت بخشی اور ان پر غلبہ دیا۔
﴿بِنَصْرِهٖ﴾ کسی جنگی تیاری کے بغیر۔
﴿وَ﴾ نیز تمہاری تائید کی۔
﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ ان کے اعمال، ان کی اطاعت اور ان کے مال وجان قربان کرنے کے ساتھ تمہاری تقویت

اورتمہارے دین کی سربلندی کے لیے۔

﴿وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ﴾ بایں حیثیت کہ ان کے دلوں سے جاہلی حمیت اور قومی عصبیت کے پردے اٹھ گئے اور وہ آپ کی محبت ومودت میں یوں متحد ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے پیار کرنے لگے اور لوازمات بشری سے خودکو بالائے طاق رکھ دیا۔ حالاں کہ وہ دور جاہلیت میں اپنی قومی غیرت اور بشری حمیت کی وجہ سے باہمی جنگ وجدل میں مصروف رہتے تھے۔

﴿لَوْ اَنْفَقْتَ﴾ اور صرف کر ڈالو۔

﴿مَا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ انہیں جمع کرنے اور باہم ملانے کے لیے۔

﴿مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ﴾ ان کے نفاق وبغض کی شدت کی وجہ سے۔

﴿وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کو پھیرنے والا۔

﴿اَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ اپنے لطف وجمال کے تقاضے سے تاکہ وہ آپ کی مدد کریں، آپ کے دین کو قبول کریں، یقین وعرفان کے مقام پر پہنچیں اور توحید کے مرکز میں جا بسیں۔

﴿اِنَّهٗ عَزِيْزٌ﴾ اپنی تمام تر مرادات ومقدورات پر غالب ہے۔

﴿حَكِيْمٌ۝﴾ اپنے افعال میں باکمال جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَرِّضِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَى ٱلْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَٰبِرُونَ يَغْلِبُوا۟ مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفًا مِّنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ ٱلْـَٰٔنَ خَفَّفَ ٱللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا۟ مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿٦٦﴾ ﴾ [الأنفال:64-66].

اے نبی ﷺ! آپ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اہل ایمان جنہوں نے آپ کی پیروی کی ﴿٦٤﴾

اے نبی ﷺ! اہل ایمان کو جنگ کی ترغیب دو۔ اگر تم میں سے بیس آدمی صبر کرنے والے ہوں تو وہ

دوسو (کفار) پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے سو (صبر کرنے والے) ہوں تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ یہ کافر وہ لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے ﴿۶۵﴾ اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے سو اگر تم میں سو آدمی صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں ایک ہزار (صبر کرنے والے) ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ﴿۶۶﴾

تفسیر العیلانی

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ اللہ تعالیٰ کی جناب سے اپنے دشمن پر مظفر و فتح یاب۔

﴿حَسْبُكَ اللّٰهُ﴾ آپ کے امور کا کفیل و نگران۔

﴿وَ مَنِ اتَّبَعَكَ﴾ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے ساتھ۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۠﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین رکھنے والے اس کے عہد و پیمان کو نبھانے والے اور اس کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے والے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ مظفر و منصور من اللہ۔

﴿حَرِّضِ﴾ ترغیب دو۔

﴿الْمُؤْمِنِیْنَ۠﴾ توحید پرستوں کو۔

﴿عَلَی الْقِتَالِ﴾ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی توحید کی ترویج کے لیے اور ہماری نیابت کے طور پر اور ہمارے وعدے کے مطابق ان سے کہہ دو۔

﴿اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ﴾ اے ایمان والو!

﴿عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ﴾ دشمن کے سامنے ڈٹ جانے والے۔

﴿یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ﴾ ان کے سپاہیوں سے، اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے۔

﴿وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ﴾ صابر اور ثابت قدم۔

﴿یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ ہماری امداد کے ساتھ، کہ تمہارا ایک سپاہی ان کے دس سپاہیوں پر غالب ہوگا۔ پھر یہ مغلوبیت اور کمزوری انہیں اس لیے لاحق ہوئی کہ وہ۔

﴿بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ۝﴾ یعنی اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ علم یقینی کے مرتبہ تک بلکہ مرتبۂ عین وحق تک ان کی رسائی نہ ہوگی۔ بلکہ وہ مغلوب ومخذول ہو کر مرتبۂ حیوانیت میں پڑے رہیں گے۔

● یہ ابتداء اسلام اور مسلمانوں کے ضعف وقلت کے دور کی بات تھی۔ اس کے بعد جب اسلام کو عزت و غلبہ نصیب ہوا اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور وہ آفاق عالم تک پہنچنا شروع ہوئے، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَلْـٰٔنَ﴾ یعنی جب تمہاری تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے اور تم پر یہ صورت حال گراں گزر رہی ہے۔

﴿خَفَّفَ اللّٰهُ﴾ جو تمہارے بوجھوں کو اتار کر آسانی پیدا کرنے والا ہے۔

﴿عَنْكُمْ وَ عَلِمَ﴾ اپنے علم حضوری کے ساتھ۔

﴿اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا﴾ کہ تم سابقہ حکم کے سلسلے میں ثقل اور بوجھ محسوس کرتے ہو۔ اب دوسرا حکم ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ﴾ ثابت قدم۔

﴿يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ تمہارے دشمنوں سے۔

﴿وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ اس کی فتح ونصرت کے ساتھ۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا رقیب ونگران۔

﴿مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ امور دین میں مشکلات کو برداشت کرنے والے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے لیے فدیہ اور جزیہ وصول کرنے کے جواز اور اس کے وقت واسباب کے بیان پر ارشاد فرماتا ہے:

﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ ٱلدُّنْيَا وَٱللَّهُ يُرِيدُ ٱلْـَٔاخِرَةَ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَّوْلَا كِتَـٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا۟ مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَـٰلًا طَيِّبًا ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾ ﴾

[الأنفال: 67-69].

کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس جنگی قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں (کافروں کا) اچھی طرح خون بہادے۔ تم دنیا کا مال ومتاع چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے ﴿۶۷﴾ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے (مالِ غنیمت کے حلال ہونے کا) حکم لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کی وجہ سے تمہیں ضرور بڑا عذاب پہنچتا ﴿۶۸﴾ سو تم اس میں سے کھاؤ جو پاکیزہ اور حلال مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ﴿۶۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿مَا كَانَ﴾ یعنی صحیح اور جائز نہیں۔

﴿لِنَبِيٍّ﴾ انبیاء علیہم السلام میں سے۔

﴿اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ﴾ اور اس کے قبضے میں ہو۔

﴿اَسْرٰى﴾ کفار سے، کہ وہ ان سے بطور فدیہ مال لے کر انہیں چھوڑ دے۔

﴿حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ﴾ یعنی ان کے لیے فدیہ وصول کرنا جائز نہیں، جب تک کہ کفار کو خوب قتل اور ذلیل نہ کر دیا جائے اور دین کو عزت اور اہل دین کو غلبہ نہ مل جائے۔ ایسا نہیں کہ مخالفین اپنی جان بچانے کے لیے فدیہ دینے پر مجبور ہوں اور مقہور و مغلوب ہونے کی صورت میں ان سے مخالفت و مخاصمت کی توقع نہ رہے۔ پھر جب تک وہ اس مرتبے تک نہیں پہنچتے تو ان سے فدیہ لینا صحیح نہیں ہے۔ جب فدیے کا یہ معاملہ ہے تو کیسے۔

﴿تُرِيْدُوْنَ﴾ اے ایمان والو! فدیہ لے کر۔

﴿عَرَضَ الدُّنْيَا﴾ اور اس کا مال ومتاع۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ تمہارے احوال کا مصلح اور تمہارے امور کا مدبر۔

﴿يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ﴾ اور اس پر ثواب اور اس پر مترتب ہونے والی روحانی لذات کا اور تمہارا ارادہ ہے کہ دنیا کے مال ومتاع سے لذتیں حاصل کی جائیں۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ تمہارے احوال کا رقیب و نگران۔

﴿عَزِيْزٌ﴾ تمہاری اجل و مدت کے ارادہ کرنے میں غالب ہے۔

﴿حَكِيمٌ ﴾ جو تمہارے حال کے لائق اور مناسب ہے، اس کا ارادہ فرماتا ہے۔
﴿لَوْ لَا كِتٰبٌ﴾ حکم ثابت اور نازل۔
﴿مِّنَ اللّٰهِ﴾ منتقم اور غیور سے۔
﴿سَبَقَ﴾ اس کے سابق علم میں کہ وہ اجتہاد میں خطا کر جانے والے مجتہد کو نہیں پکڑتا۔
﴿لَمَسَّكُمْ﴾ تمہیں پہنچتا اور تم پر نازل ہو جاتا۔
﴿فِيمَا اَخَذْتُمْ﴾ بدر کے قیدیوں سے جو تم نے فدیہ لیا۔
﴿عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ جتنی مقدار میں تم نے اللہ تعالیٰ کی حکمت کو فوت کیا اور اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔

● صحیح روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ستر بدری قیدی پیش کیے گئے، جن میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور عقیل بن ابو طالب بھی شامل تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے مشورہ طلب کیا، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یہ آپ کی قوم اور آپ کے خاندان کے لوگ ہیں، انہیں زندہ رہنے دو، شاید اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کرنے کی توفیق دے، بہتر یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے کر اپنے اصحاب میں تقسیم کر دو تا کہ انہیں قوت و توانائی حاصل ہو۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یہ کفر کے ائمہ و سردار ہیں، ان کی گردنیں تن سے جدا کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے فلاں رشتہ دار کو قتل کروں اور حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کو اجازت دیں کہ وہ اپنے بھائیوں کی گردنیں اڑائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ابو بکر! (رضی اللہ عنہ) تیری مثال تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے۔ انہوں نے کہا تھا: فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

"جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تو غفور و رحیم ہے" ---{1}

اور اے عمر! (رضی اللہ عنہ) تیری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے۔ انہوں نے کہا تھا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا

"اے میرے رب کافروں کا کوئی بچہ بھی زمین پر نہ چھوڑ" ---{2}

{1} ابراہیم: ۳۶ {2} نوح: ۲۶

آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اختیار دے دیا تو انہوں نے قیدیوں سے فدیہ وصول کیا۔تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے بتائیں، وجہ کیا ہے؟ اگر رونے کی بات ہوئی تو میں بھی رولوں گا، ورنہ رونے والا منہ بنالوں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں تمہارے ان فدیہ وصول کرنے والے ساتھیوں پر رو رہا ہوں، اس سامنے والے درخت سے بھی زیادہ قریب عذاب ان تک پہنچ چکا تھا۔آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہو جاتا تو سعد بن معاذ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی نہ بچ سکتا۔{1}

پھر جب تم نے اسیرانِ بدر سے فدیہ وصول کر ہی لیا ہے، تمہارا یہ عمل تمہارے اجتہاد کے مطابق تھا، اگرچہ غلط تھا۔

﴿فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ﴾ پانچواں حصہ نکالنے کے بعد اب اسے مال غنیمت کے طور پر کھاؤ۔

﴿حَلٰلًا﴾ مباح اور حلال جانتے ہوئے۔

﴿طَيِّبًا﴾ شک وشبہ سے پاک کہ تم نے اجتہاد کے ساتھ فدیہ لیا ہے۔

﴿وَّاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ایسے امور میں جلد بازی سے محتاط رہو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ تمہارے امور کا مدبر۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ جلد بازی میں جو تم سے صادر ہوا ہے۔

﴿رَّحِيْمٌ۠﴾ اس کا استعمال تمہارے لیے مباح کر دیا ہے۔

{1} اخرجہ الطبری 71/14، قال الحافظ ابن حجر فی ''الکافی الشاف'' ص: 71، ورواہ الواقدی فی المغازی من وجہ آخر منقطع بمعناہ، وروی ابن مردویہ من حدیث ابن عمر رفعہ: ''لونزل العذاب ما افلت منہ الا ابن الخطاب''، وانظر: الاموال لأبی عبید ص 137-136، وتفسیر البغوی، (جلد 3/ص 377)

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِن يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾﴾ [الأنفال: 70-71].

اے نبی ﷺ! جو قیدی آپ کے ہاتھ میں ہیں ان سے فرمایئے اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جان لی تو تمہیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے (فدیہ کی صورت میں) لیا گیا ہے اور تمہیں بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے﴿۷۰﴾ اور (اے محبوب!) اگر وہ آپ سے خیانت کا ارادہ کریں تو وہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے بھی خیانت کر چکے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض پر (آپ کو) قدرت عطا فرما دی اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے﴿۷۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ مبعوث کائنات کی تکمیل کے لیے۔

﴿قُلْ﴾ بطور وعظ ونصیحت، نبوت وارشاد کے تقاضے کے ساتھ۔

﴿لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ﴾ تمہاری استعدادات اور تمہارے بواطن پر مطلع۔

﴿فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا﴾ ایمان، ایقان، اطمینان اور عرفان کو۔

﴿يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ﴾ دنیا کے ساز وسامان کے بدلے روحانی لذتیں، کشوفات اور مشاہدات جن کے سامنے جسمانی لذتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

﴿وَيَغْفِرْ لَكُمْ﴾ کفرونا فرمانی جو تم سے صادر ہوئی ہے۔

﴿وَاللَّهُ﴾ اپنے بندوں کو اپنی توحید کی طرف ہدایت دینے والا۔

﴿غَفُورٌ﴾ ایمان واطاعت کی توفیق دے کر ان کے گناہوں کو معاف فرمانے والا۔

﴿رَّحِيمٌ﴾ توبہ اور رجوع کرنے کے بعد ان پر رحم کرنے والا۔

● ایک صحیح روایت کے مطابق یہ آیت مبارکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس امر کا مکلف ٹھہرایا کہ وہ اپنا اور اپنے بھتیجوں عقیل بن ابو طالب اور نوفل بن حارث کا فدیہ ادا کریں۔ انہوں نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے ایسی حالت میں چھوڑنا چاہتے ہیں کہ میں اپنی باقی ماندہ عمر میں قریش سے بھیک مانگتا رہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ سونا کہاں ہے جو گھر سے نکلتے وقت تم نے ام فضل کو دیا تھا اور تم نے اس سے کہا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سفر میں میرے ساتھ کیا گزرے۔ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آئے، تو یہ سونا تیرے لیے عبداللہ، عبیداللہ، فضل اور قثم کے لیے ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ کو کس نے بتا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے رب نے مجھے خبر دی ہے۔ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، لاریب آپ سچے ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں لا الٰه الا اللّٰه و انك رسول اللّٰه بخدا اس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اطلاع نہ تھی اور میں نے رات کی تاریکی میں وہ سونا ام فضل کو دیا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حال کو اس سے کہیں بہتر حال میں بدل دیا ہے۔ اب میرے پاس بیس غلام ہیں، ان میں ادنیٰ غلام بیس ہزار درھم کماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے آب زمزم کا سربراہ بنا دیا ہے۔ اس کے بدلے میں پسند نہیں کرتا کہ مجھے اہل مکہ کے اموال واملاک مل جائیں۔ اب مجھے اپنے رب کے تیسرے وعدے یعنی مغفرت کا انتظار ہے کہ

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ---{1}

﴿وَإِنْ يُّرِيْدُوْا﴾ اسیران بدر۔

﴿خِيَانَتَكَ﴾ اس کے بعد کہ تم نے ان سے معاہدہ کیا ہے اور ان سے نرم سلوک کیا ہے۔ ان کی خیانت اور نقض عہد سے تعجب نہ کرنا۔

﴿فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ﴾ کفر، شرک اور نقض عہد کر کے۔

﴿مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ﴾ یعنی اولاً آپ کو ان پر غلبہ دیا اور آپ نے ان سے انتقام لیا۔

{1} تفسیر الثعلبی ۴/۳۷۴

﴿مِنْهُمْ﴾ بدر کے روز قتل اور قیدی بنا کر۔ پھر اگر وہ دوبارہ خیانت کریں تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ سہ بارہ ان پر غلبہ دے گا۔ اس لیے آپ ان کی خیانت کی پروا نہ کریں۔ آپ کا معبود آپ کا معین وناصر ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان کی سازشوں پر مطلع۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ ان کی نیات کو۔

﴿حَكِيْمٌ﴾ جزا دینے میں۔ وہ انہیں اپنے علم کے تقاضے پر جزا دے گا۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ ﴾ [الأنفال:72].

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو لوگ ایمان تو لائے لیکن ہجرت نہیں کی تو وہ اس وقت تک تمہاری ولایت (سرپرستی) میں بالکل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ہجرت نہ کرلیں۔ اور اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں مدد مانگیں تو تم پر ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہو چکا ہو اور اللہ تعالیٰ ان کاموں کو جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے ۞

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے واجب الوجود ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔

﴿وَ هَاجَرُوْا﴾ بقعۂ امکان سے مراتب علیا میں ترقی کے طالب ہو کر۔

﴿وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ﴾ انہیں خرچ کر کے اپنے دلوں کو ان کی میل ومحبت سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔

﴿وَ اَنۡفُسِهِمۡ﴾ انہیں ان کے تقاضوں اور ان کے مرغوب مطالبات سے روکتے ہوئے اور قربان کرتے ہوئے۔

﴿فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ﴾ تاکہ اس راہ میں انہیں فنا ملے اور اس کے بعد وہ بقاء سے ہمکنار ہوں۔

﴿وَ الَّذِیۡنَ﴾ جنہیں مرتبۂ توحید میں تحقق اور ثابت قدمی نصیب ہوئی۔

﴿اٰوَوۡا﴾ جو ان کی طرف لوٹ آیا، اسے جگہ اور پناہ دی اور اہلِ طلب وارادہ کو راہِ ہدایت سے ہمکنار کیا۔

﴿وَّ﴾ جگہ دینے اور بسانے کے بعد۔

﴿نَصَرُوۡۤا﴾ وارداتِ غیبیہ، الہاماتِ قلبیہ اور مکاشفاتِ عینیہ کے ساتھ ان کی امداد واعانت کی۔

﴿اُولٰٓئِکَ﴾ سُعداء، عنداللہ مقبول اور اس کی الوہیت کے میلان میں وارفتہ وحیران پھرنے والے۔

﴿بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ﴾ باہم تناصر وتعاون کرتے ہوئے اپنے تعدد کو رفع اور اپنی کثرت کا ازالہ کرتے ہیں اور ان سے ان کا افتراق واجتماع ختم ہو جاتا ہے، سلوک وطلب ناپید ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سالک، سلوک، اور مسلک فنا ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے

---لا الہ الا ھو لا شیء سواہ کل شیء ھالك الا وجھه---

﴿وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

﴿وَ لَمۡ یُهَاجِرُوۡا﴾ اس میں فنا کی طرف۔

﴿مَا لَکُمۡ﴾ اے جماعت واصلین!

﴿مِّنۡ وَّلَایَتِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوۡا﴾ اور فنا کے راستے پر تیز رو ہوں۔

﴿وَ﴾ بابِ طلب میں داخل ہونے کے بعد۔

﴿اِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡکُمۡ﴾ اور تم سے استعانت چاہیں۔

﴿فِی الدِّیۡنِ﴾ تفویض وتسلیم کے طریق پر چلنے میں۔

﴿فَعَلَیۡکُمُ النَّصۡرُ﴾ یعنی تم پر لازم ہے کہ تم ان کی مدد کرو تاکہ وہ حیوانی قوتوں، غضبی اور شہوانی شیطانوں کے لشکروں پر غالب ہو جائیں۔

﴿اِلَّا عَلٰی قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَهُمۡ مِّیۡثَاقٌ﴾ یعنی نفسِ لوّامہ کے لشکروں سے جو نفسِ امّارہ کی فریب کاریوں اور

اس کے بھیانک انجام پر مطلع ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ تمہارے تمام حالات پر مطلع۔

﴿بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ نصرت واعانت کے سلسلے میں۔

﴿بَصِيْرٌ﴾ اپنے علم وخبر کے تقاضے پر تمہیں جزادے گا۔

﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾ ﴾ [الأنفال: 73-75].

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اے مسلمانو! اگر تم (احکام الٰہی پر) عمل نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا ﴿٧٣﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور ان کی مدد کی وہی لوگ سچے مؤمن ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور باعزت رزق ہے ﴿٧٤﴾ اور جو لوگ ان کے بعد ایمان لائے اور ہجرت بھی کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد بھی کیا تو وہ بھی تم ہی میں سے ہیں اور رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ﴿٧٥﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اکوانِ عالم میں سرایت کرنے والی۔ اس کی وحدتِ ذاتیہ کے سریان کے راز کو نہ سمجھے اور اس کی ذات میں فنا ہونے پر بیدار نہ ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان تنبیہ کرنے

والے رسولوں کی تکذیب کی، جوان کی اصلاح کے لیے انہیں بشارت دیتے اور ڈراتے رہے۔ ایسے بد بخت اور مردود۔

﴿بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ اپنے کفر و جہل میں ایک دوسرے سے تعاون و مدد کرتے ہیں۔

﴿اِلَّا تَفْعَلُوْهُ﴾ اگر تم نے اس موالات و معاونت کی تکمیل نہ کی، جس کی بجا آوری کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

﴿تَكُنْ فِتْنَةٌ﴾ جو جاری و ساری ہوگا۔

﴿فِى الْاَرْضِ﴾ یعنی طبیعت عدم میں۔

﴿وَ﴾ اس میں پیدا ہوگا۔

﴿فَسَادٌ كَبِيْرٌ﴾ وہ ہے اظلام کی غفلت ذاتِ اَحدیت سے، ظل اور صورت کی ذی صورت سے اور عکس کی جس سے منعکس ہو رہا ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا﴾ یقین علمی سے متحقق ہونے کے بعد ان کا سفر و سلوک ہوا۔

﴿وَ جٰهَدُوْا﴾ مشقت و ریاضت کی یعنی تعین کے پردے سے نکل آئے۔

﴿فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ جو اس میں مقام فنا ہے۔ تاکہ وہ یقین عینی سے ہمکنار ہوسکیں۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا﴾ اور اہل ارادہ سے موالات کی۔

﴿وَّ نَصَرُوْٓا﴾ اربابِ طلب کی۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ یہ ظاہر ہونے والے واصلین۔

﴿هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ یقین حقی کے مرتبے پر متحقق ہونے والے اور ثابت قدم۔

﴿حَقًّا﴾ ثابت، مزید استکمال و انتظار کے بغیر مرکز توحید اور اقتدار والے بادشاہ کے پاس مقام صدق سے ہمکنار۔

﴿لَهُمْ﴾ اپنے مرکز میں پہنچنے کے بعد۔

﴿مَّغْفِرَةٌ﴾ ان کی اس انانیت پر پردہ ہے، جس پر وہ اپنے تعینات کے تقاضے پر موجود تھے۔

﴿وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ کشف و شہود جو عزیز و علیم کی طرف سے ان کے لیے مہمانی ہوگی۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نوید بشارت دی کہ اے مکاشفین و واصلین کی جماعت! اصحابِ ارادہ و طلب سے جو بھی تمہارے نقش قدم پر چلے گا اور تمہاری راہ کو اختیار کرے گا، اس کا مقام و انعام یہ ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا﴾ اے فائزین وواصلین! جس طرح تم نے ہجرت کی۔

﴿وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ﴾ اپنے مال وجان سے اللہ تعالیٰ کے دین اوراس کی سنت کی ترویج کے لیے جس طرح تم نے جہاد کیا۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ مجاہدین اور جانباز۔

﴿مِنْكُمْ﴾ تمہاری جماعت میں شمار ہوں گے، ان کا اجر بھی تمہارے اجر کی طرح ہوگا اور وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

﴿وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ﴾ دین وعرفان، مناسبت وقرابت والے۔

﴿بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ ولایت، مدد، مصاحبت ومواخات میں۔

﴿فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ اس کی قضا والی لوح اور علم والی بارگاہ میں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ آفاق کے ذرے ذرے پر تجلی فرمانے والا۔

﴿بِكُلِّ شَيْءٍ﴾ مناسبات کے دقائق اوراس کی باریکیوں سے۔

﴿عَلِيْمٌ۠﴾ اپنے علم حضوری سے کہ اس کے حضور سے کوئی شے غائب نہیں ہے۔

[خاتمہ سورہ انفال]

مرتبۂ فنا کی طرف متوجہ ہونے والے اور غفلت وغرور کے بھنور کو چھوڑنے والے تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے سلوک میں اہلِ ہجرت ونصرت کے نقش قدم پہ چلتا رہے۔ یہ وہ حضرات قدسیہ ہیں، جن کے دل توحیدِ حق کے ساتھ وابستہ ہیں، جو سیدِ عالم نور مجسم ﷺ کے دین اور آپ کی سنت کی ترویج وتقویت کے لیے اپنی جان قربان کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ سے متصف اور آپ ﷺ کے چشمۂ شیریں سے سیراب ہونے والے ہیں۔ آپ ﷺ کے ظل رحمت سے ہمکنار اور آپ کی ولایت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ مگر تجھے یہ مرتبہ ومقام اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ تو بھی ان حضرات کی طرح طبیعی لوازمات اور بشری قوی کے تقاضوں سے خود کو دور رکھے۔ یاد رہے کہ یہ وہی لوگ ہیں، جو اپنی معاش، اہل وعیال اور اوطان کے بارے میں اپنی شخصیات کے لوازم سے الگ تھلگ ہو چکے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان پر حقائق ومعارف اور مکاشفات ومشاہدات کے دروازے کھل چکے ہیں حتی کہ ان کی بصیرت والی آنکھوں میں ماسوا حق تعالیٰ کے اور کوئی شے باقی نہیں رہتی۔ وہ حق تعالیٰ میں فنا ہو کر اس مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ وبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش---

''وہ سنتا ہے تو میرے ساتھ، دیکھتا ہے تو میرے ساتھ اور وہ پکڑتا ہے تو میرے ساتھ''---{1}

پھر اس سفر عزیمت میں تمہاری ثابت قدمی اور کامرانی کے لیے کتاب اللہ کے ساتھ وابستگی از حد ضروری ہے، جو مرشد حقیقی اور اساس دین ہے۔ احادیثِ رسول اللہ ﷺ اور کلماتِ مشائخ (قدس اللہ اسرواحهم) سے اکتساب فیض بھی لازم ہے اور بالخصوص یہ استمداد ان ابدالوں کے دلوں سے بھی ضروری ہے، جو وجہ اللہ کے مطالعے میں مستغرق اور متحیر رہتے ہیں۔ وہ بحر شہود میں استغراق کی وجہ سے اپنی شخصیات کے لوازم سے الگ تھلگ ہو چکے ہیں۔

ہمیں تو ان کے حالات سے حسرت وعبرت کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ اگر ہمارا شمار عبرت لینے اور بصیرت رکھنے والوں میں ہے۔

ربنا اهدنا اليك بأيّ طريق شئت، انّك بفضلك و جودك تهدى من تشآء من عبادك و انّك على ما تشآء قدير

{1} صحیح بخاری، رقم ۶۱۳۷، صحیح ابن حبان، رقم ۳۴۷، معجم اوسط طبرانی ۱۳۹/۹، معجم کبیر طبرانی ۲۰۶/۸

سُورَۃُ التَّوبَۃ

[مقدمہ سورہ توبہ]

حدِّ اعتدال پر قائم، جادۂ یقین وتحقیق پر فائز، تخمین وتقلید سے خالص، توحید کے مرکز پر مستقیم اور فناو تجرید کی کمین گاہ میں رہائش پذیر انسان پر یہ بات مخفی نہیں کہ جو مرتبہ حیوانیت سے ترقی نہ کرسکا اور اس کی شخصیت کے درخت سے ثمر انسانیت ''معرفت وتوحید'' برآمد نہ ہوسکا تو وہ اور گونگے حیوانات مرتبہ میں برابر ہیں۔ بلکہ اس کا حال ان سے بھی بدتر ہے۔ نیز جس نے اپنے مربی کے حکم کی تعمیل نہ کی جو اسے جہل سے بچا کر اس کے مقصد تخلیق تک لے جانا چاہتا تھا۔ بالخصوص جب اس شخص نے اپنے مربی ومرشد جسے اس کی تربیت وتعلیم کے لیے مبعوث کیا گیا تھا، کے سامنے تعنت وتکبر کیا، بلکہ اس کی تکذیب کی، اس کے خلاف بغاوت کی اور اس کے غیر کو اس کا شریک بنایا۔ العیاذ باللہ۔ تو اس کا قتل اور اس کا خون مباح ہوا، ان موحدین وممکنین کے لیے جو کلمہ توحید کی ترویج، شرع مستقیم اور دینِ قویم کی نصرت کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

اسی لیے مضبوط ترین رسی کو تھامنے اور دوستی وقرابت والوں پر جہاد وغزوہ کو فرض کیا گیا ہے۔ تاکہ ان کے غازی اپنے تمام تر حالات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہیں اور ان کے شہداء اپنے رب کے پاس زندہ رہ کر اس کے فضل وکرم کے دسترخوانوں سے فیض یاب ہوتے رہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آقا ومولا ﷺ تک ہر نبی جہاد وقتال پر مامور رہا ہے۔

اور جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں بعض انبیاء کرام کے قصص وسیر کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور بعض کا تذکرہ اجمالی طور پر کیا اور نبی رحمت ﷺ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

منهم من قصصنا عليك و منهم من لم نقصص عليك {1}

پھر انبیاء کرام علیہم السلام پر جہاد فرض کرنے میں راز یہ ہے کہ (واللہ اعلم) کہ انبیاء ومرسلین کرام کی بعثت کا

{1} غافر:78

مقصد یہ ہے کہ بندوں کو دارین میں خیر وصواب کی ہدایت اور ان کی تربیت واصلاح کی جائے اور یہ اس وقت ہی متصور ہو سکتی ہے، جب باطل آراء اور ان فاسد افکار کا ازدہام وظہور ہو جو ضلال واضلال اور بدعات وجدال کو مستلزم ہوں۔ پھر اس فساد کا رفع اور اس قباحت کا قلع قمع اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب اس شخص کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے جو اس روش پر مستقیم اور ڈٹا ہوا ہے اور یہ علاج مقاتلت اور مشاجرت کے بغیر ممکن نہیں اسی لیے جہاد وقتال پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سنت جاری رہی ہے اور اسے افضل العبادات شمار کیا گیا ہے۔

جب اپنے شرک پر اصرار کرنے والے مشرکین جب اللہ تعالیٰ کے شدید ترین دشمن اور اس کے غیظ و غضب کو دعوت دینے والے تھے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کے عہد و میثاق پر کوئی اعتماد نہ تھا۔ تو سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے برأت کا اظہار کر دیا اور اپنے رسول ﷺ کو بھی ان عہد و میثاق سے برأت ظاہر کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔

﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى الَّذِينَ عَـٰهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ١ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوٓا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَـٰفِرِينَ ٢ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُۥ ۚ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوٓا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ٣﴾ [التوبة: 1-3].

(اے مسلمانو!) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے براءت کا اعلان ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا (۱) (اے مشرکو!) پس تم چار ماہ اس ملک میں چل پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کرنے (۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن سب لوگوں کے لیے اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین سے بے زار ہے اور اس کا رسول بھی۔ اب بھی اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے لیئے بہتر ہے۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور (اے نبی!) کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو (۳)

تفسیر الجیلانی

﴿بَرَآءَةٌ﴾ یہ برأت ہے اور عہد شکنی ہے ذمہ داری کو ساقط کرنا ہے اور امان کو اٹھانا ہے۔ اے ایمان والو! جو تمہارے اور مشرکین کے درمیان واقع ہوئی تھی۔ یہ حکم نازل ہوا ہے تمہاری طرف۔

﴿مِّنَ اللَّهِ﴾ جو اہلِ شرک کی فریب کاریوں پر مطلع ہے۔

﴿وَرَسُوْلِهٖ﴾ تاکہ تم اپنے عہد ومیثاق کو ختم کردو۔

﴿اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ اس عہد شکنی کے بعد تم ان سے قتال کرنے میں جلدی نہ کرنا بلکہ انہیں مہلت دو اور ان سے کہو۔

﴿فَسِيْحُوْا﴾ اے اسراف وزیادتی سے کام لینے والو! سیر کرو۔

﴿فِى الْاَرْضِ﴾ ہماری اس زمین میں بلاخوف وخطر

﴿اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ ایک قول کے مطابق ذوالحجہ کے بیس دن پورا محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی کے دس روز مراد ہیں کہ اس مدت میں اسباب حرب وضرب جمع کر کے قتال کی تیاری کرلو۔

﴿وَّاعْلَمُوْٓا﴾ اے شرک پر اصرار کرنے والو! اور اگر تم اپنے رشتہ داروں اور اپنے قبائل اور اپنے بھائیوں کی حمایت کی وجہ سے ہم پر اپنے غلبے کا زعم رکھتے ہو۔

﴿اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ﴾ یعنی تم متفرد بالمجد اور عظمت وکبریائی کی چادر سے متعزز اللہ تعالیٰ پر غالب نہیں آسکتے۔

﴿وَ﴾ نیز جان لو!

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے نافرمان بندوں سے انتقام لینے والا۔

﴿مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ان کی اہانت اور تذلیل کرنے والا ہے۔ اگرچہ اس نے انہیں اس تجبّر وتکبر پر کچھ مدت تک ڈھیل دے رکھی ہے۔

﴿وَ﴾ نیز یہ

﴿اَذَانٌ﴾ یہ اعلان واشاعت اس کی طرف سے صادر ہوئی ہے۔

﴿مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ﴾ اس کے اذن واختیار سے۔

﴿اِلَى النَّاسِ﴾ جو دور دراز شہروں سے جمع ہوئے ہیں۔

﴿يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾ کیوں کہ اس سال وقوف عرفہ جمعہ کے روز ہوا تھا اس لیے اسے حج اکبر کا نام دیا گیا۔

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ عظمت وکبریائی سے متعزز ہونے والا۔

﴿بَرِىٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ یعنی ان کے عہود ومواثیق سے، تمہارے اس سال کے بعد وہ انہیں امان نہیں دے گا۔

﴿وَرَسُولُهٗ﴾ وہ بھی من جانب اللہ برأت، نقض عہد اور ذمہ داری کے اسقاط پر مامور۔ آج کے بعد صلح ختم ہوئی اب تلوار ہے یا پھر اسلام۔

﴿فَاِنۡ تُبۡتُمۡ﴾ اپنے کفر وشرک سے لوٹ آؤ اور ایمان وتوحید کو قبول کرلو۔

﴿فَهُوَ﴾ تمہارا ایمان لانا اور رجوع کرنا۔

﴿خَيۡرٌ لَّـكُمۡ﴾ دونوں جہانوں میں۔

﴿وَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ﴾ اور ایمان واسلام سے اعراض کیا اور شرک وطغیان پر اصرار کیا۔

﴿فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى اللّٰهِ﴾ یعنی تم اس کے لشکروں پر غالب نہیں آسکو گے۔

﴿وَبَشِّرِ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اور واضح نشانات کے باوجود اپنے کفر وشرک سے باز نہ آئے۔

﴿بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ﴾ دنیا میں قتل، قید اور جلاوطنی کے ساتھ اور آخرت میں انسانی مرتبے سے محرومی کی صورت میں۔

پھر جب بعض مشرکین سے عہد شکنی اور مخالفت ومخادعت کی علامات ظاہر نہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا استثناء فرما دیا اور اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ مدت معلومہ کے پورے ہونے تک ان سے کیے ہوئے معاہدے کی پاسداری کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔۔

﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ عٰهَدْتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ثُمَّ لَمۡ يَنۡقُصُوۡكُمۡ شَيۡـًٔـا وَّلَمۡ يُظَاهِرُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَيۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ اِلٰى مُدَّتِهِمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴﴾ فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُـرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدْتُّمُوۡهُمۡ وَخُذُوۡهُمۡ وَاحۡصُرُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ‌ ۚ فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوۡا سَبِيۡلَهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵﴾﴾

[التوبة: 4-5].

بجز ان مشرکین کے جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے (اس معاہدہ کے پورا کرنے میں) تمہارے ساتھ کوئی کوتاہی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو تم ان سے ان کے معاہدہ کو

اس کی مدت معینہ تک پورا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو پسند فرماتا ہے﴿۴﴾ پس جب حرمت
والے مہینے گزر جائیں تو تم مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور ان کو گرفتار کرو اور ان کا محاصرہ کرو اور
ان کی تاک میں ہر جگہ بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ
چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے﴿۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ﴾ معاہدہ ہو جانے کے بعد۔

﴿ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡكُمۡ شَیۡـًٔا﴾ جس کی حفاظت کا انہوں نے التزام و دوام کیا تھا۔

﴿وَّ﴾ اس کے ساتھ ساتھ

﴿لَمۡ یُظَاهِرُوۡا﴾ اور معاونت نہ کی

﴿عَلَیۡكُمۡ اَحَدًا﴾ تمہارے دشمنوں میں سے، اپنے عہد و میثاق کی حفاظت کے لیے۔

﴿فَاَتِمُّوۡۤا اِلَیۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ﴾ یعنی تمہارے لیے زیادہ مناسب ہے کہ تم ایفاء عہد اور اتمام مدت کرو۔

﴿اِلٰی مُدَّتِهِمۡ﴾ جس مدت تک تم نے ان سے معاہدہ کیا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ عدل قویم پر قائم۔

﴿یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ﴾ حدود اللہ اور اس کے عہود سے تجاوز کرنے میں ڈرتے ہوئے، ایفاء عہد اور حفظ میثاق پر مداومت کرنے والے۔

﴿فَاِذَا انۡسَلَخَ﴾ یعنی گزر جائیں۔

﴿الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ﴾ جن میں سیاحت و امن کا حکم دیا ہوا ہے۔

﴿فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِیۡنَ﴾ شرک پر اصرار کرنے اور عہد و میثاق کو توڑنے والے۔

﴿حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ﴾ حِل میں ہوں یا حرم میں، امان طلب کرنے والے ہوں یا نہ۔

﴿وَخُذُوۡهُمۡ﴾ انہیں قیدی بناؤ اور اپنی غلامی میں لاؤ۔

﴿وَ﴾ اگر حفاظت کے لیے قلعوں میں گھس جائیں۔

﴿احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ﴾ ان کے پکڑنے اور قتل کرنے کے لیے۔

﴿كُلَّ مَرْصَدٍ﴾ اور پہاڑوں اور وادیوں کی گھاٹیوں اور گزرگاہوں سے۔

﴿فَاِنْ تَابُوْا﴾ شرک سے لوٹ آئیں اور ایمان کی طرف میلان کریں۔

﴿وَ﴾ ایمان لانے کے بعد۔

﴿اَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ جو ان کے ایمان اور تصدیق کی علامت ہے۔

﴿وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ جو ان کے دلوں کو نفاق کی علامات سے پاک کردینے والی ہے۔

﴿فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ دیگر تمام مسلمانوں کی طرح تاکہ وہ سابقہ مخالفت، مقاتلت اور شقاق کو یاد کریں اور ان امور پر متوجہ ہوں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کی اصلاح کرنے والا۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ ان سے صادر ہونے والے معاصی اور جرائم کو۔

﴿رَّحِيْمٌ﴾ ان کے لیے، کہ انہیں توبہ و رجوع کے بعد اخلاص کی حالت میں دار السلام میں پہنچائے گا۔

﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧﴾ [التوبة: 6، 7].

اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ مانگے تو آپ اُسے پناہ دیں حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے پھر آپ اُسے اس کی امن کی جگہ پہ پہنچا دیں یہ حکم اس لیے ہے کہ وہ لوگ ایک بے علم قوم ہیں ۝٦ ان (عہد شکن) مشرکین کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک کوئی معاہدہ کیونکر ہوسکتا ہے سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تو جب تک وہ تمہارے

معاہدہ پر قائم رہیں تم بھی ان کے لیے قائم رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے۞

تفسیر الجیلانی

﴿وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ وہ منافقین جن کے قتل اور قید کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

﴿اسۡتَجَارَكَ﴾ تم سے تمہارا پڑوس طلب کرلے تاکہ اذیت سے محفوظ رہے۔

﴿فَاَجِرۡهُ﴾ تو اے اکمل الرسل ﷺ! آپ پر لازم ہے کہ آپ اسے بتقاضائے شفقتِ نبوت ورسالت اپنے جوار میں امان دیں۔

﴿حَتّٰى يَسۡمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ﴾ جو اپنے بندوں کے لیے ہادی ہے تاکہ وہ تمہارے دین کے بواطن اور تمہاری شریعت کے اسرار کو سمجھے گویا وہ اس کی حقیقت پر مطلع ہو جائے کیوں کہ ہر ایک کی اصل فطرت تو اسلام پر ہے۔

﴿ثُمَّ﴾ اس کی بیداری اور ایمان سے مایوس ہو جانے کے بعد۔

﴿اَبۡلِغۡهُ مَاۡمَنَهٗ﴾ یعنی اس کی جائے امن اور محل قرار پر اسی شفقت اور نبوت کا اتمام کرتے ہوئے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ امن، مدارات اور نرمی و حلیمی۔

﴿بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ﴾ جو ایمان اور اس پر مترتب ہونے والی مختلف اقسام کی خیرات و برکات سے دور ہے۔

﴿لَّا يَعۡلَمُوۡنَ﴾ یہ توقع نہیں رکھتے کہ اہل ایمان سے ان کا صدور ہو اور جب تم سے ایسی مثالیں صادر ہوں تو ممکن ہے کہ یہ تم سے محبت کریں اور تمہارے قریب آجائیں اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔

﴿كَيۡفَ يَكُوۡنُ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ جو شرک وعناد پر اصرار کرنے اور کفر و سرکشی میں مبالغہ کرنے والے ہیں۔

﴿عَهۡدٌ﴾ مقبول ومنظور

﴿عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ رَسُوۡلِهٖۤ﴾ کیوں کہ وہ اپنے کفر وشرک میں منہمک ہونے کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ ان سے عہد و میثاق کو قبول نہیں کرتا بلکہ ان کے بارے حکم دیتا ہے کہ ان کے لیے تلوار ہے یا اسلام۔

﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ﴾ ان کے ساتھ

﴿عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ﴾ کیوں کہ وہ اگرچہ مشرکین اور اپنے شرک پر اصرار کرنے والے ہیں مگر مسجد حرام کی

حرمت کا تقاضا ہے کہ ان کے ساتھ ہونے والے عہود کو پورا کیا جائے جب وہ بھی اسی حرمت پر یقین رکھتے ہوں۔

﴿فَمَا اسْتَقَامُوْا﴾ اور حفاظت طلب کریں۔

﴿لَكُمْ﴾ تمہارے عہد کی

﴿فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ﴾ بلکہ تم تو مسجد حرام کی حرمت کی رعایت کرنے میں اولیٰ ہو۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا مصلح۔

﴿يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوءِ ادب میں اپنے نفوس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ بالخصوص اس کے بیت الحرام کی حرمت کی رعایت کرنے میں۔

﴿ كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨﴾ اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩﴾ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ﴿١٠﴾ ﴾ [التوبة: 8-10].

ان کے معاہدہ کا لحاظ کیونکر رکھا جائے حالانکہ اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو وہ تمہارے بارے میں نہ کسی رشتہ داری کا لحاظ کریں اور نہ کسی معاہدہ کا۔ وہ تمہیں صرف اپنے منہ (کی باتوں) سے راضی کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں ﴿٨﴾ انہوں نے تھوڑی سی قیمت کے بدلے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو فروخت کر دیا پھر لوگوں کو اس کے راستہ سے روکا۔ بے شک بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے ﴿٩﴾ وہ کسی مؤمن کے بارے میں نہ کسی رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی معاہدہ کا اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں ﴿١٠﴾

تفسیر الجیلانی

﴿كَيْفَ﴾ اے ایمان والو! مشرکوں کے ساتھ تمہارا عہد کیسے ہو سکتا ہے اور تم ان کے میثاق پر کیسے اعتماد کر سکتے ہو۔

﴿وَ﴾ اپنے بغض کی شدت اور عناد کی انتہاء کی وجہ سے۔

﴿اِنۡ یَّظۡهَرُوۡا﴾ اور کامیاب ہو جائیں۔

﴿عَلَیۡکُمۡ لَا یَرۡقُبُوۡا فِیۡکُمۡ﴾ یعنی وہ تمہارے حق میں قطعاً کوئی رعایت نہ کریں گے۔

﴿اِلًّا﴾ کوئی عہد و میثاق۔

﴿وَّ لَا ذِمَّةً﴾ کسی ایسے حق کی جس کی رعایت کو وہ اپنے لیے لازم سمجھیں جیسا کہ وہ حقوق جو متعاھدین کے درمیان ملحوظ رکھے جاتے ہیں بلکہ ان کی حالت تو یہ ہے کہ۔

﴿یُرۡضُوۡنَکُمۡ﴾ اور تمہارے ساتھ معاہدے کرتے ہیں۔

﴿بِاَفۡوَاهِهِمۡ﴾ دھوکہ دینے اور منافقت کرنے کے لیے۔

﴿وَ تَاۡبٰی قُلُوۡبُهُمۡ﴾ معاہدے کے وقت، جو ان کی زبانوں سے صادر ہوا ہے۔

﴿وَ اَکۡثَرُهُمۡ فٰسِقُوۡنَ﴾ خارج اور بدعہدی کرنے والے ہیں وہ اہل زبان ہی نہیں تو ان کے عہد کا کیا اعتبار ہے۔ پھر ان کے فسق سرکشی اور گمراہی میں مبالغے کا یہ عالم ہے---

﴿اِشۡتَرَوۡا﴾ ردوبدل کرتے ہیں۔

﴿بِاٰیٰتِ اللّٰهِ﴾ جو اس کے رسول ﷺ پر منزل ہیں اور پوری وضاحت کے ساتھ اس کی توحید پر دال ہیں۔

﴿ثَمَنًا قَلِیۡلًا﴾ حقیر اور رذیل بدل یعنی ان آراء فاسدہ اور افکار باطلہ کا اتباع کرنا جنہیں ان کے شیاطین نے بطور بدعت ان کے لیے ایجاد کر رکھا ہے۔

﴿فَصَدُّوۡا﴾ اعراض کیا اور خود کو اور اپنے پیروکاروں کو ان آراء فاسدہ کی وجہ سے پھیر دیا۔

﴿عَنۡ سَبِیۡلِهٖ﴾ اللہ کے دین سے جو اس کی توحید تک پہنچانے والا ہے۔

﴿اِنَّهُمۡ﴾ اپنے ضلال و اضلال میں انتہاء تک چلے جانے کے باعث۔

﴿سَآءَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ﴾ یہ عمل

ان کے سوء عمل اور قبیح فعل کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان سے انتہائی درجے کا بغض رکھتے ہیں۔

﴿لَا یَرۡقُبُوۡنَ﴾ اور رعایت نہیں کرتے۔

﴿فِی مُؤْمِنٍ﴾ یعنی کسی ایک مومن کے حق میں خواہ وہ ان کے ساتھ بھائی چارے اور دوستی میں اور عہد کی پاسداری میں مبالغے سے کام لے۔

﴿إِلًّا وَّلَا ذِمَّةً﴾ ان کے بغض وحسد اور عناد کی شدت کی وجہ سے۔

﴿وَ اُولٰٓئِكَ﴾ اشقیاء اور دھتکارے ہوئے۔

﴿هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ﴾ حدود اللہ سے تجاوز کرنے پر کار بند اور اپنی خبیث فطرت کی بناء پر مروت جو مرتبہ انسانیت کالازمہ ہے کہ تقاضے سے عاری۔

﴿فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ فَإِخْوَٰنُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْأٓيَٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ وَإِن نَّكَثُوٓا أَيْمَٰنَهُم مِّنۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَٰتِلُوٓا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَآ أَيْمَٰنَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ ﴿١٢﴾ أَلَا تُقَٰتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوٓا أَيْمَٰنَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾﴾ [التوبة:11-13].

پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں (۱۱) اور اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے جنگ کرو۔ بے شک ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ (اپنی حرکتوں سے) باز آجائیں (۱۲) کیا تم ان لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول ﷺ کو (وطن سے) نکال دینے کا ارادہ کیا تھا اور انہوں نے ہی پہلی مرتبہ تم سے جنگ کی ابتدا کی تھی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو (۱۳)

تفسیر الجیلانی

﴿فَاِنۡ تَابُوۡا﴾ عناد و تکبر میں مبالغہ کرنے کے بعد اگر وہ ایمان کی طرف لوٹ آئیں۔

﴿وَ﴾ اپنے اس رجوع کے بعد۔

﴿اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ﴾ غیر حق کی طرف میلان کرنے سے ان کے بواطن کو صاف و شفاف کرنے والی۔

﴿وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ﴾ ان کے ظواہر کو حق سے پھیرنے والی اشیاء سے پاک کرنے والی۔

﴿فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ﴾ طریق حق کو اپنانے میں تم اور وہ برابر ہیں۔

﴿وَ﴾ تحقیقاً۔

﴿نُفَصِّلُ﴾ اور کھول کر بیان کرتے ہیں۔

﴿الۡاٰیٰتِ﴾ جو ہماری توحید پر دال ہیں۔

﴿لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ﴾ یقین علمی کے مرتبے پر پہنچتے ہیں اور وہاں سے یقین عینی اور حقی تک ترقی کا ارادہ کرتے ہیں۔

﴿وَ اِنۡ نَّکَثُوۡۤا﴾ اور توڑ دیں۔

﴿اَیۡمَانَهُمۡ﴾ اور اپنے عہد کی پاسداری نہ کریں۔

﴿مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ﴾ اپنی پشتوں کے پیچھے۔

﴿وَ طَعَنُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ﴾ واضح تکذیب اور احکام، عقائد، طاعات و عبادات کو قبیح قرار دینے کے ساتھ۔

﴿فَقَاتِلُوۡۤا﴾ اے غازیو اور اپنے دلوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وابستہ رکھنے والو!

﴿اَئِمَّۃَ الۡکُفۡرِ﴾ یعنی ان کے رئیسوں اور سرداروں سے کیوں کہ وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ اگرچہ وہ زبانی طور پر عہد و میثاق کی باتیں کرتے ہیں۔ مگر تم ان کے اس عہد و پیمان کی پروانہ کرو۔

﴿اِنَّهُمۡ لَاۤ اَیۡمَانَ لَهُمۡ﴾ کیوں کہ شرک و شقاق ان کی طبیعت اور خمیر میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔

﴿لَعَلَّهُمۡ یَنۡتَهُوۡنَ﴾ یعنی ان کے گمراہ پیروکار عوام ان عقائد سے دست بردار ہو جائیں جن پر ان کے گمراہ کرنے والے سردار تھے۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل ایمان کو ان کے ساتھ قتال کی تاکید و ترغیب دیتا ہے۔

﴿اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ﴾ اپنی قسموں اور عہود کو توڑنے کے بعد۔

﴿هَمُّوْا﴾ قصد و اہتمام کیا۔

﴿بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ﴾ مکۃ المکرمۃ سے۔

﴿وَ﴾ اندریں حال کہ وہ

﴿هُمْ﴾ ایسی قوم ہے۔

﴿بَدَءُوْكُمْ﴾ مخالفت ومخاصمت سے۔

﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ اسلام کے ابتدائی دور میں، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا تھا مگر ان کا ناطقہ بند کر دیا گیا اور وہ جھگڑا کرنے پر اصرار کرنے لگے۔

﴿اَتَخْشَوْنَهُمْ﴾ اے ایمان والو! تم ان سے قتال کرنے میں ڈرتے ہو کہ تمہیں ان کی جانب سے کوئی ناگوار بات پہنچے گی یا پھر تم ان کے مقابلے میں خود کو کمزور سمجھتے ہو۔ اگر تمہیں ان کی طرف سے ناگوار چیز کے پہنچنے کا خطرہ ہے۔

﴿فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ﴾ کیوں کہ وہ ہر طرح کے انتقام پر قادر ہے۔

لہٰذا تم پر لازم ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے حکم کی مخالفت سے ڈرو۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے اوامر ونواہی پر۔

﴿ قَٰتِلُوهُمۡ يُعَذِّبۡهُمُ ٱللَّهُ بِأَيۡدِيكُمۡ وَيُخۡزِهِمۡ وَيَنصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ وَيَشۡفِ
صُدُورَ قَوۡمٖ مُّؤۡمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذۡهِبۡ غَيۡظَ قُلُوبِهِمۡۗ وَيَتُوبُ ٱللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَآءُۗ وَٱللَّهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمۡ حَسِبۡتُمۡ أَن تُتۡرَكُواْ وَلَمَّا يَعۡلَمِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ مِنكُمۡ
وَلَمۡ يَتَّخِذُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَا رَسُولِهِۦ وَلَا ٱلۡمُؤۡمِنِينَ وَلِيجَةٗۚ وَٱللَّهُ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ
﴿١٦﴾ ﴾ [التوبة:14-16].

ان سے جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب دے گا اور انہیں رسوا کرے

گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور اہل ایمان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائے گا ۝ اور ان کے دلوں کا غصہ دور فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے رحمت سے توجہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے ۝ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک تم میں سے ان لوگوں کو ممتاز نہیں کیا جنہوں نے جہاد کیا۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے سوا کسی کو اپنا راز دار نہیں بنایا اور اللہ تعالیٰ با خبر ہے اس سے جو تم کرتے ہو ۝

تفسیر الجیلانی

﴿قَاتِلُوهُمْ﴾ جہاں بھی تمہیں ملیں کیوں کہ تم ان پر غالب اور منصور ہو۔

﴿يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ﴾ قید کرنا، قتل کرنا، اور جلاوطن کرنا یعنی عذاب کی مختلف انواع کے ساتھ۔

﴿وَيُخْزِهِمْ﴾ یعنی ان کی باقی ماندہ اولاد کو ذلیل ورسوا کرے گا۔

﴿وَيَنْصُرْكُمْ﴾ دائماً ابداً۔

﴿عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ﴾ انہیں ذلیل ومقہور کرنے کے ساتھ۔

﴿صُدُورَ قَوْمٍ﴾ فقیر وغریب۔

﴿مُؤْمِنِينَ﴾ بایں طور کہ ان کے دل ان باغیوں اور سرکشوں کی دھمکیوں سے مریض ہو چکے ہیں۔

﴿وَيُذْهِبْ﴾ ان کافروں کی بیخ کنی اور قتل کے ساتھ۔

﴿غَيْظَ قُلُوبِهِمْ﴾ ان غریب مومنوں کے دل میں خلش وقلق پیدا ہو چکا ہے کہ انہوں نے حب اسلام کے لیے اپنے وطن کو چھوڑا اور کفار اپنے ساز وسامان اور کثرت تعداد کی وجہ سے ان کی املاک پر قابض ہو گئے۔

﴿وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ﴾ یعنی ان کا قلع قمع کرنے کے سبب اس قریب وبعید شخص کو باطل سے پھیر دے گا جس کے دل میں مرض پیدا ہو چکا ہے۔

﴿وَاللَّهُ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع۔

﴿عَلِيمٌ﴾ ان کے خیالات اور ان کے دلوں کی امراض کو۔

﴿حَكِيۡمٌ﴾ ان کے علاج اور دفاع کے سلسلے میں۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کی غیرت ایمانی کو ابھارتے ہوئے بطور توبیخ ارشاد فرمایا---

﴿اَمۡ حَسِبۡتُمۡ﴾ اور تم نے گمان کرلیا ہے قتال سے کراہت کرنے اور اس کے اوامر کی تعمیل میں کاہلی کرنے والے مومنو!

﴿اَنۡ تُتۡرَكُوۡا﴾ جس حال پر تم ہو، اور اس کے بعد تمہیں قتال کا حکم نہ دیا جائے گا۔

﴿وَ﴾ تمہیں یہ بھی زعم فاسد ہے۔

﴿لَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ﴾ اور اس نے اپنے علم حضوری کے ساتھ تمیز نہیں کی۔

﴿الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ﴾ اس کی راہ میں اس کی رضا کے لیے مخلص ہوکر۔

﴿وَ﴾ اس کے باوجود۔

﴿لَمۡ يَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوۡلِهٖ﴾ جو اس کا نائب اور خلیفہ ہے۔

﴿وَ لَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ جن کے دل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

﴿وَلِيۡجَةً﴾ وہ سنت اور مرجع جس کے ساتھ وہ قلبی تعلق رکھیں اور اس پر اپنے اسرار و رموز کو ظاہر کریں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے صادر ہونے والی نفاق کی علامات اور اخلاص کے نشانات کو اچھی طرح جانتا ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ تمہارے احوال پر مطلع۔

﴿خَبِيۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ﴾ یعنی جو تم سوچتے ہو اور کاہلی سستی اور خلوت وجلوت میں دشمنان دین کے ساتھ جس تعلق ودوستی کا اظہار کرتے ہو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا---

﴿ مَا كَانَ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ اَنۡ يَّعۡمُرُوۡا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيۡنَ عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ بِالۡكُفۡرِ‌ؕ
اُولٰٓـئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ ۖۚ وَفِى النَّارِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ‏ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ‌ فَعَسٰۤى
اُولٰٓـئِكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ‏ ﴿۱۸﴾ ﴾ [التوبة:17-18].

مشرکین کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں حالانکہ وہ خود اپنے اوپر کفر کے گواہ ہیں۔ ان کے اعمال ضائع ہوئے اور وہ ہمیشہ (دوزخ کی) آگ میں رہنے والے ہیں ﴿۱۷﴾ اللہ تعالیٰ کی مساجد کو صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہوں، نماز کے پابند اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔ پس امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے ﴿۱۸﴾

تفسیر الجیلانی

﴿مَا كَانَ﴾ صحیح اور جائز

﴿لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ شرک اور عناد پر اصرار کرنے والے۔

﴿اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ جو اہل ایمان کے لیے تیار کی گئی ہیں کہ وہ ان میں عبادت کریں اور معرفت و توحید کے مقام پر فائز ہوں۔ اندریں حال کہ وہ

﴿شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ﴾ اور شرک کے ساتھ قولاً اور فعلاً اور ان کا شرک مساجد کی تعمیر کے منافی ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ دور اور گمراہی کے میدان میں سرگرداں۔

﴿حَبِطَتْ﴾ درجہ اعتبار سے ساقط ہو گئے ہیں۔

﴿اَعْمَالُهُمْ﴾ صالحہ۔ اللہ کے حضور بایں حیثیت کہ وہ انہیں قطعاً نفع نہ دیں گے کیوں کہ وہ شرک کے ساتھ خلط ملط ہو گئے ہیں۔

﴿وَ﴾ ان کے معاملے کا اخیر یہ ہے۔

﴿فِي النَّارِ﴾ جو شرک وضلال والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿هُمْ خٰلِدُوْنَ﴾ ان کے لیے قطعاً نجات نہیں ہے ان سے اعمال صالحہ صادر ہوں یا نہ ہوں۔ بلکہ

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ جو مومن عبادت اور حق تعالیٰ کی طرف توجہ اور اس کے ساتھ مناجات کے لیے تیار کی گئی ہیں۔

﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ اور اس کی توحید میں مرتبہ یقین علمی پر فائز ہوا۔

﴿وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ جو سب کا مرجع ہے۔

﴿وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ﴾ جس کی توجہ اور میلان ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف رہا۔

﴿وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ﴾ نفس انسانی کو ان علائق سے پاک کرنے کے لیے جو حقی اور حقیقی توجہ سے رکاوٹ بنتے ہیں۔

﴿وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ یعنی اس کے دل میں کسی شے کے فوت ہونے کا غم اور رنج نہ تھا۔ ماسوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اعمال کو قبول نہ کیا اور اسے سبحانہ وتعالیٰ کی رضا نہ مل سکی۔

﴿فَعَسٰٓى﴾ قریب ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ سعید، امین، راہ توحید میں جان کی بازی لگانے والے اور منزل فناء کے راہی۔

﴿اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾ تسلیم ورضا کے مقام پر فائز اگرچہ انہیں اس کی جانب سے اخلاص کی توفیق بھی دی گئی ہے۔

---اصنع بنا ماتحب انت و ترضى يا دليل الحائرين---

﴿ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ ءَامَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَجَٰهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُۥنَ عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّٰلِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ ءَامَنُوا
وَهَاجَرُوا وَجَٰهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾
يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَٰنٍ وَجَنَّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿٢١﴾ خَٰلِدِينَ فِيهَآ
أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٢﴾ ﴾ [التوبة:19-22].

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ (دونوں قسم کے) لوگ برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا﴿١٩﴾ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان

کا بہت بڑا درجہ ہے۔ اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۲۰﴾ ان کا رب انہیں اپنی رحمت، خوشنودی اور ایسی جنتوں کی خوش خبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے دائمی نعمت ہے ﴿۲۱﴾ وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے ﴿۲۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اَجَعَلْتُمْ﴾ اے عناد و فساد کرنے والے مشرکو! تم نے بنالیا ہے۔

﴿سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اس کے باوجود کہ یہ کام تم سے صادر ہو رہے ہیں۔ اور تم اپنے شرک و ضلال پر جمے ہوئے ہو۔

﴿كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ یعنی اس شخص کے ایمان کی طرح جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین رکھتا ہے۔

﴿وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ جو اعمال کی جزا کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔

﴿وَجٰهَدَ﴾ اپنے مال اور اپنی جان سے۔

﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اس کے دین اور کلمہ توحید کی سربلندی کے لیے حاشا وکلا

﴿لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ پانی پلانے والے اور مسجد کی تعمیر کرنے والے ان مومنو کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین رکھنے والے اور نصرت دین کے لیے اس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنی توحید کی طرف اپنے بندوں کو ہدایت دینے والا۔

﴿لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اس کے اوامر و نواہی کے تقاضے سے نکل جانے والے، جو اس کے انبیاء و مرسلین پر نازل کیے ہوئے ہیں۔

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ یقین علمی کے مرتبے پر فائز ہیں۔

﴿وَ هَاجَرُوْا﴾ بقدرِ امکان سے اعلیٰ مرتبہ کے طالب ہو کر۔

﴿وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اور اس کی توحید کی راہ میں۔

﴿بِاَمْوَالِهِمْ﴾ دنیا کا مال و متاع خرچ کر کے جو ان کی طرف منسوب ہے۔ اور فضاء توحید تک پہنچنے سے مانع ہے۔

﴿وَ اَنْفُسِهِمْ﴾ انہیں ان کی آرزوؤں اور تقاضوں سے منع کر کے اپنی انانیت اور شخصیت کو حق تعالیٰ کی شخصیت

میں فنا کرنے کی تمنا لیے ہوئے۔

﴿اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ﴾ اور اعلیٰ مرتبہ ہیں جب تک کہ وہ سالک اور راہ حق کے مسافر ہیں وصول اور انقطاع سلوک کے بعد۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ سعداء وواصلین۔

﴿هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ﴾ ان نعمتوں کے ساتھ جنہیں کسی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں ان کا تصور آیا۔ اسی لیے

﴿يُبَشِّرُهُمۡ رَبُّهُمۡ﴾ عالم اسماء وصفات میں ان کی ودیعت شدہ استعدادات کے ساتھ

﴿بِرَحۡمَةٍ﴾ کبھی نہ ختم ہونے والی

﴿مِّنۡهُ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے۔

﴿وَرِضۡوَانٍ﴾ جس کی تفسیر سے زبانیں گنگ ہیں اور جس کی تعبیر سے عقلیں عالم تحیر میں ہیں۔

﴿وَّجَنّٰتٍ﴾ نئی نئی تفرح گاہیں جو ہر آن نئی نئی تجلیات سے جنم لیتی ہیں۔

﴿لَّهُمۡ فِيۡهَا﴾ نئی نئی جنات وباغات میں۔

﴿نَعِيۡمٌ﴾ امداد اور نئے دریچے

﴿مُّقِيۡمٌ﴾ دائم اور غیر منقطع۔

﴿خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَآ اَبَدًا﴾ کسی مدت اور زمانے کی قید نہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے مخلص بندوں کے دلوں پر تجلی فرمانے والا۔

﴿عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ﴾ انکشاف ہو جانے کے بعد حسب استعداد وقابلیت۔

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوٓا۟ ءَابَآءَكُمْ وَإِخْوَٰنَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ ٱسْتَحَبُّوا۟ ٱلْكُفْرَ عَلَى ٱلْإِيمَـٰنِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَٰنُكُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَٰلٌ ٱقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَـٰرَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَـٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَـٰسِقِينَ ﴿٢٤﴾ ﴾ [التوبة: 23-24].

اے ایمان والو! اپنے باپ دادا اور اپنے بھائیوں کو بھی دلی دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں۔ اور تم میں سے جو لوگ ان کو دلی دوست بنائیں گے تو وہی لوگ ظالم ہیں﴿٢٣﴾ (اے رسولِ مکرم ﷺ!) آپ فرمایئے: اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں خطرہ ہے اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا﴿٢٤﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ اہل غرور و غفلت سے اجتناب کرو۔ یہاں تک کہ ان کی گمراہی کے اثرات تمہارے اندر سرایت نہ کریں۔ بالخصوص اپنے نسبی قرابت داروں سے۔

﴿لَا تَتَّخِذُوٓا۟﴾ اے مہاجرو!

﴿ءَابَآءَكُمْ وَإِخْوَٰنَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ ٱسْتَحَبُّوا۟﴾ اور پسند کریں۔

﴿ٱلْكُفْرَ﴾ اور شرک

﴿عَلَى ٱلْإِيمَـٰنِ﴾ توحید باری تعالیٰ پر

﴿وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ﴾ نہی کے وارد ہو جانے کے بعد۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ دوست بنانے والے، گمراہ اور گمراہ کرنے والے

﴿هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے تقاضے سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان مومنوں سے جو اپنے نسبی اقرباء سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

﴿اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ﴾ یعنی تمہارے اقارب اور ذوی الارحام

﴿وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا﴾ یعنی جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں سے کمایا ہے۔

﴿وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا﴾ اس کے نشو و نما اور نفع کے وقت کے گزرنے پر۔

﴿وَ مَسٰكِنُ﴾ عمدہ اور خوبصورت

﴿تَرْضَوْنَهَآ﴾ یعنی جن کو دیکھ کر تمہارے دل راضی اور خوش ہوتے ہیں۔

﴿اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ جو اپنے دوستوں کے دلوں میں محبوب ہے۔

﴿وَ رَسُوْلِهٖ﴾ جو اس کا حبیب و خلیل ہے۔

﴿وَ جِهَادٍ﴾ جس کی تعبیر اجتہاد ہے۔

﴿فِيْ سَبِيْلِهٖ﴾ تاکہ تم وصول اور شہود کے شرف سے ہمکنار ہو جاؤ۔

﴿فَتَرَبَّصُوْا﴾ یعنی تم پر لازم ہے کہ انتظار کرو۔

﴿حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ﴾ جو غیر اللہ کو دوست بنانے والوں سے انتقام لینے والا ہے۔

﴿بِاَمْرِهٖ﴾ جو اس کے عذاب کا موجب ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے لیے ہادی۔

﴿لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ اس کی قرابت اور ولایت کے تقاضے سے نکلنے والے۔ اے ایمان والو! یاد کرو۔

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ
كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ
وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ
تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِن بَعْدِ
ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٧﴾﴾ [التوبة:25-27].

بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد فرمائی اور (جنگِ) حنین کے دن بھی جبکہ تمہاری کثرتِ (تعداد) نے تمہیں گھمنڈ میں ڈال دیا تھا حالانکہ اس کثرت نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے ﴿٢٥﴾ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر اور ایمان لانے والوں پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکر اُتارے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے ﴿٢٦﴾ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے توبہ کی توفیق نصیب فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے ﴿٢٧﴾

تفسیر المیلانی

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ﴾ جو تم پر رقیب وحفیظ ہے۔

﴿فِي مَوَاطِنَ﴾ مواقع

﴿كَثِيرَةٍ﴾ جب تمہارے احساب وانساب کچھ کام نہ آئے بالخصوص جب تمہارا مقابلہ بنی ہوازن وثقیف سے ہوا۔

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ﴾ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان وادی کا نام ہے۔

﴿إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ کہ تم مغلوب نہ ہوسکو گے کیوں کہ تم بارہ ہزار تھے اور تمہارے دشمن چار ہزار۔

﴿فَلَمْ تُغْنِ﴾ اس وقت تمہاری کثرت۔

﴿عَنكُمْ شَيْئًا﴾ دشمن کے غلبے سے اس کے باوجود کہ وہ مقدار میں کم تھے۔

﴿وَ﴾ تم اس حد تک رعب وخوف میں مبتلیٰ ہوئے کہ

﴿ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ یعنی اپنی وسعت کے باوجود، اور تمہیں کہیں بھی کوئی ٹھکانہ نہ مل سکا۔

﴿ثُمَّ﴾ تمہارا خوف یہاں تک پہنچا۔

﴿وَلَّيْتُمْ﴾ تم لوٹ گئے۔

﴿مُّدْبِرِيْنَ﴾ دشمن کے سامنے پیٹھ دے کر۔

﴿ثُمَّ﴾ تمہاری اس شکست دریخت کے بعد۔

﴿اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ تمہارے امور کا کفیل۔

﴿سَكِيْنَتَهٗ﴾ یعنی اپنی رحمت جو قرار و وقار اور طمانیت کا باعث بنی۔

﴿عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾ اپنے رسول ﷺ کے قلب اطہر پر۔

﴿وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اہل ایمان کے قلوب پر جو آخر وقت تک آپ ﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور رسول اللہ ﷺ پر جان نثاری کا جذبہ لیے ہوئے۔

﴿وَ﴾ رسول معظم ﷺ اور آپ کے پیروکاروں کو ثابت قدم رکھنے کے لیے۔

﴿اَنْزَلَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے، اپنے نبی ﷺ کی نصرت و تائید کے لیے ملائکہ سے۔

﴿جُنُوْدًا﴾ فوج در فوج۔

﴿لَّمْ تَرَوْهَا﴾ تمہاری آنکھیں۔

﴿وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ انہیں نازل کر کے قتل و قید کی صورت میں شدید عذاب دنیا و آخرت میں ان کے لیے مقدر کر دیا۔

﴿وَذٰلِكَ﴾ ذلت و رسوائی کے مختلف نمونے جو ان پر ظاہر ہوئے۔

﴿جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے والے۔

● ایک صحیح روایت کے مطابق سید عالم، سرور کائنات ﷺ فتح مکہ کے بعد دس ہزار مصاحبین اور دو ہزار آزاد شدہ غلاموں کی فوج کے ساتھ ہوازن و ثقیف کے ساتھ جنگ کے لیے حنین کی طرف روانہ ہوئے جب کہ دشمن کی تعداد چار ہزار تھی اس موقع پر مسلمانوں کو ان کی کثرت تعداد نے تعجب و غرور میں مبتلا کر دیا۔

جب ان کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ آج تو ہم مغلوب نہ ہوں گے کیوں کہ دشمن انتہائی قلیل تعداد میں ہے اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات اور برتری کا دعویٰ ناپسند گزرا شدید قتال کے بعد دشمن نے ان پر غلبہ پالیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے مگر رسول اللہ ﷺ چند جانبازوں کے ساتھ میدان میں ڈٹے رہے۔

آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ آور ہونے کی تیاری کی مگر آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا آپ گھوڑے سے نیچے اترے اور مٹی کی مٹھی بھر کر دشمن کی طرف پھینکی یہ اس وقت کی بات ہے جب ملائکہ کا نزول ہو چکا تھا اور فرمایا

میں نبی ہوں اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اب تنور گرم ہوا ہے۔{1}

آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بھاگنے والوں کو زور سے آواز دو آپ نے چیخ مار کے کہا اے اللہ کے بندو اے درخت والو اے سورہ بقرہ والو! ادھر بھاگنے والے یہ کہتے ہوئے جمع ہو گئے لبیک لبیک ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں چناں چہ وہ ملائکہ کے پیچھے صف بستہ ہو کر دشمن پر چڑھ دوڑے شدید آندھی ان کے پیچھے اور ان کے دشمن کے منہ پر تھی۔

اللہ تعالیٰ کی اس نصرت و تائید سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شکست سے دوچار ہو گیا۔

﴿ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ﴾ اور ان سے کچھ کو توفیق دے گا۔

﴿عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ ان بھاگنے والوں سے جس کا ایمان۔ چناں چہ وہ لوگ سید عالم نور مجسم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دولت ایمان سے ہمکنار ہوئے۔

اس غزوہ میں قید ہونے والے مرد و زن کو آپ نے فدیہ لیے بغیر چھوڑ دیا۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا مصلح

﴿غَفُوْرٌ﴾ توبہ کرنے اور ایمان لانے والے کو معاف فرماتا ہے۔

﴿رَّحِيْمٌ﴾ مخلص کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{1} رواہ الطبرانی فی الکبیر: 457/6

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُواْ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦٓ إِن شَآءَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ قَـٰتِلُواْ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَلَا بِٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ ٱلْحَقِّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَـٰبَ حَتَّىٰ يُعْطُواْ ٱلْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَـٰغِرُونَ ﴿٢٩﴾ ﴾ [التوبة:28-29].

اے ایمان والو! بے شک مشرکین ناپاک ہیں سو وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔ اور اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہے تو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ تم کو عنقریب اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے ﴿٢٨﴾ اہل کتاب میں سے ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں سمجھتے اور نہ وہ دین حق کو قبول کرتے ہیں (ان سے جنگ کرو) یہاں تک کہ وہ مغلوب ہو کر (اپنے) ہاتھ سے (تم کو) جزیہ ادا کریں ﴿٢٩﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ مشرکوں کو حرم سے دور رکھو۔

﴿إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ﴾ شرک وضلال کی خباثت میں ڈبکیاں لینے والے۔

﴿نَجَسٌ﴾ ان سے بیت اللہ شریف کو پاک کرنا واجب ہے۔

﴿فَلَا يَقْرَبُواْ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـٰذَا﴾ یعنی حجۃ الوداع والے سال۔

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ﴾ اے ایمان والو! انہیں نکالنے اور حرم سے روک دینے کے بعد۔

﴿عَيْلَةً﴾ فقر اور قلت زاد و متاع کا۔

﴿فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦٓ﴾ اور رزق کی فراخی سے۔

﴿إِن شَآءَ﴾ تمہاری وسعت و فراخی کو۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے امور کا مدبر۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ ان کی مصلحتوں کو۔

﴿حَكِيْمٌ﴾ ضرورت کے وقت حسب مقدار ان کے لانے کو۔

﴿قَاتِلُوا﴾ اے دین کی حمایت کرنے والے غازیو! مشرکین سے۔

﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ اور اس کی توحید کے ساتھ۔

﴿وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ جو اعمال کی جزا کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔

اگر چہ وہ مداہنت ونفاق کے باعث زبان سے ایمان کا اظہار کریں تو ان کے ایمان کی پروانہ کرو۔

﴿وَ﴾ وہ ایمان کے تقاضے کی رعایت کرنے والے نہیں کیوں کہ وہ

﴿لَا يُحَرِّمُوْنَ﴾ محرمات میں سے۔

﴿مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے۔

﴿وَ لَا يَدِيْنُوْنَ﴾ اور نہیں تسلیم کرتے۔

﴿دِيْنَ الْحَقِّ﴾ جو حق وصداقت پر نازل کیا ہوا ہے تا کہ وہ توحید کے مرکز تک پہنچ جائیں وہ اگر چہ اس امر کے مدعی ہیں کہ وہ

﴿مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ﴾ یعنی وہ اپنے پاس کتاب کے آنے کا دعوٰی کرتے ہیں کیوں کہ وہ اپنے اس دعوے کے باوجود کتاب کے تقاضے کو پورا نہیں کر رہے۔ بلکہ تم ان سے قتال کرو یہاں تک کہ انہیں ذلیل ورسوا کردو۔

﴿حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ﴾ جو ان کے دین کی حمایت کے لیے جزا قرار پائے۔

﴿عَنْ يَّدٍ﴾ یعنی ان کا یہ جزیہ ادا کرنا ان پر غالب وقادر ہاتھ کی وجہ سے صادر ہو رہا ہو۔

﴿وَّهُمْ﴾ جزیہ کی ادائیگی کے وقت۔

﴿صٰغِرُوْنَ﴾ ذلیل وخوار تصور ہوں۔

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ
ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ
اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ
اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَٰهَ إِلَّا
هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ [التوبة: 30-31].

اور یہودیوں نے کہا کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے یہ محض ان کے منہ کی کہی ہوئی بات ہے۔ یہ ان لوگوں کی بات کی نقل اتار رہے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر بھٹکے جا رہے ہیں ﴿٣٠﴾ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور راہبوں کو خدا بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اس سے پاک ہے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں ﴿٣١﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ بہر حال تم ان سے جزیہ بایں وجہ وصول کرو کہ وہ ایمان لانے کو ہی ترجیح دیں۔
پھر ان کافروں اور مشرکوں کو قتل کیوں نہ کیا جائے۔
﴿قَالَتِ الْيَهُودُ﴾ ان میں سے۔
﴿عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ﴾ اللہ جو کہ شادی کرنے، جوڑا ہونے، باپ ہونے اور بیٹا ہونے سے پاک ہے کیوں کہ یہ سب نسبتیں بشریت کے تقاضے اور اس کے لوازمات سے ہیں۔
﴿وَ قَالَتِ النَّصٰرَى﴾ نیز
﴿الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ﴾ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ظالموں کی اس بات سے بلند و بالا ہے۔
﴿ذٰلِكَ﴾ ان کا یہ مہمل قول۔

﴿قَوْلُهُمْ﴾ ہمیشہ جاری رہنے والے،

﴿بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ بالفرض ان کا یہ قول ان کے اعتقاد کے خلاف بھی سمجھا جائے تو تم کم از کم یہ ہے کہ وہ

﴿يُضَاهِئُوْنَ﴾ ان کا یہ قول مشابہت رکھتا ہے۔

﴿قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اور شریک کیا۔

﴿مِنْ قَبْلُ﴾ ایسی مہمل مثالوں سے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

﴿قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ﴾ ایسی مہمل مثالوں پر انہیں ہلاک کیا۔

﴿اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ یعنی صراط مستقیم سے ٹیڑھے اور باطل راستے پر چلنے والو! کیسے بھٹک رہے ہو۔

﴿وَ﴾ الحاصل۔

﴿اِتَّخَذُوْٓا﴾ اپنے خبث باطن اور انتہائی جہل سے۔

﴿اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا﴾ وجود میں اصل اور مستقل جان کر۔

﴿مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ شریک سے مطلقاً منزہ وجود میں مستقل، اور بلا وجود لغیرہ متفرد اصلاً، وہ ان کی عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرح۔

﴿وَ﴾ بالخصوص۔

﴿الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ﴾ حالاں کہ وہ

﴿مَآ اُمِرُوْٓا﴾ ان کی کتابوں میں جن کے تقاضے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

﴿اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا﴾ احداً، صمداً، فرداً وتراً اس کی بیوی ہے اور نہ ہی بیٹا۔

﴿لَآ اِلٰهَ﴾ لاموجود

﴿اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ اس کی مصنوعات اور اس کے اظلال میں سے۔

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِـُٔوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُۥ وَلَوْ كَرِهَ
الْكَـٰفِرُونَ ﴿٣٢﴾ هُوَ الَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى الدِّينِ
كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾﴾ [التوبة:32-33].

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کیے بغیر نہ رہے گا اگر چہ کافر اس کو ناپسند کریں ﴿٣٢﴾ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگر چہ مشرک اس کو ناپسند کریں ﴿٣٣﴾

تفسیر البیان

﴿يُرِيدُونَ﴾ ان باطل اور من گھڑت مثالوں سے۔

﴿أَن يُطْفِـُٔوا﴾ یعنی بجھادیں اور چھپادیں۔

﴿نُورَ اللَّهِ﴾ آفاق میں جلوہ فگن اور کائنات میں نور افزا۔

﴿بِأَفْوَٰهِهِمْ﴾ یعنی اپنے اس شرک کے ساتھ جو عقل ونقل اور کشف وشہود کی سند کے بغیر ان کے منہ سے پیدا ہو رہا ہے۔

﴿وَيَأْبَى﴾ منع کرتا ہے۔

﴿اللَّهُ﴾ تعدد سے پاک کہ وجود میں اس کا کوئی شریک ہو۔

﴿إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُۥ﴾ یعنی سوا اس کے کہ وہ اپنے تمام اسماء واوصاف کے ساتھ اپنی مخلوق سے اس ذات پر تجلی فرمائے جسے اس نے اپنی خلافت و نیابت کے لیے چن لیا ہے۔ پھر اس سے اس کے تمام اوصاف و اسماء اور اخلاق کے آثار دیکھے جا سکیں۔

یاد رہے کہ وہ محمدی ﷺ جامع اور مظہر کامل ہے اس کے مرتبہ ومقام کے سامنے وجوب وامکان کی دونوں کی کمانیں اور غیب وشہادت کے دونوں دائرے متفق ہو رہے ہیں۔

اس لیے سید عالم نور مجسم علیہ آلاف آلاف صلوۃ وسلام کا ارشاد ہے۔ میں اخلاقی خوبیوں کو پورا کرنے

والا ہوں---{1} میں اولادآدم کا سردار ہوں۔

حضرت آدم اوران کے علاوہ دیگر انبیاء کرام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے---{2}

نیز آپ کا ارشاد ہے:

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا---{3}

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آج کے روز میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔{4}

اس کے علاوہ بھی ایسی آیات وآثار موجود ہیں جو آپ کے مقام کی یکتائی اور جمیع مراتب کمال کے محیط ہونے پر دال ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے ساتھ ہر طرح کی تشریع اورامور رسالت کو ختم کر دیا گیا۔

﴿وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ حق کے ظہور کو چھپانے والے اور محمدی طاقچے میں نور وجود کو بجھانے والے اور اس جامع محمدی مظہر کے چمکتے ہوئے نور کو کس طرح بجھا سکیں گے۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ﴾ جو ہادی ہے۔

﴿بِالْهُدٰى﴾ جو عام اور تمام مخلوق کو شامل ہے۔

﴿وَ دِيْنِ الْحَقِّ﴾ یعنی اسلام۔

﴿لِيُظْهِرَهٗ﴾ یعنی رسول اور اس کے دین کو۔

﴿عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ اس دین کے ساتھ تمام ادیان سابقہ کو منسوخ کرتے ہوئے کیوں کہ یہ دین اس توحید پر مبنی ہے جو دوئی کی میل کچیل اور کثرت کے عیب سے خالی ہے۔

{1} بیہقی سنن کبری ۱۰-۱۹۱ باب مکارم الاخلاق، مالک موطا ۲-۹۰۴ باب حسن الخلق، مسند احمد ۲/۳۸۱ حکیم ترمذی نوادر الاصول ۴/۸۵

{2} ترمذی ۱۱-۴۲۵، ابو یعلی المسند ۲۳۲۸، احمد المسند ۶-۱۲۱، بیہقی شعب الایمان ۴/۲۱

{3} صحیح بخاری ۶-۲۵۶۸ رقم، ۶۵۹۵ باب رؤیا اللیل، صحیح مسلم ۴/۱۷۷۶

{4} المائدہ:3

﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ اپنے خبث باطنی کی وجہ سے ہدایت عامہ کے ساتھ اس کے ظہور اور اس کی وجہ سے تمام ادیان کی منسوخی کو۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ [التوبة:34-35].

اے ایمان والو! بے شک (اہل کتاب کے) اکثر علماء اور راہب، لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے ﴿٣٤﴾ جس دن وہ (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔ (اور انہیں کہا جائے گا:) یہ ہے وہ (مال و دولت) جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو ﴿٣٥﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر اور تحقق و تیقن کی منزل پر فائز ہوئے۔

﴿إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ﴾ ضعیف الاعتقاد عوام میں وسوسے پیدا کرنے والے۔ اور اپنی طرف سے مکر و فریب کے نئے نئے طریقے نکال کر ان پر حق کو مشتبہ کرنے والے جیسا کہ شیخوخت (پیری مریدی) کا طریقہ ہمارے زمانے میں بھی شروع ہو چکا ہے جب کہ ان کی بڑی غرض و غایت یہ ہے۔

﴿لَيَأْكُلُونَ﴾ اور حاصل کرتے ہیں۔

﴿اَمْوَالَ النَّاسِ﴾ جو اہل تحقیق کے طبقے سے گرے ہوئے ہیں۔
﴿بِالْبَاطِلِ﴾ کسی سند کے بغیر اپنی طرف سے گھڑے ہوئے باطل کو رائج کرنے کے لیے۔
﴿وَ يَصُدُّوْنَ﴾ یعنی پھیرتے اور اپنی فریب کاریوں سے کمزور عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔
﴿عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ یعنی اسلام سے انہیں دھوکہ دیتے ہوئے کہ ان سے رشوت وصول کر کے خزانے جمع کریں۔
﴿وَ﴾ جب کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ
﴿الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ﴾ یعنی اسے خزانوں کے طور پر محفوظ کرتے ہیں۔خواہ کسی بھی ملت سے ہوں۔
﴿وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ کی رضا طلبی کے لیے۔
﴿فَبَشِّرْهُمْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ!
﴿بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ پریشان کن اور دردناک، ان کے سامنے ذکر کرو۔
﴿يَّوْمَ يُحْمٰى﴾ یعنی جب تمہیں جلایا جائے گا۔
﴿عَلَيْهَا﴾ یعنی اس سونے اور چاندی پر جسے تم نے محفوظ رکھا ہوگا اور وہ آگ میں بدل دی جائے گی جب کہ وہ رکھی ہوگی۔
﴿فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ یہ اس کی حدت وتپش میں مبالغہ کی طرف اشارہ ہے۔
پھر جب وہ آگ کا انگارہ بن جائے گی تو
﴿فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ﴾ تاکہ اس کے داغنے کے نشان سب لوگ دیکھ لیں۔
اور یہ ان کے لیے دنیا میں مال وزر پر فخر کرنے کی جزا ہوگی۔
﴿وَ جُنُوْبُهُمْ﴾ تاکہ اس کے ساتھ انہیں شدید قسم کا درد نصیب ہو اور یہ اس شدید تلذذ کا بدل ہوگا جو انہیں دنیا میں حاصل رہا۔
﴿وَ ظُهُوْرُهُمْ﴾ اور یہ ان کے لیے مال ودولت کے ساتھ باہم تعاون کا بدل ہوگا۔اس عذاب وعقاب کے وقت ان سے کہا جائے گا۔
﴿هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ﴾ اور بطور خزانہ تم نے جمع کیا۔

﴿لِأَنفُسِكُمْ﴾ اس ذخیرہ اندوزی سے خود کو مطمئن اور خوش رکھنے کے لیے۔

﴿فَذُوقُوا﴾ آج اس کا وبال

﴿مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ یہ ان کے ساتھ تمہارے تلذذ کا بدل ہے۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے حضور دنوں اور مہینوں کے ثبوت کے متعلق اہل ایمان کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے تاکہ ان کے مصالح اور معاملات کی تکمیل ہو سکے۔

﴿ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٧﴾ ﴾ [التوبة:36-37].

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بارہ ماہ ہے۔ جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہی دین مستقیم ہے۔ سو تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تمام مشرکوں سے جنگ کرو جس طرح وہ تم سب سے جنگ کرتے ہیں اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ﴿٣٦﴾ (حرمت والے مہینوں کا) آگے پیچھے کرنا تو کفر میں اضافہ کرنے والی بات ہے۔ اس سے کافروں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ وہ ایک سال کسی مہینے کو حلال قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال اسی مہینے کو حرام قرار دے دیتے ہیں تاکہ وہ ان مہینوں کی تعداد پوری کر لیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ پھر حلال کر لیں اس مہینہ کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ ان کے برے اعمال ان کے لیے آراستہ کر دیئے گئے ہیں اور اللہ

تعالیٰ کافرلوگوں کو ہدایت نہیں دیتا﴿۳۷﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ﴾ جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔

﴿عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ یعنی اس کے علم کی بارگاہ اور اس کی لوح قضا میں۔

﴿یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾ یعنی جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عالم کون وفساد کو راتوں اور دنوں کے ترازو کے ساتھ مقدر کر کے ظاہر فرمایا اور انہیں مہینوں سالوں ہفتوں اور گھڑیوں میں منقسم کیا تھا کیوں کہ ازل ذات میں صبح ہے نہ شام گرمی ہے نہ سردی اور نہ مہینے اور سال، چناں چہ پاک ہے وہ ذات جو تبدیل وتحویل سے مبرا ہے اور ظہور و بطون سے ماورا ہے۔

﴿مِنْهَاۤ﴾ یعنی کتاب اللہ میں ان مہینوں میں سے۔

﴿اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ وہ رجب، ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم ہیں۔

انہیں حُرم کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی کرامت واحترام کے لیے کچھ ایسی چیزیں حرام کر دیں جو دوسرے مہینوں میں مباح اور جائز تھیں۔

اس لیے اے جماعت مکلفین تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم ان مہینوں میں طاعات واعمال صالحہ پر مداومت اختیار کرو خیرات وحسنات کو جمع کرنے کی کوشش کرو معاصی وگناہوں سے اجتناب کرو اور تمام حالات میں اس دوران حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہو کیوں کہ یہ مہینے توجہ الی الحق کے لیے رکھے گئے ہیں۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یعنی ان چار مہینوں کی تحریم۔

﴿الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾ دین مستقیم ہے اور ملت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کا ورثہ ہے۔

﴿فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ﴾ ان کی تحریم کے تقاضے سے خروج اور ان کی ہتک کرتے ہوئے یہاں تک کہ تم اس کے عذاب وعقاب کے مستحق نہ ہو جاؤ۔

﴿وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ﴾ ان مہینوں میں اگر وہ تم سے قتال کریں، مگر تم ان مہینوں اور ان کے علاوہ بھی ان کے ساتھ قتال کرنے میں جلد بازی نہ کرو ہاں اگر وہ جلدی کرتے ہوئے تم سے قتال کریں تو تم ان کو قتل کرو۔

﴿كَآفَّةً﴾ تمام کو

﴿كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً﴾ کسی رحم اور وقت کا انتظار کیے بغیر۔

﴿وَ اعْلَمُوْٓا﴾ اے ایمان والو!

﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ عدل قویم پر قائم دائم۔

﴿مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ جو خود کو اللہ تعالیٰ کی اس حرمت سے محفوظ رکھتے ہیں جسے اس نے اپنی کسی حکمت و مصلحت کے تحت حرام کیا ہے اور اس پر تمہیں مطلع نہیں کیا۔

﴿اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ﴾ یعنی محرم مہینے کی حرمت کی تاخیر کرنا بطور بدل غیر محرم مہینے تک۔

﴿زِيَادَةٌ فِى الْكُفْرِ﴾ کیوں کہ ان مہینوں کی خصوصیت حرمت کے اندر معتبر ہے اور اسے تبدیل کرنا کفر میں زیادتی کے مترادف ہے اس بناء پر کہ حرمت کی ہتک کرنا کفر ہے اور اس کی تبدیلی ایک علیحدہ کفر ہے۔

﴿يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی ان کا ردوبدل کرنا ان کا وہ اضلال ہے جو ان کے اصل ضلال پر زائد ہے کیوں کہ

﴿يُحِلُّوْنَهٗ﴾ یعنی وہ نسیی جسے وہ موخر کرتے ہیں۔

﴿عَامًا﴾ ایک سال

﴿وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ﴾ دوسرے سال تحریم میں خصوصیت کی رعایت کیے بغیر پھر اس تحریم و تحلیل سے ان کی غرض صرف یہ ہے کہ

﴿عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا﴾ موافق بنائیں۔

﴿عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ﴾ اور وہ چار ہیں کسی خصوصیت پر توجہ کیے بغیر۔

﴿فَيُحِلُّوْا﴾ اپنی اس تبدیلی سے۔

﴿مَا حَرَّمَ اللّٰهُ﴾ بالخصوص، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ۔

﴿زُيِّنَ﴾ حسین اور محبوب بنا دیا گیا ہے ان کے لیے۔

﴿لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ﴾ یعنی ان کی یہ قبیح تحلیل و تحریم

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنی جناب کی طرف صحیح طور پر اپنے بندوں کو ہدایت دینے والا۔
﴿لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ اس کے احکام واوامر کے تقاضے سے خارج ہونے والے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ ﴾ [التوبة:38-39].

اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا جاتا ہے تو تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو۔ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ سو دنیا کی زندگی کا سامان تو آخرت کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے ﴿۳۸﴾ اگر تم (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) نہیں نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمھیں دردناک عذاب دے گا اور تمھاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ تم اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۳۹﴾

تفسیر العبد الرحمٰن

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا﴾ عارض ولاحق ہوا ہے۔
﴿لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اس کے دین کی مدد اور اس کے کلمہ توحید کو بلند کرنے کی خاطر۔
﴿اثَّاقَلْتُمْ﴾ بوجھل ہو جاتے ہو اور لیت ولعل سے کام لیتے ہو تمھارے اس بوجھل پن اور سستی کا عالم یہ ہے گویا تم چپکے جا رہے ہو۔
﴿اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ﴾ اے تثاقل اور تکاسل سے کام لینے والو!
﴿بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ حقیر اور جس کی زیبائش فانی ہے۔
﴿مِنَ الْاٰخِرَةِ﴾ اور اس کی باقی رہنے والی لذتوں کے بدلے۔
﴿فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ اس کے ساتھ تمتع حاصل کرنا اور اس کی لذت بھری اشیاء سے استفادہ کرنا۔

﴿فِی الْاٰخِرَةِ﴾ یعنی اس کی لذات اور درجات کے بالمقابل۔
﴿اِلَّا قَلِیْلٌ﴾ حقیر ورذیل بلکہ مطلقاً فانی جس کا اصلاً کوئی وجود نہیں۔
مگر اس شخص کے نزدیک جس کی چشم بصیرت میں اللہ تعالیٰ نے سرمہ لگایا ہے اور اس کے دل کے اندھیرے کو اجالے میں بدل رکھا ہے۔
﴿اِلَّا تَنْفِرُوْا﴾ اس حکم کے جاری ہونے کے بعد۔
﴿یُعَذِّبْكُمْ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو تم سے انتقام لینے والا ہے۔
﴿عَذَابًا اَلِیْمًا﴾ تمہارے دشمن کو تم پر مسلط کر کے اور طرح طرح کے عذاب وعقاب سے تمہاری بیخ کنی کر کے۔
﴿وَّ﴾ تمہیں ہلاک وبرباد کرنے کے بعد۔
﴿یَسْتَبْدِلْ﴾ تم سے۔
﴿قَوْمًا غَیْرَكُمْ﴾ جو اس کے حکم کی تعمیل کرنے والی ہوگی تاکہ وہ خوش دلی سے اس کی راہ میں نکلے جیسے اہل یمن وفارس۔
﴿وَ﴾ جان لو! کہ تم جہاد وقتال سے سستی واعراض کر کے۔
﴿لَا تَضُرُّوْهُ شَیْـًٔا﴾ کیوں کہ وہ تمہاری قوت، ضرر رسانی اور تمہارے کفر وایمان سے منزہ ہے۔
﴿وَ اللّٰهُ﴾ اس کے حکم کے تقاضے سے خارج ہونے والے سے انتقام لینے والا۔
﴿عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ﴾ انتقام لینے کی صورتوں میں سے۔
﴿قَدِیْرٌ﴾ اس کی قدرت کے دائرے سے کوئی شے خارج نہیں ہے۔

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿٤٠﴾﴾ [التوبۃ: 40].

اگر تم ان (رسول اللہ ﷺ) کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس وقت مدد فرمائی جب کافروں نے ان کو (مکہ سے) نکالا تھا۔ آپ ﷺ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جن کو تم نے نہ دیکھا اور کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی بات ہی بلند ہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے (۴۰)

تفسیر الجیلانی

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ﴾ یعنی اگر تم مویدمن اللہ اس کے نبی ﷺ کی مدد نہ کرو۔

﴿فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ﴾ جو اس کا رقیب ہے۔ پھر اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد فرمائی۔

﴿اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی اہل مکہ نے مکۃ المکرمہ سے اندریں حال کہ وہ

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ یعنی اس کے ساتھ ایک شخص کے سوا اور کوئی نہ تھا اور وہ تھے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ دونوں حضرات جبل ثور پر پہنچ کر اس کی غار میں داخل ہو گئے اور دشمن ان کے قدموں کے آثار پر چلتے ہوئے غار کے منہ تک آ پہنچے۔

﴿اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ غار میں چھپے بیٹھے تھے تو دشمن کے پہنچ جانے پر اس کا صاحب پریشان ہو گیا۔

﴿اِذْ يَقُوْلُ﴾ اس حالت میں۔

﴿لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ﴾ دشمن کے پہنچ جانے سے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت سے مایوس نہ ہو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ جو ہم پر رقیب ہے وہ حاضر ہے۔

﴿مَعَنَا﴾ ان کی ضرر رسانی سے وہ ہمیں کافی ہے۔

﴿فَاَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے، آپ ﷺ کے اس قول مبارک پر۔

﴿سَكِيْنَتَهٗ﴾ یعنی اپنا اطمینان وقرار۔

﴿عَلَيْهِ﴾ یعنی آپ ﷺ کے صاحب پر رضی اللہ عنہ۔

﴿وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ﴾ یعنی ملائکہ جو حفاظت اور پہرے داری پر مامور تھے۔

﴿لَّمْ تَرَوْهَا﴾ تمہاری آنکھوں نے ایسا لشکر نہ دیکھا ہوگا۔

﴿وَجَعَلَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مدد وتائید کے ساتھ۔

﴿كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ جس کی ترویج واشاعت کی خاطر وہ آپ سے لڑتے جھگڑتے تھے۔

﴿السُّفْلَىٰ﴾ ادنیٰ وحقیر اور غیر معتبر

﴿وَكَلِمَةُ اللَّهِ﴾ یعنی وہ کلمہ توحید جس کے ساتھ اس کے حبیب ﷺ کو ظہور وکمال نصیب ہوا۔

﴿هِيَ الْعُلْيَا﴾ کیوں کہ حق کے مقابل کوئی اونچا نہیں ہوتا۔

﴿وَاللَّهُ﴾ قادر اور جو چاہے اس پر مقتدر۔

﴿عَزِيزٌ﴾ دشمنوں پر اپنے دوستوں کی مدد کرنے میں غالب ہے۔

﴿حَكِيمٌ﴾ اپنے تمام افعال وتدبیرات میں۔

﴿انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿٤٣﴾﴾ [التوبة:41-43].

نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو﴿٤١﴾ (اے رسول مکرم ﷺ!) اگر مال نزدیک اور سفر آسان ہوتا تو یہ (منافقین) ضرور آپ کے پیچھے چل پڑتے۔ لیکن ان کو مسافت طویل نظر آئی اور ابھی یہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور آپ کے ساتھ نکلتے، وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں﴿٤٢﴾ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معاف کیا، آپ ﷺ نے انہیں کیوں اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پر ظاہر ہو جاتا

کہ سچے کون ہیں اور آپ ﷺ جھوٹوں کو جان لیتے۔ (۴۳)

تفسیر الجیلانی

﴿انْفِرُوْا﴾ اے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازیو!

﴿خِفَافًا﴾ خوش وخرم اور مرتبہ شہادت کی آرزو کرتے ہوئے۔

﴿وَّ ثِقَالًا﴾ دشمن کا مال ومتاع جمع کرنے کی خاطر یا پھر پیدل اور سوار ہو کر۔

﴿وَّ﴾ بالجملہ

﴿جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ﴾ اسباب کو مہیا کر کے اور سفر کی تیاری کے ساتھ۔

﴿وَ اَنْفُسِكُمْ﴾ مشقتیں برداشت کرتے ہوئے۔

﴿فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ تا کہ تم اس کی بارگاہ سے عظیم ثواب اور بلند ترین درجہ پر فائز ہو جاؤ۔

﴿ذٰلِكُمْ﴾ یعنی جو حکم تمہیں بارگاہ الوہیت سے دیا گیا ہے۔

﴿خَیْرٌ لَّكُمْ﴾ دنیا وآخرت میں۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ کہ خیر اور شر میں کیا فرق ہے۔

﴿لَوْ كَانَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! جس امر کی طرف تم انہیں بلاتے ہو۔

﴿عَرَضًا﴾ دنیاوی ساز وسامان جو ان کے نفوس کو مرغوب ہے۔

﴿قَرِیْبًا﴾ سہل الحصول۔

﴿وَّ﴾ اس کے حصول کی جد وجہد ہو۔

﴿سَفَرًا قَاصِدًا﴾ متوسط یعنی اس کا نفع اس کی تحصیل کی مشقت کے مساوی ہو۔

﴿لَّاتَّبَعُوْكَ﴾ خوش وخرم ہو کر جلب منفعت کی مصلحت کی امید رکھتے ہوئے کسی دینی غرض اور اخروی نفع کے پیش نظر نہیں۔

﴿وَ لٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ﴾ مسافت اور سخت ہو گی۔

﴿الشُّقَّةُ﴾ اس میں مشقت اس کے باوجود کہ وہ اپنے فاسد اعتقاد کے ساتھ اس میں کسی فائدے کا یقین نہیں رکھتے تھے۔

﴿وَ﴾ اس کے باوجود۔
﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ عذر بہانے بناتے ہوئے اندریں حال کہ ان کے دل ان کی زبانوں کی موافقت نہ کر رہے تھے آپ کے غزوہ تبوک سے لوٹنے کے بعد۔
﴿لَوِ اسْتَطَعْنَا﴾ آپ کے ساتھ نکلنے کی مالی اور بدنی ہمت ہوتی۔
﴿لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ﴾ اس کے باوجود کہ وہ ان دونوں استطاعتوں پر قادر تھے مگر وہ اپنے خبث باطن کی وجہ سے۔
﴿يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ﴾ اس جھوٹی قسم کے ساتھ اور انہیں عذاب الٰہی پر پیش کرتے ہیں۔
﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان منافقوں کی فریب کاریوں پر مطلع۔
﴿يَعْلَمُ﴾ اپنے علم حضوری کے ساتھ۔
﴿اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ اپنی اس قسم اور عذر خواہی میں۔
﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ﴾ ترک اولیٰ کے ارتکاب کرنے کے سلسلہ میں۔
﴿لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ جب انہوں نے گھر رہنے کے لیے آپ سے اجازت طلب کی یعنی جھوٹے حیلے بہانے کر کے پیچھے رہ جانے والے منافقوں نے۔
﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ﴾ اور ظاہر ہو جائیں۔
﴿لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا﴾ عذر خواہی اور اذن طلبی میں۔
﴿وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ﴾ اس عذر خواہی میں اپنے اس نفاق کے تقاضے پر جو ان کے نفوس میں مستور ہے۔

﴿ لَا يَسْتَـْٔذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾ اِنَّمَا يَسْتَـْٔذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ ۞ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ ﴾ [التوبة:44-46].

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ ﷺ سے اس بات کی اجازت نہیں مانگیں گے کہ وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد (نہ) کریں اور اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے﴿۴۴﴾ آپ ﷺ سے صرف وہی لوگ اجازت مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں مبتلا ہیں۔ پس وہ اپنے شک میں سرگرداں ہیں﴿۴۵﴾ اگر ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو وہ اس کے لیے کچھ سامان تیار کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا جنگ پر جانا پسند ہی نہیں فرمایا اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں پست ہمت کر دیا اور انہیں کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو﴿۴۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ یعنی اہل ایمان کی مطلقاً یہ عادت نہیں کہ وہ قتال کے لیے خروج کرنے میں تم سے اجازت مانگیں بلکہ وہ تو ہمیشہ اس کے اسباب کو تیار رکھے ہوئے اس امر کے انتظار میں رہتے ہیں کہ

﴿اَنْ یُّجَاهِدُوْا﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں۔

﴿بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ﴾ اور جب انہیں حکم دیا جاتا ہے تو وہ سبقت لے جانے میں مقابلے پر آتے ہیں۔ تو وہ پیچھے رہ جانے میں آپ سے اجازت کیسے مانگ سکتے ہیں۔

اور جو ان میں حقیقتاً معذور ہیں وہ حسرت ویاس سے گوشہ محرومی میں پڑے روتے ہیں۔ اور اس عدم حاضری پر کف افسوس ملتے ہیں اسی لیے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے بتقاضائے فضل وکرم عظیم مرتبے کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے بواطن پر مطلع۔

﴿عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ﴾ جو کسی شرعی عذر کے بغیر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت سے اپنے نفوس کی حفاظت کرتے ہیں۔

﴿اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ﴾ تخلف اور پیچھے رہ جانے کے لیے۔

﴿الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ اور اس کی توحید پر۔

﴿وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ جو اعمال کی جزاء کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔

﴿وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ ان کے عدم اطمینان اور توحید و ایمان کے راسخ نہ ہونے کی وجہ سے۔

﴿فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ﴾ جو ان کی فطرت میں دھنسا ہوا ہے۔

﴿يَتَرَدَّدُوْنَ﴾ متردد اور متحیر ہیں۔

﴿وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ﴾ اور اہل ایمان کے ساتھ یکجہتی کا ارادہ رکھتے۔

﴿لَاَعَدُّوْا﴾ اور تیار کرتے۔

﴿لَهٗ عُدَّةً﴾ ساز و سامان

﴿وَّ لٰكِنْ﴾ ان کے خبث باطن اور گمراہی میں غرق ہونے کی وجہ سے۔

﴿كَرِهَ اللّٰهُ﴾ ان کے دلوں کی سختی پر مطلع۔

﴿انْۢبِعَاثَهُمْ﴾ جنگ کے لیے ان کی نقل و حرکت کو۔

﴿فَثَبَّطَهُمْ﴾ اور ان کے دلوں میں رعب اور کاہلی پیدا کر کے انہیں ان کی جگہ پر ہی بٹھا دیا۔

﴿وَ قِيْلَ﴾ انہیں سنانے اور گمراہ کرنے کے لیے اور فریب میں ڈالنے کے لیے۔

﴿اقْعُدُوْا﴾ اے خواب غفلت میں سونے والو!

﴿مَعَ الْقٰعِدِيْنَ﴾ بچوں، عورتوں، مریضوں اور اپاہجوں کے ساتھ۔

پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں پست ہمت کر دیا اور ان کی شرکت کو ناپسند کیا کیوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو علم تھا کہ اگر وہ

﴿ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ
وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا
لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ
يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ
بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ ﴾ [التوبة:47-49].

اگر یہ (منافقین) تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے اندر فساد ہی کا اضافہ کرتے اور تمہارے درمیان فتنہ پردازی کے لیے دوڑ دھوپ کرتے اور تم میں ان کے جاسوس اب بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے ﴿۴۷﴾ بے شک اس سے پہلے بھی انہوں نے فتنہ پھیلانے کی کوششیں کی ہیں اور آپ کے لیے کئی تدبیریں الٹ پلٹ کیں یہاں تک کہ حق آ گیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہوا حالانکہ وہ ناخوش تھے ﴿۴۸﴾ ان میں سے بعض کہتے ہیں: مجھے اجازت دیجیے، مجھے فتنہ میں نہ ڈالیے، خبردار! وہ تو فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور بے شک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ﴿۴۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لَوْ خَرَجُوْا﴾ تمہارے ساتھ ہو کر اور خود کو تمہارے ساتھ شامل کر لیتے۔

﴿فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾ غیبت چغل خوری کر کے اور تمہارے درمیان فتنہ پیدا کر کے فساد میں اضافہ کریں گے۔

﴿وَّلَا اَوْضَعُوْا﴾ یعنی جلدی سے اپنے جاسوس داخل کر دیں گے۔

﴿خِلٰلَكُمْ﴾ تا کہ وہ تم میں گھل مل جائیں اور تمہاری جمعیت کو منتشر کر دیں حتی کہ وہ چغل خوری کا بازار گرم کریں گے اور جب دشمن کا ہجوم ہو گا تو تمہاری جماعت کی تفریق اور تمہارے اتحاد کو ختم کرنے کے لیے تمہیں شکست وریخت سے ہمکنار کر دیں گے حاصل یہ ہے کہ

﴿يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ﴾ یعنی بہر صورت وہ تمہارے درمیان فتنہ کی آگ بھڑکائیں گے۔

﴿وَ﴾ اندریں حال کہ۔

﴿فِيْكُمْ﴾ تمہارے درمیان

﴿سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ﴾ یعنی کچھ کمزور لوگ ہیں جو ان کی بات سنتے ہیں ان کی نصیحت مانتے ہیں۔

ان کی رغبت رکھتے ہیں اور ان کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔

﴿وَاللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے احوال پر مطلع۔

﴿عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ﴾ جو کھلے چھپے اس کے احکام کے تقاضے سے نکلنے والے ہیں۔

﴿لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ﴾ یعنی یہ فتنہ دوزی اور اس سے دوچار کرنا یہ ان کی طرف سے پہلی بار نہیں ہوا بلکہ یہ عمل وہ کر چکے ہیں۔

﴿مِنۡ قَبۡلُ﴾ اور آپ کے ہلاک کرنے اور آپ کے اصحاب کی جمعیت کو منتشر کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔

﴿وَ قَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ حَتّٰى جَآءَ الۡحَقُّ﴾ یعنی تائید ونصرت جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ثابت اور مقرر تھی بایں طور کہ اس نے آپ کے دین کی تائید کی اسے بلند و بالا کیا اور اس کے ساتھ دیگر تمام ادیان کو منسوخ کر دیا۔

﴿وَ ظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ﴾ یعنی اعلاء کلمۃ اللہ۔

﴿وَ هُمۡ كٰرِهُوۡنَ﴾ اپنے خبث باطن کی وجہ سے کہ آپ کے دین کو ظہور نصیب ہوا آپ کی شان کو ارتفاع اور آپ کے برہان کو سربلندی ملی۔

﴿وَ مِنۡهُمۡ﴾ یعنی اجازت طلب کرنے اور پیچھے رہنے والوں سے۔

﴿مَّنۡ يَّقُوۡلُ﴾ آپ سے بوقت اجازت

﴿ائۡذَنۡ لِّىۡ﴾ کیوں کہ مجھ میں جہاد کے لیے نکلنے کی ہمت نہیں ہے۔

﴿وَ لَا تَفۡتِنِّىۡ﴾ یعنی خروج کا حکم دے کر مجھے فتنے میں نہ ڈالو کیوں کہ مجھے اس سلسلے میں اپنے متعلق فتنے اور معصیت کا اندیشہ ہے اے اکمل الرسل ﷺ! ان سے بطور توبیخ فرمادو۔

﴿اَلَا فِى الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا﴾ یعنی وہ اپنے اس قول اور اذن طلبی سے تخلف کے فتنے میں پڑے اور ان سے نفاق وشقاق کا ظہور ہوا۔

﴿وَ﴾ وہ عذاب وعقاب، کے مستحق ہوئے۔

﴿اِنَّ جَهَنَّمَ﴾ دوری اور رسوائی۔

﴿لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ﴾ دنیا اور آخرت میں، اور اے اکمل الرسل ﷺ! آپ کے ساتھ ان کے غیظ وغضب اور اس کی شدت کا عالم یہ ہے کہ

﴿إِن تُصِبۡكَ حَسَنَةٞ تَسُؤۡهُمۡۖ وَإِن تُصِبۡكَ مُصِيبَةٞ يَقُولُواْ قَدۡ أَخَذۡنَآ
أَمۡرَنَا مِن قَبۡلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمۡ فَرِحُونَ ﴿٥٠﴾ قُل لَّن يُصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَنَا
هُوَ مَوۡلَىٰنَاۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُونَ بِنَآ إِلَّآ إِحۡدَى
ٱلۡحُسۡنَيَيۡنِۖ وَنَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمۡ أَن يُصِيبَكُمُ ٱللَّهُ بِعَذَابٖ مِّنۡ عِندِهِۦٓ أَوۡ بِأَيۡدِينَاۖ
فَتَرَبَّصُوٓاْ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾﴾ [التوبة:50-52].

اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچے تو وہ انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں: ہم نے تو اپنا کام پہلے ہی درست کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے ہوئے لوٹتے ہیں ﴿٥٠﴾ آپ فرمائیے! ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے ﴿٥١﴾ آپ ﷺ فرمائیے: کیا تم ہمارے متعلق دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے بارے میں انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تمہیں عذاب پہنچاتا ہے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلواتا ہے)؟ پس تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں ﴿٥٢﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِن تُصِبۡكَ﴾ آپ کے بعض اسفار و غزوات میں۔

﴿حَسَنَةٞ﴾ غنیمت اور کامیابی۔

﴿تَسُؤۡهُمۡ﴾ اور ان کا غیظ و نفاق بڑھ جاتا ہے۔

﴿وَإِن تُصِبۡكَ﴾ بعض اوقات میں۔

﴿مُصِيبَةٞ﴾ شکست و مصیبت

﴿يَقُولُواْ﴾ اپنی فاسد رائے کی تصحیح و تحسین کی خاطر۔

﴿قَدۡ أَخَذۡنَآ أَمۡرَنَا﴾ اور ہم اس معاملے میں فائدے میں رہے۔

﴿مِنْ قَبْلُ﴾ جب ہم نے تخلف اختیار کیا تھا۔

﴿وَ يَتَوَلَّوْا﴾ اپنی اس جماعت سے جس میں وہ اہل ایمان کی تضحیک وتحقیر کرتے ہیں۔

﴿وَّ هُمْ﴾ اپنی اس دوستی پر۔

﴿فَرِحُوْنَ﴾ خوش ہونے والے۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان خوش ہونے والے منافقین سے، اپنے رب کے ساتھ کشف وشہود کے تقاضے پر۔

﴿لَّنْ يُّصِيْبَنَآ﴾ حوادثات میں سے۔

﴿اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ﴾ عالم غیب وشہادت میں جاری ہونے والے حوادثات جمیع احوال وافعال اور آجال و ارزاق کو مقدر کرنے والا ہے۔

﴿لَنَا﴾ اپنے علم کی بارگاہ میں ان حوادثات کے ساتھ ہمیں خاص کرلیا۔

﴿هُوَ﴾ بذاتہ

﴿مَوْلٰىنَا﴾ ہمارے تمام امور کا کفیل ہے کسی تغییر وتبدیل کے بغیر وہ اپنے علم حضوری کے مطابق ہمارے ساتھ سلوک کرتا ہے۔

﴿وَ﴾ ہمارے لیے تو صرف یہ ہے کہ ہم پر جو جاری ہوا اس پر تسلیم ورضا کریں اور جو جاری ہونے والا ہے صبر و شکر کا اظہار کریں۔ اسی لیے۔

﴿عَلَى اللّٰهِ﴾ نہ کہ اسباب ووسائل میں سے اس کے غیر، پرکیوں کہ تمام امور کا مرجع اسی کی ذات ہے جیسا کہ ہر شے کا اولاً وبالذات مبدا بھی وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔

﴿فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ توحید ذات اور صفحات عالم پر سرّ وحدت کے سریان پر۔

﴿قُلْ﴾ ان سے یہ بھی۔

﴿هَلْ تَرَبَّصُوْنَ﴾ یعنی تم ترقب وانتظار میں ہو۔

﴿بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ یعنی وہ خوبصورت انجام جن میں ہر ایک خیر محض ہے یا نصرت یا شہادت

کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کا ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

﴿وَنَحْنُ﴾ ایضاً

﴿نَتَرَبَّصُ بِكُمْ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی اور اس کے الہام کے تقاضے پر۔

﴿أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ﴾ اترنے والا ہے۔

﴿مِّنْ عِندِهِ﴾ جس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں جیسے سورج چاند کا گہنانا اور زلزلہ وغیرہ۔

﴿أَوْ بِأَيْدِينَا﴾ یعنی قتل وقید، جلاوطن کرنا اور ذلیل وخوار کرنا۔

﴿فَتَرَبَّصُوا﴾ جو ہم سے وعدہ ہوا ہے اس کا انتظار کرو۔

﴿إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ﴾ ایضاً جس سے تمہیں ڈرایا گیا ہے حتی کہ ہم دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہوتا ہے اور اس کی مشیت کیا رنگ دکھاتی ہے۔

﴿قُلْ أَنفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٥٤﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٥﴾﴾

[التوبة: 53-55].

آپ ﷺ فرمائیے: تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے۔ تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ تم فاسق لوگ ہو (٥٣) ان کے صدقات کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور نماز کے لیے بڑی سستی کے ساتھ آتے ہیں اور بڑی ناخوشی سے خرچ کرتے ہیں (٥٤) سو اِن کی اولاد اور ان کے مال آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں (٥٥)

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ پیچھے رہ جانے والے منافقین سے کہہ دو جو تمہارے ساتھ نکلنے کے بدلے تمہاری مالی اعانت کرنا چاہتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور تمہارا یہ انفاق تمہیں فائدہ نہ دے گا۔

﴿اَنْفِقُوْا طَوْعًا﴾ طاعت شعاری میں۔

﴿اَوْ كَرْهًا﴾ ناگواری کے ساتھ۔

﴿لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ﴾ کیوں کہ انفاق کا عمل صالحین، مخلصین، مومنین سے ہی قبول کیا جاتا ہے۔

﴿اِنَّكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر ونفاق کے باعث۔

﴿كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ وہ تم سے مطلقاً صدقات کو قبول نہ کرے گا کیوں کہ وہ ایمان سے خالی رہ کر پیش کیے جا رہے ہیں۔

﴿وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے نفقات وصدقات کی عدم قبولیت کی وجہ یہ ہے۔

﴿اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ﴾ جو متوحد بذاتہ ہے اور اس کی مصنوعات میں سے اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

﴿وَ بِرَسُوْلِهٖ﴾ ان کی تکذیب اور عدم اطاعت کرتے ہوئے۔

﴿وَ﴾ ان کے کفر ونفاق کی علامت یہ ہے کہ وہ

﴿لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ فاضلہ شریفہ اور کفر وایمان کے درمیان فرق کرنے والی۔

﴿اِلَّا﴾ اسے پڑھتے بھی ہیں تو منافقت سے۔

﴿وَ هُمْ كُسَالٰى﴾ کاہلی سستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی قلبی اٹھان اور داعیہ شوق کے بغیر۔

﴿وَ﴾ ایضاً

﴿لَا يُنْفِقُوْنَ﴾ جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں۔

﴿اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ﴾ دلی کراہت کے ساتھ، کیوں کہ وہ روز جزا پر ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے ان پر ثواب کے مترتب ہونے کی امید ہی نہیں رکھتے۔ پھر جب ان کا کفر ونفاق مقرر اور ثابت ہو چکا ہے۔

﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ﴾ ان کی کثرت اور ان پر ان کا تفاخر کرنا کیوں کہ یہ چیزیں ان کے زوال وعذاب کا باعث ہیں۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ﴾ ان سے انتقام لینے والا۔

﴿لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ اسے جمع کرنے محفوظ رکھنے اسے بڑھانے اور اس کی تحصیل میں محنت و مشقت کے برداشت کرنے میں۔

﴿وَ﴾ اس کے ساتھ ان کی محبت کی کثرت اور حرص کا حال یہ ہے۔

﴿تَزْهَقَ﴾ ختم ہو رہے ہیں۔

﴿أَنفُسُهُمْ﴾ بوقت موت۔

﴿وَهُمْ كٰفِرُونَ﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید اور ایمان سے محجوب ہیں۔

﴿وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿٥٩﴾﴾ [التوبة:56-59].

اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ بے شک وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ ہرگز تم میں سے نہیں لیکن وہ ڈرپوک لوگ ہیں﴿٥٦﴾ اگر انہیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا سر چھپانے کی جگہ مل جائے تو بڑی تیزی سے اس کی طرف بھاگیں گے﴿٥٧﴾ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو صدقات (کی تقسیم) کے بارے میں آپ ﷺ پر طعن کرتے ہیں۔ اگر ان کو ان صدقات سے دے دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کو ان سے نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں﴿٥٨﴾ اور اگر وہ اس پر خوش ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں دیا تھا اور کہتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائیں گے۔ بے شک ہم تو اللہ تعالیٰ ہی

کی طرف رغبت کرنے والے ہیں ﴿۵۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ من جملہ ان کے نفاق یہ ہے کہ وہ۔
﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ جھوٹی قسم۔
﴿اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ﴾ یعنی وہ تمہاری جماعت میں شامل ہیں تمہاری خوشی ومسرت سے خوش ہوتے ہیں اور تمہاری مصیبت، غم سے پریشان ہوتے ہیں۔
﴿وَ﴾ حالاں کہ وہ
﴿مَا هُمْ مِّنْكُمْ﴾ اپنے کفر اور شرک کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں رچا بسا ہے۔
﴿وَ لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ﴾ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ وہی سلوک کرو گے جو تم مشرکین کے ساتھ کرتے ہو اس بنا پر وہ مداہنت اور نفاق کی طرف مجبور ہوتے ہیں اور اپنی جانوں اور مالوں کے تحفظ کے لیے اسلام کا اظہار کرتے ہیں جب کہ وہ اظہار ایمان پر مجبور ہیں بلکہ ان کے تذلل اور اضطرار کا عالم یہ ہے۔
﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً﴾ مضبوط جائے پناہ قلعہ
﴿اَوْ مَغٰرٰتٍ﴾ پہاڑوں کی گھاٹیوں میں۔
﴿اَوْ مُدَّخَلًا﴾ ایسا پتھر جس میں چھپا جا سکے۔
﴿لَّوَلَّوْا﴾ پھر جائیں گے۔
﴿اِلَيْهِ وَ هُمْ يَجْمَحُوْنَ﴾ منہ زور گھوڑے کی طرح جلدی کرتے ہیں۔
﴿وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ﴾ مدد ونصرت کرتا ہے۔
﴿فِي الصَّدَقٰتِ﴾ یعنی مال غنیمت کی تقسیم میں اور بوقت تقسیم طمع کرتے ہوئے تمہارے آس پاس پھرتا ہے۔
﴿فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا﴾ ان کے درمیان سے یا معقول حصہ۔
﴿رَضُوْا﴾ آپ سے اور آپ کی عطا پر آپ کی تعریف کرتے ہیں۔
﴿وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ﴾ عدم استحقاق اور نفاق وتخلّف کی وجہ سے۔

﴿اِذَاهُمْ يَسْخَطُوْنَ﴾ اپنے دلوں میں چھپے ہوئے غیظ وغضب کا اچانک اظہار کرتے ہیں۔
﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ﴾ اپنے دعویٰ کے مطابق مومن ہوتے۔
﴿رَضُوْا﴾ غنائم وغیرہ کی تقسیم میں۔
﴿مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ﴾ اور اپنے فضل وکرم سے انہیں عطا کیا کیوں کہ درجہ بندی کے اعتبار سے وہ اپنے بندوں میں تقسیم رزق کے سلسلے میں علیم وحکیم ہے۔
﴿وَ رَسُوْلُهٗ﴾ اس کا نائب اور اس کی طرف سے الہام یافتہ ہے۔
﴿وَ قَالُوْا﴾ تمام مومنین کی طرح اخلاص اور کامل سپرد داری کے ساتھ۔
﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ﴾ مدبر اور جملہ امور میں کافی اور ہمارے بارے میں اس کا علم ہی ہمیں کافی ہے۔
﴿سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ﴾ ہماری روزیوں کا کفیل۔
﴿مِنْ فَضْلِهٖ﴾ اپنے لطف وکرم کی وسعت جو ہمیں کافی ہے۔
﴿وَ﴾ ہمیں عطا کرے گا۔
﴿رَسُوْلُهٗٓ﴾ جو اس کے اختیار سے غنائم وصدقات میں اس کا نائب ہے اس کی عطا ہی ہمیں کافی ووافی ہے۔
﴿اِنَّآ﴾ جب کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اور اس کے رسولوں کے ارشاد پر اس کی توحید سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔
﴿اِلَى اللّٰهِ﴾ جو ازلی اور سرمدی بقا کے ساتھ باقی ہے، اس کے علاوہ اظلال واموال اور فانی زیب وزینت کی طرف نہیں۔
﴿رٰغِبُوْنَ﴾ تا کہ ہم اس کے معنوی رزق اور اس کی توحید ذاتی کے فوائد سے فیض یاب ہوسکیں۔ یعنی وہ اگر اہل ایمان کی طرح راضی ہو جاتے اور اسی طرح اعتراف کرتے تو یہ امر ان کے لیے بہت سودمند تھا اور ان کے دلوں کے لیے باعث طمانیت۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ صدقات کے مصارف کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

﴿ ۞ إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡعَٰمِلِينَ عَلَيۡهَا وَٱلۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمۡ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَٱلۡغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِۖ فَرِيضَةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ٦٠ وَمِنۡهُمُ ٱلَّذِينَ يُؤۡذُونَ ٱلنَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٞۚ قُلۡ أُذُنُ خَيۡرٖ لَّكُمۡ يُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ وَيُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِينَ وَرَحۡمَةٞ لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمۡۚ وَٱلَّذِينَ يُؤۡذُونَ رَسُولَ ٱللَّهِ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٞ ٦١ ﴾ [التوبة: 60-61].

بے شک زکوۃ تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہے اور ان لوگوں کے لیے جو زکوۃ کے کام پر مامور ہوں اور جن کی تالیفِ قلوب مطلوب ہو، نیز گردنوں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے ﴿٦٠﴾ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو نبی ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ کانوں کا کچا ہے۔ آپ ﷺ فرمایئے: وہ تمہاری بھلائی کے لیے ہر ایک کی بات سنتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے اور اہل ایمان کی باتوں پر یقین کرتا ہے اور وہ تم میں سے اہل ایمان کے لیے رحمت ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿٦١﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ﴾ یعنی زکوات کو صرف کیا جائے گا۔

﴿لِلۡفُقَرَآءِ﴾ جن کے پاس مال ہے اور نہ ہی کھیتی وغیرہ سے کوئی ذریعہ معاش، گویا فقر و فاقہ ان کی ریڑھ کی ہڈیوں کو توڑنے جا رہے ہیں۔

﴿وَٱلۡمَسَٰكِينِ﴾ جن کے پاس کوئی ذریعہ معاش تو ہے مگر وہ ان کے اہل وعیال کے لیے کافی نہیں گویا احتاج نے انہیں مسکینی اور ذلت کے گوشے میں ٹھہرا دیا ہے۔

﴿وَٱلۡعَٰمِلِينَ عَلَيۡهَا﴾ یعنی اس کے جمع کرنے اور اس کے مصارف تک پہنچانے میں جدوجہد کرنے والے۔

﴿وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ جونو مسلم ہیں اہل اسلام پر ان کی غم خواری واجب ہے تا کہ وہ ایمان پر قائم رہ سکیں۔

﴿وَ﴾ نیز اس میں سے صرف کیا جائے۔

﴿فِی الرِّقَابِ﴾ یعنی غلامی سے گردنیں چھڑانے میں اور انہیں آزاد کرانے میں، یہ بھی دین اسلام کا ایک اہم ترین مقصود و مطلوب ہے۔

﴿وَ الْغٰرِمِیْنَ﴾ جن کے اموال ان کے قرضوں میں گھرے ہوئے ہیں اور وہ ان کی ادائیگی سے عاجز ہیں زکوٰۃ کا کچھ حصہ انہیں دیا جاسکتا ہے تا کہ وہ ان کی ادائیگی کرسکیں۔

﴿وَ﴾ اس میں سے صرف کیا جائے۔

﴿فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ مجاہدین اسلام اور ان کے اسباب حرب وضرب کیلیے یہ بھی دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔

﴿وَ ابْنِ السَّبِیْلِ﴾ جو کسی شرعی مصلحت سے اپنے اہل وعیال سے منقطع ہوا ہو پھر اس تقسیم کا ان مستحقین کے لیے جاری کرنا۔

﴿فَرِیْضَةً﴾ صادر ہوا ہے۔

﴿مِّنَ اللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر کیا ہوا ہے تا کہ مسلمان اس کی پابندی کریں۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے امور کا مدبر۔

﴿عَلِیْمٌ﴾ صدقات کے مصارف کو

﴿حَكِیْمٌ﴾ ان کی تقویت و امداد کے لیے صدقات کے صرف کرنے میں۔

﴿وَ مِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ﴾ اور اس کے ساتھ سوءادب سے پیش آتے ہیں۔

﴿وَ یَقُوْلُوْنَ﴾ افتراء و اہانت کے طور پر اس کے حق میں۔

﴿هُوَ اُذُنٌ﴾ بس صرف سننا ہی ہے حقائق و معارف اور معاملات کی گہرائی سے بے خبر ہیں۔ہم سے جو وہ سنتے ہیں تفتیش و تحقیق کے بغیر اسے قبول کر لیتے ہیں۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان سے کہہ دو۔

وہ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں شر اور فتنے کے کان نہیں بلکہ

﴿اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ﴾ اگر تم سے ایسے امور صادر ہوں جو حکم الٰہی کے موافق ہوں تو وہ انہیں سن کر تم سے قبول فرماتے ہیں کیوں کہ وہ ﷺ

﴿يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ﴾ اور اس کی وحدانیت کی تصدیق کرتے ہیں۔

﴿وَ يُؤْمِنُ﴾ ایضاً

﴿لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ جو اپنے اعمال واقوال میں مخلص ہیں۔

﴿وَ﴾ پھر رسول اللہ ﷺ کیسے خیر کا کان نہ ہوں جب کہ وہ مکمل طور پر۔

﴿رَحْمَةٌ﴾ اور شفقت وعطوفت ہے۔

﴿لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ﴾ اور اپنے ایمان میں اخلاص واحسان پر رہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ وہ ایذا کسی طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

﴿لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے کی جزا انہیں آخرت میں مل کر رہے گی۔

پھر منافقین کے نفاق وشقاق کا ایک انداز یہ بھی ہے۔

﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾﴾ [التوبة:62-66].

(اے مسلمانو!) منافقین تمہارے سامنے تمہیں خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسمیں

اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ وہ ان کو راضی کریں اگر
وہ مومن ہیں ﴿۶۲﴾ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے تو بے
شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے ﴿۶۳﴾ منافقین اس
بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ کردی جائے جو مسلمانوں کو ان
باتوں سے آگاہ کردے جو منافقین کے دلوں میں ہیں۔ آپ ﷺ فرمائیے: تم مذاق اڑاتے رہو۔
بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈر رہے ہو ﴿۶۴﴾ اور اگر آپ ﷺ ان سے
سوال کریں تو وہ کہیں گے: ہم تو محض خوش طبعی اور دل لگی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرمائیے کہ کیا تم
اللہ تعالیٰ کا اور اس کی آیتوں کا اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے تھے؟ ﴿۶۵﴾ اب بہانے مت بناؤ تم
ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کردیں تو ہم دوسرے
گروہ کو عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم تھے ﴿۶۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ اے ایمان والو! تمہیں تسلی دینے اور تمہیں شک وشبہ میں ڈالنے کے لیے اپنے اس تخلف (پیچھے رہنا) پر جو ان سے صادر ہوا بطور عذر۔

﴿لِيُرْضُوْكُمْ﴾ یعنی تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ اور ان کے عذر کو قبول کرلو۔

﴿وَاللّٰهُ﴾ جو ان کے بواطن پر مطلع ہے۔

﴿وَرَسُوْلُهٗٓ﴾ جو اللہ تعالیٰ کے حضور سے ان کی فریب کاریوں اور لایعنی باتوں پر الہام یافتہ ہے۔

﴿اَحَقُّ﴾ زیادہ لائق۔

﴿اَنْ يُّرْضُوْهُ﴾ یعنی اس کے رسول ﷺ زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کیا جائے۔ اور ان کی مرضی پر چلا جائے۔
یرضوہ میں ھما کے بجائے ہ کی ضمیر واحد لائی گئی کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کو مستلزم ہے بلکہ جس کی آنکھ سے تعدد کا حجاب اور جس کے فہم وبصیرت سے کثرت کا پردہ زائل ہو چکا ہے اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنا بعینہ سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

﴿اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ کی حقانیت پر۔

﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا﴾ اور ان پیچھے رہنے والوں اور اللہ و رسول کو ایذا دینے والوں نے نہیں سمجھا۔

﴿اَنَّهٗ﴾ شان یہ ہے۔

﴿مَنْ يُّحَادِدِ﴾ اور خلاف و شقاق کرتا ہے۔

﴿اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔

﴿فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ﴾ یہ جزا ہے اس کے عداوت کو اپنانے کی، تو وہ ہوگا۔

﴿خَالِدًا فِيْهَا﴾ اس سے کسی صورت بھی نجات نہ پاسکے گا۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یعنی محرومی کی جہنم میں یہ دائمی قیام۔

﴿الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ﴾ اور دائمی ہلاکت۔ اور ان کے نفاق و شقاق کی شدت کا حال یہ ہے۔

﴿يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ دلوں میں چھپے ہوئے کفر پر اصرار کرنے والے اور استہزاء و منافقت کی بناء پر ایمان کا اظہار کرنے والے۔

﴿اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی اہل ایمان پر۔

﴿سُوْرَةٌ﴾ کلام کا ایک حصہ۔

﴿تُنَبِّئُهُمْ﴾ اور انہیں خبر دیتی ہے۔

﴿بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ کفر و نفاق ہے تو اس وقت اہل ایمان ان کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو وہ ظاہری طور پر ترک کرنے والوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

﴿قُلِ﴾ ان سے بطور وعید و تہدید کہہ دو۔

﴿اسْتَهْزِءُوْا﴾ اہل ایمان کے ساتھ، اور کفر و نفاق کی اپنی اس روش پر چلتے رہو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ تم سے انتقام لینے والا۔

﴿مُخْرِجٌ﴾ ظاہر کرنے والا ہے۔

﴿مَّا تَحْذَرُوْنَ﴾ اور وہ ہے تمہارے حال کو افشاء کرنے کے لیے سورت کا انزال کرنا۔

﴿وَ﴾ اللہ تعالیٰ ان سے انتقام کیوں نہ لے۔

﴿لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ﴾ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ اور آپ کے اصحاب سے استہزاء کرنے والوں سے، جب تم نے پوچھا جو یہ کہہ رہے تھے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس شخص (ﷺ) کا خیال ہے کہ یہ شام اور اس کے مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ جب ہم نے آپ کو ان کی اس بات سے آگاہ کر دیا اور تم نے انہیں بلا کر کہا کہ کیا تم نے یہ یہ باتیں نہیں کی تو انہوں نے کہا بخدا ہم نے آپ اور آپ کے اصحاب کے متعلق کچھ نہیں کہا بلکہ

﴿اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ﴾ ہم تو مزاح کے طور پر بے بنیاد قصے کہانیاں بیان کرتے ہوئے اپنے سفر کو آسان بنا رہے تھے۔

﴿قُلۡ﴾ اللہ تعالیٰ کی عطا بذریعہ وحی والہام آپ پر ہوئی اپنے اس علم کے تقاضے پر انہیں ڈانٹتے ہوئے کہہ دو۔

﴿اَبِاللّٰهِ﴾ جس کی ذات ان کے استہزا سے منزہ ہے۔

﴿وَ اٰيٰتِهٖ﴾ جو نقص وعیب سے بری ہیں۔

﴿وَ رَسُوۡلِهٖ﴾ جو جھوٹ کی ملاوٹ سے پاک ہے۔

﴿كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾ اے بے وقوفو! بس دیکھو اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں اس استہزاء کی جزا دے۔

﴿لَا تَعۡتَذِرُوۡا﴾ بے بنیاد عذر نہ گھڑو اور نہ ہی جھوٹی قسمیں کھاؤ۔

﴿قَدۡ كَفَرۡتُمۡ﴾ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے کر اور ان کے دین میں طعن کرتے ہوئے۔

﴿بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ﴾ اس کے بعد کہ تم نے ایمان کو ظاہر کیا اب تمہارے اس عمل کے بعد تم سے امان اٹھ چکی ہے اور تم مشرکوں سے مل گئے ہو اب ہم تمہارے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو ہم ان کے ساتھ کرتے ہیں۔

﴿اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ﴾ اس کے بعد کہ انہوں نے اپنے کیے سے توبہ کر لی اور دل وجان سے اظہار ندامت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوئے۔

﴿نُعَذِّبۡ طَآئِفَةً﴾ قتل، قید، جلاوطن اور ذلیل کرتے ہوئے تمہاری ایک دوسری جماعت کو۔

﴿بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ﴾ ایذا رسول ﷺ کی وجہ سے، ان کے حکم سے کسی توبہ وندامت کے بغیر پیچھے رہتے ہوئے اور اپنے کفر ونفاق پر اصرار کرتے ہوئے۔

اے ایمان والو تم پر لازم ہے کہ ان کے مرد و زن کو عذاب دو کیوں کہ

﴿ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلْمُنَٰفِقَٰتُ بَعْضُهُم مِّنۢ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِٱلْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ ٱلْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا۟ ٱللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ هُمُ
ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱلْمُنَٰفِقَٰتِ وَٱلْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ
فِيهَا ۚ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ ٱللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٦٨﴾ كَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوٓا۟
أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَٰلًا وَأَوْلَٰدًا فَٱسْتَمْتَعُوا۟ بِخَلَٰقِهِمْ فَٱسْتَمْتَعْتُم بِخَلَٰقِكُمْ كَمَا
ٱسْتَمْتَعَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَٰقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَٱلَّذِى خَاضُوٓا۟ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ حَبِطَتْ
أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ﴿٦٩﴾ ﴾ [التوبة: 67-69].

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک جیسے ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا سو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا۔ بے شک منافقین ہی فاسق ہیں ﴿٦٧﴾ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی ان کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے ﴿٦٨﴾ (اے منافقو! تم) ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور اور زیادہ مال اور اولاد والے تھے۔ سو انہوں نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا پھر تم نے بھی اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا جیسے تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا تھا اور تم بھی فضول کاموں میں مشغول ہو گئے جیسا کہ وہ فضول کاموں میں مشغول ہو گئے تھے۔ ان لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿٦٩﴾

تفسیر الجیلانی

﴿ ٱلْمُنَٰفِقُونَ ﴾ اپنے نفاق پر اصرار کرنے والے۔

﴿وَ الْمُنٰفِقٰتُ﴾ ان کے تابع ہو کر اپنے نفاق پر اصرار کرنے والیاں۔
﴿بَعْضُهُمْ﴾ اٹھان رکھتا ہے۔
﴿مِّنْ بَعْضٍ﴾ کہ باہم ایک دوسرے سے نفاق میں تعاون کرتے ہیں۔
﴿يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ﴾ اہل ایمان کی روش کے برعکس۔
﴿وَ يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ﴾ تمام قسم کی خیرات وصدقات سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ۔
﴿نَسُوا اللّٰهَ﴾ جو ان کا موجد بھی اور مظہر بھی اس کے حکم سے اعراض اور اس کے عظیم رسول ﷺ کو ایذا دے کر۔
﴿فَنَسِيَهُمْ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی، اور ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔
﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ نفاق پر اصرار اور وفاق سے سرکشی کرنے والے۔
﴿هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ حکم خداوندی کے تقاضے سے نکل کر اپنی اس روش پر قائم رہنے والے۔
﴿وَعَدَ اللّٰهُ﴾ ہر قسم کے انتقام پر قادر اور ان سے انتقام لینے والا۔
﴿الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ﴾ جو بلا تفاوت ظاہری طور پر اپنی روش پر قائم ہیں۔
﴿نَارَ جَهَنَّمَ﴾ جس سے وہ کسی طور بھی بچ نہ سکیں گے۔
﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ دائماً ابداً۔
﴿هِيَ﴾ نار جھنم۔
﴿حَسْبُهُمْ﴾ ان کا ساتھی اور ان کے لیے کافی ہے۔
﴿وَ﴾ اس کے باوجود۔
﴿لَعَنَهُمُ اللّٰهُ﴾ یعنی انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت کے صحن سے دور کر دیا ہے۔
﴿وَ لَهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے حضور سے ان کی دوری کے باعث۔
﴿عَذَابٌ﴾ عظیم ہے، جہنم کے عذاب پر فائق۔
﴿مُّقِيْمٌ﴾ دائمی اور غیر منقطع اور دردناک جس میں وہ مبتلا رہیں گے اس کے حضور کی جنت سے محرومی ہی سب سے بڑا عذاب ہے۔

---و اعوذ بك منك لا ملجا لنا غيرك---

الحاصل اے کفر وضلال میں غواصی اور سرکشی کرنے والو اور نفاق وفساد پر اصرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت میں حد سے گزرنے والو! تمہاری مثال۔

﴿كَالَّذِينَ﴾ ان کافروں کی طرح ہے جو گزر چکے ہیں۔

﴿مِن قَبْلِكُمْ﴾ بایں طور کہ وہ اپنے پاس جمع دنیا کے مال ومتاع پر فخر کیا کرتے تھے بلکہ وہ تو

﴿كَانُوٓا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً﴾ اور قدرت کے اعتبار سے۔

﴿وَأَكْثَرَ﴾ تم سے۔

﴿أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ﴾ دنیا کی لذات وشہوات کے سلسلے میں جو حصہ ان کے لیے مقدر کیا گیا اس سے وہ لطف اندوز ہوئے اور ان رسولوں سے سرکش ونافرمان ہوئے جو ان کی تکمیل وارشاد کے لیے بھیجے گئے تھے۔

﴿فَاسْتَمْتَعْتُم﴾ ایضاً

﴿بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ﴾ یعنی تم بھی رسول ﷺ کی تکذیب اس کے ساتھ عداوت رکھنے والے اور اس پر ایمان لانے والوں کے قتل کرنے کے سلسلے میں شروع ہوگئے۔

﴿كَالَّذِي خَاضُوٓا﴾ اور اپنے انبیاء ورسل کے حق میں بداعمالیوں کے مرتکب ہوئے تھے غور کرو ان کا انجام کیا ہوا اور کس طرح انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اس لیے ان کے انجام کار سے عبرت حاصل اور بس انتظار کرو۔

﴿أُولَٰٓئِكَ﴾ رشد وصواب کے طریق سے دور کیے ہوئے مردود۔

﴿حَبِطَتْ﴾ بے کار وبرباد ہوگئے۔

﴿أَعْمَالُهُمْ﴾ جن کو انہوں نے اپنے نفع وفائدہ کے لیے کمایا تھا۔

﴿فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ عدم ایمان اور عدم تصدیق رسول ﷺ کی وجہ سے وہ دنیا وآخرت میں ان کے لیے نافع نہ ہوسکے۔

﴿وَأُولَٰٓئِكَ﴾ راہ حق سے گمراہ ہونے والے۔

﴿هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ جن کے حق میں محرومی رسوائی اور خسارے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

الحاصل اے منافقو! تمہاری مثال تو ان کافروں کی طرح ہے بلکہ تمہارا حال تو ان سے بھی بدتر ہے کیوں کہ تمہارا نبی بدقسمتی سے جس کی تم نے تکذیب کردی ہے وہ تو مرتبہ ومقام میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اہل نفاق شقاق ونفاق پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

﴿ أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ ﴾ [التوبة:70-71].

کیا ان لوگوں کے پاس ان سے پہلے لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، نوح علیہ السلام کی قوم کی اور عاد اور ثمود کی اور قوم ابراہیم علیہ السلام کی اور اصحاب مدین کی اور (قوم لوط کی) جن کی بستیوں کو الٹ دیا گیا تھا۔ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے۔ پس اللہ تعالیٰ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ﴿٧٠﴾ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان ہی لوگوں پر عنقریب اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے ﴿٧١﴾

تفسیر الجیلانی

﴿أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ﴾ قوم کے ہلاک کرنے کی خبر۔

﴿الَّذِينَ﴾ گزر چکے ہیں۔

﴿مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ کیسے ہلاک کرتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ ان کے ظلم اور گناہوں کے باعث۔

﴿قَوْمِ نُوْحٍ﴾ طوفان کے ساتھ کس طرح ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

﴿وَّ عَادٍ﴾ شدید آندھی کے ساتھ۔

﴿وَّ ثَمُوْدَ﴾ زلزلے کے ساتھ۔

﴿وَ قَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ﴾ مچھروں کے ساتھ۔

﴿وَ اَصْحٰبِ مَدْیَنَ﴾ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جسے آسمان سے آگ نازل کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

﴿وَ الْمُؤْتَفِكٰتِ﴾ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم جسے زلزلے اور سنگ باری کر کے تہہ و بالا کر دیا گیا یہ تمام ہلاک کردہ قومیں۔

﴿اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ جو انبیاء کرام علیہم السلام کے صدق اور ان کے دعوے پر واضح طور پر دال تھیں مگر ان قوموں نے عناداً ان کی تکذیب کر کے اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کو دعوت دی اور اپنی ہلاکت و بربادی کا سامان کیا۔

﴿فَمَا كَانَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے احوال کی اصلاح فرمانے والا۔

﴿لِیَظْلِمَهُمْ﴾ یعنی عدل و انصاف سے پھرنا اس کی سنت نہیں ہے کہ وہ اسے ظلم تک لے جائے کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عدل قویم پر قائم ہے۔

﴿وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ﴾ اس عدل الٰہی کے تقاضے سے نکل جانے کی وجہ سے جو من جانب اللہ اس کے رسولوں کی وساطت سے ان میں رکھا گیا تھا۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ منافقین اور منافقات کے احوال و اعمال کو بیان کرنے کے بعد اپنی جاری سنت کے مطابق اہل ایمان کے احوال کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھنے والے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے والے۔

﴿وَ الْمُؤْمِنٰتُ﴾ ان کے ساتھ شامل ہونے والیاں اور ان پر انحصار کرنے والیاں۔

﴿بَعْضُهُمْ﴾ دینی امور میں۔

﴿اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ باہمی مدد و تعاون کے ساتھ۔

﴿وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ اس تقاضے کے مطابق جو ان کے رسولوں کی وساطت سے ان تک پہنچا ہے۔

﴿وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ جوان کے بواطن کی غیر حق کی طرف میلان سے صاف وشفاف کرنے والی ہے اور فرض کا حکم رکھتی ہے۔

﴿وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ ماسوی اللہ سے ان کے ظواہر کو پاک کرنے والی ہے۔

﴿وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ﴾ اپنے تمام حالات میں تسلیم وتفویض کے طور پر۔

﴿وَ﴾ اطاعت کرتے ہیں۔

﴿رَسُوْلَهٗ﴾ ان تمام امور میں جن کی طرف وہ انہیں دعوت دیتے ہیں۔

﴿اُولٰٓـئِكَ﴾ سعادت منداور اپنے امور کو اللہ تعالیٰ کے حضور سپرد کرنے والے اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں رہنے والے۔

﴿سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ﴾ اپنے فضل وکرم سے ان پر رقیب۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے امور کا مدبر۔

﴿عَزِيْزٌ﴾ اپنے ارادے میں غالب اور قادر۔

﴿حَكِيْمٌ﴾ حسب استعداد واعمال ان کو جزا دینے میں بڑی حکمت رکھتا ہے۔

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ
﴿٧٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ
وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا
لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ
وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾﴾ [التوبة:72-74].

اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے اُن جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے نیز سدا بہار جنتوں میں پاکیزہ مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور اللہ تعالیٰ کی رضا ان سب سے بڑی نعمت ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے ﴿۷۲﴾ اے نبی ﷺ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے ﴿۷۳﴾ وہ (منافق) اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور اپنے اسلام (کو ظاہر کرنے) کے بعد کفر (ظاہر) کیا اور انہوں نے اس چیز کا ارادہ بھی کیا جس کو وہ نہ پا سکے۔ اور ان کی دشمنی صرف اس وجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا۔ پس اگر وہ توبہ کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہوگا اور اگر وہ روگردانی کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور ان کے لیے زمین میں کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا ﴿۷۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ﴾ علم، عین اور حق کی تفریح گاہیں۔

﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ نئے نئے مکاشفات کی نہریں تجلیات الٰہیہ کے تجددات کے مطابق۔

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ ہمیشہ ہمیشہ ان سے ہمکنار رہیں گے۔

﴿وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً﴾ مقام توحید کی قرارگاہ جو کثرت کے نشان سے خالی اور سوی وغیر کی میل کچیل سے پاک ہوں۔

﴿فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ﴾ بالجملہ

﴿رِضْوَانٌ﴾ اور قبول ہے۔

﴿مِّنَ اللّٰهِ﴾ عدل قویم پر قائم، بایں طور کہ پھر کبھی ان سے ناراض نہ ہوگا۔ کیوں کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ کے اخلاق عالیہ کے ساتھ متصف ہو چکے ہیں۔ اور اب ان کے لیے صراط مستقیم سے انحراف کرنا ناممکن ہے۔ یعنی ان کا دین اسلام پر قیام دائمی ہے۔

﴿اَكْبَرُ﴾ یعنی مذکورہ تمام درجات عالیہ سے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ رضا الٰہی اور قبول خداوندی۔

﴿هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ اور لطف جسیم ہے، ان پیاروں کے لیے جو سبحانہ وتعالیٰ میں فناء وبقا کے مرتبے پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اسی لیے ان حضرات کو سبحانہ وتعالیٰ کی جناب خاص سے ایسا وعدہ کیا گیا ہے، جس کی کنہ وحقیقت کی تعبیر ممکن ہی نہیں الا یہ کہ اس کا کشف وشہود ہو جائے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اس مرتبے کے لیے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کے بندوں کا ہادی۔

﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ﴾ آپ کے ارشاد وتکمیل کے سلسلے میں آپ کی اطاعت سے سرکشی کرنے والے۔

﴿وَ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ جو آپ کے ساتھ ایمان کا اظہار کر کے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور بباطن اپنے شرک اور اصلی کفر پر ثابت وقائم ہیں۔

﴿وَ﴾ ان کے کفر ونفاق پر اصرار کرنے کے بعد۔

﴿اغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ ان کے اصرار واعراض کے مطابق۔

﴿وَ﴾ ان کی قطعاً پروانہ کرو۔

﴿مَاْوٰىهُمْ﴾ اور ان کے لوٹنے کا مقام۔

﴿جَهَنَّمُ﴾ دنیا وآخرت میں دوری ورسوائی ہے۔

﴿وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ عزت قبول کے صحن سے دھتکارے ہوؤں کا ٹھکانا، اور من جملہ ان کے کفر ونفاق سے یہ ہے کہ وہ۔

﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ جھوٹ اور فریب سے۔

﴿مَا قَالُوْا﴾ کتاب اللہ میں طعن اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کے سلسلے میں۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ انہوں نے۔

﴿لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ﴾ یعنی طعن وتکذیب کا کلمہ جو کفر کو مستلزم ہے مگر وہ اس کے نہ کہنے پر جھوٹی قسم کھا گئے۔

﴿وَ﴾ وہ بذات خود۔

﴿كَفَرُوْا﴾ حق کے ساتھ اور اس سے اعراض کیا۔

﴿بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ﴾ یعنی انہوں نے اظہار اسلام کے بعد کفر کو اختیار کر لیا۔

﴿وَ﴾ فقط اظہار کفر پر ہی وہ نہ رکے بلکہ۔

﴿هَمُّوْا﴾ اور انہوں نے قصد کیا۔

﴿بِمَا لَمْ یَنَالُوْا﴾ قتل رسول ﷺ اور آپ پر رات کے وقت اچانک حملہ آور ہونے کے سلسلے میں کہ آپ کے اصحاب کو اس کی اطلاع بھی نہ ہونے پائے اور آپ کا کام تمام کر دیا جائے یا انہوں نے آپ کو آپ کے صحابہ سمیت مدینہ منورہ سے نکالنے کا ارادہ کیا۔

﴿وَ مَا نَقَمُوْۤا﴾ اور انہوں نے رسول ﷺ کے اخراج واہلاک کا قصد نہ کیا۔

﴿اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ﴾ یعنی اصحاب رسول ﷺ کو، کہ ان پر رزق وروزی کے دروازے کھول دیے۔

﴿وَ رَسُوْلُهٗ﴾ انہیں مال غنیمت عطا فرما کر۔

﴿مِنْ فَضْلِهٖ﴾ تو وہ اظہار احسان اور مقام شکر کے موقع پر اس کی نعمتوں کا کفران کرتے ہیں۔

﴿فَاِنْ یَّتُوْبُوْا﴾ اگر وہ سچے دل سے اپنے اس عمل سے توبہ کر لیں۔

﴿یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور، کہ وہ انہیں معاف فرمائے گا اور ان کی لغزش سے درگزر کرے گا۔

﴿وَ اِنْ یَّتَوَلَّوْا﴾ توبہ سے اعراض کریں اور کفر ونفاق پر ڈٹے رہیں۔

﴿یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ﴾ ان سے انتقام لینے والا۔

﴿عَذَابًا اَلِیْمًا﴾ دردناک اور دکھ دینے والا۔

﴿فِی الدُّنْیَا﴾ قتل، قید، جلاوطن اور ذلیل ورسوا کر کے۔

﴿وَ الْاٰخِرَةِ﴾ طرح طرح کے عذاب وعقاب کے ساتھ۔ دنیاوی عذاب سے کئی گنا زیادہ ان کے مرتبہ انسانیت سے گر جانے اور ان تکالیف الٰہیہ کے عدم قبول سے جو اظہار حکمت وکرامت کی مقتضی تھیں اور وہ ان کی شخصیات میں ودیعت کر دی گئی تھیں۔

﴿وَ﴾ اگر وہ اپنے دوستوں سے امداد طلب کریں تو۔

﴿مَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ دین اسلام کے اطراف عالم میں پھیل جانے کے بعد۔

﴿مِن وَّلِيٍّ﴾ جو ان کی اعانت کرے اور ان کے امور کی کفالت۔
﴿وَّ لَا نَصِيرٍ﴾ جو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب وجلال سے بچائے۔

﴿ وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ
الصَّالِحِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٧٦﴾ فَأَعْقَبَهُمْ
نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿٧٧﴾
أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٧٨﴾
الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا
يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا
تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٨٠﴾ ﴾ [التوبة: 75-80].

اور ان میں سے بعض (منافقین) وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے فضل سے (مال) عطا فرمایا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ضرور نیکو کاروں میں ہو جائیں گے ﴿٧٥﴾ پس جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے (مال) عطا فرمایا تو انہوں نے اس میں بخل کیا اور (اپنے عہد سے) پھر گئے اور وہ روگردانی کرنے والے تھے ﴿٧٦﴾ سو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لیے نفاق ڈال دیا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لیے بھی کہ وہ جھوٹ بولتے تھے ﴿٧٧﴾ کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے راز کو اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تمام غیبوں کو خوب جاننے والا ہے ﴿٧٨﴾ جو (منافق) لوگ ان اہل ایمان پر (ریاکاری کا) الزام لگاتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں۔ اور جن (اہل ایمان) کے پاس (صدقہ کے لیے) ان کی محنت کی

مزدوری کے سوا اور کچھ نہیں ہے تو یہ (منافق) ان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس مذاق کی سزا دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۷۹﴾ آپ ﷺ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ﷺ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی مغفرت طلب کریں تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۸۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ مِنۡهُمۡ﴾ یعنی اہل نفاق سے۔

﴿مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰىنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ﴾ مال اور رزق کثیر۔

﴿لَنَصَّدَّقَنَّ﴾ اس سے مستحق فقیروں پر۔

﴿وَ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ﴾ شکر گزار اور رضا الٰہی میں صرف کرنے والے۔

﴿فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمۡ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے۔

﴿مِّنۡ فَضۡلِهٖ﴾ جو انہوں نے اس سے طلب کیا تھا۔

﴿بَخِلُوۡا بِهٖ﴾ اور حق اللہ کو روک لیا۔

﴿وَ تَوَلَّوۡا﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت روگردانی کی۔

﴿وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ﴾ اپنے خبث باطن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے اعراض کرنا ان کی عادت ہے۔

﴿فَاَعۡقَبَهُمۡ﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل بد کے باعث۔

﴿نِفَاقًا﴾ جو راسخ ہو چکا ہے۔

﴿فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ﴾ ہمیشہ رہے گا۔

﴿اِلٰى يَوۡمِ يَلۡقَوۡنَهٗ﴾ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے، روز جزا جو انہیں ان کے نفاق وشقاق کے تقاضے کے مطابق بدترین جزا دے گا۔

﴿بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ﴾ صدق وصلاح اور شکر وفلاح کے سلسلے میں مگر انہوں نے عہد شکنی کی۔
﴿وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴾ یعنی عہد و میثاق کے متعلق ان کی کذب بیانی اور نفاق شعاری۔
﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا﴾ جب انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ جھوٹ بولنے کا قصد کیا۔
﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ ان کے بواطن پر مطلع۔
﴿يَعْلَمُ﴾ اپنے علم حضوری کے ساتھ۔
﴿سِرَّهُمْ﴾ مطلوب کے حاصل کرنے میں وعدہ خلافی کو۔
﴿وَ نَجْوٰهُمْ﴾ ان کی مناجات سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مگر وہ کسی ایسے اخلاص سے نہیں جو معرفت ایمان باللہ اور اس کی ربوبیت کے اقرار سے اٹھ رہا ہے۔ کیوں کہ کفر وشرک ان کی فطرت میں راسخ ہو چکا ہے۔
﴿وَ﴾ ایضاً ان کو علم نہیں کہ
﴿اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ کہ زمین وآسمان کا کوئی ذرہ بھی اس کے علم سے اوجھل نہیں ہے۔
جو شخص اس کی توحید، علم محیط اور بے پناہ قدرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس کی اطاعت اور حکم سے کیسے نکل سکتا ہے۔
اہل ایمان کے ساتھ اپنے کفر ونفاق پر اصرار کرنے والوں میں سے۔
﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ﴾ اور استہزا کرتے ہیں۔
﴿الْمُطَّوِّعِيْنَ﴾ صدقات وخیرات کرنے والے۔
﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ﴾ بالخصوص اہل ایمان کو۔
﴿وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ﴾ صدقہ
﴿اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ یعنی اپنی اطاعت کے حساب سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں۔
﴿فَيَسْخَرُوْنَ﴾ یہ طعن اور یہ استہزا کرنے والے۔
﴿مِنْهُمْ﴾ یعنی صدقہ کے معاملے میں اپنی جد وجہد سے کام لینے والوں سے۔
﴿سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ آخرت میں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس استہزا کی جزا دے گا۔
﴿وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ہنسی مذاق کی لذت کے بدلے۔

● اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ایک روز اہل ایمان کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی تو حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار دینار لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس آٹھ ہزار دینار ہیں میں نے ان سے چار ہزار اللہ تعالیٰ کو قرض دیا ہے اور چار ہزار اپنے اہل وعیال کے لیے رکھ لیے ہیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا جو تم نے دیا اور جو اپنے پاس رکھا ان ہر دو میں اللہ تعالیٰ تجھے خیر و برکت دے۔{1}

عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے ایک سو وسق کھجوریں پیش کیں اور حضرت عقیل انصاری رضی اللہ عنہ کھجور کا ایک ٹوپہ لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رات بھر میں نے ایک کنویں سے پانی کھینچ کر مزدوری کی ہے جس کے عوض مجھے دو ٹوپے کھجوروں کے ملے ہیں ایک ٹوپہ اہل خانہ کے لیے رکھ لیا ہے اور دوسرا پیش خدمت ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے صدقات کے اوپر بکھیر دو منافقوں نے طعن کرتے ہوئے کہا کہ عبد الرحمان اور عاصم نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ریاکاری اور دکھلاوا ہے۔

اور عقیل انصاری کے ٹوپے سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بے نیاز ہے لیکن وہ خود کو متصدقین کی جماعت میں شمار کرنا چاہتا ہے اس موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان طعن واستہزا کرنے والوں کے لیے، کہ یہ عذاب الہی سے بچ جائیں یا اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

﴿اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے حضور ان کا انتقام وعذاب برابر ہے بلکہ۔

﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ ایک دو بار نہیں بلکہ۔

﴿سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ ان کے گھناؤنے جرم وفسق کی وجہ سے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ ان کی عدم مغفرت۔

﴿بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ﴾ اور اس کے غیر کو الوہیت میں اس کے ساتھ شریک کیا جب کہ وہ مطلقاً

{1} رواہ ابن ابی عاصم 592/2، رقم 1301

﴿وَ رَسُوْلِهٖ﴾ یعنی اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور اس کے لیے لائے ہوئے دین کا انکار کیا اور مخلص ایمان صدقہ دینے والوں سے استہزا کیا۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کا ہادی۔

﴿لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے اوامرونواہی کے تقاضے سے خارج۔

اور اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ بدسلوکی اور بے ادبی سے پیش آنے والے۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْۤا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾
فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّلْیَبْكُوْا كَثِیْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ
فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ
اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ
یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ﴾ [التوبة:81-85].

جن لوگوں کو (جنگ تبوک سے) پیچھے رہ جانے کی اجازت دی گئی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی (جہاد پر) روانگی کے بعد (اپنے گھر) بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے اور انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے (دوسروں کو بھی) کہا کہ گرمی میں (لڑائی کے لیے) نہ نکلو۔ آپ فرمایئے: دوزخ کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے کاش وہ سمجھتے ﴿۸۱﴾ پس انہیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ۔ یہ ان کاموں کی سزا ہے جو وہ کرتے تھے ﴿۸۲﴾ اے رسول ﷺ! اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان منافقوں کے کسی گروہ کی طرف واپس

لائے اور وہ آپ سے جہاد پر نکلنے کی اجازت طلب کریں تو آپ فرمایئے: اب تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ جاسکو گے اور کبھی بھی میری معیت میں کسی دشمن سے قتال نہ کرسکو گے تم نے پہلی مرتبہ گھر میں بیٹھے رہنا خود پسند کیا تھا تو اب پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو﴿۸۳﴾ اور (اے رسول ﷺ!) ان منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے تو آپ کبھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بے شک انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور وہ اس حالت میں مرے کہ وہ نافرمان تھے﴿۸۴﴾ اور ان کے مال اور ان کی اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کو دنیا میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں﴿۸۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿فَرِحَ﴾ منافقین۔

﴿الْمُخَلَّفُوْنَ﴾ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے حکم سے پیچھے رہ جانے والے۔

﴿بِمَقْعَدِهِمْ﴾ یعنی اپنے بیٹھنے کے مکان پر جمے ہوئے ہیں۔

﴿خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ جب آپ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تھے۔

﴿وَ﴾ ان کا یہ بیٹھنا اور رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہنا محض اس لیے ہے کہ انہوں نے۔

﴿كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اپنے خبث باطن اور شقاوت قلب کی وجہ سے۔

﴿وَ قَالُوْا﴾ ایضاً اہل ایمان سے انہیں سست اور پست ہمت کرنے کے لیے۔

﴿لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ﴾ یعنی سخت گرم موسم میں جہاد و قتال نہ کرو تاکہ تم اور تمہارے جانور کمزور نہ پڑ جائیں۔

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ!

﴿نَارُ جَهَنَّمَ﴾ وہ دوری اور رسوائی جو تمہارے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے تمہارا مقدر بنی ہے۔

﴿اَشَدُّ حَرًّا﴾ جو جلانے اور دردناک ہونے میں کہیں زیادہ ہے۔

﴿لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ﴾ اور سمجھتے کہ وہ کیا ہے اور کیسی ہے تو وہ اسے دنیا کی گرمی پر پسند نہ کرتے۔

﴿فَلْيَضْحَكُوْا﴾ کہ دائمی عذاب وعقاب میں ہلاک و برباد ہونے والے۔
﴿قَلِيْلًا﴾ دنیا کے اندر۔
﴿وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا﴾ ان انواع واقسام کے عذاب کے باعث جوانہیں دنیا چھوڑنے کے بعد نصیب ہوئے۔
﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ دنیا میں جو بڑے بڑے جرائم کرتے رہے۔
﴿فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ﴾ یعنی غزوہ تبوک سے تجھے بحفاظت واپس لائے۔
﴿اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ﴾ یعنی ان پیچھے رہ جانے اوراجازت مانگنے والوں سے جوکسی عذر کے بغیر مدینہ منورہ میں بیٹھے رہے جب آپ نے کسی دوسرے غزوہ کا قصد کیا۔
﴿فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ﴾ گزشتہ کوتاہی کی تلافی کے لیے۔
﴿فَقُلْ﴾ ان لوگوں سے۔
﴿لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ﴾ راہ حق میں جہاد کرنے کے لیے۔
﴿اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا﴾ قطعاً
﴿اِنَّكُمْ﴾ ایسی قوم ہو۔
﴿رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ﴾ اور پیچھے رہ جانے میں۔
﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ کسی عذر کے بغیر بلکہ غدراورفریب کاری سے۔
﴿فَاقْعُدُوْا﴾ ہمیشہ ہمیشہ۔
﴿مَعَ الْخٰلِفِيْنَ﴾ عورتوں، بچوں، اپاہجوں اور مریضوں کے ساتھ۔
﴿وَ﴾ اب جب کہ تم پران باغیوں اورفریب کاروں کا حال ظاہر ہوگیا ہے۔
﴿لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا﴾ یعنی نہی کے وارد ہو جانے کے بعد قطعاً
﴿وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ کہ تم اس کے لیے استغفار کرو۔
﴿اِنَّهُمْ﴾ اپنے خبث باطنی کی وجہ سے۔
﴿كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ اپنی دنیاوی زندگی میں۔

﴿وَ مَاتُوْا﴾ ایضاً کفر پر۔

﴿وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ اپنی اصلی فطرت میں فسق پر ہی پیدا کیے ہوئے ہیں۔

﴿وَ﴾ آپ پر ان کے کفر ونفاق کے ظاہر وثابت ہو جانے کے بعد۔

﴿لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ﴾ جو ان پر وبال کا باعث ہے۔

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ﴾ جو اپنے نافرمان بندوں کے لیے مضل (گمراہ کرنے والا) بھی اور مذل (ذلیل کرنے والا) بھی۔

﴿اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا﴾ طرح طرح کی مصیبتوں اور حادثوں کے ساتھ۔

﴿وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ﴾ اور ان کی محبت اور میلان جو ان کے ساتھ وابستہ ہے۔

﴿وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اور اس کی الوہیت و ربوبیت کے بھی معترف نہیں۔

﴿ وَإِذَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَجَٰهِدُوا۟ مَعَ رَسُولِهِ ٱسْتَـْٔذَنَكَ أُو۟لُوا۟ ٱلطَّوْلِ مِنْهُمْ
وَقَالُوا۟ ذَرْنَا نَكُن مَّعَ ٱلْقَٰعِدِينَ ﴿٨٦﴾ رَضُوا۟ بِأَن يَكُونُوا۟ مَعَ ٱلْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٨٧﴾ لَٰكِنِ ٱلرَّسُولُ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ جَٰهَدُوا۟ بِأَمْوَٰلِهِمْ
وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْخَيْرَٰتُ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٨٨﴾ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُمْ جَنَّٰتٍ
تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٨٩﴾ وَجَآءَ ٱلْمُعَذِّرُونَ مِنَ ٱلْأَعْرَابِ
لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ ٱلَّذِينَ كَذَبُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ ۚ سَيُصِيبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
﴿٩٠﴾ ﴾ [التوبة: 86-90].

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان میں سے طاقت والے آپ سے اجازت مانگنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم کو چھوڑ دیجیے کہ ہم پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ رہیں﴿۸۶﴾ انہوں نے یہ پسند کیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔ سو وہ کچھ نہیں سمجھتے﴿۸۷﴾ لیکن رسول اور جو اس کے ساتھ

ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہی کے لیے ساری بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۸۸﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں یہی بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۸۹﴾ دیہاتیوں میں سے بہانہ بنانے والے آئے تا کہ انہیں بھی (جہاد سے) اجازت مل جائے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جھوٹ بولا تھا وہ (گھر میں) بیٹھ رہے۔ ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا ﴿۹۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ان کے بغض ونفاق کی شدت کا عالم یہ ہے۔

﴿اِذَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ﴾ قرآن مجید سے جو ناطق ہوتی ہے کہ

﴿اَنۡ اٰمِنُوۡا﴾ اے جماعت مکلفین!۔ جن لوگوں کو احکام شریعت کی تکلیف دی ہوئی ہے۔

﴿بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوۡا مَعَ رَسُوۡلِهِ﴾ اس کی راہ میں۔

﴿اسۡتَاۡذَنَكَ اُولُوا الطَّوۡلِ﴾ کشادگی اور فراخی والے۔

﴿مِنۡهُمۡ﴾ ان کے عظماء، امراء جنہیں اپنے مالوں اور جانوں کا خوف ہے۔

﴿وَ قَالُوۡا ذَرۡنَا﴾ اور ہمیں چھوڑ دے۔

﴿نَكُنۡ مَّعَ الۡقٰعِدِيۡنَ﴾ معذور اور غیر قادر طبقہ

﴿رَضُوۡا﴾ اپنی قوت اور کشادہ روزی کے ساتھ یہ سرکش ونافرمان لوگ۔

﴿بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ﴾ یعنی ان کمزور لوگوں کے ساتھ جن کے پاس طاقت ہے اور نہ ہی کشادہ روزی۔

﴿وَ﴾ اس کی یہی وجہ ہے کہ

﴿طُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ﴾ کفر وضلال کی مہر لگا دی گئی ہے۔

﴿فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ﴾ مخالفت اور معذوروں کے ساتھ بیٹھے رہنے کی قباحت کو، اس لیے تو وہ حکم کی تعمیل سے قاصر رہے ہیں۔

﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾ اور برضا و رغبت اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہوئے۔

﴿جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ﴾ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا جوئی اور اس کے دین میں ثابت قدمی کے لیے۔

﴿وَ اُولٰٓئِكَ﴾ مومنین ومجاہدین۔

﴿لَهُمُ الْخَيْرٰتُ﴾ بے پناہ اجر اور اللہ تعالیٰ کے حضور بلند ترین درجات۔

﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ اس کے حضور سے ایسی نعمتوں پر فائز ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر ان کا گزر ہوا۔

﴿اَعَدَّ اللّٰهُ﴾ جو اپنے مخلص بندوں کو جزا دینے والا ہے۔

﴿لَهُمْ﴾ ان مجاہدین کے لیے جن کے دل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وابستہ ہیں اور جو اس کی راہ میں جان کی بازی لگانے والے ہیں۔

﴿جَنّٰتٍ﴾ علمی عینی اور حقی تفریح گاہیں۔

﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ شہود و کشوف اور واردات والہامات کی نہریں جو مسلسل جاری ہیں۔

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ دائماً ابداً۔

﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ اور لطف عمیم ہے ان حضرات کے لیے جو عنایت ازلی اور سعادت سرمدی کے ساتھ ہمکنار ہیں۔

﴿وَ﴾ جب بھی کوئی سورت اتری جس میں قتال و جہاد کا حکم تھا۔

﴿جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ﴾ جھوٹے عذر کے ساتھ اور جن کے دلوں میں مرض ہے۔

﴿مِنَ الْاَعْرَابِ﴾ جن کو اپنے ایمان میں اطمینان نہ تھا۔

﴿لِيُؤْذَنَ لَهُمْ﴾ قعود اور جہاد کے لیے عدم خروج میں۔

﴿وَ قَعَدَ﴾ اصرار کرنے والے۔

﴿الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی پروا نہ کرتے ہوئے تم بھی ان کی مخالفت اور ان کے جھوٹ کی پروا نہ کرو۔

﴿سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ﴾ ان کے نفاق کے ظہور اور ان کے رسوا ہو جانے کے بعد۔

﴿عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ دنیاوآخرت میں، جس سے وہ بچ نہ سکیں گے۔

اس کے بعد سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ
حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (٩١) وَلَا
عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ
تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ (٩٢) ۞ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ
يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا
يَعْلَمُونَ (٩٣) ﴾ [التوبة: 91-93].

کمزوراور بیمارلوگ اور وہ لوگ جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں (اگر یہ جہاد میں شریک نہ ہوں تو) ان پر کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے لیے مخلص ہوں ایسے نیکوکاروں پرالزام کی کوئی گنجائش نہیں۔اوراللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے (٩١) اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں (جہاد کے لیے) سواری مہیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے تو وہ اس حال میں واپس گئے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے تھے کہ ان کے پاس جہاد میں خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا (٩٢) البتہ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہیں حالانکہ وہ مالدار ہیں انہوں نے یہ پسند کیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے پس وہ کچھ نہیں جانتے (٩٣)

تفسیر الجیلانی

﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ﴾ جن کے پاس حرب وضرب کی استطاعت نہیں اگر چہ وہ تندرست ہوں جیسے

عورتیں، بچے اور بوڑھے۔

﴿وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى﴾ جن کے پاس استطاعت ہی نہیں اندھاپن، لنگڑاپن اور شدید بیماری و معذوری ایسے عوارض کی وجہ سے۔

﴿وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ﴾ زادِراہ ہتھیار اور سواری وغیرہ کے لیے۔

﴿حَرَجٌ﴾ یعنی ان کے پیچھے رہ جانے اور عدم شرکت سے، ان پر معصیت اور گناہ نہیں۔

﴿اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں مخلص ہوں۔

اور ان کے دلوں میں کوئی بیماری نہ ہو، مجاہدین کے لیے دعا کریں اور اہل و عیال کے ساتھ حسب استطاعت حسن سلوک کریں۔

﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ مخلصین اور معذورین۔

﴿مِنْ سَبِيْلٍ﴾ عتاب اور حرج اخروی عذاب تو در کنار رہا۔ کیوں کہ یہ اسی جماعت سے شمار ہوتے ہیں۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ بندوں کے بواطن پر مطلع۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ ان کے گناہوں کو۔

﴿رَّحِيْمٌ﴾ ان کے اس بیٹھنے پر انہیں جزاء خیر دے گا۔ کیوں کہ یہ اس معاملے میں معذور ہیں۔

﴿وَّلَا﴾ ایضاً حرج و عقاب نہیں ہے۔

﴿عَلَى﴾ مومنین و مخلصین۔

﴿الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ﴾ جب خروج کے لیے آپ نے عزم صمیم کر لیا۔

﴿لِتَحْمِلَهُمْ﴾ سبک رفتار سواریوں اور مضبوط جوتوں پر جیسے معقل بن یسار، صخر بن خنساء، سالم بن عمیر، ثعلبہ بن غنمہ، عبداللہ بن زید، عبداللہ بن مغفل اور عبداللہ بن کعب انصاری یہ وہ حضرات تھے جو زار و قطار روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

﴿قُلْتَ﴾ ان سے۔

﴿لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا﴾ بوجھل قدموں سے واپس ہو گئے۔

﴿وَّ اَعْيُنُهُمْ﴾ ان کی واپسی پر۔

﴿تَفِيْضُ﴾ اور بہہ رہی تھیں۔

﴿مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا﴾ اورتاسف سے۔

﴿اَلَّا يَجِدُوْا﴾ کہ انہیں نہ مل سکا۔

﴿مَا يُنْفِقُوْنَ﴾ یہاں تک کہ وہ میدان میں حاضر ہوکر جہاد کرسکیں۔

ان حضرات پر بھی کوئی عتاب وعقاب نہیں بلکہ ان کے اخلاص وتاسف کے پیش نظران کے لیے اجر عظیم کی امید کی جاسکتی ہے۔

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ﴾ عتاب وعقاب اور انواع واقسام کے عذاب کے ساتھ۔

﴿عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ﴾ پیچھے رہنے کے لیے معذرت کرتے ہوئے۔

﴿وَ﴾ حالاں کہ

﴿هُمْ اَغْنِيَآءُ﴾ جسمانی اور مالی طور پر استطاعت وقدرت رکھتے ہیں۔ آخری حد یہ ہے کہ وہ

﴿رَضُوْا﴾ اپنے خبثِ باطنی اور مرضِ قلبی سے۔

﴿بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ﴾ معذورین اور عدم استطاعت والوں کے ساتھ۔

﴿وَ﴾ اس کی وجہ یہی ہے کہ

﴿طَبَعَ اللّٰهُ﴾ اہل غفلت وعناد کے لیے مذل اور مضل ہے۔

﴿عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ جہل اور ضلال کے ساتھ۔

﴿فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ اپنے جہل اور ضلال کو کہ وہ اس کا ازالہ وعلاج کرسکیں۔اوراس کے ساتھ ہی۔

﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُل لَّا تَعْتَذِرُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا
اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ
لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ
عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾﴾ [التوبة:94-96].

(اے مسلمانو!) جب تم (تبوک سے) لوٹ کر ان (منافقین) کی طرف جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے بہانے پیش کریں گے۔ (اے رسول ﷺ!) آپ فرما دیجیے کہ بہانے نہ بناؤ ہم تمہاری بات کا ہرگز یقین نہیں کریں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری خبروں سے آگاہ کر دیا ہے اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہارا عمل دیکھ لیں گے پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر پوشیدہ اور ہر ظاہر کو جاننے والا ہے پھر وہ تم کو بتائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے ﴿۹۴﴾ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو پس تم ان سے منہ پھیر لو۔ بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے یہ بدلہ ہے ان کاموں کا جو وہ کرتے ہیں ﴿۹۵﴾ وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا ﴿۹۶﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَعْتَذِرُونَ﴾ یہ استطاعت رکھنے اور اجازت مانگنے والے۔

﴿إِلَيْكُمْ﴾ اے ایمان والو!

﴿إِذَا رَجَعْتُمْ﴾ اپنے اس غزوہ سے۔

﴿إِلَيْهِمْ﴾ جھوٹے عذر کے ساتھ جو واقع کے مطابق نہیں، تمہاری تسلی کے لیے اور اپنے نفاق کو پایہ تکمیل تک

پہنچانے کے لیے۔

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان کے عذر کے مقابلے میں مومنوں کی تعلیم کے لیے۔

﴿لَّا تَعْتَذِرُوْا﴾ مداہنت اور ریاکاری سے۔

﴿لَنْ نُّؤْمِنَ﴾ اور ہرگز تصدیق نہ کریں گے۔

﴿لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ﴾ جو تمہارے بواطن پر مطلع ہے اور تمہارے دلوں میں اٹھنے والے خیالات کو بذریعہ وحی اپنے رسول ﷺ پر ظاہر فرما دیتا ہے۔

﴿مِنْ اَخْبَارِكُمْ﴾ شروفساد پر مبنی باتیں جنہیں تم ہم سے اور ہمارے نبی ﷺ سے چھپاتے ہو۔

﴿وَ﴾ تمہارا یہ چھپانا اور معذرت کرنا کیسے۔

﴿سَيَرَى اللّٰهُ﴾ رویے پرکھنے والا باخبر۔

﴿عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ تو تم علانیہ ذلیل وخوار ہو جاؤ گے۔

﴿ثُمَّ تُرَدُّوْنَ﴾ دار آخرت

﴿اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ﴾ اور اس کے حضور تمہارا ان اعمال پر محاسبہ کیا جائے گا۔

﴿فَيُنَبِّئُكُمْ﴾ اور تم پر تفصیل سے ظاہر کرے گا۔

﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ دنیوی زندگی میں وہ تمہیں اپنے علم کے تقاضے پر جزا دے گا۔

اور من جملہ ان کے نفاق وشقاق سے یہ ہے کہ وہ

﴿سَيَحْلِفُوْنَ﴾ قسمیں کھائیں گے۔

﴿بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ شکوہ ومعذرت کرتے ہوئے۔

﴿اِلَيْهِمْ﴾ اپنے بیٹھنے اور پیچھے رہ جانے سے لیکن ان کی غرض اس جھوٹی قسم سے صرف یہ ہے کہ وہ تمہیں دھوکہ و فریب دینا چاہتے ہیں۔

﴿لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ﴾ اور ان کے عتاب سے اور تم ان کے اس رویے کے بارے سوال نہ کرو۔

﴿فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ﴾ ان کے قسم کھانے سے پہلے ہی ان کے عتاب سے اعراض کرو اور ان کی طرف توجہ نہ دو۔

﴿اِنَّهُمْ﴾ بذات خود

﴿رِجْسٌ﴾ ان کی فطرت خباثت ونجاست پر مبنی ہے جو تادیب کے ساتھ بھی تطہیر کو قبول نہیں کرتی۔

﴿وَمَأْوَاهُمْ﴾ آخرت میں ان کا مرجع وٹھکانا۔

﴿جَهَنَّمُ﴾ دوری اور رسوائی۔

﴿جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ دنیاوی زندگی میں کفر ونفاق اور شرک وشقاق پر اصرار کرتے رہے۔

﴿يَحْلِفُونَ لَكُمْ﴾ تمہارے شکوے اور عتاب کے وقت۔

﴿لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ﴾ اور تم ان کے اخلاص ومحبت کو قبول کرو اور ان کے ساتھ ہو جاؤ۔

﴿فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ﴾ محض ان کی جھوٹی قسم کھانے سے اور دھوکہ دینے سے، تو پھر تمہاری رضا انہیں اللہ تعالی کے عذاب سے بچا نہ سکے گی۔

﴿فَإِنَّ اللَّهَ﴾ ان کے دلوں میں چھپے ہوئے نفاق پر مطلع۔

﴿لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ ان اوامر ونواہی کے تقاضے سے خارج ہونے والے جو نفوس خبیثہ کو طبعی نجاست اور اخلاقی میل کچیل کی تطہیر کے لیے رکھے ہوئے ہیں اور وہ توحید کے مرکز تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔اس کے بعد ارشاد باری تعالی ہوتا ہے۔

﴿ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ
دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ
سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾ ﴾ [التوبة:97-100].

﴿وَ مِنَ﴾ مخلصین۔

﴿الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ﴾ یعنی اس کی توحید پر ایمان وایقان رکھتا ہے۔

﴿وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ یعنی وہ آخری دن کی تصدیق کرتا ہے جو اعمال کی جزا اور قربات وصدقات پر ثواب کے ترتب کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔

﴿وَ یَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ﴾ اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔

﴿قُرُبٰتٍ﴾ اور حصول ثوابات اور رفع درجات کے لیے۔

﴿عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ﴾ یعنی اپنے لیے رسول ﷺ کے استغفار اور دعا کے باعث۔

﴿اَلَاۤ اِنَّهَا﴾ یعنی ان کے صدقات وخیرات۔

﴿قُرْبَةٌ لَّهُمْ﴾ اس کے حضور ان کے پہنچنے کا سبب۔

﴿سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ﴾ ان کو توفیق دینے والا اور ان پر نگران۔

﴿فِیْ رَحْمَتِهٖ﴾ اور اس کے جود وکرم کی فراخی میں اس دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ ان کے احوال کا مصلح۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ ایمان سے پہلے ان گناہوں کو، جو ان سے صادر ہوئے۔

﴿رَّحِیْمٌ﴾ ان پر ان کے ایمان واخلاص کے بعد، اور جو کچھ وہ تقرب الٰہی کے لیے پیش کر رہے ہیں اسے قبول بھی فرمائے گا۔

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ﴾ ایمان کے سلسلے میں قبول احکام اور تصدیق کرنے میں جلدی کرنے والے۔

﴿الْاَوَّلُوْنَ﴾ متابعت رسول ﷺ میں پہل کرنے والے۔

﴿مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ﴾ جنہوں نے اپنے نفوس کے مرغوبات اور طبائع کی چاہتوں سے فنافی اللہ کی طرف ہجرت کی۔

﴿وَ الْاَنْصَارِ﴾ وہ جماعت ابرار جو ریاضات اور ان مجاہدات شاقہ سے حق تعالیٰ کی طرف چلے، جو توجہ حقیقی سے تعلقات کی میل اور اضافات کی آمیزش کی وجہ سے مانع ہوتی ہے۔

﴿وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ﴾ وہ اہل طلب وارادہ جو ان کے نقش قدم پر چلے۔

﴿بِاِحْسَانٍ﴾ ریا عجب اور ناموری کی طرف مائل ہوئے بغیر۔ پھر یہ ایسے مقبول اور ابرار ہیں۔
﴿رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ اخلاص وتسلیم کے مرتبہ پر فائز ہو جانے کی برکت سے۔
﴿وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ انہیں مرکز توحید اور فنا کی فضا میں پہنچا دینے کے بعد جو بقاءِ ابدی اور حیات سرمدی سے ہمکنار کرنے والی ہے۔
﴿وَ اَعَدَّ لَهُمْ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی بقا کے باغ اور اپنی حمایت کے صحن میں۔
﴿جَنّٰتٍ﴾ تفریح گاہیں۔
﴿تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ﴾ علوم ومعارف سے۔
﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا﴾ جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ اور لطف جسیم ہے ارباب ولایت ومحبت سے اہل عنایت کے لیے جو اپنے ناسوتی لباس سے الگ تھلگ ہو چکے ہیں۔

﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ ﴾ [التوبة:101-104].

اور (اے مسلمانو!) تمہارے گرد و پیش دیہاتیوں میں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، آپ انہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔ عنقریب ہم ان کو دوبار عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے﴿۱۰۱﴾ اور بعض دوسرے وہ

(مسلمان) ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا ہے انہوں نے نیک کاموں کو دوسرے برے کاموں کے ساتھ ملا دیا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے﴿۱۰۲﴾ آپ ﷺ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک اور صاف فرمائیں اور ان کے لیے دعا فرمائیں۔ بے شک آپ کی دعا ان کے لیے (باعثِ) تسکین ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے﴿۱۰۳﴾ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے﴿۱۰۴﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ﴾ اے ایمان والو!

﴿مِّنَ الْأَعْرَابِ﴾ جنگلوں میں رہائش پذیر۔

﴿مُنٰفِقُوْنَ﴾ تمہارے ساتھ وہ اگر چہ زبان کے کنارے سے محبت بھائی چارے اور ایمان کا اظہار کرتے ہیں مگر تم ان کے ایمان کی پروانہ کرو۔ اور ان کے مکروفریب سے غافل نہ ہو۔

﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ﴾ ایضاً ایک قوم ہے۔

﴿مَرَدُوْا﴾ پختہ ہیں۔

﴿عَلَى النِّفَاقِ﴾ وہ اپنے نفاق کی شدت اور اس پر مشاق ہونے کی وجہ سے اس حیثیت کے حامل ہیں۔

﴿لَا تَعْلَمُهُمْ﴾ ان کے دجل وفریب اور حد درجہ اخفاء کی وجہ سے، اے فراست کاملہ سے متصف ہونے والے!

﴿نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ اور ان کے دلوں میں چھپے ہوئے خیالات فاسدہ کو بھی۔

﴿سَنُعَذِّبُهُمْ﴾ دنیا کی زندگی میں۔

﴿مَّرَّتَيْنِ﴾ ایک بار تو انہیں رسوا کر کے اور ان کے دلوں میں چھپے ہوئے نفاق کو ظاہر کر کے اور دوسری بار انہیں قتل، قید اور جلاوطن کر کے۔

﴿ثُمَّ يُرَدُّوْنَ﴾ دنیوی زندگی کے گزر جانے کے بعد۔

﴿اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾ اور وہ ہے ان کا محروم ہونا اور مرتبہ کاملہ انسانیہ سے ان کا گرجانا اور یہ وہ مرتبہ خلافت و نیابت ہے جو تمام مراتب کونیہ اور کیانیہ کا جامع ہے۔

﴿وَ﴾ اہل مدینہ منورہ سے ایک قوم۔

﴿اٰخَرُوْنَ﴾ جو نفاق پر اصرار نہیں کرتے اور نہ ہی وہ اس میں ماہر و مشاق ہیں بلکہ۔

﴿اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ﴾ مشاق منافقین کے ساتھ میل جول سے جو مخالفت بغض طعن و تشنیع اور غیبت جو ان سے صادر ہوئی ان سے اگرچہ اخلاص وایمان کا بھی صدور ہوا ہے لیکن انہوں نے۔

﴿خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا﴾ اخلاص رضا و تسلیم۔

﴿وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا﴾ اور وہ ہے منافقین کے ساتھ ان کا طعن و تشنیع میں متفق ہونا اسی لیے وہ تمام تر حالات میں مخلصین کے مرتبے سے گر چکے ہیں۔

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی انہیں توبہ اور ندامت کی توفیق دے گا اور مخلص ہو جانے کے بعد ان کی توبہ کو قبول بھی فرمائے گا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا مصلح۔

﴿غَفُوْرٌ﴾ جو صدق دل سے توبہ و ندامت اختیار کرے۔

﴿رَّحِيْمٌ﴾ حد سے تجاوز کرنے والوں کی توبہ بھی قبول فرماتا ہے۔

﴿خُذْ﴾ اے اکمل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ ان خطا کاروں اور اپنی مخالفت سے اظہار ندامت کرنے والوں کے اموال سے جب انہوں نے آپ کو صدقہ نکالنے کی اجازت دے دی ہے۔

﴿صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ﴾ طبیعت کے میل کچیل سے جو مال کے جمع کرنے اور اس کی افزائش میں حد درجہ حریص ہے۔

﴿وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ یعنی ان کے بواطن کو ان مشاغل سے پاک وصاف کردو جو روحانی لذتوں کے حصول سے رکاوٹ بن رہے ہیں۔

﴿وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ اور ان کے گناہوں کے لیے استغفار کرو اور ان کے لیے دعائے خیر کرو۔

﴿إِنَّ صَلٰوتَكَ﴾ اور آپ کا ان کے حال پر توجہ فرمانا۔
﴿سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ ان کے دلوں کے لیے تسکین، وقار اور طمانیت ہے۔ اور جادۂ توحید و ایمان پر ان کے فائز المرام ہونے کا سبب ہے۔
﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان کے حالات پر مراقب و نگران۔
﴿سَمِيْعٌ﴾ ان کے اخلاص و مناجات کو۔
﴿عَلِيْمٌ﴾ ان کی نیات و حاجات کو۔
﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا﴾ یہ توبہ کرنے والے اظہار ندامت کرنے والے اور اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی پر حق تعالٰی کی طرف تضرع اور زاری کرنے والے۔
﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ ان کے احوال کا مصلح۔
﴿هُوَ﴾ اپنے لطف و کرم کے ساتھ۔
﴿يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾ اس کے بعد کہ اس نے انہیں توبہ کی توفیق دی اور ان کے گناہوں سے درگزر کیا۔
﴿وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ﴾ ان کے اموال میں سے یعنی ان کے دلوں کو ان کی شخصیات اور ان کے تعینات کی قباحتوں سے پاک کرنے کے لیے ان سے ان کے صدقات کو قبول کرتا ہے۔ تاکہ وہ پوری یکسوئی سے حق تعالٰی کی طرف متوجہ ہو سکیں۔
﴿وَ﴾ وہ نہیں جانتے کہ
﴿اَنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں پر فضل و کرم کرنے والا۔
﴿هُوَ التَّوَّابُ﴾ ان کو ان کے نفوس کے تقاضوں سے پھیر کر اپنی جناب کرم میں لانے والا۔
﴿الرَّحِيْمُ﴾ انہیں اپنے در اقدس پر پہنچا دیتا ہے اگر وہ اپنی توجہ اور سلوک میں مخلص ہو جائیں۔

﴿ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ ﴾ [التوبة:105-108].

اور آپ ﷺ فرما دیجیے: تم عمل کرتے رہو۔ پھر تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مؤمنین (سب ہی) دیکھ لیں گے اور عنقریب تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر غیب اور ہر ظاہر کو جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں ان کاموں کے بارے میں بتا دے گا جو تم کیا کرتے تھے (۱۰۵) اور بعض دوسرے لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ چاہے انہیں عذاب دے اور چاہے ان کی توبہ قبول فرمالے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے (۱۰۶) اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کے لیے اور کفر کرنے کے لیے اور مؤمنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اس شخص کی کمین گاہ بنانے کے لیے جو پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کر رہا ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے صرف بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ صاف جھوٹے ہیں (۱۰۷) آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے (۱۰۸)

تفسیر الجیلانی

﴿ وَقُلِ ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ! ان پیچھے رہ جانے والے اعراب سے۔

﴿اعْمَلُوْا﴾ کفر و نفاق کے سلسلے میں جو چاہو۔

﴿فَسَيَرَى اللّٰهُ﴾ جو تم پر نگران ہے۔

﴿عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی والہام سے۔

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کے ذریعہ سے۔

﴿وَ﴾ اے سرکش مجرمو جان لو!

﴿سَتُرَدُّوْنَ﴾ حساب اور جزا کے لیے۔

﴿اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ﴾ کفر و معاصی کے سلسلے میں جن رازوں کو تم پردہ غیب میں رکھتے ہو۔

﴿وَ الشَّهَادَةِ﴾ یعنی جسے تم ظاہر کرتے ہو۔

﴿فَيُنَبِّئُكُمْ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، تفصیل کے ساتھ۔

﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اپنے نفوس کی سرکشی کے سلسلے میں اور اس پر وہ تمہیں جزا دے گا۔

﴿وَ اٰخَرُوْنَ﴾ پیچھے رہ جانے والوں سے اپنے فعل قبیح پر مطلع ہونے کے بعد۔

﴿مُرْجَوْنَ﴾ انتظار کرنے والے ہیں۔

﴿لِاَمْرِ اللّٰهِ﴾ اور اس کے حکم کے لیے اور وہ خوف ورجا کی درمیانی کیفیت میں ہیں۔ کہ ان سے اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک کیسا ہوگا۔

﴿اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ﴾ اپنے عدل کے تقاضے پر ان سے صادر ہونے والے جرم پر مواخذہ کرے گا۔

﴿وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ﴾ اپنے فضل اور وسعت رحمت کے تقاضے پر انہیں توبہ کی توفیق دے گا۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان کے دلوں میں چھپی ہوئی باتوں پر مطلع۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ ان کے اخلاص اور نیات کو۔

﴿حَكِيْمٌ﴾ ان کے حال کا علم رکھتے ہوئے ان کے ساتھ اپنے فعل میں حکمت رکھتا ہے۔

﴿وَ﴾ ان میں کفر و نفاق کے اعتبار سے زیادہ سخت اور بغض وخلاف میں زیادہ غلیظ۔

﴿الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا﴾ شبہ پیدا کرنے اور دھوکہ دینے کے لیے۔

﴿مَسْجِدًا﴾ اس کے بنانے میں ان کا قصد تھا۔

﴿ضِرَارًا﴾ ضرر دینا اور رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ برا سلوک کرنا۔

﴿وَّ كُفْرًا﴾ یعنی کفر و بغض میں حد سے بڑھنا کیوں کہ مسجد کی تعمیر سے ان کا مقصد اس میں رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو قتل کرنا تھا۔

﴿وَّ﴾ نیز ان کا قصد تھا۔

﴿تَفْرِيْقًا﴾ اور انتشار پیدا کرنا۔

﴿بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ جو مسجد قباء میں جمع ہوتے تھے۔

﴿وَ﴾ بالجملہ وہ اسے بنا رہے تھے۔

﴿اِرْصَادًا﴾ یعنی برائے انتظار۔

﴿لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ یہ اہل ایمان کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف ابو عامر راہب تھا۔

﴿مِنْ قَبْلُ﴾ یعنی غزوہ حنین کے موقع پر وہ بھاگ کر قیصر کے پاس ملک شام میں چلا آیا تھا۔ کہ اس سے فوجی امداد لے کر اہل ایمان پر حملہ آور ہو اور ادھر منافقین اس کی آمد کے منتظر تھے۔

﴿وَ﴾ بذریعہ وحی و الہام رسول اللہ ﷺ پر ان کے نفاق و فریب کے ظاہر ہونے کے بعد۔

﴿لَيَحْلِفُنَّ﴾ اور بڑی مضبوط قسمیں کھاتے ہیں۔

﴿اِنْ اَرَدْنَاۤ﴾ یعنی اس کے بنانے سے ہمارا مقصد نہ تھا۔

﴿اِلَّا الْحُسْنٰى﴾ اور خیر یعنی نماز جو حق تعالیٰ کے قریب لے جانے والی ہے ذکر اور تسبیح۔ اہل ایمان کے لیے وسعت پیدا کرنا اور اسلامی شعائر میں اضافہ و ارتقا ظاہر کرنا۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان کے دلوں اور ان کی فریب کاریوں پر مطلع۔

﴿يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ اپنی ان قسموں میں۔

اے اکمل الرسل ﷺ! جب آپ نے ان کے حال حلف اور ان کی بدنیتی کو جان لیا۔

﴿لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا﴾ توجہ اور ذکر و صلوٰۃ کے لیے کیوں کہ یہ مسجد تو دھوکہ دہی اور تفریق پیدا کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔

﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ﴾ اور بنائی گئی ہے۔

﴿عَلَى التَّقْوٰى﴾ اللہ تعالیٰ کے محرمات سے بچنے کے لیے اور خالصتاً اس کی رضا جوئی کے واسطے۔

﴿مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾ اور وہ ہے مسجد قباء۔ (زادہ اللہ شرفا)

﴿اَحَقُّ﴾ اولیٰ وافضل ہے۔

﴿اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ﴾ نماز اور توجہ الی الحق کے لیے کیوں کہ۔

﴿فِيْهِ رِجَالٌ﴾ کامل ایمان اہل توحید۔

﴿يُحِبُّوْنَ﴾ دائماً ابداً۔

﴿اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ معصیت اور خطا سے اور تمام شواغل اور موانعات سے دست بردار ہو کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ ان کی نیتوں کی خبر رکھنے والا۔

﴿يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ اپنی ذوات کو پاک کرنے کے لیے کہ ان کی توجہ حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسری جانب نہ ہو سکے بلکہ اپنی باطل شخصیات وتعینات پر بھی نہ رک سکے۔

﴿ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَٰنَهُۥ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَٰنَهُۥ
عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَٱنْهَارَ بِهِۦ فِى نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ
بُنْيَٰنُهُمُ ٱلَّذِى بَنَوْا۟ رِيبَةً فِى قُلُوبِهِمْ إِلَّآ أَن تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ ۞ إِنَّ ٱللَّهَ
ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ ۚ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ
ٱللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ وَٱلْقُرْءَانِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ
بِعَهْدِهِۦ مِنَ ٱللَّهِ ۚ فَٱسْتَبْشِرُوا۟ بِبَيْعِكُمُ ٱلَّذِى بَايَعْتُم بِهِۦ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ ﴾

[التوبة: 109-111].

تو کیا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اس کی رضا پر رکھی وہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد وادی کے ایک کھوکھلے کنارے پر رکھی جو گرنے ہی والا ہے۔ پھر وہ عمارت اس کو لے کر جہنم کی آگ میں جا گری؟ اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا﴿۱۰۹﴾ یہ عمارت جو ان (منافق) لوگوں نے بنائی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی یہاں تک کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے﴿۱۱۰﴾ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور کون ہے۔ پس تم اس سودے پر خوشیاں مناؤ جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے﴿۱۱۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اَفَمَنْ اَسَّسَ﴾ اور وضع کیا۔

﴿بُنْیَانَهٗ عَلٰی﴾ محکم قاعدے اور رکن شدید پر اور وہ ہے۔

﴿تَقْوٰی﴾ یعنی تحصن وتحفظ لینا۔

﴿مِنَ اللّٰهِ﴾ یعنی اس کے غصہ وجلال سے۔

﴿وَ رِضْوَانٍ﴾ اس کی جناب سے عظیم ثواب اور بلند مرتبے کی امید پر۔

﴿خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ﴾ یعنی ایسی وادی کے کنارے پر جس کا پیٹ سیلابوں اور بارشوں سے بھرپور ہے اس کا کچھ حصہ گر گیا اور کچھ گرنے کے قریب ہے اس پر اس نے بنیاد رکھی۔

﴿فَانْهَارَ بِهٖ﴾ اور اس کے ساتھ ہی وہ گر گئی۔

﴿فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ یعنی گہری وادی جو محرومی ورسوائی والی آگ سے بھرپور ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ﴾ اپنے مخلص بندوں کے لیے ہادی۔

﴿لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اس کے اوامر ونواہی کے تقاضے سے خارج ہونے والے اور ان کے خبث باطنی اور شدت غیظ وغضب کی وجہ سے۔

﴿لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا﴾ کھٹکتی اور بڑھاتی رہے گی۔

﴿رِيْبَةً﴾ شک وشبہ۔

﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ ان میں تشویش ڈالنے والی۔

﴿اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ﴾ حسرت کی آگوں میں اور ہولناک عذابوں سے پارہ پارہ ہوجائیں گے۔ بایں حیثیت کہ وہ ادراک سے خالی ہوجائیں گے۔

﴿وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ ان کے دلوں میں چھپے ہوئے دجل وفریب کو۔

﴿حَكِيْمٌ﴾ ان کے انتقام اور جزا دینے میں۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ فضل عظیم اور لطف جسیم کے ساتھ کرم فرمانے والا۔

﴿اشْتَرٰى﴾ اور بدل دیا ہے۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ﴾ جو بذات خود فانی اور دنیا کی زندگی میں راہ حق میں اس کے نام پر قربان کیے ہوئے ہیں۔

﴿وَ اَمْوَالَهُمْ﴾ جو فی سبیل اللہ صرف ہوئے ہیں۔

﴿بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ جو باقی ہے اور اس کے عوض اس کی لذت بھی دائمی ہے۔

﴿يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ یہی لوگ حکم الٰہی پر پابندی کرنے والے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

﴿فَيَقْتُلُوْنَ﴾ دشمنان خدا کو اور پھر غازیوں اور مجاہدوں سے کیے ہوئے وعدے پر ثواب کے حق دار ہوتے ہیں۔

﴿وَ يُقْتَلُوْنَ﴾ اور وہ شہداء کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور زندہ ہیں۔ اور انہیں اس کے فضل و عطا کے دسترخوانوں سے رزق دیا جاتا ہے۔

نیز وہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پر خوش وخرم ہیں۔

﴿وَعْدًا عَلَيْهِ﴾ جس میں خلاف کا امکان نہیں۔

﴿حَقًّا﴾ ثابت اور مثبت۔

﴿فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ﴾ جو سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سے نازل کی ہوئی ہیں۔

﴿وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ﴾ اور عہود ومواثیق کی پاسداری کی، وہ مستحق ہوا۔

﴿مِنَ اللَّهِ﴾ معیّن وعدے کا۔

﴿فَاسْتَبْشِرُوا﴾ اے ایمان والو فرحت ومسرت کا اظہار کرو!

﴿بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ﴾ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ کہ فانی اور زائل ہونے والی چیز کو باقی اور دائمی کے ساتھ بدل لیا۔

﴿وَذَٰلِكَ﴾ جو وعدہ تم سے ہوا ہے۔

﴿هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ جو ارباب عنایت کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ
السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ
اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ
كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ
اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ
مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ
لَهُم مَّا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ ﴾ [التوبة: 112-115].

(یہی لوگ ہیں) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے اور (اے رسولِ مکرم ﷺ!) آپ ان مومنین کو خوش خبری

سنا دیں﴿۱۱۲﴾ نبی ﷺ اور ایمان والوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں اگر چہ وہ مشرک رشتہ دار ہی ہوں جبکہ ان پر ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ (مشرکین) دوزخی ہیں﴿۱۱۳﴾ اور ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے لیے استغفار کرنا صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اپنے باپ سے کیا تھا۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو ابراہیم علیہ السلام اس سے بیزار ہو گئے۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام بڑے نرم دل اور بہت بردبار تھے﴿۱۱۴﴾ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں ہے کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اسے گمراہ کر دے حتیٰ کہ ان کے لیے کھول کر بیان کر دے کہ انہیں کن چیزوں سے بچنا چاہیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے﴿۱۱۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اَلتَّآئِبُوْنَ﴾ اپنے گناہوں پر ندامت اختیار کرنے والے اور اپنی توبہ پر قائم رہنے والے۔

﴿اَلْعٰبِدُوْنَ﴾ صحیح عزائم اور اخلاص تام کے ساتھ۔

﴿اَلْحٰمِدُوْنَ﴾ شراکت کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو ان کے صحیح مصارف میں خرچ کرنے والے۔

﴿اَلسَّآئِحُوْنَ﴾ راہ حق میں سیر و سلوک کی منزلیں طے کرنے والے تا کہ ان کے معارف و حقائق میں اضافہ ہو۔

﴿اَلرّٰكِعُوْنَ﴾ تمام مظاہر حق تعالیٰ میں اس کی شان کی تعظیم کی خاطر تواضع اور انکساری اختیار کرنے والے۔

﴿اَلسّٰجِدُوْنَ﴾ تذلل وزاری کرتے ہوئے اپنی پیشانیوں کو خضوع اور میلان ودعا کے لیے ذلت کی مٹی پر رکھنے والے۔

﴿اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ دل زبان اور تمام اعضا سے جو شے عقلاً وشرعاً مستحسن ہے۔

﴿وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ جو عقلاً وشرعاً قبیح ہے کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہی وارد ہوئی ہے۔

﴿وَ﴾ بالجملہ وہ۔

﴿اَلْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ﴾ جو ارباب تکلیف کے اندر رکھی ہوئی ہیں اور وہ طریق توحید پر سلوک کے لیے قابل اور مستعد ہیں۔

﴿وَ بَشِّرِ﴾ اے تمام رسولوں سے اکمل ﷺ!

﴿الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ جوان اوصاف حمیدہ سے موصوف ہیں ان لذتوں کی، جو علیم وخبیر کی بارگاہ سے میسر آرہی ہیں اور کوئی تعبیر کی زبان ان کا بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ علی سبیل العموم نہی کے طور پر ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ﴾ یعنی صحیح اور جائز نہیں۔

﴿لِلنَّبِيِّ﴾ امی ہاشمی ومطلبی کے لیے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ اس کے ساتھ اور اس کے بارے مخلص رہے۔

﴿اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا﴾ اور سفارش کریں۔

﴿لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ جنت میں داخلے اور عذاب کی تخفیف کے لیے۔

﴿وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى﴾ نسب کے اعتبار سے، کیوں کہ نسبی قرابت کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ جس قرابت کا لحاظ رکھا گیا ہے وہ تو حسب وایمان والی قرابت ہے۔ بالخصوص

﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ﴾ کہ ان کی موت کفر وجاہلیت پر ہوئی ہے۔

﴿اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ کہ وہ اس کو لازم پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے اصرار کی وجہ سے اس سے نجات نہ پاسکیں گے۔

﴿وَ﴾ اس پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اپنے باپ کے لیے استغفار کرنا قیاس نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ۔

﴿مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ﴾ بطریق شفاعت وشفقت بلکہ وہ تو تھا۔

﴿اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ﴾ اور ایک عہد کے تحت۔

﴿وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ﴾ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کفر وشرک سے نکالنے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ اگر ایمان لے آئے تو آپ اس کے سابقہ گناہوں کے لیے اس کی خاطر استغفار کریں گے۔ چناں چہ آپ کا قبل الایمان اس کے لیے استغفار کرنا تو اپنے وعدے کی ایفا کے لیے تھا تا کہ اس کا دل نرم ہو جائے۔

﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ﴾ اور آپ پر ظاہر ہو گیا۔

﴿اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ﴾ اپنے گناہ پر اصرار کرنے والا ہے اور اس کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے۔

﴿تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ اور اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع کیا، کہ اپنے باپ کے حق میں اس جرأت واستغفار کرنے پر کہ اس وقت تک انہیں اپنے باپ کی استعداد اور اس کے بارے توفیق الٰہی کا علم نہ تھا۔

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ﴾ اس کے باوجود کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام خلت پر فائز تھے۔

﴿لَاَوَّاهٌ﴾ ایسی جرأت سے بہت زیادہ آہیں بھرنے اور اظہار افسوس کرنے والے تھے۔

﴿حَلِيْمٌ﴾ اہل غفلت پر بہت زیادہ شفقت ورحمت فرمانے والے۔

کیوں کہ آپ کا ظہور لطف وجمال کے تقاضے کے مطابق تھا۔

﴿وَ﴾ جان لو اے ایمان والو!

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے احوال کی اصلاح کرنے والا۔

﴿لِيُضِلَّ قَوْمًا﴾ اور انہیں ضلال وفساق کا نام دے۔

﴿بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ﴾ ایمان واسلام کی۔

﴿حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ اور انہیں متنبہ کردے۔

﴿مَّا يَتَّقُوْنَ﴾ اور محارم ومعاصی سے اجتناب کریں کیوں کہ غافل کو تکلیف دینا عقلاً وشرعاً منع ہے البتہ محذور وممنوع کے ارتکاب کے بعد وہ جو چاہے انہیں نام دیتا ہے اور انہیں انتقام کے طور پر پکڑتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے امور کی تدبیر کرنے والا۔

﴿بِكُلِّ شَيْءٍ﴾ جو ان کی صلاح واصلاح سے تعلق رکھتی ہے۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ اس کے علم سے کوئی شے بھی باہر نہیں۔

اس لیے اے اہل ایمان تم پر لازم ہے کہ اپنے تمام امور کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سپرد کرو۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ يُحْيِۦ وَيُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِن
وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١١٦﴾ لَّقَد تَّابَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ ٱلَّذِينَ
ٱتَّبَعُوهُ فِى سَاعَةِ ٱلْعُسْرَةِ مِنۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ
إِنَّهُۥ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُوا۟ حَتَّىٰٓ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ ٱلْأَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوٓا۟ أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ ٱللَّهِ إِلَّآ إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
لِيَتُوبُوٓا۟ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾ [التوبة: 116-118].

بے شک آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی حامی اور مددگار نہیں ہے ﴿١١٦﴾ بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر اور ان مہاجرین اور انصار پر فضل فرمایا جنہوں نے تنگی کے وقت نبی ﷺ کی پیروی کی اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا اور بہت مہربان ہے ﴿١١٧﴾ اور ان تین شخصوں کی توبہ قبول فرمائی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور خود ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی کوئی جائے پناہ نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تاکہ وہ توبہ پر قائم رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ﴿١١٨﴾

تفسیر الجیلانی

﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ الوہیت و وجود میں مستقل۔

﴿لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ﴾ اور جو ان میں کواکب و سیارگان ہیں۔

﴿وَ الْأَرْضِ﴾ جو کچھ اس کے اوپر ہے اور اسی طرح جو کچھ ان کے درمیان ہے۔

﴿يُحْيِ﴾ اور ظاہر فرماتا ہے جو اپنے لطف سے، جب اس کا ارادہ متعلق ہو جاتا ہے۔

﴿وَ يُمِيتُ﴾ جب چاہے اپنے قہر سے معدوم و مخفی کر دیتا ہے۔

﴿وَ مَا لَكُمْ﴾ اے اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین وایمان رکھنے والو!
﴿مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ واحد، احد، صمد جس کے ساتھ کوئی شے نہیں اور نہ ہی اس کے سوا کوئی حق ہے۔
﴿مِنْ وَّلِيٍّ﴾ تمہارے امور کا والی ونگران۔
﴿وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾ جو ان امور پر تمہاری مدد کرے۔
﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ یعنی توفیق دی اس نے آپ کو رجوع کرنے کی اس کے بعد کہ آپ نے اذن دے دیا تھا ان مخالفین کو جو جھوٹے عذر بنا کر آپ سے اذن طلب کر رہے تھے کہ آپ پر معاملے کو مشتبہ کر دیں اور یہ اس لیے صادر ہوا کہ آپ کو اس وقت تک ان کے احوال کا علم نہ تھا۔
﴿وَ﴾ ایضاً توبہ کی توفیق دی۔
﴿الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ﴾ تبوک کی جانب، جب آپ وہاں کے لیے نکلے تھے۔
﴿فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ اور قحط کے دنوں میں کیوں کہ ان کے پاس اس سفر میں نہ زاد راہ تھا اور نہ ہی سواری بایں حیثیت کہ دس دس افراد ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے دو افراد کے درمیان ایک کھجور کو دن میں تقسیم کیا جاتا تھا اور شدت پیاس سے لوگ اوجھڑی کو نچوڑ کر اس کا پانی اور گوبر تک کھانے لگے۔
اسی لیے تو مخالفت کی طرف میلان پیدا ہو گیا۔
﴿مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ﴾ اور متابعت سے اعراض ہوا۔
﴿قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ﴾ صبر کی قلت اور سختی اور غموں کی کثرت سے۔
﴿ثُمَّ تَابَ﴾ اللہ جل جلالہ نے
﴿عَلَيْهِمْ﴾ اور انہیں توبہ کی توفیق دی ان خطرات سے جو ان کے دلوں میں جنم لے چکے تھے۔
﴿اِنَّهٗ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ
﴿بِهِمْ﴾ ان کی استعداد اور قابلیت کا علم رکھنے کے بعد۔
﴿رَءُوْفٌ﴾ بہت رافت وشفقت فرمانے والا، ان سے جو بوقت اضطرار صادر ہوا اس سے درگزر کرنے والا ہے۔
﴿رَّحِيْمٌ﴾ جو انابت واستغفار کر کے وہ حاضر ہوئے اسے قبول کرنے والا ہے۔
﴿وَّ﴾ نیز اللہ تعالیٰ نے نظر کرم کی۔

﴿عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ کسی عذر کے بغیر غزوہ تبوک سے، کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم۔

یہ حضرات اہل ایمان اور رسول اللہ ﷺ کے التفات کرم سے محروم ہو گئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان کو حکم دیا کہ ان حضرات کے ساتھ سلام کلام بند کر دو اور یہ دورانیہ پچاس راتوں پر مشتمل تھا۔

﴿حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ یعنی اپنی وسعت و کشادگی کے باوجود۔

﴿وَ﴾ یہ حضرات اعراض و بائیکاٹ میں یہاں تک پہنچ گئے کہ

﴿ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ ان پر معاملہ شدید تر ہو گیا اور تدابیر کے سارے دروازے بند ہو گئے اس وقت وہ مجبور ہو کر بحالت اخلاص حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔

﴿وَ ظَنُّوْۤا﴾ بلکہ ان پر کشف کر دیا گیا۔

﴿اَنْ لَّا مَلْجَاَ﴾ اور نہ ہی کوئی جائے فرار۔

﴿مِنَ اللّٰهِ﴾ یعنی اس کے غضب و ناراضگی سے۔

﴿اِلَّاۤ اِلَيْهِ﴾ کیوں کہ اس کے غیر کا وجود ہی نہیں کہ اس کی پناہ لی جائے۔

اسی لیے سید عالم نور مجسم ﷺ نے تنگی کے ایسے مواقع پر ارشاد فرمایا:

اعوذ بك منك "میں تجھ سے اور تیرے ساتھ پناہ چاہتا ہوں"۔۔۔{1}

﴿ثُمَّ﴾ جب انہوں نے انابت میں مخلص ہو کر اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

﴿تَابَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی اس توبہ پر قدرت و توفیق دے دی۔

﴿لِيَتُوْبُوْا﴾ اپنے کیے پر پچھتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع کریں۔

تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا اور ان کی لغزشوں سے درگزر کرے گا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اصلاح کرنے والا اور توفیق دینے والا۔

﴿هُوَ التَّوَّابُ﴾ نظر کرم کرتے ہوئے اپنے بندوں کو اپنی جناب کی طرف متوجہ کر دیتا ہے جب ان سے معاصی کا صدور ہو جاتا ہے۔

﴿الرَّحِيْمُ﴾ جب وہ تضرع و اخلاص سے اس کی جانب رجوع کرتے ہیں تو وہ ان کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے۔

{1} رواہ النسائی فی الکبریٰ: 499/1، ابن خزیمہ: 101/3

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ
ٱلْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ ٱلْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُواْ عَن رَّسُولِ ٱللَّهِ وَلَا يَرْغَبُواْ بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِۦ ۚ
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا يَطَـُٔونَ
مَوْطِئًا يَغِيظُ ٱلْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِۦ عَمَلٌ صَٰلِحٌ ۚ
إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا
يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ ٱللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ ﴾
[التوبة:119-121].

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو﴿۱۱۹﴾ اہل مدینہ اور ان کے اردگرد دیہاتی لوگوں کے لیے مناسب نہیں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھ رہتے اور نہ یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جان سے زیادہ اپنی جانوں کی فکر کرتے۔ یہ اس لیے ہے کہ انہیں جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیاس لگتی ہے یا تھکاوٹ ہوتی ہے یا بھوک لگتی ہے یا وہ ایسی جگہ جاتے ہیں جس سے کفار کو غصہ آئے یا جب بھی وہ دشمن سے کوئی چیز حاصل کرتے ہیں تو ان کے لیے ہر کام کے بدلے میں ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا﴿۱۲۰﴾ اور وہ جب بھی کوئی تھوڑا یا زیادہ خرچ کرتے ہیں یا کسی وادی کو طے کرتے ہیں تو ان کا یہ عمل ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے کاموں کا بہترین بدلہ عطا فرمائے﴿۱۲۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ﴾ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ تم اللہ کے محارم سے تقویٰ اختیار کرو۔
﴿ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ﴾ اس کے حکم کی مخالفت سے۔
﴿وَكُونُواْ﴾ خوشی اور غمی میں۔
﴿مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرنے والے اور آپ کی حکم کی اتباع کرنے والے۔
﴿مَا كَانَ﴾ یعنی صحیح اور جائز نہیں۔

﴿لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَ مَنْ﴾ سکونت رکھتے ہیں۔

﴿حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ﴾ جنگلات میں رہن سہن رکھنے والے۔

﴿اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ﴾ جب آپ قتال کے لیے تشریف لے گئے اور دشمنان خدا پر حملہ آور ہوئے۔

﴿وَ لَا﴾ ان کے لیے صحیح نہ تھا کہ

﴿یَرْغَبُوْا﴾ اور مائل ہوں۔

﴿بِاَنْفُسِهِمْ﴾ ان کے تحفظ اور بچاؤ کے لیے۔

﴿عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ بلکہ ان پر تو واجب تھا کہ وہ ان کی حفاظت وصیانت کے لیے تو اپنی جانیں قربان کردیتے اور جہاں آپ حملہ آور ہوتے وہ وہاں پر جذبہ مسابقت کا اظہار کرتے۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یعنی محنت ومشقت کو برداشت کرنا اور جنگجوئی میں سرعت سے کام لینا اور حرب وضرب پر اقدام کرنا یہ سب کچھ ان پر واجب تھا۔

﴿بِاَنَّهُمْ﴾ بایں طور کہ وہ، جب سید عالم ﷺ نے خروج کیا۔

﴿لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ﴾ یعنی پیاس۔

﴿وَّ لَا نَصَبٌ﴾ کوئی سا رنج والم۔

﴿وَّ لَا مَخْمَصَةٌ﴾ یعنی بھوک

﴿فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ اس کے دین اور اس کی توحید کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے۔

﴿وَ لَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا﴾ اور وہ کسی مکان کو روندتے ہیں۔

﴿یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ﴾ ان کا اس سے گزرنا۔

﴿وَ لَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا﴾ قتل کرنا اور قید کرنا غالب ہونا اور لوٹ کھسوٹ کرنا۔

﴿اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور۔

﴿عَمَلٌ صَالِحٌ﴾ جو عظیم ثواب اور درجہ علیا کا موجب ہو اور بالجملہ۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ محسن اور اپنے خاص بندوں پر کرم فرمانے والا۔

﴿لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسن ادب رکھتے ہیں اور اس کی عبادت کچھ اس طور پر

کرتے ہیں کہ وہ اس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اوراس کے رسول ﷺ کے ساتھ بھی انتہائی ادب سے پیش آتے
ہیں۔جو باری تعالیٰ کے خلیفہ اوراس کے نائب کا مقام رکھتے ہیں۔

﴿وَ لَا یُنْفِقُوْنَ﴾ محسنین کی یہ جماعت۔

﴿نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً﴾ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضاجوئی کے لیے۔

﴿وَّ لَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا﴾ دشمن کے بالمقابل جب انہیں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کا حکم ہوتا ہے۔

﴿اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ﴾ ان کی نیکیوں کے دفتر میں۔

﴿لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ﴾ ان کے عوض۔

﴿اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ یعنی ان کے احسن اعمال کے مطابق۔

﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ
لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ
الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِیْمَانًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ
رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ ﴾ [التوبة:122-125].

اور اہل ایمان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ (جہاد کے لیے) سارے کے سارے نکل کھڑے ہوں۔تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آئیں تو انہیں (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرائیں تاکہ وہ (نافرمانیوں سے) بچیں﴿۱۲۲﴾ اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے﴿۱۲۳﴾ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان (منافقین) میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس

کے ایمان کو زیادہ کیا ہے؟ سو جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس سورت نے زیادہ کیا ہے اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں﴿۱۲۴﴾ اور جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے تو اس سورت نے ان کی (سابقہ) نجاست پر ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا اور وہ کفر کی حالت میں ہی مر گئے﴿۱۲۵﴾

تفسیر العیلانی

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ یعنی ان کے حال کے مناسب اور ان کے لیے استقامت کا باعث نہیں ہے۔

﴿لِيَنْفِرُوْا﴾ اپنی جگہوں سے اور اپنے شہروں سے۔

﴿كَآفَّةً﴾ اس طرح کہ ان کے شہر محافظین اور پہرے داروں سے خالی ہو جائیں۔

﴿فَلَوْلَا﴾ اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ۔

﴿نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ﴾ اپنے رسول ﷺ کی طرف

﴿لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ اس کے شعائر کو سیکھتے اور وہ معاملات جو ادب سے متعلق ہیں۔

﴿وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ﴾ اس کے ذریعے۔

﴿اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ﴾ اور ان کے لیے قائم کرتے ایسی کیفیت کہ وہ اسلام کے شعائر اور دینِ قویم کے مناسک سیکھ سکتے۔

﴿لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ ان باتوں سے، جن کے ارتکاب سے دین نے روکا ہے۔ اور اپنے آپ کو ان صفات سے متصف کرتے جن کا دین نے حکم دیا ہے۔ اور ان سے اپنے عقائد کو درست کرتے اس طرح وہ پختہ ایمان لاتے، اللہ تعالیٰ پر ان کا یقین بڑھ جاتا اور اس کے دین سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے۔

شعائر اسلام میں سے نمایاں قتال (جہاد) ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ﴾ اور تمہارے اردگرد رہنے والوں میں اور تمہارے حاشیہ نشینوں میں سے جو تمہارے قریب ہیں۔

﴿مِّنَ الْكُفَّارِ﴾ تاکہ وہ تنگی میں ہوں اور ان پر سختی کی جائے۔

﴿وَلْيَجِدُوْا﴾ اور وہ مشاہدہ کریں۔

﴿فِيْكُمْ غِلْظَةً﴾ تمہارے طرزِ عمل میں تشدد، اور قتال پر ثابت قدمی۔ اور تمہارے اندر جرأت اور بے

باکی۔اس طرح وہ تم سے خوفزدہ ہوں گے اور تمہارے ساتھ عناد ترک کردیں گے۔(اے مسلمانو!) ان کی کثرت تعداد اور کثرت سامان کی پرواہ مت کرو اور ان پر ٹوٹ پڑو۔

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ﴾ جو قادر ہے، اور قدرت تامہ اور کاملہ کے ساتھ متصف ہے۔

﴿مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ جو ان حدود کی حفاظت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیں تو (اے مسلمانو!) اُس پر توکل کرو اور اس کے حکم کی تعمیل کرو اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔

﴿وَ﴾ اے مومنو! تم ان گمراہوں اور ٹھٹھا مذاق کرنے والوں کے ساتھ کیسے قتال اور شدت نہیں کرو گے، جن کی حالت یہ ہے کہ۔

﴿اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ﴾ ہماری طرف سے جو تمہارے دین کی تکمیل پر مشتمل ہو اور تمہارے ایمان و یقین میں اضافے کا باعث ہو۔

﴿فَمِنْهُمْ﴾ یعنی منافقین میں سے۔

﴿مَّنْ يَّقُوْلُ﴾ اپنے ساتھیوں اور دوستوں سے اپنی گندی ذہنیت اور خبثِ باطن کے باعث بطور استہزا اور ٹھٹھا کے

﴿اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ﴾ اس کے ساتھ حقارت کا اظہار کرتے ہو۔

﴿اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اللہ پر اور ان تمام باتوں پر جو اس کی طرف سے اس کے بندوں کی اصلاح کے لیے نازل ہوئیں۔

﴿فَزَادَتْهُمْ﴾ اس میں غور و فکر کرنے کے بعد اور اس کے رموز میں تدبر کرنے کے بعد۔

﴿اِيْمَانًا﴾ یقین اور اطمینان۔

﴿وَّ هُمْ﴾ اس کے مفہوم پر مطلع ہونے کے بعد۔

﴿يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ اس کے نازل ہونے سے۔

﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے اشارات اور رموز کے مقتضیٰ سے اندھا بن جانا۔

﴿فَزَادَتْهُمْ﴾ یہ

﴿رِجْسًا﴾ کفر و شرک کو متضمن۔

﴿اِلٰى رِجْسِهِمْ﴾ اصلی اور ان کے کفرِ طبعی کے ساتھ۔اور وہ کفر و ضلال میں غوطہ زن ہو کر منہمک ہو گئے ہیں۔

﴿وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ اپنے کفر پر پختہ ہیں۔لہٰذا وہ اپنے ان شیاطین کے ساتھ لاحق ہو گئے ہیں جو ان

سے پہلے گزر چکے ہیں۔ دنیا وآخرت دونوں کا خسارہ ہے اور یہی سب سے واضح خسارہ ہے۔

﴿ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾ ﴾ [التوبة: 126-129].

کیا وہ (منافق) نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال ایک بار یا دو بار آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں (۱۲۶) اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو وہ (منافق) ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کیا تمہیں کوئی (مسلمان) دیکھ تو نہیں رہا پھر پلٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے (۱۲۷) بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک (عظیم الشان) رسول آئے ہیں۔ تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے تمہاری فلاح پر وہ بہت حریص ہیں۔ مومنوں پر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہیں (۱۲۸) اب اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو آپ فرما دیجیے مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے (۱۲۹)

تفسیر الجیلانی

﴿أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ﴾ اپنی باطنی خباثت اور نفسانی گندگی کے باعث۔

﴿يُفْتَنُونَ﴾ انہیں قتل کیا جاتا ہے اور مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

﴿فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً﴾ ایک مصیبت میں۔

﴿أَوْ مَرَّتَيْنِ﴾ دو مصیبتوں میں۔ تاکہ اس طرح ان کے دل نرم پڑ جائیں اور متنبہ ہو جائیں، تو اس طرح توبہ کر لیں۔

﴿ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ﴾ اپنے کفر سے اللہ تعالیٰ کی طرف اور نہ ہی ایمان لا کر اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔تاکہ وہ ان کی طرف متوجہ ہو۔

﴿وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾ ان سے۔یعنی (نہ ان سے) نصیحت حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں سمجھتے ہیں بلکہ اپنے کفر پر ڈٹ جاتے ہیں اور عناد کرتے ہیں۔

﴿وَ﴾ ان کے منجملہ اصرار اور عناد میں سے یہ بھی ہے کہ۔

﴿إِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ﴾ جو انہیں رسوا کرنے والی ہے، اور ان کے نفاق، بغض اور معاہدوں کی خلاف ورزی کو ظاہر کرنے والی ہے۔

﴿نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ﴾ اپنی آنکھوں سے اشارہ کرتے ہیں اور شدت غضب اور استہزا سے کہتے ہیں۔

﴿هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ﴾ ان مومنوں میں سے۔

﴿ثُمَّ انْصَرَفُوا﴾ آپ ﷺ کے پاس سے، پہلے سے کئی گنا زیادہ نفاق اور شقاق کا ارادہ کرتے ہوئے۔ کیونکہ یہ سورت ان کی رسوائی کا سبب بنی ہے۔اسی لیے۔

﴿صَرَفَ اللَّهُ﴾ جو اپنے بندوں کا ہادی ہے۔

﴿قُلُوبَهُمْ﴾ ایمان اور جادۂ توحید سے۔

﴿بِأَنَّهُمْ﴾ یعنی اس سبب سے کہ وہ۔

﴿قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ﴾ یعنی وہ لذت ایمان کو نہیں سمجھتے اور موحدین کی طرح اپنے آپ کو عرفان و توحید کی اُٹھان پر نہیں ڈھالتے یہی وجہ ہے کہ۔

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ﴾ اے بادیہ نشینو!

﴿رَسُولٌ﴾ واضح معجزات اور روشن آیات کے ساتھ، جس نے پرورش پائی۔

﴿مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ اور تمہاری جنس سے، اور تمہارے ساتھ اُن کی بے انتہا شفقت اور رحمت کی وجہ سے۔

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ﴾ آپ ﷺ کے لیے سخت ناقابل برداشت ہے۔

﴿مَا عَنِتُّمْ﴾ تمہاری تکلیف اور تمہارے پاس کسی ناگوار معاملے کا پہنچنا۔کیونکہ وہ ہیں کفر و شرک کی علامات اور اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی عدم تعمیل اور عدم اطاعت، مگر اس کے باوجود وہ۔

﴿حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ﴾ یعنی تمہارے ایمان اور اسلام پر اور تمہارے حال کی اصلاح پر۔ کیونکہ آپ ﷺ۔

﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ﴾ جو یقین رکھنے والے موحد اور مخلص ہیں۔

﴿رَءُوْفٌ﴾ نہایت مہربان اور نہایت شفیق۔

﴿رَّحِیْمٌ﴾ ان پر رحم فرماتا ہے۔ اور وہ اس بات پر خوش ہے کہ نور ایمان کے ساتھ کفر کی تاریکی سے نکل جائیں۔ اے اکمل الرسل ﷺ آپ اسی صورت مذکورہ کے مطابق اپنی ذات میں رہیں۔

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ اور وہ اعراض کریں اور آپ سے روگردانی کرلیں اور آپ پر اور آپ کے دین اور آپ کی کتاب پر ایمان لانے سے منہ موڑ لیں۔

﴿فَقُلْ﴾ اپنے رب کی طرف التجا کرتے ہوئے اپنے دل میں۔

﴿حَسْبِیَ اللّٰهُ﴾ جو میرا نگہبان ہے، میرے ساتھ ان کی خصومت کی مشقت میں مجھے وہی کافی ہے۔ کیونکہ

﴿لَآ اِلٰهَ﴾ جس کی طرف مصیبتوں میں رجوع کیا جائے، اور پریشانیوں میں اس کی پناہ حاصل کی جائے۔

﴿اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ﴾ اس کے غیر پر نہیں، کیونکہ وجود حق میں اس کے سوا کوئی نہیں۔

﴿تَوَکَّلْتُ﴾ پس میں اس کے سوا نہ کسی سے امید رکھتا ہوں اور نہ ہی کسی سے ڈرتا ہوں۔

﴿وَ﴾ کیسے اس پر توکل نہ کروں اور اس کی طرف رجوع کیسے نہ کروں، کیونکہ

﴿هُوَ﴾ بذاتہٖ

﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ﴾ یعنی مربی ہے، مستقل اس پر مستوی ہے، اور اسے اس کا احاطہ اور مکمل غلبہ حاصل ہے، کیونکہ وجود میں اس کے سوا کوئی شے نہیں ہے۔ اس کی ذات پاک کے علاوہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔

[خاتمہ سورہ توبہ]

اے طالب! طریق فنا پر چلنے کے لیے اپنی آستینیں چڑھانے والے، تاکہ تو بقا کی فضا میں پہنچ جائے، اللہ تعالیٰ تیری کوشش کامیاب بنائے اور تجھے تیری خواہش کے مطابق انتہاء تک پہنچادے۔ تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنی اس تیاری میں اس ذات کی پیروی کر جس نے اس بات کی طرف تیری رہنمائی کی ہے۔ اور تجھے اس پر آگاہ

کیا ہے۔ یہ وہی ذات مقدسہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمالیا ہے۔ اوراپنی کائنات کی تکمیل کے لیے اپنی مخلوق میں سے جسے چُن لیا ہے۔ اسے اپنی صورت کے مطابق ظاہر کیا ہے۔ اوراس کی تخلیق اپنے تمام اخلاق سے کی ہے اس وجہ سے اس نے آپ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا انہیں امام ونقیب بنایا۔

(اے طالب حقیقت!) تو قولاً، فعلاً اور عادتاً ہر طرح سے آپ ﷺ کے دامنِ لطف وکرم کو مضبوطی سے تھام لے اپنے عزم وارادے کی لگام کو ان تمام اسرار کی طرف پھیر دے جو آپ ﷺ اللہ کے بندوں کی رہنمائی کے لیے اپنے رب کی طرف سے لائے ہیں اور جو آپ کی ذات مبارکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رموز واشارات عطا ہوں جنہیں آپ نے اُس کے کلام سے مستنبط کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحی اور الہام سے آپ پر فیضان ہوا ہے، آپ کی استعداد کی صفائی کے باعث جو تجلیات حق اور اس کے شئون وتطورات کا آئینہ بن گئی ہے۔ جو اللہ کی زمین وآسمان میں اس کے خلیفہ ہیں اور اُن کے کلمات اور اشارات سے ان اولیاء نے خوشہ چینی کی جو آپ کے وارث اور مکمل پیروکار ہیں۔ قدس اللہ ارواحہم۔ اور طریق توحید میں طبقات کے تفاوت کے مطابق جو ان پر وارد ہوا، موجودات میں سے اور ان غیبی الہامات میں سے جو نفحات الٰہیہ اور نفسات رحمانیہ کے باعث پروان چڑھے۔ جو تجلیات جمالیہ اور جلالیہ سے پیدا ہوئے ہیں اور مختلف شئون اور تطورات کمالیہ پر متفرع ہوئے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ (اے طالب!) تو مطلقاً حق تعالیٰ کے سوا ہر کسی سے اپنی ہمت کو فارغ کردے۔ اور یہ چیز تمہیں حاصل نہیں ہوسکتی ماسوائے اس صورت کے کہ تو ان لوگوں کی اتباع کرتے جو کشف وشہود کے مقام پر فائز ہیں جو مقام مراقبہ اور مشاہدہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ تم ان سے اوران کے ملفوظات سے خوشہ چینی کرو اوران پر وارد ہونے والے لطائف سے استفادہ کرو۔ تاکہ تمہارے لیے ممکن ہوجائے کہ تم فنا کی کمین گاہ میں تمکن اور بقا کی جائے قرار میں تقرب حاصل کرسکو۔ ایسی صورت حال میں تمہارے لیے زبانِ حال اور مقال سے یہ کہنا صحیح ہے کہ **حسبی اللہ لاالہ الاھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم**

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بندوں میں کردے جنہوں نے اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیے ہیں۔ اور اسی پر توکل کیے ہوئے ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا وکیل اور بچاؤ کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور وہ اسی کو اپنا ولی اور حبیب مانتے ہیں۔

سورۃ یونس

[مقدمہ سورہ یونس]

سلوک ومجاہدہ کی راہ سے شواغل کو چھوڑنے، تعلقات کو اٹھانے، قلبی خطرات ووساوس کی نفی کرنے، اوہام وخیالات ''جو بنیاد بنتے ہیں ان جزئی شخصیات کی جو وجود میں غیریت، امتیاز اور استقلال کو مستلزم ہوتی ہیں'' اور اس پر مترتب ہونے والے آثار واضافات کو ساقط کرنے کے بعد توحیدِ الٰہی کی جانب کھچنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں کہ اس طریق پر سلوک اس وقت تک تمام نہیں ہوسکتا جب تک اہلِ خبر صاحبان بصیرت اور ارباب کشف واعتبار سے استمداد نہ کیا جائے اور یہ وہ حضرات ہیں جو جادۂ مجاہدہ اور حجت فنا سے توحید کے مرکز تک پہنچے ہوئے ہیں اور یہ وہ منزل ہے جو انہیں بشری شخصیت کے لوازمات سے موت ارادی سے ہمکنار کررہی ہے۔

الحاصل کاملین مکملین اور اس راہ کی علامات اور موانعات کو پہچاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ حکمت کا راز اور مناسبت الٰہیہ کی لطافت جو اوصاف ذاتی کے درمیان پائی جاتی ہے۔ تقاضا کرتی ہے کہ مفید اور مستفید کے درمیان علاقے اور ارتباط کا پایا جانا ضروری ہے کیونکہ کسی بھی شخص سے افادہ واستفادہ کے لیے اسکے ساتھ مناسبت اور صحیح علاقہ کا ہونا ضروری ہے اور یہ وہی ہوسکتا ہے جسے حق تعالیٰ نے اپنے لیے کھینچ رکھا ہے اور اس سے اس کے ناسوتی پردے کو اتار دیا ہے۔

اور وہ اسی کے رنگ میں رنگا جاچکا ہے بلکہ اس کی شخصیت کا نام ونشان بھی مٹ چکا ہے۔

اور وہ یہ منظر اپنے شہود کی آنکھ اور اپنے نور بصیرت سے ملاحظہ کررہا ہے۔

اور یہی حضرات عزت واقبال کے قبوں اور عظمت وکبریائی کے جھنڈے کے نیچے آرام فرمارہے ہیں اور شرف وبزرگی کے پردوں کے نیچے سے جھانک رہے ہو۔

ان حضرات کے پاس نہ سلوک ہے اور نہ ہی کوئی سالک ومسلک، نہ قصد ہے اور نہ ہی ان کا کوئی مقصود، یہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو پہچانتے ہی نہیں اور انہیں بھی سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں پہچانتا۔ جیسا کہ ایک

حدیث قدسی ان کی ترجمان ہے۔لذلك مایری هولاء الا به و فیہ" اسی لیے یہ طبقہ نہیں دیکھا جاسکتا۔مگر اسکے ساتھ اور اس میں۔"

وہ اہل طلب وارادہ جو راہ فنا میں مندرج ہیں اور توحید و بقاء کے میٹھے چشمہ سے اپنی پیاس بجھانے والے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس ذات کے ساتھ توسل کریں اور اس نفس قدسیہ کے دامن سے چمٹے رہیں جس کی حق تعالیٰ نے تائید وتقویت کی ہے کہ وہ بندگانِ خدا کی تکمیل کرسکیں۔

یہ وہ حضرات انبیاء کرام ہیں (علیہم السلام) جنہیں نفوس قدسیہ پر پیدا کیا گیا ہے۔

اور انہیں بشری کدورتوں اور ان موانعات سے پاک کردیا گیا ہے جو حق تعالیٰ کی ذات میں فنا سے دوری کا باعث بنتے ہیں ان کے بعد وہ اولیاء کرام ہیں جو ان کے وارث ہیں اور ان کی متابعت سے مرتبۂ توحید وعرفان تک پہنچے ہوئے ہیں جسے فنافی الذات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غفلت پر پیدا کیے ہوئے محجوب اور گمراہی وسرکشی میں سرگرداں لوگ انبیاء واولیاء کی اس رہنمائی سے تعجب کرتے ہیں جو اس کے بندوں کو فضاء توحید کی طرف لے جانے والی ہے اور وہ ان کی نبوت ورسالت والی استعداد کا انکار کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مناسبات کی باریکیوں اور ارتباطات کے لطیف اشاروں کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور وہی وہ اسرار ہیں جو حق تعالیٰ اور انسان کامل کے درمیان پائے جاتے ہیں اور وہ انبیاء و اولیاء کے احوال کو عام لوگوں کے احوال پر قیاس کرتے ہیں۔

نیز وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ افضل البشر افضل الملائکہ سے افضل وارفع ہوتا ہے کیونکہ اس میں خلافت و نیابت الٰہیہ کا مرتبہ پایا جاتا ہے یہ جامعیت ملائکہ میں موجود نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایسے جاہلوں کی تردید کی ہے اور ان کے تعجب وانکار کو نشانہ بنایا ہے۔

اور ان کی ڈانٹ ڈپٹ کی تاکہ اہل ایمان کو حق وصدق پر بیدار کیا جائے چنانچہ اپنے اسم مبارک کے ساتھ کلام کا آغاز کرتے ہوئے اپنے حبیب مکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں رکرتی ہوں) جو بہت ہی مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ وہ اپنی ذات کی وحدت میں اپنے اوصاف واسماء کے تقاضے پر اپنی شان کے مطابق ظاہر ہوا چنانچہ اسے اپنے اسماء وصفات کی کثرت کے پیش نظر متکثر دیکھا گیا۔

﴿الرَّحْمٰنِ﴾ اپنے تمام تر مظاہر پر ہر بارنئی اور دائمی امداد کے ساتھ اور اپنی نئی نئی ذاتی اور حبی تجلیات کی مقدار پر

﴿الرَّحِيْمِ﴾ اپنے مظاہر کے نچوڑ اور اپنی مخلوقات کے مکھن پر جو حضرت انسان ہے جو نبوت عامہ اور ولایت تامہ کے ساتھ مظاہر کے تمام مراتب کا جامع ہے اور دونوں جہان میں اول و آخر اور ظاہر و باطن کے دونوں مرتبوں پر مشتمل ہے۔

﴿الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝١ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝٢ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝٣ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝٤﴾ [یونس:1-4].

الف لام را۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۝١ کیا لوگوں کو اس پر تعجب ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد (کامل) کی طرف وحی نازل کی کہ آپ (غافل) لوگوں کو ڈرائیں اور ایمان والوں کو خوش خبری سنائیں کہ ان کے رب تعالیٰ کے ہاں ان کے لیے بلند مرتبہ ہے۔ کفار نے کہا: بے

شک یہ شخص تو کھلا جادوگر ہے ﴿۲﴾ بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ (اپنی شان کے مطابق) عرش پر جلوہ گر ہوا وہی ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے۔ سو تم اس کی عبادت کرو۔ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ ﴿۳﴾ تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ بے شک وہی پہلی بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر (قیامت کے دن) اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہوگا اس لیے کہ وہ کفر کرتے تھے ﴿۴﴾

تفسیر الیمانی

﴿الۤرٰ﴾ اے ہدایت یافتہ دانا انسان رسالتِ عامہ اور تمام خلائق کو شامل و کامل ریاست کے لائق

﴿تِلْكَ﴾ آیاتِ طیبہ جو نازل کی گئیں ہیں اس سورتِ شریفہ میں

﴿اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ﴾ یعنی اس کتاب الٰہی کا حصہ ہیں جو اس کی حضرت علم اور اس کی لوح قضا ہے اور یہ اس کے حضور سے حکمت الٰہیہ پر مبنی اور صدق و صفا کی شاہد ہیں۔

اور اے اکمل الرسل ﷺ انہیں آپ کی تصدیق و تبشیر کے لیے نازل کیا گیا ہے اور پھر ان کا مقصد گمراہی و سرکشی اختیار کرنے والوں کو راہ ہدایت بھی نصیب کرنا ہے۔

﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ﴾ اپنی شخصیتوں کے بطلان کو بھولنے والے

﴿عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَاۤ﴾ الہام کیا ہم نے محض اپنے فضل و کرم سے

﴿اِلٰى رَجُلٍ﴾ جس نے اٹھان لی ہے

﴿مِّنْهُمْ﴾ اور ان کی جنس سے ظاہر ہوا ہے اور ان کی نوع سے ہی تعلق رکھتا ہے

﴿اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ﴾ جو گمراہی و سرکشی میں ڈوبے ہوئے ہیں اپنی باطل شخصیات اور بے کار ماہیات کی خواہشوں کے تقاضے پر پھر اس تعجب کی وجہ صرف غفلت و نسیان اور حق و توحید سے اعراض و انحراف ہے۔

﴿وَبَشِّرِ﴾ اہلِ ولاء و اصحاب محبت کو

﴿الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ اور آپ کی رسالت اور آپ کے اس ارشاد پر یقین رکھتے ہیں کہ ذات حق ایک ہے اور وجود میں

صرف وہی مستقل ہے اور اسی کے حضور سے اسماء وصفات اور ان پر مترتب ہونے والے آثار اور شوؤن متجددہ کا فیضان جاری رہتا ہے۔

﴿اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ یعنی اقدام صادق اور جادۂ توحید پر قدمِ راسخ اور یقینی ارادہ خالص

﴿عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ وہ ان سابقین اور مقربین میں شامل ہیں جن پر خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم۔

پھر جب رسالت کا معاملہ قوت پکڑ گیا اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو گیا اور اس کی پیروی کرنے والے بھی کثرت اختیار کر گئے۔

﴿قَالَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ شرک وفساد پر اصرار کرنے والوں نے اپنی بدطینتی اور شدت بغض کی بنیاد پر، بالخصوص جب انہوں نے خوارق و معجزات کو دیکھا اور قرآن عظیم کے اعجاز کامل کے سامنے ان کے مراتب بلاغت دم توڑ گئے

﴿اِنَّ هٰذَا﴾ مدعی نبوت ورسالت

﴿لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ظاہر و باہر جادو کے فن میں یکتا اور اس میدان میں اپنے دور کا نابغہ، اور جس شخص نے جادو سیکھ رکھا ہے جب وہ اسے قرآن مجید کے سامنے رکھتا ہے جس نے بلغاء کی اکثریت کو عاجز و درماندہ کر کے رکھ دیا اس کے باوجود کہ وہ اس کے معارضہ اور مقابلہ کرنے میں بہت قوت واستعداد رکھتے تھے تو وہ انہیں عاجز و سرگرداں پاتا ہے بایں طور وہ قرآن کریم کی ایک بہت چھوٹی سی آیت کی مثال لانے سے بھی قاصر رہے۔

اور وہ رسول ﷺ اور آپ پر منزل کتاب کے ساتھ معارضہ کیسے کر سکتے تھے۔

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ﴾ اے ایمان والو!

﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ اپنے اسماء کے عکوس کو پھیلا کر اور اپنے اوصاف کے سایوں کو لمبا کر کے مقدر کیا۔

﴿السَّمٰوٰتِ﴾ علویات کو جو کہ اعیانِ ثابتہ ہیں

﴿وَالْاَرْضَ﴾ یعنی عالم طبیعت جو ان کے انعکاس کے قابل ہے۔

﴿فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ یعنی چھ جہتوں میں، کیونکہ لمبائی، دُوری اور قطر انہی جہتوں میں ہی متوھم ہو سکتا ہے۔

﴿ثُمَّ اسْتَوٰى﴾ ڈھیل زمانہ اور مہلت کا توھم کیے بغیر جیسا کہ ثُمّ اور بَل کے لفظ کا تقاضا ہے۔ بلکہ بلا این اور کیف وکم؟

﴿عَلَى الْعَرْشِ﴾ جو اس کے اسماء واوصاف کے انعکاس سے بچھایا اور پھیلایا ہوا ہے۔

﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ یعنی ان حوادثات کی جو یقیناً رونما ہونے والے ہیں۔

﴿مَا مِن شَفِيعٍ﴾ مظاہر اور مصنوعات میں سے
﴿اِلَّا مِن بَعْدِ اِذْنِهٖ﴾ اس کی مشیت اور قضا کے نافذ کرنے کے بعد۔
﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ﴾ فی ذاتہٖ الوہیت کے ساتھ متفرد ومتوحد اپنے آثار وتدبیرات میں ربوبیت کے ساتھ مستقل۔
﴿رَبُّكُمْ﴾ تمہارا مربی اور تمہارا موجد
﴿فَاعْبُدُوْهُ﴾ جیسا کہ اس کی عبادت کا حق ہے، حتیٰ کہ تم اسے پہچان لو جیسا کہ اس کی پہچان کا حق ہے۔
﴿اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ اور اس کی وحدت ذات اور عظمتِ اسماء وصفات میں تفکر کیوں نہیں کرتے اے ارباب عقول! تمہیں تو پیدا ہی اس کی نعمتوں میں غور وفکر کے لیے کیا گیا تھا۔

پھر تم اس کی نعمتوں میں تفکر کیسے نہ کرو گے۔ جبکہ

﴿اِلَيْهِ﴾ اس کے غیر کی طرف نہیں کیونکہ وجود میں اس کا غیر ہے ہی نہیں
﴿مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا﴾ جیسا کہ اس نے اپنے اس قول کے ساتھ تم سے وعدہ کر رکھا ہے۔
ثم الینا مرجعکم پھر ہماری جانب ہی ہے تمہارا لوٹ کر آنا۔{1}
ان الینا ایابھم بیشک ہماری طرف ہی ہے تمہارا لوٹ کر آنا{2}
﴿وَعْدَ اللّٰهِ﴾ جس کا وہ کبھی خلاف نہیں کرتا
﴿حَقًّا﴾ ثابت ولازم بغیر کسی تغیر وتبدل کے، اور اس کا وعدہ کیسے حق نہ ہو جب کہ وہ تمام مقدورات ومرادات پر قادر ہے۔ اور اس کا کمال قدرت ہے کہ
﴿اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ﴾ عدم سے اور کسی سابقہ مادے اور مدت کے بغیر انوکھے طریقے سے اسے ظاہر کرتا ہے اور پھر معدوم کر دیتا ہے اپنی شانِ قدرت کے ساتھ۔
﴿ثُمَّ يُعِيْدُهٗ﴾ دوسری نشأت میں ان تکالیف کے اسرار کو ظاہر کرنے کے لیے جنہیں عبادت کے طور پر اس دنیا میں مقرر کیا تھا۔
﴿لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اس کی توحید کے ساتھ، اور اس کے رسولوں کی تصدیق کی۔
﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ رسولوں اور کتابوں کے ذریعے جن کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

{1} یونس:23 {2} غاشیہ:25

﴿بِالْقِسْطِ﴾ عدل قویم کے ساتھ اور جن پر اسی کی کرم نوازی ہوئی سو ہوئی
﴿وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ، اور مظاہر سے کسی چیز کو اس کا شریک بنایا
﴿لَهُمْ﴾ روز جزا محاسبہ کے بعد
﴿شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ﴾ ان حرام مشروبات کے بدلے جن سے وہ دنیا میں لذت حاصل کرتے تھے
﴿وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اور عناداً اس کے رسولوں کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ گمراہی وسرکشی میں ہلاک ہونے والے یہ اندھے بے وقوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیوں کر کفر کرتے ہیں۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ
وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ
الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا
یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝
اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ ﴾ [یونس: 5-8].

وہی ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو روشن بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور (تاریخوں کا) حساب جان لو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے وہ ان علم والوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے ۝ بے شک رات اور دن کے بدلنے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو متقی ہیں ۝ بے شک جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور اس دنیا کی زندگی پر راضی اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ۝ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ان کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے ۝

تفسیر الجیلانی

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً﴾ تا کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ کے کمال ظہور اور اس کے جلوہ فگن ہونے پر دلیل ہو۔

﴿وَّالْقَمَرَ نُوْرًا﴾ نور بکھیرنے والا رات کی تاریکیوں میں تاکہ وہ دلیل ہو جائے کہ سبحانہ وتعالیٰ کس طرح تعینات کی شمع دان اور شخصیات کی ظلمتوں میں چراغاں کرتا ہے۔

﴿وَّقَدَّرَهٗ﴾ یعنی چاند کے لیے

﴿مَنَازِلَ﴾ آسمانوں میں، تمہارے معاملات میں آسانی پیدا کرنے کے لیے۔

﴿لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ﴾ جن کی طرف تم اپنے معاملات، تجارات اور کھیتی باڑی میں محتاط ہوتے ہو جیسا کہ اس نے انبیاء واولیاء کے شمع دانوں میں نبوت وولایت کی منازل کو مقدر کیا ہے تاکہ تم ان اُمناء کرام کے چراغوں سے ایمان کے ان انوار کو حاصل کرو جو کفر وعصیاں کی ظلمتوں کو دور کرنے والے ہیں اور تم ان کے توسل سے اس قابل ہو جاؤ کہ تم حقیقی سورج کے نور سے خود کو منور کر سکو جو کبھی نہ بجھے گا۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو ترغیب دینے اور انہیں اصل فطرت سے آگاہ کرنے کے لیے ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ یعنی اظہار وایجاد جو عالم الغیب اور شہادہ میں مطابق اس کی صفات کے ہوا ہے وہ صریح اور واضح حق کے ساتھ ہوا ہے وہ دلائل وشواہد کا محتاج نہیں یعنی کوئی شے ذات وحدہ لاشریک سے اظہر ہے ہی نہیں کہ اسے اس کے ظہور پر دلیل کے طور پر لایا جائے۔

﴿یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ﴾ جو یقینِ علمی کے مرتبے سے ہمکنار ہو کر یقین عینی اور حقی تک جانا چاہتے ہیں اور جو محجوب ومردود ہیں وہ تو جانوروں اور چوپایوں میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان کی فطرت میں خیانت اور خباثت پائی جاتی ہے۔

﴿اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ﴾ اور اس کے دن میں داخل ہونے کے اندر

﴿وَالنَّهَارِ﴾ اور اس کے رات کے حصے میں داخل کرنے سے

﴿وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی﴾ اوضاع واطوار

﴿السَّمٰوٰتِ﴾ ان امور کو جو دونوں کے اختلاف کا تقاضا کرتے ہیں۔

﴿وَالْاَرْضِ﴾ علویات کی تربیت اور ان کی تدبیرات کے سلسلے میں رونما ہونے والے وقائع وحادثات

﴿لَاٰیٰتٍ﴾ واضح دلائل اور روشن شواہد جو سبحانہ وتعالیٰ کے قادر حکیم اور اس کے فعل وامر کے مضبوط ومربوط ہونے پر

دال ہیں۔

﴿لِقَوْمٍ يَتَّقُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے قہر سے اور اس کے غصہ وغضب میں اسی کے حضور پناہ لیتے ہیں۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ نے تہدید ووعید کے طور پر فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا﴾ انہیں دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار ہے اور وہ روز جزاء اپنے اعمال کے موافق جزا وسزا پانے کے بھی قائل نہیں۔

﴿وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ جو عارضی ہے آخرت پر توجہ کیے بغیر۔

﴿وَاطْمَأَنُّوْا بِهَا﴾ اور اسی کی لذات وخواہشات کا نفوس کو خوگر بنالیا

﴿وَ﴾ بالجملہ

﴿الَّذِيْنَ هُمْ﴾ اپنے دلوں کی سختی اور اپنی فطرت کی غباوت کی وجہ سے۔

﴿عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ﴾ وضاحت وظہور کے باوجود ڈھول میں پڑے ہوئے ہیں۔

﴿أُولٰٓئِكَ﴾ دھتکارے ہوئے اور عقل کے تقاضے سے محروم جو عقل کلی کا فیضان ہے۔

﴿مَأْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ کفر وعصیان اور اس کے فیضان کردہ فعل کی مخالفت۔

اس کے بعد اللہ جل وعلا اپنی دائمی سنت کے مطابق وعید کے بعد وعدے یا اس کے برعکس کا تذکرہ فرماتا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٩﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ
وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ
اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسٰنَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا
عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ إِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
﴿١٢﴾ [یونس: 9-12].

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کا رب ان کے ایمان کے باعث انہیں نعمت کے باغوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ﴿۹﴾ جنتوں میں ان کی صدا یہ ہوگی: اے اللہ! تو پاک ہے اور وہاں ان کی آپس کی دعا ''سلام'' ہوگا اور ان کا آخری کلام یہ ہوگا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے ﴿۱۰﴾ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو شر پہنچانے میں اتنی جلدی کرتا جتنی جلدی وہ حصول بھلائی کے لیے کرتے ہیں تو ان کے موت کا فیصلہ کبھی کا ہو چکا ہوتا۔ سو جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ﴿۱۱﴾ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے، لیٹے ہوئے بھی، بیٹھے ہوئے بھی اور کھڑے ہوئے بھی۔ پھر جب ہم اس سے اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو اس طرح گزر جاتا ہے گویا جب اس کو وہ تکلیف پہنچی تھی تو اس نے ہمیں پکارا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح حد سے بڑھنے والوں کے لیے وہ کرتوت مزین کر دیے گئے ہیں جو وہ کیا کرتے تھے ﴿۱۲﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید پر

﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ اصلاح احوال کے لیے جن کا اس کی جناب سے حکم دیا ہوا ہے۔

﴿يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ﴾ اپنی فضاءِ توحید کی طرف

﴿بِاِيْمَانِهِمْ﴾ اور یقینِ علمی کے ساتھ

﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ﴾ یعنی معارف وحقائق کی وہ نہریں جو بحرِ توحید سے اٹھتی ہیں۔

جب یقینِ علمی وحقی کا رنگ چڑھتا ہے تو یہ کیفیت دکھائی دیتی ہے۔

﴿فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾ یعنی اپنی ان روحانی لذتوں سے ہمیشہ سرشار رہیں گے۔

﴿دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا﴾ سلوک وتکمیل کا سفر تمام کرنے کے بعد ان کی اپنے رب سے مناجات ہوتی ہے۔

﴿سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ﴾ یعنی اے اللہ ہم تیری تنزیہہ اور تقدیس کرتے ہیں ہر اس چیز سے جو تیری شان اقدس کے لائق نہیں ہے۔

﴿وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا﴾ مراتب کے تفاوت کے ساتھ ساتھ اصحاب درجات ایک دوسرے کو مرحبا کہتے ہیں۔

﴿سَلٰمٌ﴾ اور تسلیم ہے کیونکہ وہ منزل صدق اور مقام رضا تک پہنچ چکے ہیں۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ﴾ اپنی منزل سے ہمکنار ہو جانے کے بعد

﴿اَنِ الْحَمْدُ﴾ احسان وثناء

﴿لِلّٰهِ﴾ منعم اور فضل کرنے والا

﴿رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ جو قسم قسم کے لطف وکرم سے ان کی تربیت کرتا ہے اور یہ بھی محض اس کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے۔

پھر سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی جناب میں رجوع اور توجہ کا شوق دلایا۔

﴿وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کے امور کا مدبر

﴿لِلنَّاسِ الشَّرَّ﴾ جب وہ کسی غرض کے تحت اس میں جلدی کی خواہش کرتے ہیں۔

﴿اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَیْرِ﴾ یعنی جس طرح وہ خیر مانگتے وقت جلدی کرتے ہیں۔

﴿لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ﴾ یعنی ان کی دعا پر اجل آجائے اور ان کی مدت حیات ختم ہو جائے۔

مگر ایسا نہیں ہوتا بلکہ ہم انہیں مہلت دے دیتے ہیں اس امید پر کہ ان سے کچھ لوگ استغفار کرلیں اور بالجملہ

﴿فَنَذَرُ﴾ اصرار کرنے والوں کو چھوڑتے ہیں۔

﴿الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا﴾ اور دنیا کی زندگی پر ہی راضی رہتے ہیں اور جزاء ولقاء کے دن کا انکار کردیتے ہیں۔

﴿فِیْ طُغْیَانِهِمْ﴾ جو حد سے تجاوز کیے ہوئے ہے۔

﴿یَعْمَهُوْنَ﴾ اس مہلت دینے میں وہ بھٹک رہے ہیں۔

﴿وَ﴾ ان کے اندھے پن اور سرکشی کا یہ عالم ہے کہ

﴿اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ﴾ یعنی جب اسے کوئی مہلک مرض ضرر دیتا ہے یا کوئی اور دردناک واقعہ پیش آتا ہے

﴿دَعَانَا﴾ ہماری جناب میں شکوہ کرتے اور ہمارے حضور اسے پھیلاتے ہوئے اندریں حال کہ خود کو گراتے ہوئے

﴿لِجَنْبِهٖٓ﴾ اگر وہ کسی دوسری صورت پر قادر نہ ہو۔

﴿اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا﴾ انتہائی آہ وزاری کرتے ہوئے۔

﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ﴾ اور جلد ہی اس کی مراد کو پورا کردیں تو وہ ہم سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اور ہماری طرف

توجہ ہی نہیں دیتا اور اپنی بے بصیرتی اور غفلت کی شدت سے یوں ہو جاتا ہے۔

﴿مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ إِلٰى﴾ کشف و دور کرنے کے لیے۔

﴿ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ﴾ یعنی جس طرح تو نے سنا ہے۔

﴿زُيِّنَ﴾ محبوب اور خوبصورت بنا دیا گیا۔

﴿لِلْمُسْرِفِيْنَ﴾ گمراہی و سرکشی میں ڈوبنے والوں کے لیے

﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان سے مخاصمت اور اپنے غرور و عناد پر اصرار کرنا۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ بطور تہدید قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ
لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ أَنْ أُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ إِنْ
أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوْحٰٓى إِلَيَّ ۚ إِنِّيْٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ
مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ أَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۚ أَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۚ إِنَّهٗ لَا
يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٧﴾﴾ [یونس: 13-17].

اور ہم نے تم سے پہلے ان قوموں کو ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا حالانکہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے لیکن وہ ایمان لانے والے نہیں تھے اور ہم مجرم لوگوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں ﴿١٣﴾ پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں ان کا جانشین بنایا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ﴿١٤﴾ اور جب انہیں ہماری روشن آیات سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہمیں ملنے کی توقع نہیں

رکھتے وہ کہتے ہیں کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آئیں یا اسی کو تبدیل کر دیں۔ آپ ﷺ
فرما دیں: مجھے یہ اختیار نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس کو تبدیل کر دوں۔ میں صرف اسی کی پیروی کرتا
ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں (قیامت کے)
بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۞۱۵ آپ فرما دیجیے: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ میں یہ قرآن تمہیں
سناتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے آگاہ فرماتا۔ پھر میں تو اس سے پہلے عمر کا ایک حصہ (چالیس
سال) تمہارے درمیان گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ۞۱۶ پھر اس سے زیادہ ظالم اور کون
ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگائے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک مجرم فلاح نہیں پائیں گے ۞۱۷

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ اللہ کی قسم اے اہل مکہ!

﴿لَقَدْ اَهْلَكْنَا﴾ اپنے قہر وجلال کے تقاضے پر

﴿الْقُرُوْنَ﴾ جو گذر چکے ہیں

﴿مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا﴾ یعنی جب انہوں نے تمہاری طرح ظلم کیا اور اللہ تعالیٰ کی حدود اور اس کی اطاعت سے تمہاری طرح نکل گئے۔

﴿وَ﴾ وہ تمہاری طرح ہی تھے۔

﴿جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ قطعی دلائل اور روشن حجتیں جو ان کے صدق پر دال تھیں۔ ان کے پاس رسولوں کے بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی اس ظالمانہ روش سے باز آجائیں۔

﴿وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا﴾ وہ گذری ہوئی اُمتیں ان رسولوں علیہم السلام پر ایمان نہ لائیں بلکہ تمہاری طرح انہوں نے بھی ان کی تکذیب کی اور اپنے عناد پر اصرار کرتے رہے تو ہم نے ان پر اپنی حجت تمام کرنے کے بعد انہیں پکڑا اور تباہ و برباد کر دیا۔

﴿كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ جرم پر اصرار کرنے والے اس کے باوجود کہ ان کے پاس ڈانٹ ڈپٹ والے بھی آئے۔

﴿ثُمَّ﴾ ان کے ہلاک اور برباد کرنے کے بعد

﴿جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ﴾ تمہیں ان کا خلیفہ بنادیا
﴿فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ﴾ ان کی طرح تمہارا امتحان لینے کی خاطر
﴿لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ کیا تم عملِ خیر کرتے ہو تو وہ تمہیں جزاء خیر دے گا یا عمل شر کرتے ہو تو تمہیں اس کی سزا دے گا جس طرح کہ ہم نے اگلی امتوں کو جزا دی تھی۔
﴿وَ﴾ وہ کفر و ضلال میں شدید انہاک کی وجہ سے تھے۔
﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ﴾ یعنی اس کے باوجود کہ وہ آیات دار آخرت کے احوال اور اس کے عذاب و عقاب کی ہولناکیوں کو خوب واضح کرنے والی تھیں۔
﴿قَالَ﴾ کفار نے
﴿الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا﴾ بلکہ وہ حشر و نشر، ثواب و عقاب اور دار آخرت پر مترتب ہونے والے تمام آثار کے منکر تھے تو وہ ہماری ملاقات کے کس طرح قائل ہو سکتے تھے۔
﴿ائْتِ﴾ اے اپنے رب کے پاس سے لاؤ اے دعوت دینے والے!
﴿بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ﴾ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ اگر ہم سے ایمان لانے کی توقع رکھتے ہو۔
﴿اَوْ بَدِّلْهُ﴾ اس کی بعض وہ آیات جو شدید قسم کے ڈرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔
کیونکہ ہم انہیں برداشت نہیں کر سکتے اس بات سے ان کا مقصد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استہزا اور کتاب اللہ کو حقیر جاننا تھا۔
﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ ان کے جواب میں
﴿مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ﴾ میرے لیے جائز نہیں کہ میں اس میں تحریف کروں
﴿مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ﴾ تمہاری باطل خواہشات کے تقاضے پر
﴿اِنْ اَتَّبِعُ﴾ میں تو متبع و منتظر رہتا ہوں
﴿اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ اتباع و انتظار کے سوا میرے بس میں کچھ نہیں بھلا میں اس میں تصرف کیسے کر سکتا ہوں۔
﴿اِنِّيْٓ اَخَافُ﴾ مجھے تو تمہاری یہ بات سن کر ہی اپنی جان پر معصیت کا ڈر لگ رہا ہے تو کیسے ہوگا؟
﴿اِنْ عَصَيْتُ﴾ تبدیل و تغییر کے ارادے کے ساتھ

﴿رَبِّیْ﴾ میں مستحق ہو جاؤں گا۔

﴿عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾ جس طرح تم بطور مطالبہ یہ سوال کر کے مستحق عذاب ہو گئے ہو۔

﴿قُلْ﴾ ایضاً۔ ان سے الزام دینے کی خاطر

﴿لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ﴾ اگر اس کی مشیت کسی اور قرآن سے متعلق ہوتی تو۔

﴿مَا تَلَوْتُہٗ﴾ وہ نہ تو اسے مجھ پر وحی کرتا اور نہ ہی اسے میری زبان پر جاری کرتا۔

﴿عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰىکُمْ بِہٖ﴾ اور نہ ہی اپنی زبان سے تمہیں اس کی تعلیم دیتا۔ مگر اس کی مشیت اسی کے ساتھ متعلق ہوتی ہے اسی لیے تو اس نے یہ مجھ پر وحی کیا اور میری زبان پر جاری کیا ہے۔

﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا﴾ وہ چالیس سال کی مدت ہے۔

﴿مِّنْ قَبْلِہٖ﴾ یعنی قرآن مجید کی وحی اور اس کی تعلیم دینے سے پہلے۔

﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ اور اس معاملے میں اپنی عقول کو استعمال کیوں نہیں کرتے تم تو بڑے معاملہ شناس اور اسلوب کلام میں بڑی مہارت رکھنے والے ہو۔

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا﴾ اور بہتان طرازی کے طور پر اس کی جانب وہ بات منسوب کرے جو اس سے صادر ہی نہیں ہوئی

﴿اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ﴾ جو اس کی جانب سے صادر ہوئیں اور بندوں کے احوال کی اصلاح کے لیے اس کے رسولوں پر نازل کی گئیں۔ اور بالجملہ

﴿اِنَّہٗ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ

﴿لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ اباطیل اور بے کار افکار سے اس پر بہتان طرازی کرنے والے اور اس کے رسولوں پر منزل کلام کی تکذیب کرنے والے۔ پھر وہ کس طرح فلاح سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

﴿وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ
شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ
وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ ٱلنَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَٱخْتَلَفُوا۟ ۚ وَلَوْلَا
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُونَ
لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ
ٱلْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ
أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾﴾ [یونس:18-21].

اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ فرما دیجیے: کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور برتر ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں ﴿۱۸﴾ ابتدا میں سارے لوگ ایک ہی اُمت پر تھے پھر انہوں نے اختلاف کیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو جن چیزوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ﴿۱۹﴾ اور کہتے ہیں: اس (رسول ﷺ) پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں کی گئی۔ پس آپ فرما دیجیے کہ غیب تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ سو تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ﴿۲۰﴾ اور جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ فوراً ہی ہماری آیتوں میں مکر و فریب کرنے لگتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ خفیہ تدبیر کرنے میں زیادہ تیز ہے۔ بے شک ہمارے فرشتے تمہارے مکر و فریب کو لکھ رہے ہیں ﴿۲۱﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ ان کی سخت گمراہی کی حالت یہ ہے کہ

﴿يَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ﴾ جو ذات میں متوحد اور الوہیت میں مستقل ہے۔

﴿مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ﴾ کیوں کہ وہ اصحاب قدرت وارادہ سے نہیں ہیں۔

بلکہ وہ ان جمادات معطلہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے پاس اصلاً شعور ہی نہیں

﴿وَيَقُولُونَ﴾ اپنی غفلت اور کمال ضلال سے

﴿هَٰؤُلَاءِ﴾ اجسام اور بے کار تماثیل

﴿شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ﴾ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو یہ انہیں بچالیں گے۔

﴿قُلْ﴾ ان سے، اے اکمل الرسل ﷺ ان کی حماقت کو واضح کرتے ہوئے

﴿أَتُنَبِّئُونَ﴾ اپنی اس بات کے ساتھ خبر دیتے ہو۔

﴿اللَّهَ﴾ جو تمام مخفیات اور بواطن کا عالم ہے۔

﴿بِمَا لَا يَعْلَمُ﴾ رونما امور کو

﴿فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ﴾ ان میں ہونے والے وقائع وحوادثات سے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احاطہ علم سے کوئی شے بھی باہر نہیں ہے وہ زمین میں ہو یا آسمان میں۔

﴿سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ اصنام اور تماثیل سے، جن کے پاس اصلاً شعور ہی نہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام مظاہر ومخلوقات میں ادنیٰ ترین مرتبے پر ہیں۔

ان احمقوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا۔ اسی لیے تو لایعنی باتیں اس کی طرف منسوب کردیں۔ **تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً**

﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ﴾ جو حق تعالیٰ کی مظہریت پر پیدا کیے ہوئے ہیں اور اس اسمائے حسنیٰ اور صفات علیاء کے سایوں سے منعکس ہو رہے ہیں۔

﴿إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف ملتجی اور اس کی تجلیات کے انوار سے فیضیاب تھی۔

﴿فَاخْتَلَفُوا﴾ یعنی وہ مٹنے والے سائے اسمائے متقابلہ کی صورتوں کے اختلاف اور اوصاف متخالفہ کے تفاوت سے ان پر مترتبہ کمالات میں شؤون وتجلیات متجددہ کے حساب سے۔

﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ کہ ان کے ساتھ روز جزا عدل وبرابری کا سلوک کیا جائے گا۔

﴿لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ﴾ عدل وانصاف کے ساتھ

﴿فِيۡمَا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ﴾ اس دنیا میں کسی دوسری دنیا کا انتظار کیے بغیر مگر حکمت الٰہیہ اس کی تاخیر کا تقاضا کر رہی تھی۔ اس لیے ان کا معاملہ اور حساب وعذاب موٴخر کردیا گیا۔ تاکہ وہ تکالیف اور اوامر ونواہی کا راز باطل نہ ہوجائے۔

﴿وَيَقُوۡلُوۡنَ﴾ اس سے آیات کا مطالبہ کرنے کے بعد جو ابھی نازل نہ ہوئیں۔

﴿لَوۡ لَاۤ﴾ کیوں نہیں

﴿اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ﴾ مطلوبہ آیات میں سے، جبکہ اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مقدورات ومرادات پر قادر ہے اور اس کے احاطۂ قدرت سے کوئی شے بھی خارج نہیں۔

﴿فَقُلۡ﴾ ان کو جواباً کیوں نہیں اللہ تعالیٰ تمہاری مطلوبہ آیات کے ساتھ تمام مقدورات پر قادر ہے مگر ان کے نازل نہ کرنے میں کوئی عجیب ومخفی حکمت ہے جسے وہی جانتا ہے۔

﴿اِنَّمَا الۡغَيۡبُ﴾ تمام تر

﴿لِلّٰهِ﴾ اور اس کی حضرت علم کے دائرے میں ہے۔

﴿فَانۡتَظِرُوۡا﴾ کہ کب اس کا ارادہ تمہارے مطالبات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔

﴿اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ﴾ اس کے غیب پر عدم اطلاع میں میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہوں۔

- اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو زجر وتوبیخ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

﴿وَاِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَةً﴾ خلاصی ونجات

﴿مِّنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُمۡ﴾ جس نے انہیں ہماری جناب میں توبہ ورجوع کے لیے مجبور کردیا۔

﴿اِذَا لَهُمۡ مَّكۡرٌ﴾ یعنی نزول رحمت کے بعد وہ ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ دھوکہ اور طعن وتشنیع لے کر آئے

﴿فِىۡۤ اٰيَاتِنَا قُلِ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ ہماری نیابت کے طور پر

﴿اللّٰهُ﴾ تمہارے بواطن اور مکروفریب پر مطلع

﴿اَسۡرَعُ مَكۡرًا﴾ تمہارے مکروفریب پر تدبیر وانتقام میں زیادہ سخت ہے اور اس نے تم پر ملائکہ کو گواہ بھی بنا رکھا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا

﴿اِنَّ رُسُلَنَا﴾ جو تم مقرر کیے ہوئے اور تمہارے احوال پر رقیب ہیں۔

﴿يَكۡتُبُوۡنَ﴾ تمہارے صحائف اعمال میں۔

﴿مَا تَمْكُرُوْنَ﴾ جو تم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ حیلے بہانے کرتے ہو۔
پھر وہ کس طرح تمہارا مراقبہ نہ کرے اور تمہارا نگران نہ بنے۔

﴿ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ
وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا
اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (٢٢) فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا
هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (٢٣) ﴾ [يونس:22-23].

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تم کو خشکی اور سمندر میں سیر کراتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ لے کر چلنے لگتی ہیں اور لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں کہ اچانک تیز ہوا ان کشتیوں کو آلیتی ہے اور (سمندر کی) موجیں انہیں ہر طرف سے گھیر لیتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (طوفان میں) گھر گئے ہیں تو اس وقت دین میں اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہو کر اس سے دعا کرتے ہیں۔ اگر تو نے ہمیں اس (طوفان) سے بچا لیا تو ہم ضرور تیرا شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے (٢٢) جب اللہ تعالیٰ انہیں بچا لیتا تو وہ پھر زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری ہی جانوں پر پڑے گا دنیوی زندگی کا فائدہ اٹھا لو پھر تمہیں ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے پھر ہم تمہیں آگاہ کریں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے (٢٣)

تفسیر المیزان

﴿هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ﴾ تمہیں سیر و سیاحت پر قادر کرتا ہے

﴿فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ تاکہ تمہارے تقویٰ واخلاص اور ایمان میں راسخ ہونے کو آزمائے۔

﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ﴾ کشتیوں میں

﴿وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ اپنے سواروں کو لے کر چلیں۔

﴿بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ﴾ سیر کے موافق آب وہوا۔

﴿وَّفَرِحُوا بِهَا﴾ اور اس منشاء ومراد کے مطابق چلنے پر

﴿جَآءَتْهَا﴾ اچانک

﴿رِيحٌ عَاصِفٌ﴾ زلزلہ خیز شدید آندھی

﴿وَّ﴾ آندھی کے شدید چلنے اور دریا کو تحریک دینے میں

﴿جَآءَهُمُ الْمَوْجُ﴾ لنگر انداز پہاڑوں کی مانند

﴿مِنْ كُلِّ مَكَانٍ﴾ یعنی ہر جہت سے

﴿وَّظَنُّوْٓا﴾ لگاتار آنے والی موجوں کی بلندی سے

﴿اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ﴾ ہلاک کرنے والے سارے اسباب پائے گئے اب وہ کسی صورت بھی بچ نہ سکیں گے۔اور اندریں حالات۔

﴿دَعَوُا اللّٰهَ﴾ التجاء وتضرع کرتے ہوئے۔

﴿مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ اطاعت وانقیاد کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرتے ہوئے کیونکہ اس وقت ان کی فاسد آراء اس کا معارضہ ومقابلہ نہیں کر سکتیں۔

﴿لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا﴾ اے ہمارے پروردگار اپنے لطف وکرم سے

﴿مِنْ هٰذِهٖ﴾ اس بلائے محیط سے۔

﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ تیری نعمتوں پر اور تیرے فضل وکرم کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

﴿فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ﴾ ان کی دعا کو قبول کرتے ہوئے ان کی بلا کو دور کر دیا۔

﴿اِذَا هُمْ﴾ کفرانِ نعمت میں جلدی کرتے ہیں اور سرکشی میں ڈوب جاتے ہیں۔

﴿يَبْغُوْنَ﴾ فساد طلب کرتے ہیں۔

﴿فِى الْاَرْضِ﴾ جو عبادت اور اصلاح کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ کسی شرعی رخصت کے بغیر بلکہ محض فساد وبغاوت کرتے ہوئے۔

● اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے خطاب (لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا) سے غیب (فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ) کی طرف التفات فرمایا یہ اس امر پر تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضوری والے صحن سے نکال کر غیبت کی دوری میں ڈال دیا جبکہ پہلے

انہیں خطاب سے معزز و مقرب فرمایا:

اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ﴾ ہلاکت کے بھنور سے خلاصی و نجات کی نعمت کو بھولنے والو!

﴿اِنَّمَا بَغْيُكُمْ﴾ اور تمہارا وہ کفرانِ نعمت جسے تم نے شکر گذاری کے بدلے میں اس دنیا کے اندر اپنا رکھا ہے اس کا تمام تر وبال۔

﴿عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ﴾ آخرت کی زندگی میں، کیوں کہ

﴿مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ یعنی اس کی لذتوں اور خواہشوں کے ساتھ نفع حاصل کرنا اور اس کی دلفریبیوں کی طرف جھکنا انتہائی حقیر و قلیل ہے عقل مند کے لیے مناسب نہیں کہ وہ فانی کے لیے باقی کو چھوڑ دے اور دائمی روحانی لذت کو جسمانی اور ناپائیدار لذت کی خاطر ترک کر دے۔

﴿ثُمَّ﴾ اس دنیا کے خاتمے پر۔

﴿اِلَيْنَا﴾ ہمارے غیر کی طرف نہیں کیوں کہ کوئی غیر ہمارے ساتھ ہے ہی نہیں۔

﴿مَرْجِعُكُمْ﴾ جیسے سائے، روشنیاں اور عکوس سورج کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

﴿فَنُنَبِّئُكُمْ﴾ یعنی تمہیں خبر دیں گے اور تمہارے ساتھ سلوک کریں گے۔

﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ یعنی تمہارے عمل کے تقاضے کے مطابق، وہ جیسا بھی ہوگا۔

﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾﴾ [یونس: 24-25].

دنیوی زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے نازل کیا تو اس کی وجہ سے

زمین کی نباتات گھنی ہو کر نکلی جس کو انسان اور جانور سب کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہوگئی اور اس کے مالکوں نے یہ گمان کرلیا کہ وہ اس پر قادر ہیں تو اچانک رات یا دن کے وقت اس پر ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا۔ پس ہم نے اسے اس طرح کاٹ کے رکھ دیا جیسے کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں ﴿۲۴﴾ اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے ﴿۲۵﴾

تفسیر الہیلانی

﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ یعنی اس کی شان اور اس کی عجیب وغریب حالت جس پر تم فخر وغرور کرتے ہو اور اس کے ساز وسامان اور زیب وزینت پر مرتے ہو۔

﴿كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ﴾ اور گھل مل گئی۔

﴿بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ اس کی وہ مٹی جو انگوری کو اگانے والی ہے اور اس کے اختلاط سے حاصل ہوا

﴿مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ﴾ مختلف الانواع سبزیاں اور گھاس

﴿حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا﴾ یعنی اس کی تربیت میں شروع ہوئی۔

﴿وَازَّيَّنَتْ﴾ انواع واقسام کی زینتوں سے مزین ہوگئی۔

﴿وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ﴾ وہ اس پر قابو پانے والے ہیں۔

﴿عَلَيْهَاۤ﴾ اس کے کاٹنے، جمع کرنے اور اس کا غلہ حاصل کرنے پر۔

﴿اَتٰىهَاۤ﴾ اچانک

﴿اَمْرُنَا﴾ اس کی ہلاکت وبربادی کا پیغام

﴿لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا﴾ اس کی صلاح سے پہلے بلکہ اسے جڑ سے ہی کاٹ دیا گیا بایں حیثیت کہ

﴿كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ﴾ اس میں سے کوئی شے اُگی ہی نہیں۔

﴿بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ﴾ تفصیل وتمثیل سے بیان کرتے ہیں۔

﴿الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ اور اپنی عقول کو مثل اور ممثل بہ کے ادراک کے لیے استعمال کرتے ہیں اس تعقل و تفکر کے بعد پھر ان کی آنکھیں کھلتی ہیں کہ دنیا اور اس کی حیات تو ایک سراب، غدار اور نرا دھوکا ہے اور برق بلاقرار

ہے جو اس کے دھوکے میں آ گیا وہ پیاسا جگر ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور جو اس کے نور سے مستنیر ہونے کی کوشش کرتا ہے وہ راہ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ﴾ اپنے بندوں کا ہادی۔

﴿يَدْعُوْٓا﴾ اپنے تمام بندوں کو، اس لیے کہ ان کی فطرت وجبلت کی اصل توحید اور دین اسلام پر ہے۔

﴿اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ﴾ یعنی توحید کے مرکز کی طرف جو شخص اس مقام پر پہنچ گیا وہ تمام گناہوں سے بچ رہا اور اس نے اپنا معاملہ علیم، علام، قدوس وسلام کی طرف پھیر دیا۔

﴿وَ﴾ تمام لوگوں کو یہ دعوت دینے کے بعد۔

﴿يَهْدِيْ﴾ توفیق دیتا ہے۔

﴿مَنْ يَّشَآءُ﴾ اپنے مخلص بندوں سے۔

﴿اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ جو اس کی توحید تک پہنچانے والا ہے اور وہ ہے دین اسلام جو خیر الانام ﷺ پر نازل کیا ہوا ہے ان تکالیف کی حکمت کو پورا کرنے کے لیے جو اس کی طرف سے نازل کی ہوئی ہیں۔ نیز اہلِ حق وباطل کے درمیان فرق وتمیز کرنے کے لیے۔

﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُھُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَھُمْ مِّنَ
اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَھُمْ وَقَالَ
شُرَكَاۗؤُھُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغٰفِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىھُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْھُمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ﴾ [يونس:26-30].

جن لوگوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے اچھی جزا ہے اور مزید فضل بھی۔ ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت۔ یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿٢٦﴾ اور جن لوگوں نے

برے کام کیے انہیں برائی کی سزا ان کی برائی کے برابر ملے گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ ان کو
اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا گویا ان کے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ
دیے گئے۔ وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۷﴾ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم
مشرکوں سے کہیں گے: تم اور تمہارے شریک (معبودانِ باطلہ) اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ پھر ہم ان کے
درمیان تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (معبودانِ باطلہ) کہیں گے: تم ہماری تو عبادت نہیں کرتے
تھے ﴿۲۸﴾ پس ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر
تھے ﴿۲۹﴾ وہاں ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو جانچ لے گا۔ اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیئے
جائیں گے جو ان کا مالک حقیقی ہے اور جو جھوٹ وہ باندھا کرتے تھے وہ ان سے گم ہو جائے گا ﴿۳۰﴾

تفسیر الجیلانی

﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا﴾ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور ان تمام احکام کی پیروی کی ایمان و احتساب اور طاعت و تعظیم کے ساتھ جو وہ دین کی صورت میں اللہ کی جناب اقدس سے لے کر آئے تھے۔

﴿الْحُسْنٰی﴾ عظیم مرتبہ وثواب دنیا میں ان کے احسان کے عوض یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے۔

﴿وَزِیَادَةٌ﴾ اس پر زائد ہے اور وہ ہے بطور تفضل ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا۔

﴿وَ﴾ وہ اپنے عقائد کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے احسان کی وجہ سے یوں ہو گئے کہ

﴿لَا یَرْهَقُ﴾ نہ لاحق ہوگی۔

﴿وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ﴾ غفلت وندامت کا غبار

﴿وَّلَا ذِلَّةٌ﴾ تکالیف الٰہیہ کے اٹھانے میں سستی سے کوئی رسوائی۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ سعید اور عنداللہ مقبول

﴿اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ﴾ جو ارباب فضل وعنایت کے لیے تیار کی ہوئی ہے۔

﴿هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ ان کی حسنات وخیرات کی جزاء کے طور پر

﴿وَالَّذِیْنَ كَسَبُوا السَّیِّاٰتِ﴾ اپنے نفوس کی بغاوت کی وجہ سے اور حق تعالیٰ کے حکم کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ ہی اس کے رسولوں کی بات پر کان دھرا اُن کو بتقاضائے عمل جزا دی جائے گی۔

﴿جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے عدل ہے۔

﴿وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ﴾ غفلت وگمراہی کا غبار ان پر چھا جائے گا یہ بدلہ ہوگا ان کی بغاوت اور نافرمانی کا۔

﴿مَا لَهُمْ﴾ اس وقت

﴿مِّنَ اللّٰهِ﴾ یعنی اس کے عذاب وعقاب سے۔

﴿مِنْ عَاصِمٍ﴾ حافظ جو ان کی حفاظت یا شفیع جو ان کی شفاعت کرے اور ان کے عذاب میں تخفیف کرائے بلکہ ان کے کفر وفسق کی ظلمت کا یہ حال ہے کہ

﴿كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ﴾ ڈھانپے اور گھیرے ہوئے ہیں۔

﴿وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا﴾ انتہائی تاریک کیوں کہ وہ نور ایمان اور عمل صالح سے خود کو مستنیر نہ کر سکے۔

﴿اُولٰٓئِكَ﴾ شقی اور گمراہی کے میدان میں ہلاک وبرباد ہونے والے۔

﴿اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ جو اہل غفلت اور ہوائے نفسانی والوں کے لیے تیار کی ہوئی ہے۔

﴿هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ کفر ومعاصی کے سلسلے میں جو انہوں نے کمایا یہ اس کی جزاء ہے۔

﴿وَ﴾ ان سے ذکر کروائے اکمل الرسل! ﷺ

﴿يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ﴾ یعنی دونوں فریقوں کو

﴿جَمِيْعًا﴾ اعمال کی پیشی اور جزا کے روز

﴿ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ ہمارے ساتھ ہمارے غیر کو، تماثیل واصنام کی صورت میں۔

﴿مَكَانَكُمْ﴾ رک جاؤ اور ٹھہرے رہو۔

﴿اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ﴾ یہاں تک کہ تم سے تمہارے جرم کے متعلق سوال کیا جائے۔

﴿فَزَيَّلْنَا﴾ منقطع اور ختم کر دیا ہم نے۔

﴿بَيْنَهُمْ﴾ یعنی ان کے درمیان قائم عابدیت ومعبودیت والے رشتے کو ہی ختم کر دیا جس کے ساتھ وہ منسلک تھے

﴿وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ﴾ ان سے بالمشافہ مخاطب ہوتے اور اپنے نفوس کی برأت کا اظہار کرتے ہوئے۔

﴿مَّا كُنْتُمْ﴾ اے سرکشی وگمراہی میں بھٹکنے والو!

﴿اِیَّانَا تَعۡبُدُوۡنَ﴾ ہمارے علم وامر سے، کیوں کہ ہم تو اہل علم وامر سے نہیں تھے بلکہ تم تو اپنی خواہشات اور اپنے شیطانوں کی پیروی میں ہمیں پوجا کرتے تھے یہ تو سراسر ہم پر تم نے افتراء کیا ہے اور عناداً وکفراً ہماری جانب منسوب کیا ہے۔

﴿فَکَفٰی بِاللّٰهِ﴾ آج اور اس سے پہلے بھی

﴿شَهِیۡدًا﴾ جو گذر چکا ہے۔

﴿بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ﴾ وہ اپنے علم قدیم کے ساتھ بہتر جانتا ہے۔

﴿اِنۡ کُنَّا﴾ بے شک ہم تھے۔

﴿عَنۡ عِبَادَتِکُمۡ﴾ یعنی ہماری طرف تمہاری توجہ اور رجوع کرنے میں

﴿لَغٰفِلِیۡنَ﴾ اس دار العمل میں ہماری تخلیق تو شعور وادراک والوں سے ہے ہی نہیں کہ ہم تمہیں گمراہ کریں اور تمہیں اپنا عابد بنائیں

﴿هُنَالِكَ﴾ یعنی جب انہیں سوال وجواب اور جزاء وحساب کے لیے روک لیا جائے گا

﴿تَبۡلُوۡا﴾ آزمائیں گے

﴿کُلُّ نَفۡسٍ﴾ جزاء کے لیے

﴿مَّاۤ اَسۡلَفَتۡ﴾ جو اس نے پہلے کمایا

﴿وَ﴾ اس تفتیش وآزمائش کے بعد

﴿رُدُّوۡۤا اِلَی اللّٰهِ﴾ جو جزاء دینے میں متوحد ومتفرد ہے کیوں کہ وہ

﴿مَوۡلٰىهُمُ﴾ ان کے جملہ امور کا رقیب ونگران

﴿الۡحَقِّ﴾ اور اس کے ماسوا تمام آلھہ باطل وکاذب ہیں۔

﴿وَضَلَّ عَنۡهُمۡ﴾ یعنی ان سے غائب وضائع ہوگیا

﴿مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ﴾ ظلم اور جھوٹ کی بنیاد پر اور جنہیں وہ آلھہ اور شفعاء کا نام دیتے تھے اور باقی رہے گا اللہ واحد وقہار، اے کاش آج ہی ان پر وحدتِ حق کا راز کھل جائے اور وہ توحید کی منزل سے ہمکنار ہوجائیں اور قیامت کے دن تک کا انتظار ہی نہ کرنا پڑے مگر ایسا لگتا ہے کہ وہ اس دنیا میں اس کام کے لیے بیدار نہ ہوں گے

﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ
الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ
اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ
يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي
لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ
﴿٣٥﴾ ﴾ [یونس: 31-35].

آپ ﷺ (ان مشرکین سے) پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ یا کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور بے جان سے جاندار کو کون نکالتا ہے اور جاندار سے بے جان کو کون نکالتا ہے؟ اور امور (کائنات) کی تدبیر کون کرتا ہے؟ تو وہ (جواب میں) کہیں گے: اللہ تعالیٰ۔ پس آپ فرمایئے پھر تم (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے کیوں نہیں ﴿٣١﴾ پس یہی اللہ تعالیٰ ہے جو تمہارا حقیقی رب ہے۔ حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے؟ پھر تم کہاں پھرائے جا رہے ہو؟ ﴿٣٢﴾ اس طرح فاسقوں پر آپ کے رب کی بات حق ثابت ہوگئی کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿٣٣﴾ آپ (ان مشرکین سے) پوچھیے: کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرے پھر (فنا کے بعد) اس کو دوبارہ زندہ کرے۔ آپ ﷺ فرما دیجیے: اللہ تعالیٰ ہی تخلیق کی ابتدا بھی کرتا ہے اور وہی (فنا کے بعد) اس کو دوبارہ بھی زندہ کرے گا پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو ﴿٣٤﴾ آپ (ان مشرکین سے) پوچھیے: کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہو؟ آپ فرمایئے: اللہ تعالیٰ ہی حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ تو کیا جو حق کی طرف رہنمائی کرے وہ زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود ہی راہ نہ پائے مگر یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔ پس تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم کیسے (غلط) فیصلے کرتے ہو ﴿٣٥﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ اس شخص سے، جو توحید حق کا منکر ہے اور اطراف عالم میں رونما ہونے والے آثار و تدبیرات میں اس کے استقلال کا قائل نہیں ہے۔

﴿مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ﴾ بارشوں کو برسا کر اور دریاؤں کے بخارات چڑھا کر

﴿وَالْاَرْضِ﴾ اُگا کر اور نکال کر

﴿اَمَّنْ يَّمْلِكُ﴾ طاقت رکھتا ہے کہ پیدا کرے

﴿السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ﴾ یہ دونوں تمہاری حفاظت و پرورش کے ارفع اسباب میں داخل ہیں

﴿وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ﴾ صحیح سالم حیوان

﴿مِنَ الْمَيِّتِ﴾ یعنی نطفہ سے

﴿وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ جامد نطفے کو حیوان سے

﴿وَ﴾ بالجملہ

﴿مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ اسباب و مسببات کے عالم میں

﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ﴾ مجبور ہو کر، کیونکہ یہ اتنی واضح دلیل ہے جس کا وہ انکار نہیں کر سکتے

﴿اللّٰهُ﴾ جو انفس و آفاق میں تمام امور کا مدبر ہے اس کے قطعی ظہور کے پیشِ نظر وہ عناد سے کام نہ لیں گے

﴿فَقُلْ﴾ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کو تمام کوائن و فواسد میں مدبر مان لیا تو ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر ان سے فرما دو

﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ اور اس کی پکڑ اور انتقام سے کیوں نہیں خوف کھاتے۔

اور اس کے ساتھ ایسی چیز کو شریک بناتے ہو جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی اور حق تعالیٰ کے سامنے کسی بھی نفع نقصان کی مالک نہیں ہے۔

﴿فَذٰلِكُمُ﴾ جس کا تم نے اعتراف کیا ہے۔

﴿اللّٰهُ﴾ متوحد اور الوہیت کا مستحق

﴿رَبُّكُمُ﴾ یعنی تمہارا مربی اور تمہارے امور کا مدبر

﴿الْحَقُّ﴾ ثابت اور حقیت کا حقدار

﴿فَمَاذَا بَعۡدَ﴾ وحدت

﴿الۡحَقِّ﴾ ان سے جنہیں تم نے ظلماً وزوراً آلھہ بنالیا ہے۔

﴿اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ باطل

﴿فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ﴾ یعنی کس طرح تم ان ہلاک ہونے والے سایوں کی طرف لوٹ کر اس سے اعراض کر رہے ہو اور انہیں الوہیت وربوبیت کی طرف منسوب کیے جا رہے ہو۔

﴿کَذٰلِکَ﴾ یعنی جس طرح ربوبیت والوہیت حق تعالیٰ کے لیے ثابت ہے

﴿حَقَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ﴾ یعنی ثابت وتمام ہو چکا ہے صدقاً وعدلاً اور اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

﴿عَلَی الَّذِیۡنَ فَسَقُوۡۤا﴾ جو ظلم وسرکشی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نکل گئے۔

﴿اَنَّہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ یقین نہیں رکھتے اور نہ ہی علمی وعینی طور پر مرتبہ توحید تک رسائی پا سکے۔

﴿قُلۡ﴾ ان سے اے اکمل الرسل! ﷺ الزامی طور پر

﴿ہَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ مَّنۡ یَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ﴾ کیا اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اسے ایجاد کرنے کے بعد معدوم کر سکے

﴿ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ قُلِ اللّٰہُ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ﴾ جیسا کہ اس متفرد بالالوہیت خدا کی شان کی ہے۔

﴿فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ﴾ ان تماثیل باطلہ کی طرف میلان کر کے جادہ توحید سے کس طرح پھرے جا رہے ہو۔

﴿قُلۡ﴾ انہیں خاموش کرنے کے لیے کہہ دو

﴿ہَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ مَّنۡ یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ﴾ صراط مستقیم کی طرف جو اس کی توحید تک پہنچانے والا ہے اور اگر وہ مبہوت ولاجواب ہو جائیں

﴿قُلِ اللّٰہُ﴾ جو اپنے بندوں کا ہادی ہے۔

﴿یَہۡدِیۡ لِلۡحَقِّ﴾ اور اپنے بندوں سے جسے چاہتا ہے طریق توحید کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیتا ہے۔

﴿اَفَمَنۡ یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ﴾ یعنی یقین حقی کی طرف

﴿اَحَقُّ﴾ یعنی زیادہ لائق ہے۔

﴿اَنۡ یُّتَّبَعَ﴾ یعنی اس کی اطاعت وپیروی کی جائے۔

﴿اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْٓ﴾ کسی شے کی طرف خود ہی راہ نہیں پاتا۔

﴿اِلَّآ اَنْ یُّهْدٰی﴾ پس وہ ہدایت پالے اگر وہ ہدایت پانے کی قابلیت رکھتا ہے۔ جیسے تمہارے کچھ خدا۔ مثلاً عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کی مانند

﴿فَمَا﴾ لاحق وعارض ہو گیا

﴿لَكُمْ﴾ اے عقلی تقاضے سے محروم عقلمندو!

﴿كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ ان کی الوہیت اور ان کی شرکت کا، حالانکہ عقل بدیہی کا تقاضا اس کے خلاف جا رہا ہے۔

﴿وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾
وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰي مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا
رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٧﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا
يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ
بَرِيْۗـــــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٤١﴾﴾ [یونس:36-41].

ان میں سے اکثر لوگ صرف وہم وگمان کی پیروی کرتے ہیں۔ بے شک وہم وگمان حق کے مقابلہ میں کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ﴿٣٦﴾ اور یہ قرآن ایسی چیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ (کی وحی) کے بغیر اس کو گھڑ لیا جائے بلکہ یہ تو پہلے سے موجود وحی کی تصدیق اور الکتاب کی تفصیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ربّ العالمین کی طرف سے ہے ﴿٣٧﴾ کیا وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کتاب کو خود گھڑ لیا ہے؟ آپ فرمائیے: اگر تم (اپنے الزام میں) سچے ہو تو تم بھی اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا (اپنی مدد کے لیے) جن کو تم بلا سکتے ہو ان کو بھی بلا لو ﴿٣٨﴾ بلکہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کو وہ پوری طرح جان نہ سکے اور ابھی تک

ان کے پاس اس (کے جھٹلانے) کا انجام نہیں آیا۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے پھر دیکھ لو ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا۝ ان میں سے بعض لوگ اس (قرآن) پر ایمان لائیں گے اور ان میں سے بعض اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور آپ کا رب فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۝ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجیے کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے۔ تم میرے عمل کے ذمہ دار نہیں اور میں تمہارے عمل کا ذمہ دار نہیں ہوں۝

﴿وَ﴾ بالجملہ

﴿مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ﴾ یعنی مشرکین کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے سامنے ان حقیر اشیاء کو اس کا شریک بنانے میں، جبکہ وہ مطلقاً شریک سے منزہ ہے۔

﴿اِلَّا ظَنًّا﴾ اور تخمین ہے جو ان کے خیالات باطلہ سے اٹھ رہی ہے کہ وہ آثار کو اٹھان دیتے ہیں ان کے ظاہری اسباب کی طرف اور سبب بنانے والے موجد حقیقی سے غفلت برت رہے ہیں۔

﴿اِنَّ الظَّنَّ﴾ اور تخمین جسے انہوں نے اپنا رکھا ہے۔

﴿لَا يُغْنِيْ﴾ نہیں فائدہ دیتا۔

﴿مِنَ الْحَقِّ﴾ جو صریح اور ایمان وایقان کی بنیاد ہے۔

﴿شَيْئًا﴾ بے پروائی سے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ ان کے تمام مکروفریب پر مطلع۔

﴿عَلِيْمٌ﴾ خبیر وبصیر۔

﴿بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾ اپنے ظنون وخیالات کے تقاضے پر اور اس اپنے علم وخبر کے تقاضے پر جزا بھی دے گا

● اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے ظنون اعتقادات اور ان کی جہالات کو باطل قرار دینے کے بعد ارادہ فرمایا کہ اب اہلِ ایمان کو اس سند اور قطعی حجت کے سلسلے میں بیدار کیا جائے اور وہ ہے قرآن مجید جو ان پر طریقِ توحید کو واضح کر رہا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

﴿وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ﴾ جو خیر الانام پر منزل ہے اور ان پر قواعد دین کو واضح کرنے والا ہے

﴿اَنْ يُّفْتَرٰى﴾ اور یہ خیال کرلیا جائے کہ یہ تو صادر ہوا ہے۔

﴿مِن دُوْنِ اللّٰهِ﴾ جو علیم وحکیم ہے پھر اس کا صدور غیر اللہ سے کس طرح ہوسکتا ہے کیوں کہ یہ تو بلاغت کے اعلیٰ مراتب اور اعجاز کے آخری درجے تک پہنچا ہوا ہے بایں طور کہ اس کا صدور تو کسی اعلیٰ ترین حکمتِ الٰہیہ سے ہوا ہے جس نے افہام کو گونگا کردیا ہے اور مدارک وآلات جس کے پانے سے عاجز ہورہے ہیں اس لیے اس کا صدور غیر اللہ سے قطعاً ممکن نہیں۔

﴿وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ جیسا کہ اس کے نزول کا تذکرہ سابقہ کتب میں ہے یہ اس کے مطابق ہے بلکہ حکمت وفوائد میں یہ ان سے بھی اعلیٰ واتم ہے۔

﴿وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ﴾ جو سبحانہ وتعالیٰ کا علم اور اس کی لوح قضاء ہے

﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ کہ یہ نازل ہوا ہے

﴿مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کسی بشر میں یہ طاقت کہاں کہ وہ اس کی نظیر لاسکے، کیا وہ رسول اللہ ﷺ اور اس کے نزول میں شک کرتے ہیں

﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ﴾ اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیا ہے تاکہ اس کی ترویج وتعظیم ہوسکے۔

﴿قُلْ﴾ ان سے اے اکمل الرسل ﷺ! جب تم نے اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک وشبہ سے کام لیا ہے بلکہ تم نے یقین کررکھا ہے کہ یہ غیر اللہ کا کلام ہے۔

﴿فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ﴾ چھوٹی سی۔

﴿مِّثْلِهٖ﴾ فصاحت وبلاغت میں، تقاضوں، حکمتوں اور مطابقات کی رعایت بھی ہو دلالت کی مختلف وجوہات تمثیلات مجازات اور کنایات کی جھلک بھی ہو۔

﴿وَ﴾ اگر تم رب کلام لانے سے عاجز ہوجاؤ۔

﴿ادْعُوْا﴾ اور مدد چاہو۔

﴿مَنِ اسْتَطَعْتُمْ﴾ اور جس پر تمہارا اعتماد ہو۔

﴿مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ اپنے اس دعویٰ میں کہ یہ کلام بشر ہے اور اللہ تعالیٰ پر اسے افترا کیا گیا ہے۔

پھر جب وہ اس کی مثل لانے سے عاجز ہو گئے تو اس کے باوجود انہوں نے یہ اقرار نہ کیا کہ یہ معجز ہے اور کلام بشر نہیں ہے۔

﴿بَلْ كَذَّبُوْا﴾ تردید و تکذیب کی طرف جلدی کرنے لگے

﴿بِمَا﴾ کسی ایسی شے کے ساتھ

﴿لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ﴾ اور نہ سمجھ سکے جو کچھ اس میں تھا اپنی ذہین طبائع کے باوجود

﴿وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ﴾ کوئی معلم اور ملھم مگر کسی عقلی و نقلی سند کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کر ڈالی

﴿كَذٰلِكَ﴾ ان کی اس تکذیب کی مثل

﴿كَذَّبَ الَّذِيْنَ﴾ جو گذر چکے ہیں

﴿مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ انبیاء کرام اور ان کی وہ کتابیں جنہیں وہ لے کر آئے تھے

﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ او امر کے تقاضے سے نکلنے والے اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور ان پر آنے والی آزمائشوں کی تکذیب کرنے والوں کی، پس اے اکمل الرسل ﷺ ان سرکشوں اور کبر و غرور میں پڑے ہوئے مجرموں کے انجام کا انتظار کرو۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ﴾ ان عنادیوں اور فسادیوں سے جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور فی ذاتہٖ اس کے اعجاز کی تصدیق کرتے ہیں مگر عناداً اس کی تکذیب کرتے ہیں

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ﴾ اپنی شدت اور قساوت قلبی کے اعتبار سے

﴿وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ﴾ مکذبین و معاندین کو، جو ہر طرح سے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں

﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ﴾ واضح دلائل کے باوجود آپ کی تکذیب کریں

﴿فَقُلْ﴾ اظہار برأت کرتے ہوئے

﴿لِّيْ عَمَلِيْ﴾ مجھے میرے عمل کی جزا دی جائے گی۔

﴿وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ﴾ اور تمہیں تمہارے عمل کی۔

﴿اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ﴾ تم اس کے منکر ہو

﴿وَاَنَا﴾ ایضاً

﴿بَرِيۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ تمہاری برأت سے کئی گنازائد تم اپنے اعمال کی جزا کا انتظار کرو اور میں اپنے عمل کی جزا کا انتظار کرتا ہوں یہاں تک کہ جزا کا وقت آجائے۔

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ (42) وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ (43) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ
شَـيْــــًٔـا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ (44) وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ
يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (45) وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُھُمْ
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ (46) ﴾ [یونس:42-46].

اور ان میں سے بعض (بظاہر) آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو کیا آپ بہروں کو سنائیں گے خواہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں؟ (42) اور ان میں سے بعض (بظاہر) آپ کی طرف دیکھتے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو راہ دکھائیں گے خواہ وہ کچھ بھی نہ دیکھتے ہوں؟ (43) بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (44) اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو جمع فرمائے گا (تو وہ خیال کریں گے کہ) گویا وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی بھر ٹھہرے تھے وہ ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ بے شک خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا تھا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے (45) اور اگر ہم آپ کو (اس عذاب کا) کچھ حصہ دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے یا آپ کو (پہلے ہی) اپنے پاس بلا لیں، بہر حال انہیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کاموں پر شاہد ہے جو وہ کر رہے ہیں (46)

تفسیر المیلانی

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ﴾ استہزاء کے طور پر اور تم ان کے سنانے کے لیے توجہ کرتے ہو اور وہ سننے میں مبالغے سے کام لیتے ہیں تاکہ نصیحت حاصل کریں جبکہ وہ سنتے ہیں اور نہ ہی سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں پر پردے اور ان کے کانوں میں ڈور ہے

﴿اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ﴾ اور کوشش کرو گے ان کے سنانے میں
﴿وَلَوۡ کَانُوۡا لَا یَعۡقِلُوۡنَ﴾ کیوں کہ ان کی فطرت میں جہالت ودیعت کی ہوتی ہے۔
﴿وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡظُرُ اِلَیۡكَ﴾ اور آپ کی نبوت کے دلائل و آثار کا مشاہدہ کرتا ہے مگر اس کے باوجود وہ تمہارا اور تمہاری نبوت کا انکار کرتا ہے۔
﴿اَفَاَنۡتَ تَهۡدِی الۡعُمۡیَ﴾ اور اس کے سنانے پر قادر ہو گا۔
﴿وَلَوۡ کَانُوۡا﴾ یہ فطری بدبخت
﴿لَا یُبۡصِرُوۡنَ﴾ اپنے دلوں کی سختی اور بصر و بصیرت کے اندھے ہونے کی وجہ سے
﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ عظمت و کبریائی کی چادر اوڑھنے والا
﴿لَا یَظۡلِمُ النَّاسَ﴾ جو عذاب و عقاب کے مستحق ہیں
﴿شَیۡـًٔا﴾ اس سے کچھ بھی
﴿وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ﴾ خود پر اللہ تعالیٰ کے انعام کو اس کے صحیح مصرف میں لگانے سے بھولنے والے
﴿اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف اس میں تصرف کرتے ہیں اس لیے وہ اس کے انتقام و عذاب کے مستحق ہوتے ہیں۔
﴿وَ﴾ ان پر ذکر کروائے اکمل الرسل! ﷺ
﴿یَوۡمَ یَحۡشُرُهُمۡ﴾ یعنی اس کی لمبی ہولناکیوں اور لگاتار آنے والی سختیوں کو بایں حیثیت کہ وہ خیال کریں گے کہ ان کی دنیا کی مدت تو یہی ہے۔
﴿کَاَنۡ لَّمۡ یَلۡبَثُوۡا﴾ اس میں
﴿اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ﴾ اس کے رنج و الم کی شدت اور اس دن کی لمبائی کے پیش نظر
﴿یَتَعَارَفُوۡنَ بَیۡنَهُمۡ﴾ یعنی وہ ابتداء نشر میں ایک دوسرے کو پہچان رہے ہوں گے مگر جب ان پر معاملہ شدت پکڑے گا تو آپس کا تعارف و التفات ختم ہو جائے گا اور ہر ایک اپنے عمل کے مرہون منت ہو گا۔
﴿قَدۡ خَسِرَ﴾ عظیم خسارے میں ہوں گے
﴿الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ﴾ آخرت میں، اور اپنے جرائم و معاصی پر اصرار کرتے رہے اور انبیاء کرام علیہم

السلام کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئے اور دارین میں اپنی اصلاح کے لیے آنے والے نظام کو بھی درخور اعتناء نہ سمجھا۔

﴿وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾ کسی مرشد کے ارشاد کے بغیر خود اپنی طرف سے ہدایت پانے والے نہ تھے

﴿وَ﴾ کسی مرشد و ہادی کے بغیر وہ رشد و ہدایت سے قاصر ہونے کی بناء پر

﴿إِمَّا نُرِيَنَّكَ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ

﴿بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ﴾ درست راہ میں ہدایت وارشاد کے متعلق

﴿أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ﴾ اس سے قبل کہ وہ آپ کے صحن اور حضرت عالیہ میں پہنچ کر آپ کے فیض و کرم سے کچھ چھینٹے لیں اور آپ کے رشد و ہدایت والے چشمہ شیریں سے فیضیاب ہو کر اپنی شخصیت و انانیت کی میل کچیل سے خود کو صاف و ستھرا کر لیں۔

﴿فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ﴾ سب کے سب گمراہ ہوں یا راہ ہدایت پر، جیسے سائے سورج کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

﴿ثُمَّ﴾ ان کے لوٹ جانے کے بعد

﴿اللَّهُ﴾ ان کی عبودیت اور عرفان والی حکمت کے باعث انہیں عدم کی تاریکی سے ظاہر کرنے والا

﴿شَهِيدٌ﴾ مطلع اور اپنے علم حضوری کے ساتھ حاضر

﴿عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ﴾ معرفت اور ضلالت اور ایمان اور سرکشی جس پر وہ انہیں اپنے علم و خبر کے تقاضے پر جزا دے گا

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ
﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا
شَاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ
أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ آلْآنَ
وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا
كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ ۞ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ
﴿٥٣﴾ ﴾ [یونس:47-53].

اور ہر اُمت کے لیے ایک رسول ہے۔ پھر جب ان کا رسول آجاتا ہے تو ان کے درمیان
انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ﴿۴۷﴾ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ (عذاب کا)
وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو ﴿۴۸﴾ آپ فرما دیجیے: میں اپنی جان کے لیے نہ ضرر کا مالک ہوں اور نہ نفع
کا مگر جتنا اللہ تعالیٰ چاہے۔ ہر اُمت کے لیے ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آجائے گا تو وہ
ایک گھڑی بھی نہ دیر کر سکیں گے اور نہ جلدی کر سکیں گے ﴿۴۹﴾ آپ فرما دیجیے: ذرا غور تو کرو اگر اللہ تعالیٰ
کا عذاب تم پر اچانک رات کو یا دن کو آجائے تو (تم کیا کر لو گے؟) عذاب میں کون سی چیز ایسی ہے کہ
مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں ﴿۵۰﴾ کیا جب عذاب واقع ہو چکے گا تب تم اس پر یقین کرو گے۔
اب (ایمان لاتے ہو؟) حالانکہ پہلے تم خود ہی اس عذاب کو جلدی مانگ رہے تھے ﴿۵۱﴾ پھر ظالم لوگوں
سے کہا جائے گا: اب دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ تمہیں صرف اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کمایا کرتے
تھے ﴿۵۲﴾ اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں: کیا عذاب واقعی سچ ہے؟ آپ فرما دیجیے کہ ہاں میرے
رب کی قسم! بے شک عذاب سچ ہے۔ اور تم (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو ﴿۵۳﴾

تفسیر السراج

﴿وَ﴾ تمہیں علم ہونا چاہیے کہ

﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ﴾ یعنی ہر فرقے اور گروہ کے لیے

﴿رَّسُوْلٌ﴾ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کے حکم سے بھیجا ہوا ہے جو انہیں اس کی توحید کی ہدایت دینے والا ہے

﴿فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ اور وہ عدل جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رکھا ہوا ہے اس کے بندوں کے احوال کی اصلاح کے لیے

﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ جزاء کے روز، اور نہ ہی ان کے اعمال کے اجر و ثواب سے کوئی کمی کی جائے گی بلکہ ان کے کردہ گناہوں کے مطابق انہیں جزاء دی جائے گی۔

﴿وَ﴾ اپنے خبثِ باطنی کی وجہ سے

﴿يَقُوْلُوْنَ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ آپ سے استہزاء کرتے اور اس بات کو انوکھا تصور کرتے ہوئے

﴿مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ﴾ جس عذاب کے معین وقت پر آنے کا تم نے دعویٰ کر رکھا ہے

﴿اِنْ كُنْتُمْ﴾ اے ایمان والو!

﴿صٰدِقِيْنَ﴾ اس دعوت میں مخلص اور اس میں صدق کا دعوٰی کرنے والے کی تصدیق کرنے والے

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ

﴿لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ﴾ اور نہ ہی میں اس امر پر قادر ہوں کہ اس کے نفع ونقصان کے لیے کچھ کما سکوں

﴿ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ جو اس نے اپنی سابق قضاء میں مقدر فرما دیا ہے۔{1}

{1} حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے پسِ منظر میں اپنی شہرہ آفاق تفسیر نعیمی میں رقم طراز ہیں کہ چوں کہ اوپر کے ان تمام وعدوں میں حضور ﷺ واسطہ عظمٰی ہیں کہ حضور ﷺ سے سن کر مسلمان کفار کو خبر عذاب دیتے تھے اس لیے جواب حضور ﷺ سے دلوایا گیا قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ قل میں خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور روئے سخن انہیں مذاق اڑانے والے کفار سے جواب کا مقصد یہ ہے کہ میں قیامت کو یا عذاب کو وقت سے پہلے لانے پر قادر نہیں رب تعالیٰ نے ان کا جو وقت مقرر فرمایا ہے اس وقت آئیں گے کون ہے جو رب کا مقابلہ کرے اس کی مرضی کے خلاف وقت سے پہلے قیامت یا عذاب لائے چوں کہ قیامت اور دنیاوی عذاب حضور انور ﷺ اور مسلمانوں کے نافع تھے کفار کے لیے نقصان دہ اس لیے اس طرح بیان کیا گیا یعنی میں اپنی ذات کے کسی نقصان ونفع کا مالک ومختار نہیں تو تمہارے نفع ونقصان کا کیسے مالک ہو سکتا ہوں اور وقت سے پہلے قیامت یا عذاب کیسے لا سکتا ہوں۔

خیال رہے ان جیسی آیات میں تو خدا تعالیٰ کے مقابل ملکیت کا انکار ہے یا بذات خود ملکیت کی نفی بغیر عطاء الٰہی لیکن مطلقاً ملکیت واختیار کی نفی نہیں ورنہ یہ آیت قرآن مجید کی بہت سی آیات سے اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہوگی رب تعالیٰ فرماتا ہے اغنا ھم اللہ ورسولہ من فضلہ انہیں اللہ رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا اور غنی کر دینا نفع ہے معلوم ہوا حضور ﷺ نافع ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں باذن الٰہی مردے زندہ اور اندھے کوڑھے کو اچھا کر سکتا ہوں۔ (قرآن مجید)۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا میری قمیص لے جاؤ والد صاحب کے منہ پر ڈال دو انکھیارے ہو جائیں گے (قرآن مجید) اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تم کو کوثر وخیر کثیر دے دیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں وغیرہ نیز رب تعالیٰ نے بادشاہ کو ملک والوں کے نفع ونقصان کا مالک بنایا۔ حکام کو صوبہ، ضلع اور شہر والوں کے نفع ونقصان کا ملک بنایا کہ وہ پھانسی، جیل یا خزانہ انعام و اکرام ترقی دینے پر قادر ہیں ہم کو اپنے اور اپنے گھر والوں کے نفع ونقصان کا مالک بنایا اسی اختیار پر سزا وجزا ہے۔ اس لیے ارشاد ہے الا ما شاء اللہ تفسیر خازن بیضاوی، روح المعانی نے فرمایا یہ استثناء ہے لا املک سے استثناء متصل ہے یعنی میں اپنی ذات کے لیے نقصان ونفع کا مالک نہیں مگر رب تعالیٰ کے چاہنے سے کہ وہ مجھے مالک بنا دے تو مالک ہو جاؤں روح المعانی نے فرمایا فانی اقدر علیہ بمشیئۃ سبحانہ یعنی میں نفع ونقصان پر قادر ہوتا ہوں رب تعالیٰ کے چاہنے سے۔ آیت کے معنی یہ ہوئے کہ میں بغیر اللہ کے چاہے اپنی ذات کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں اور ابھی قیامت کے لانے اور وقت سے پہلے عذاب آنے کا ارادہ رب نے چاہا نہیں تو میں اس کے لانے پر قادر نہیں۔

اور جب میں اپنے احوال نفسی پر قادر نہیں تو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے اس کے غیب اور تعیین وقت کو جلد ظاہر کرنے کی طاقت میرے پاس کہاں ہے نیز مجھے اس نے اجازت دی ہے اور نہ ہی اس کی جانب سے مجھ تک کوئی وحی پہنچی ہے ماسوئی اس بات کے کہ

﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ﴾ امتوں سے خواہ وہ اہل حق ہوں یا اہل باطل

﴿اَجَلٌ﴾ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کا وقت معین ہے

﴿اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ﴾ جو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت کے لیے معین کر رکھا ہے اس میں کوئی تقدیم وتاخیر نہیں ہو سکتی

﴿فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ یعنی کسی ضرر اور نقصان سے بچنے کے لیے ان کا ایک لمحہ لحظہ کے لیے تاخر طلب کرنا ممکن نہیں کیوں کہ لمحہ وساعت بھی مطلق وقت وزمان میں شامل ہے اور اسی طرح کسی نفع کے حصول کے لیے ان کا تقدیم کو طلب کرنا بھی ممکن نہیں بلکہ اس کے وقت میں معاملہ حتمی اور یقینی ہے اس سے تجاوز ہو ہی نہیں سکتا اس لیے تم اپنے اس وقت کے آنے کا انتظار کرو اور تمہارے ساتھ ہونے والا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

پھر جب وہ اجل ومیعاد پردۂ اخفا میں ہے اور کوئی بھی اس کے وقت کے تعین کرنے پر قادر نہیں ہے تو۔۔

﴿قُلْ﴾ ان کو متنبہ کرتے ہوئے

﴿اَرَءَيْتُمْ﴾ عذاب وعقاب کی جلدی چاہنے والے مجرمو! مجھے یہ تو بتاؤ

﴿اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا﴾ اندریں حال کہ تم رات کے عالم میں ہو

﴿اَوْ نَهَارًا﴾ اندریں حال کے تم اس میں چل پھر رہے ہو بلکہ تم جس شان اور حال میں بھی ہو گے اس کا امر تم پر سخت گذرے گا اور تمہیں پریشان کرے گا اور جب اس کے نزول کے وقت تمہارا یہ حال ہو گا تو

﴿مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ﴾ سبحانہ وتعالیٰ سے، اس کی طوالت کی کیوں کہ وہ تو تمام تر ناگوار گذرنے والی ہے

﴿الْمُجْرِمُوْنَ﴾ مختلف انواع عذاب کے مستحق، پھر کیا تم عذاب کے حلول کے وقت تک کے لیے تکذیب، انکار اور اپنے کفر وشرک پر اصرار کرتے ہو

﴿اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ﴾ اور نازل ہوگا

﴿اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾ اور اس وقت تمہیں ایمان نفع نہ دے گا بلکہ اس وقت تمہیں عز وجلال کے پردوں کے پیچھے سے پکارا جائے گا۔

﴿آٰلْئٰنَ﴾ اے گمراہو! اور تکذیب کرنے والو! ایمان لائے ہو

﴿وَ﴾ حالاں کہ تمہارا قول تو یہ تھا کہ

﴿قَدْ كُنتُم﴾ تم اپنے شدید انکار و اصرار سے

﴿بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ﴾ استہزاء و تمسخر کے طور پر

﴿ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے اوامر کے تقاضے سے خروج کرتے اور اس کے رسولوں کی تکذیب کرتے ہوئے

﴿ذُوقُوا﴾ اپنے ذوق کے بدلے اور رسولوں کی تکذیب اور ان کے ساتھ استہزاء سے لذت لینے کے عوض

﴿عَذَابَ الْخُلْدِ﴾ جو دائماً ابداً جاری ہونے والا ہے۔

﴿هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ﴾ بڑے بڑے جرائم و معاصی جو دنیوی زندگی میں کیے تھے۔

﴿وَ﴾ پھر جب آپ نے ان کو ان کے انجام بد سے مطلع کر دیا تو وہ

﴿يَسْتَنبِئُونَكَ﴾ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی ان آرزوؤں کے تقاضے پر آپ سے استفسار کرتے ہیں۔

﴿أَحَقٌّ هُوَ﴾ جن خطرات و وعیدات کی تم نے خبر دی ہے کیا وہ حقیقت ہے یا محض ایک مذاق ہے اور صرف دھمکی ہے

﴿قُلْ﴾ اس معاملے کی تحقیق و تاکید میں مبالغہ کرتے ہوئے

﴿إِي وَرَبِّي﴾ میں اپنے رب کی قسم کھاتا ہوں

﴿إِنَّهُ لَحَقٌّ﴾ اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام سے وہ میرے نزدیک محقق و ثابت ہے اور اس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

﴿وَمَا أَنتُم﴾ ان بے بنیاد شبہات اور ظنون و جہالات کے ہوتے ہوئے۔

﴿بِمُعْجِزِينَ﴾ خود پر نازل ہونے والے عذاب کو ٹالنے والے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ
وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ
وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا
النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾
قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾﴾ [یونس: 54-58].

اور اگر ہر ظالم شخص کے پاس روئے زمین کی دولت ہوتی تو وہ (عذاب سے بچنے کے لیے)

ساری دولت بطور فدیہ دے دیتا اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو اپنی ندامت کو چھپائیں گے اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۵۴﴾ غور سے سن لو! کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ غور سے سن لو! بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۵۵﴾ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ﴿۵۶﴾ اے لوگو! تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے اور یہ دل کی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور اہل ایمان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ﴿۵۷﴾ آپ فرمایئے: اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر ان کو خوشی منانی چاہیے۔ یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں ﴿۵۸﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ تم خود سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کیسے ٹال سکتے ہو اگر فرض کرلیا جائے

﴿لَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ﴾ اور وہ سبحانہ وتعالیٰ کے اوامر ونواہی کے تقاضے سے نکل چکا ہے

﴿مَا فِي الْاَرْضِ﴾ یعنی اس میں موجود تمام تر خزانے

﴿لَافْتَدَتْ بِهٖ﴾ بلکہ اس سے کئی گنا زائد فدیہ کا قبول کرنا فرض کرلیا جائے

﴿وَ﴾ وہ اس فدیہ کی ادائیگی کے بعد

﴿اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ﴾ یعنی جب انہوں نے عذاب اور اس کی ہولناکیاں دیکھیں تو حیران رہ گئے اور اس کے بالمقابل فدیہ دینے پر شرمسار ہوئے اور اس سے کلی طور پر مایوس ہوگئے۔

﴿وَ﴾ انہیں فدیہ نے کچھ نفع نہ دیا بلکہ

﴿قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ خدائی انصاف اور اس کی حکومت اور حکمت کے تقاضے پر

﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ اپنے کفر وضلال کے سلسلے میں، کیوں کہ وہ تمام کے تمام اس کے اسماء وصفات کے عکوس اور سائے ہیں۔

﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ﴾ اور اس کے علم وقدرت کے دائرے میں

﴿مَا﴾ ظاہر ہوا ہے

﴿فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کائنات وفاسدات، وہ بتقاضاء عدل جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور بطور فضل جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے

﴿اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ﴾ ثواب وعذاب کے سلسلے میں جو اس نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے۔

﴿حَقٌّ﴾ محقق ثابت لامحالہ کیوں کہ اس کے وعدے میں تخلف وتعطل جاری نہیں ہوتا

﴿وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ﴾ اس کے قطعی احکام اور مضبوط حکمت میں قلتِ تدبر اور ناقص سمجھ کی وجہ سے

﴿لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ اس کے وعدے کی حقانیت کو اور جہالت وعناد سے اس پر ایمان بھی نہیں رکھتے پھر یہ اصرار وعناد سے کام لینے والے لوگ اس کی وسعتِ قدرت میں کسی طرح شک اور تردد کرتے اور اس کے وعدے کے پورا ہونے کو بعید از قیاس تصور کرتے ہیں جب کہ

﴿ھُوَ یُحْیٖ﴾ یعنی وہ ظاہر کرتا ہے اور اپنی جبی تجلی کے ذریعے ایجاد کرتا ہے ان کے ہیکلوں اور شبیہوں کو جب کہ وہ اس سے پہلے کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھے۔

﴿وَ﴾ ان کے احیاء واظہار کے بعد

﴿یُمِیْتُ﴾ اپنی قہری تجلی کے ساتھ، اور وہ اپنی پہلی حالت (عدم) پر چلے جائیں گے

﴿وَ﴾ انہیں مارنے کے بعد وہ انہیں جزا وحساب کے لیے دوبارہ زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں جبکہ وہ اپنے تمام امور واحوال میں

﴿اِلَیْہِ﴾ اس کے غیر کی طرف نہیں جبکہ اس کے وجود کے سوا کوئی غیر ہے ہی نہیں

﴿تُرْجَعُوْنَ﴾ ان روشنیوں اور سایوں کی طرح ہیں جو بالآخر سورج کی طرف ہی لوٹ جاتے ہیں۔

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ﴾ منشاءِ اصلی اور وطنِ حقیقی کو بھولنے والو!

﴿قَدْ جَآءَتْکُمْ﴾ تمہیں بیدار اور خبردار کرنے کے لیے

﴿مَّوْعِظَۃٌ﴾ اور تذکرہ

﴿مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ﴾ یعنی جو تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے مرضوں کو شفا دیتی ہے۔

﴿وَھُدًی﴾ مرکزِ توحید تک پہنچنے والوں کے لیے ہادی اور رہنما

﴿وَّرَحْمَۃٌ﴾ عامہ، شاملہ، کاملہ

﴿لِّلۡمُؤۡمِنِينَ﴾ نیکی اور تقویٰ والے حضرات کے لیے، اس لیے تم پر لازم ہے کہ تم اس کے احکام سے نصیحت لو اس کے امور میں تدبر کرو اور اس کے مفاتح و مطالع میں تجربات حاصل کرو تا کہ اس سے تمہاری وسعت و طاقت کے مطابق تم پر منکشف ہو جائے اور اللہ سبحانہ اپنی جناب خاص کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

وهو العزيز الحكيم

﴿قُلۡ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ اپنے پیروکاروں سے ارشاد فرما دو

﴿بِفَضۡلِ ٱللَّهِ﴾ اس کے حسنِ قبول اور شرف و حضور کے ساتھ

﴿وَبِرَحۡمَتِهِۦ﴾ جو اس کے تمام مظاہر پر متسع و مشتمل ہے اس سے تشرف وانکشاف لیں

﴿فَبِذَٰلِكَ﴾ اس تلذذ اور حضور حقیقی سے

﴿فَلۡيَفۡرَحُواْ﴾ ان جسمانی اور فانی لذیذ اشیاء سے تلذذ اور حظ لینے کے عوض

﴿هُوَ﴾ یعنی تمہارا روحانی سرور و کیف

﴿خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُونَ﴾ تمہارے نفوس کی خواہشات اور تمہاری شخصیات کے لوازمات، اگر تم مخلص اور صاحبانِ یقین ہو۔

﴿ قُلۡ أَرَءَيۡتُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ لَكُم مِّن رِّزۡقٖ فَجَعَلۡتُم مِّنۡهُ حَرَامٗا وَحَلَٰلٗا قُلۡ ءَآللَّهُ
أَذِنَ لَكُمۡۖ أَمۡ عَلَى ٱللَّهِ تَفۡتَرُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ ٱلَّذِينَ يَفۡتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلۡكَذِبَ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِۗ
إِنَّ ٱللَّهَ لَذُو فَضۡلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَهُمۡ لَا يَشۡكُرُونَ ﴿٦٠﴾ وَمَا تَكُونُ فِي شَأۡنٖ وَمَا تَتۡلُواْ
مِنۡهُ مِن قُرۡءَانٖ وَلَا تَعۡمَلُونَ مِنۡ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُودًا إِذۡ تُفِيضُونَ فِيهِۚ وَمَا يَعۡزُبُ عَن
رَّبِّكَ مِن مِّثۡقَالِ ذَرَّةٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَآ أَصۡغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكۡبَرَ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٍ
﴿٦١﴾ ﴾ [یونس: 59-61].

آپ فرمائیے: بھلا بتاؤ جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نازل کیا پس تم نے اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال قرار دیا۔ آپ پوچھیے: کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو؟ ۞ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا قیامت کے دن کے

بارے میں کیا گمان ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ۝٦٠ (اے نبی مکرم ﷺ!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی قرآن سے تلاوت کرتے ہیں اور (اے لوگو!) تم جو کام بھی کرتے ہو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو اور آپ کے رب سے ایک ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس ذرہ سے کوئی چھوٹی چیز اور نہ بڑی مگر یہ سب روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں ہے ۝٦١

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ﴾ مجھے بتاؤ تم نے کیسے کفر کیا اس میں۔

﴿مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ تمہاری معاش اور تمہارے مزاج کو طاقت ور بنانے کے لیے۔

﴿مِّنْ رِّزْقٍ﴾ تمہارے لیے بھیجا ہوا اسباب سے وابستہ آسمان سے اتار کر تمہارے لیے مباح اور جائز قرار دیا ہوا۔

﴿فَجَعَلْتُمْ﴾ اپنی طرف سے۔

﴿مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا﴾ کسی شرعی حکم کے وارد ہوئے بغیر تم نے کچھ حلال کر دیا اور کچھ حرام

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ انہیں تنبیہ فرما دو

﴿آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ﴾ اس تفریق وتقسیم کی

﴿اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ کہ تم اسے اس کی طرف منسوب کرتے ہو

﴿وَمَا ظَنُّ﴾ یعنی کون سی چیز ہے کہ ان افتراء پردازوں نے گمان کیا ہے۔

﴿الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ کہ انہیں اس کی جزا نہ دی جائے گی اور اس پر ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔

﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ اللہ سبحانہ پر افتراء کرنے کے سلسلے میں جو اس کی جناب سے صادر ہی نہیں ہوا بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ پر اس جرأت و بے باکی پر پکڑا جائے گا بالخصوص وعید اور زجر وتوبیخ والی آیات کے وارد ہو جانے کے بعد جو پھر بھی اس جرم سے باز نہ آئے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کی اصلاح کرنے والا

﴿لَذُوْ فَضْلٍ﴾ عظیم کرم والا

﴿عَلَى النَّاسِ﴾ کتابوں کو نازل فرما کر اور رسولوں کو بھیج کر، ان حضرات نے ان کے احوال کے مطابق ان کی خوب اصلاح کی

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ﴾ اپنی جہالت اور خبث باطن کی وجہ سے

﴿لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ اس کے انعامات کا، بلکہ عناداً کفرانِ نعمت اور انکار کرتے ہیں۔

﴿وَ﴾ آپ کی رسالت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر آنے والی وحی اور اس کی تائید کا وہ کیسے انکار کرتے ہیں کیوں کہ

﴿مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ﴾ اللہ تعالیٰ کی رسالت کا دعویٰ کرنے اور اس کی طرف سے بغیر اجازت کے شریعت لانے کے معاملے میں

﴿وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ﴾ اس بات کا دعوای کرتے ہوئے کہ اس کا نزول اس (ﷻ) کی جانب سے ہے مگر اس نے اس کی وحی اور اس کا انزال نہیں کیا۔

﴿وَّلَا تَعْمَلُوْنَ﴾ تم بھی

﴿مِنْ عَمَلٍ﴾ صالح یا طالح خیر یا شر

﴿اِلَّا كُنَّا﴾ ہم اپنی ذات اور اپنے اوصاف واسماء کے ساتھ

﴿عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا﴾ حاضر رقیب اور تمہارے پورے عمل پر مطلع

﴿اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ﴾ تم اس میں غور وخوض کرتے ہو اس میں شروع ہوتے ہو یا اس سے دور

﴿وَ﴾ ہمارا علم وشہود اس کا کیسے احاطہ نہیں کر سکتا اور ہم اس پر کیوں کر مطلع نہ ہوں جبکہ

﴿مَا يَعْزُبُ﴾ یعنی بعید اور غائب نہیں

﴿عَنْ رَّبِّكَ﴾ جو تمہارا مربی ہے اے تمام کونی اور کیانی مراتب کے جامع مظہر اور تمام اخلاق الٰہیہ سے متصف!

﴿مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ﴾ اس کی اقطار واکناف میں

﴿وَلَا فِي السَّمَآءِ﴾ اور اس کی فضا میں

﴿وَ﴾ اس کے حیطہ علم سے کوئی شے کیسے غیب اور دور ہو سکتی ہے۔

﴿لَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ﴾ مقدار کے اعتبار سے

﴿وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾ جوارباب ولاء پرخوب ظاہرو واضح ہے یہ وہ حضرات ہیں جو اپنی ارواح کو راہ فناء میں صرف کرتے ہیں وحدت کے دریا میں ڈوبے رہتے ہیں اور اپنی شخصیات کی جانب سے کلیۃً فنا ہو چکے ہیں

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ
جَمِیْعًا ؕ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ وَمَا
یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ
اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾﴾ [یونس:62-66].

غور سے سنو! بے شک اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٦٢﴾ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ہمیشہ متقی رہے ﴿٦٣﴾ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی بڑی کامیابی ہے ﴿٦٤﴾ اور آپ کو ان کی باتیں غمگین نہ کریں۔ بے شک ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے ﴿٦٥﴾ خبردار! جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کس کی پیروی کر رہے ہیں؟ یہ صرف گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور صرف قیاس آرائیاں کر رہے ہیں ﴿٦٦﴾

تفسیر الجیلانی

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ﴾ بشری لوازمات سے کلی طور پر علیحدہ ہو جانے والے اور اپنی نفسانی خواہشات کے تقاضوں سے کنارا کشی کرنے والے

﴿لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ کیوں کہ خوف اور حزن تو طبیعت کے لوازمات اور اس کے تقاضوں کی وجہ سے ہوتا ہے جب وہ طبعی لوازم سے مجرد ہو گئے اور حق تعالیٰ کی شخصیت میں فنا حاصل کر گئے تو وہ اس مقام پر آ گئے

کہ اب ان میں حزن وخوف اور امن وسرور کے پیدا ہونے کی گنجائش نہ رہی کیوں کہ فانی ان متضاد چیزوں سے موصوف نہیں ہوتا۔

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ جو اپنے سلوک کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے یعنی یقین علمی کے مقام پر متمکن ہوئے

﴿وَ﴾ اس تحقق وتمکن کے بعد

﴿كَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ﴾ اور وہ اس کی صفات جلالیہ کی سطوت وہیبت سے ڈرتے تھے کیوں کہ وہ اپنی شخصی خواہشات کے مشاغل اور تعینات کی آمیزشوں میں ڈوب چکے تھے مگر جب وہ اخلاص اور کامل توجہ سے ان قباحتوں سے رہا ہو گئے تو۔

﴿لَهُمُ الۡبُشۡرٰی﴾ اللہ تعالیٰ کے حضور سے عظیم فوز وفلاح کی صورت میں۔

﴿فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَةِ﴾ کیوں کہ وہ مقام عبودیت پر فائز ہو کر مرکز توحید سے گذرتے ہوئے اس مرتبے پر پہنچ گئے جس کے لیے ان کو ظاہر کیا گیا تھا یعنی معرفت وشہود۔

﴿لَا تَبۡدِیۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ جو کامل بھی ہیں اور اس کی کرامت وبشارت پر ناطق وشاہد بھی۔

﴿ذٰلِكَ﴾ دونوں جہانوں میں یہ کامل خوشخبری۔

﴿هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ﴾ اور ارباب عنایت جو قبولیت کی منزل سے ہمکنار ہو چکے ہیں ان کے لیے لطف عمیم ہے۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور اس کی ولاء سے موصوف اور فائز المرام ہو جانے کے بعد۔

﴿لَا یَحۡزُنۡكَ قَوۡلُهُمۡ﴾ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے اس کا شریک بنانے اور اس کی کتاب کی تکذیب کرنے کی وجہ سے باطل ہے اور آپ ان کی دھمکیوں سے مغموم نہ ہوں اور مال وجاہ سے ان کے تفاخر پر توجہ نہ دیں کیوں کہ

﴿اِنَّ الۡعِزَّةَ﴾ عظیم، معتبر اور مستقل

﴿لِلّٰهِ﴾ جو عظمت وجلال کی چادر کا مالک اور جلال وکمال والی صفات سے موصوف ہے

﴿جَمِیۡعًا﴾ ان سرکشوں اور باغیوں کی عزت کچھ بھی نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ عنقریب اپنے قہر وجلال سے انہیں ذلیل کرے گا اور آپ کو ان پر غلبہ وتسلط عطا فرمائے گا کیوں کہ

﴿هُوَ السَّمِیۡعُ﴾ ان کے جھوٹے اور باطل اقوال کو۔

﴿الۡعَلِیۡمُ﴾ ان کی فاسد نیتوں کو اور انہیں اپنے علم کے تقاضے پر جزا دے گا اور ان سے انتقام بھی لے گا

● اے نبی محترم ہاشمی ومطلبی ﷺ خواب غفلت سے جگانے کے لیے اس شخص سے فرما دو جو ان باطل تماثیل

اور فانی سایوں کی ربوبیت والوہیت کا دعویٰ کرتا ہے اور انہیں انتباہ کردو کہ بے وقوفو! تم مصنوع ومفضول کی شراکت کا صانع حکیم وقدیم کے ساتھ دعویٰ کیسے کرتے ہو؟

﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ﴾ اے اسراف سے کام لینے والے اور اللہ کی قدر ومنزلت سے ناآشنا لوگو! جو اپنی ذات میں متوحد ومتفرد ہے اور اپنی صفات واسماء سے مظاہر پر جلوہ افروز ہے اس کے متعلق آگاہ رہو کہ

﴿مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ﴾ یعنی ملائکہ

﴿وَمَنْ فِى الْاَرْضِ﴾ جن وانس، یہ اپنے فضل وشرف اور علوِ مقام کے باوجود الوہیت وربوبیت کا حق نہیں رکھتے

﴿وَ﴾ پھر درجہ اعتبار سے گرے ہوئے یہ جمادات کیسے مستحق ہو سکتے ہیں اسی لیے

﴿مَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ﴾ جو شرک کرتے ہیں

﴿يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ﴾ اس کی الوہیت میں اور اس کی عبادت کی طرح یہ بھی عبادت کا حق رکھتے ہیں یہ محض جھوٹ اور باطل نظریہ ہے

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ﴾ یعنی یہ گمراہ اور مشرک لوگ نہیں پیروی کرتے

﴿اِلَّا الظَّنَّ﴾ اور محض اندازہ ہے جس کی بنیاد ان کی جہالت اور جملہ مظاہر میں حق کی شخصیت کے راز سے غفلت ہے اسی لیے تو وہ ایک مظہر کو دوسرے مظہر سے حقیر جانتے ہیں۔

﴿وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ یعنی وہ اپنے اس حصر وادّعاء میں کذب وافتراء کا شکار ہیں

تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

پھر اے جاہلو! تم اللہ تعالیٰ سے کیسے غافل رہ سکتے ہو اور اے حجاب میں رہنے والو! تم اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کیسے کرتے ہو؟

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ
فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
﴿٧٠﴾﴾ [یونس: 67-70].

وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں ﴿٦٧﴾ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا بنالیا ہے، وہ پاک ہے، وہ تو بے نیاز ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے، تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں؟ ﴿٦٨﴾ آپ فرمایئے: جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پائیں گے ﴿٦٩﴾ یہ (چند روزہ) دنیا کی لطف اندوزی ہے پھر ہماری ہی طرف انہیں لوٹنا ہے۔ پھر ہم ان کے کفر کے بدلے میں انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ﴿٧٠﴾

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ﴾ اپنی قدرت اور کمال حکمت سے لباس

﴿لِتَسْكُنُوا فِيهِ﴾ اور تاکہ تھکاوٹ کے بعد آرام کرسکو

﴿وَ﴾ تمہارے لیے بنایا

﴿النَّهَارَ مُبْصِرًا﴾ تاکہ تم اپنے معاشی امور میں اپنے مقاصد تک پہنچ سکو

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ﴾ اس وضع و تقدیر میں

﴿لَاٰیٰتٍ﴾ اور عظیم دلائل ہیں جو اس کی متانتِ حکمت کمالِ قدرت اس کی الوہیت میں توحد اس کی ربوبیت میں تفرد اور تصرفِ کائنات میں بلاشرکت غیر اس کے استقلال پر شاہد و ناطق ہیں

﴿لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ﴾ غفلت و ذھول کی ملاوٹ سے پاک اور عزیمت تامہ کاملہ سے تدبر و تفکر کے ساتھ، پھر انہوں نے اپنے حجابات کی کثافت اور اپنے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر آجانے والے پردوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ جانی اسی لیے تو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ایسی شے کی نسبت کر دی جس سے وہ ذات اقدس منزہ و مقدس تھی۔

﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ﴾ اللہ بلند و بالا ہے ظالموں کے اس قول سے، پھر اس کے لیے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ

﴿هُوَ الْغَنِیُّ﴾ بذاتہٖ، تعدد سے مطلقاً اس کے غیر کا اصلاً و حقیقتاً وجود ہی نہیں بلکہ

﴿لَهٗ﴾ مظاہر میں

﴿مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ جن پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اسماء حسنیٰ اور صفات علیاء کے مطابق بتقاضاء تجلی حبی اور لطفی کے ظہور فرمایا ہے پھر یہ ظہور کون و تحقق کے طور پر نہیں بلکہ انہیں انعکاس و ظل کے اعتبار سے ہے۔

﴿اِنْ عِنْدَكُمْ﴾ یعنی اے جاہلو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی قدر و معرفت ہی نہیں

﴿مِّنْ سُلْطٰنٍ﴾ کوئی حجت و برہان

﴿بِهٰذَا﴾ جھوٹا دعوٰی اور باطل قول سے بلکہ اس کے ساتھ تو تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بہتان طرازی کرتے ہو

﴿اَتَقُوْلُوْنَ﴾ اے افترا پردازو!

﴿عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اور نہیں سمجھتے کہ اس کی جناب اقدس کتنی بلند و بالا ہے

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ ہمارے نائب ہونے کے اعتبار سے ان جھٹلانے والے بہتان بازوں سے بطور نصیحت و حکمت

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ﴾ اور انتساب کرتے ہیں۔

﴿عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ﴾ اور وہ اس دوسری اٹھان میں مرتبہ توحید پر بھی فائز نہ ہو سکیں گے جب کہ وہ مقام تو اہلِ کمال کی معراج ہے بلکہ ان کے اس بہتان کے بدلے میں ان کے لیے ہے۔

﴿مَتَاعٌ﴾ قلیل نفع لینا

﴿فِي الدُّنْيَا﴾ ریاست وجاہ ومال

﴿ثُمَّ﴾ اس جہان کے اختتام کے بعد

﴿إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ﴾ دوسرے جہان میں

﴿ثُمَّ﴾ ان پر تیقن وانکشاف کے بعد

﴿نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ﴾ ان کے عوض جو وہ اس دنیا میں لذیذ پاتے تھے

﴿بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ﴾ یعنی اپنے کفر وشرک کے باعث

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ
اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ
وَلَا تُنْظِرُونِ ﴿٧١﴾ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾ ﴾ [یونس:71-73].

اور آپ ﷺ ان کو نوح علیہ السلام کا قصہ پڑھ سنایئے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر میرا تم میں رہنا اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے نصیحت کرنا تم پر گراں گزرتا ہے تو میں نے تو اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا ہے پس تم بھی اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر کوئی متفقہ فیصلہ کر لو۔ پھر تمہارا یہ فیصلہ تم پر مخفی نہ رہے پھر (جو جی میں آئے) میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو ﴿٧١﴾ پھر بھی اگر تم منہ موڑے رہو تو میں نے تم سے کوئی اجر طلب نہیں کیا۔ میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں ﴿٧٢﴾ سو انہوں نے ان کو جھٹلایا پس ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے سب کو نجات دی اور ہم نے انہیں ان کا جانشین بنا دیا اور جن لوگوں نے

ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ہم نے غرق کر دیا۔ پس دیکھ لو ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا ﴿۷۳﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَاتۡلُ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ

﴿عَلَيۡهِمۡ﴾ بطور نصیحت وانتباہ

﴿نَبَاَ نُوۡحٍ﴾ ان کی قوم کے ساتھ ان کی سرگذشت

﴿اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ﴾ جس وقت عناد و تکبر کرتے ہوئے انہوں نے آپ کے دین سے انکار کیا اور آپ کو ہلاک کرنے کے لیے سوچنے لگے

﴿يٰقَوۡمِ﴾ آپ نے انہیں اپنی طرف منسوب فرمایا نبوت کی شفقت کے تقاضے پر

﴿اِنۡ كَانَ كَبُرَ﴾ شاق اور بھاری گذرا ہے

﴿عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ﴾ تم میں اور میری زندگی تمہارے درمیان

﴿وَتَذۡكِيۡرِىۡ﴾ تم کو

﴿بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ جو اس کی توحید اور الوہیت و ربوبیت میں اس کے مستقل ہونے پر دال ہیں

﴿فَعَلَى اللّٰهِ﴾ اس کے غیر پر نہیں کیوں کہ اس کے ساتھ اس کا غیر ہے ہی نہیں اور نہ ہی اس کے سوا کوئی شے ''بطور وجود حقیقی'' ہے

﴿تَوَكَّلۡتُ﴾ اس پر میرا اعتماد ہے اور میرا معاملہ اسی کے سپرد ہے

﴿فَاَجۡمِعُوۡۤا﴾ یعنی تم پر لازم ہے کہ جمع کرو

﴿اَمۡرَكُمۡ﴾ اور میرے ہلاک کرنے میں اپنی تدابیر کو

﴿وَ﴾ اور اس کے ساتھ ساتھ بلاؤ

﴿شُرَكَآءَكُمۡ﴾ مجھے راہ سے ہٹانے کے لیے ان کی بھی مدد لے لو

﴿ثُمَّ﴾ اپنی تدبیر اور شرکاء سے مدد طلبی کے بعد واضح رہے کہ

﴿لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ﴾ اس میں باقی نہ رہے

﴿عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً﴾ کوئی ایسا پردہ اور خفیہ پہلو کہ جس سے تم مغموم و محزون ہو جاؤ بلکہ اپنی عقل وفکر سے اپنی تدبیر کو

مرتب ومربوط کرلو۔

﴿ثُمَّ اقْضُوٓا اِلَیَّ﴾ میری ہلاکت کے تیار کردہ اسباب کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہو جاؤ

﴿وَلَا تُنْظِرُوْنِ﴾ مجھے ایک لمحہ بھی مہلت نہ دو اور میرے قتل و ہلاک کرنے میں جو چاہتے ہو وہ کر گزرو مجھے تمہاری تدابیر اور تمہارے مددگاروں کی کوئی پروا نہیں کیوں کہ میرا اللہ ہی مجھے کافی ہے اور میرا اعتماد اور توکل اسی پر ہے اس لیے کہ میں تو اس کی اجازت سے تمہیں وعظ و نصیحت کرتا ہوں

﴿فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ﴾ اور میری تبلیغ سے اعراض کرو

﴿فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ﴾ یعنی تمہارے اعراض اور روگردانی کا سبب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے اس تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب کیا ہے جس کے باعث تم اعراض کر رہے ہو بلکہ

﴿اِنْ اَجْرِیَ﴾ یعنی میرا اجر اور میری مزدوری

﴿اِلَّا عَلَی اللّٰهِ﴾ جس نے مجھے اس کام کا حکم دیا ہے۔

﴿وَاُمِرْتُ﴾ اسی کی جانب سے۔

﴿اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ جو اپنے امور کو اسی کے حضور سپرد کرتے ہیں اور قضاء و قدر میں اس کے فرمان پر اپنا سر خم رکھتے ہیں کیوں کہ سب کچھ اسی سے شروع ہوا ہے اور اسی کی جانب ہی لوٹنے والا ہے مگر اس عظیم نصیحت اور تمام تر دلائل و براہین قاطعہ کے باوجود۔

﴿فَكَذَّبُوْهُ﴾ عناد اور تکبر کی بنیاد پر اور اپنی ضد پر اصرار کرتے رہے تو ہم نے انہیں اس باغیانہ رویے پر طوفان میں تباہ و برباد کر دیا۔

﴿فَنَجَّیْنٰهُ وَمَنْ﴾ ایمان لائے

﴿مَّعَهٗ﴾ وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے

﴿فِی الْفُلْكِ﴾ جو اللہ تعالیٰ کی وحی و تعلیم سے آپ کے نیچے تھی جب آپ اسے بنا رہے تھے تو آپ کی قوم اس پر آپ سے استہزاء کر رہی تھی

﴿وَجَعَلْنٰهُمْ﴾ یعنی کشتی والوں کو

﴿خَلٰٓئِفَ﴾ ہلاک ہونے والوں کے جانشین، ان کی تعداد اسی (80) تھی جو ایمان باللہ اور تصدیق بالرسول کی

دولت سے مالا مال تھے۔

﴿وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ﴾ اے بنظر عبرت دیکھنے والے!

﴿كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ اپنے ڈرانے والے کی تکذیب کرنے والوں کا۔

- ملاحظہ کریں کہ ان کا فخر وغرور اور انکار واصرار انہیں کہاں تک لے گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

﴿ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ
مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا
لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ اَسِحْرٌ هٰذَا وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾
قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ
﴿٧٨﴾ ﴾ [یونس: 74-78].

پھر نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس روشن دلائل لے کر آئے مگر جس چیز کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے وہ اس پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ تھے اسی طرح ہم سرکشی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ﴿٧٤﴾ پھر ان رسولوں کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور ان کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے ﴿٧٥﴾ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا تو کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے ﴿٧٦﴾ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیا تم حق کے متعلق یہ کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے ﴿٧٧﴾ انہوں نے کہا: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس (دین) سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور (مصر کی) سرزمین میں صرف تم دونوں کے لیے بڑائی ہو جائے اور ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿٧٨﴾

تفسیر الجیلانی

﴿ثُمَّ﴾ جب ان نجات پانے والے خلفاء کی تعداد میں اضافہ ہوا اور یہ مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور ان پر کئی دور بھی گذر گئے تو راہ راست سے ہٹ گئے تو

﴿بَعَثْنَا﴾ ان کی اصلاح احوال کے لیے

﴿مِنْ بَعْدِهٖ﴾ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد

﴿رُسُلًا﴾ ان میں سے ہر رسول

﴿اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ واضح اور معجزات قاطعہ جو ان کے دعویٰ رسالت کی تصدیق کر رہے تھے۔

﴿فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا﴾ مگر انہیں تصدیق و ایمان کی توفیق نہ مل سکی

﴿بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ﴾ یعنی بعثت مرسلین سے قبل بلکہ وہ اپنی سابقہ روش پر ہی ڈٹے رہے کیوں کہ ان کی طبیعت میں جہل اور ان کی جبلت میں خباثت بھر چکی تھی۔

﴿كَذٰلِكَ نَطْبَعُ﴾ غفلت اور نسیان کی مہر کے ساتھ

﴿عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے اور اس تجاوز و نافرمانی پر پختہ ہو جانے والوں پر

﴿ثُمَّ﴾ جب ان میں سے سرکشوں کو ہم نے اپنے عقاب میں لے لیا

﴿بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ﴾ یعنی ان گذشتہ رسولوں کے بعد

﴿مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ﴾ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی اور ان کے معاون تھے

﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ﴾ جو غلو و فساد میں حد سے بڑھا ہوا تھا اور اس نے "میں تمہارا اعلیٰ اور بڑا رب ہوں" کہہ کر اپنے لیے ربوبیت کا دعوٰی کر رکھا تھا

﴿وَمَلَا۟ئِهٖ﴾ جو اس پر ایمان رکھتے اور اس کے معاملے میں اس سے تعاون کرتے تھے

﴿بِاٰيٰتِنَا﴾ جو کائنات میں ہمارے استقلال اور الوہیت و ربوبیت میں ہمارے تفرد اور ہمارے رسول کے لائے ہوئے پورے دین پر شاہد و ناطق تھیں

﴿فَاسْتَكْبَرُوْا﴾ تسلیم و اطاعت سے، اور تکذیب و عناد سے مقابلے پر اتر آئے

﴿وَ﴾ وہ ہمارے سابق و ازلی علم میں

﴿كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴾ بڑے بڑے جرائم کے مرتکب اور شدید ترین عذاب کے مستحق، اسی لیے تو جو ان کی استعداد و قابلیت میں تھا اسے ظاہر کر ڈالا

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ﴾ جو اتباع و اطاعت کا حقدار تھا

﴿مِنْ عِنْدِنَا﴾ ان کے ساتھ معارضہ اور ان کے معجزات کا مقابلہ کرنے کے بعد

﴿قَالُوْٓا﴾ ان کی تصدیق اور ان پر ایمان لانے کے بدلے

﴿اِنَّ هٰذَا﴾ یہ جھوٹا جادوگر جو لے کر آیا ہے

﴿لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ تمام جادوگروں سے عظیم و اعلیٰ ہے اس کا جادو

﴿قَالَ مُوْسٰى﴾ ان کی یہ بات سن کر بطور حسرت و حزن ان کے ایمان کا سوال کرتے ہوئے از راہ شفقت نبوت اور انہیں نصیحت کے طور پر ڈانٹتے ہوئے

﴿اَتَقُوْلُوْنَ﴾ اے بے وقوفو!

﴿لِلْحَقِّ﴾ صریح اور ثابت ہے

﴿لَمَّا جَآءَكُمْ﴾ تمہارے حال کی اصلاح کے لیے تاکہ وہ تمہارے دلوں میں تمہارے رب کی وحدانیت کے بارے تصدیق پیدا کرے مگر تم نے اسے بیکار جادو کہہ دیا۔

﴿اَ﴾ تم اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں کرتے اور اس کی طرف منسوب کر کے کہتے ہو

﴿سِحْرٌ هٰذَا وَ﴾ حالانکہ

﴿لَا يُفْلِحُ﴾ اور نہ ہی خیر سے ہمکنار ہوتے ہیں

﴿السّٰحِرُوْنَ﴾ جب کہ یہ پورے کا پورا نجاح و فلاح ہے اور وہ بھی دونوں عالم میں

﴿قَالُوْٓا﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس وعظ و نصیحت کو سننے کے بعد

﴿اَجِئْتَنَا﴾ اے کذاب جادوگر!

﴿لِتَلْفِتَنَا﴾ کہ ہمیں تو پھیر دے۔

﴿عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا﴾ اور اپنے اسلاف کو۔

﴿وَ﴾ اور تیری مرضی ہے کہ۔

﴿تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ﴾ عظمت و بڑائی

﴿فِي الْأَرْضِ﴾ جس پر ہم رہ رہے ہیں
﴿وَ﴾ تم جہاں چاہو چلے جاؤ
﴿مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ﴾ تصدیق اور فرمانبرداری کرنے والے

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا
أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ
عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا
ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ
وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾
فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ
الْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾﴾ [یونس:79-86].

اور فرعون نے حکم دیا ہر ماہر جادوگر کو میرے پاس لے آؤ(۷۹) پس جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا: ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو(۸۰) جب انہوں نے ڈال دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ جو کچھ تم لائے ہو یہ جادو ہے۔ یقیناً ابھی اللہ تعالیٰ اس کو باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کے کام سنوارا نہیں کرتا(۸۱) اور اللہ تعالیٰ اپنے کلمات سے حق کو حق (ثابت) کر دکھاتا ہے خواہ مجرم اسے ناپسند ہی کریں(۸۲) پس (ابتدا میں) موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے چند نوجوانوں کے علاوہ کوئی ان پر اس خوف سے ایمان نہ لایا کہ کہیں فرعون اور ان کے سردار انہیں مصیبت میں نہ ڈال دیں اور واقعی فرعون سرزمین (مصر) میں بڑا سرکش تھا اور واقعی وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا(۸۳) اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو تو اُسی پر توکل کرو اگر تم سچے مسلمان ہو(۸۴) انہوں نے کہا: ہم نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کے لیے آزمائش (تختۂ مشق) نہ بنا(۸۵) اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے(۸۶)

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ جب انہوں نے دلائل و براہین سے ان کا منہ بند کر دیا اور وہ ان کے معجزات کے سامنے عاجز ہو گئے تو ان کے ساتھ مقابلہ کرنے پر اتر آئے۔

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ﴾ اپنے حواریوں کو حکم کرتے ہوئے

﴿ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ﴾ جو جادو کے فن میں ماہر ہو چنانچہ انہوں نے اپنی پولیس کے ذریعے تمام جادوگروں سے رابطہ کیا اور وہ فرعون کے دربار میں جمع ہو گئے اور وقت اور جگہ کا تعین کرنے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل پڑے۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ﴾ وقت اور وعدہ کے مطابق، تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیر جانتے ہوئے کہا کہ تمہارے پاس جو جادو ہے اسے ظاہر کرو

﴿قَالَ لَهُمْ مُوسَى﴾ اللہ تعالیٰ سے استعانت اور اس پر توکل کرتے ہوئے

﴿أَلْقُوا﴾ اے تکذیب اور فخر و غرور کرنے والو!

﴿مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ فَلَمَّا أَلْقَوْا﴾ جو جادو وہ لے کر آئے تھے فرعون کی نظر کرم کے طالب اور اس سے اجرِ عظیم کے متمنی ہوئے اور انہیں اپنے غلبے کا یقین ہو گیا

﴿قَالَ مُوسَى﴾ ان کے پیش کردہ جادو کو دیکھ کر

﴿مَا جِئْتُمْ بِهِ﴾ اے فساد برپا کرنے والو اور فخر و غرور کے پتلو!

﴿السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ﴾ تمہارے تمام دجل و فریب پر مطلع

﴿سَيُبْطِلُهُ﴾ عنقریب، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ ان کی بناوٹ کو نگلنے لگا چنانچہ حق غالب آ گیا اور باطل سرنگوں ہو گیا اور انہیں رسوائی اور پسپائی نصیب ہوئی

﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ اپنے بندوں کے احوال کا مصلح

﴿لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ﴾ جو افساد و اسراف میں مشغول رہتے ہیں اور بغاوت و سرکشی میں اصرار کرتے ہیں

﴿وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ﴾ جو اس کی جناب سے ثابت اور واجب ہے

﴿بِكَلِمَاتِهِ﴾ یعنی اپنے اوامر و نواہی اور آیات و معجزات کے ساتھ

﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾ جو نورِ ایمان و توحید سے محروم ہیں، اس ثابت شدہ معاملے کو پھر جب اس جادو اور

شعبدہ بازی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کردار غالب آ گیا اور ان کے غلبے کا شہرہ تمام زمین پر پھیل گیا۔

﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى﴾ ان میں سے، ان پر آپ کا صدق ظاہر ہو جانے کے بعد

﴿اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ﴾ یعنی بنی اسرائیل سے چند نوجوان، اور دعوت الی الحق کے بعد ان کے توقف کا سبب یہ تھا کہ وہ

﴿عَلٰى خَوْفٍ﴾ اور بڑے خطرے پر تھے

﴿مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهِمْ﴾ اہل قبط جو اس کے ارد گرد جمع تھے

﴿اَنْ يَّفْتِنَهُمْ﴾ وہ ان پر حملہ آور ہو کر انہیں قتل کر دے گا

﴿وَ﴾ پھر وہ مظلوم اس سے کیوں نہ ڈرتے

﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ﴾ عناد و سرکشی میں ڈوبا ہوا

﴿لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ﴾ اہل ارض پر غالب اور قاہر تھا

﴿وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ کبریائی اور غلبہ کے اعتبار سے اونچی پرواز پر تھا اسی لیے تو اس نے کہہ دیا تھا میں ہی تمہارا بڑا رب ہوں

﴿وَ﴾ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ لوگ برہان ظاہر ہونے کے باوجود ایمان نہیں لا رہے

﴿قَالَ مُوْسٰى﴾ بطور وعظ و نصیحت اور توکل و تفویض کی تعلیم دیتے ہوئے جو شعائر ایمان میں اقوی درجہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور بصورت ندا ارشاد فرمایا تاکہ وہ اسے دل کی گہرائی سے قبول کریں

﴿يٰقَوْمِ﴾ آپ کی مراد بنی اسرائیل ہیں

﴿اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ﴾ جو اپنے بندوں پر رقیب اور نگران ہے

﴿فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا﴾ جمیع معاملات اور حالات میں

﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ﴾ اپنے جملہ امور اس کے حضور سپرد کرنے والے اور اس کی قضا و قدر اور حکم پر سر جھکانے والے، جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات سنی اور اس سے اثر پذیر ہوئے

﴿فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ﴾ جو ہمارے جملہ امور کا متولی ہے

﴿تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا﴾ اے وہ ذات اقدس جس نے ہمیں لطف و کرم سے پالا اور ہمیں اپنی توحید کی طرف رہنمائی فرمائی

﴿لَا تَجْعَلْنَا﴾ اپنی قوت اور تصرف سے

﴿فِتْنَةً﴾ مصیبت اور آزمائش کا محل

﴿لِّلۡقَوۡمِ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ جو ہم پر تسلط اور غلبے کا ارادہ رکھتی ہے
﴿وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ﴾ جو ہر شے پر وسعت رکھتی ہے
﴿مِنَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَ﴾ جو اپنی لایعنی باتوں سے حق کو مستور کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور تیری جناب میں متوجہ رہنے والوں کے ساتھ مکروفریب سے کام چلاتے ہیں۔

﴿وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوۡمِكُمَا بِمِصۡرَ بُيُوتٗا وَٱجۡعَلُواْ بُيُوتَكُمۡ قِبۡلَةٗ
وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَۗ وَبَشِّرِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٨٧ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَآ إِنَّكَ ءَاتَيۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَأَهُۥ
زِينَةٗ وَأَمۡوَٰلٗا فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّواْ عَن سَبِيلِكَۖ رَبَّنَا ٱطۡمِسۡ عَلَىٰٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ وَٱشۡدُدۡ عَلَىٰ
قُلُوبِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُواْ حَتَّىٰ يَرَوُاْ ٱلۡعَذَابَ ٱلۡأَلِيمَ ٨٨ قَالَ قَدۡ أُجِيبَت دَّعۡوَتُكُمَا فَٱسۡتَقِيمَا وَلَا
تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ ٱلَّذِينَ لَا يَعۡلَمُونَ ٨٩﴾ [یونس:87-89].

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ تم اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر مہیا کرو اور اپنے ان گھروں کو قبلہ (عبادت گاہ) قرار دو اور نماز قائم کرو اور اہل ایمان کو خوش خبری دو ﴿۸۷﴾ اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے درباریوں کو دنیا کی زندگی میں زینت کا سامان اور مال دیا ہے۔ اے ہمارے رب! (کیا ان کو مال اس لیے دیا تھا) کہ وہ (لوگوں کو) تیری راہ سے بھٹکائیں؟ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے تاکہ وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ دردناک عذاب کو دیکھ نہ لیں ﴿۸۸﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے پس تم ثابت قدم رہنا اور جاہل لوگوں کے طریقہ کی ہرگز پیروی نہ کرنا ﴿۸۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ جب وہ اپنی تضرع اور توجہ میں مخلص ہو گئے
﴿أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ﴾ اصلاً

﴿وَاَخِیۡهِ﴾ تبعاً

﴿اَنۡ تَبَوَّاٰ﴾ یعنی مسکن اور شب باشی کے لیے جگہ تیار کرو

﴿لِقَوۡمِكُمَا بِمِصۡرَ﴾ اور اسے حکم دیا کہ وہ بنائیں

﴿بُیُوۡتًا﴾ مصر میں اور انہیں بھی حکم دو کہ وہ بھی بنائیں

﴿وَّ﴾ جب تم گھر بنالو تو

﴿اجۡعَلُوۡا﴾ یعنی تم دونوں بھائی اور تمہاری قوم

﴿بُیُوۡتَكُمۡ قِبۡلَةً﴾ اور مسجد کہ جس میں تم اللہ تعالیٰ سے تقرب اور اس کی طرف توجہ کرو

﴿وَّاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ﴾ یعنی اس کی طرف میلان اور توجہ میں لگے رہو اور خشوع واخلاص کی کوشش کرو

﴿وَ﴾ جب وہ اس حکم کی پابندی کے عادی ہو جائیں تو

﴿بَشِّرِ﴾ اے داعی الی الحق موسیٰ علیہ السلام

﴿الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾ دنیا میں دشمنوں پر فتح ونصرت آخرت میں عز وکرامت اور مولیٰ تعالیٰ کی جناب اقدس سے ہمکنار ہونے کے سلسلے میں اس کی توجہ رکھنے والے

﴿وَقَالَ مُوۡسٰی﴾ جب آپ کو دعا کی قبولیت کا یقین ہو گیا تو دشمنوں پر دعائے ضرر کرتے ہوئے

﴿رَبَّنَاۤ اِنَّكَ﴾ اپنے جودوکرم سے

﴿اٰتَیۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاَهٗ زِیۡنَةً﴾ جس کے ساتھ وہ آرائش وزیبائش کرتے ہیں

﴿وَّاَمۡوَالًا﴾ جن کی طرف وہ مائل رہتے ہیں اور ان پر فخر کرتے ہیں

﴿فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا﴾ اور شکر کی بجائے کفران نعمت کرتے ہیں

﴿رَبَّنَا﴾ وہ اس لیے اموال پر افتخار کرتے ہیں کہ

﴿لِیُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِكَ﴾ ان ضعیف اور کمزور ایمان والوں کو، جو ابھی یقین کی منزل تک نہیں پہنچے اور تمکین والے وطن سے ہمکنار نہیں ہوئے۔

﴿رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤی اَمۡوَالِهِمۡ﴾ یعنی انہیں مٹادے اور ضائع فرمادے تاکہ وہ ان کے ساتھ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے پر قادر نہ ہوسکیں

﴿وَاشۡدُدۡ﴾ اپنی مہر کو

﴿عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡا﴾ اور اذعان وقبول کے ساتھ ان پر انکشاف نہ ہوگا

﴿حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ﴾ جو کفر اور اس پر اصرار کے باعث ان کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔

﴿الۡاَلِیۡمَ﴾ جو غایت درجہ کا دردناک ہے جب وہ اہل ایمان کو کیف وسرور دائمی لذت اور نعمتوں سے بھرپور جنت میں دیکھیں گے تو ان کے عذاب کی کوئی انتہا نہ ہوگی

﴿قَالَ﴾ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بشارت دیتے ہوئے

﴿قَدۡ اُجِیۡبَتۡ دَّعۡوَتُکُمَا﴾ اور تم دونوں کی درخواست قبولیت سے ہمکنار ہوگئی ہے اس مقام پر تثنیہ کی ضمیر لانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کرتے تھے اور اس پر آمین حضرت ہارون علیہ السلام کہا کرتے تھے

﴿فَاسۡتَقِیۡمَا﴾ اس دعوت اور الزام حجت پر دوام رکھو کاہلی اور سستی نہ کرو اور صبر سے کام لو کیوں کہ جملہ امور اپنے اوقات سے جڑے ہوئے ہیں

﴿وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ﴾ جلد بازی میں

﴿سَبِیۡلَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ﴾ جو طلب حاجات میں الحاح وزاری کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب و احترام سے نا آشنا ہوتے ہیں

﴿ وَجٰوَزۡنَا بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُهٗ بَغۡیًا وَّعَدۡوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ
اَدۡرَکَهُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾
آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَکُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۱﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ
خَلۡفَکَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ
وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰی جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا کَانُوۡا
فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنۡ کُنۡتَ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ فَسۡـَٔلِ الَّذِیۡنَ یَقۡرَءُوۡنَ الۡکِتٰبَ مِنۡ
قَبۡلِکَ ۚ لَقَدۡ جَآءَکَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَکُوۡنَ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۹۵﴾ ﴾ [یونس:90-95].

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا پھر فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور ظلم کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا حتیٰ کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ۹۰ اب (ایمان لاتا ہے؟) حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا ۹۱ سو آج ہم تیرے (بے جان) جسم کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے عبرت کا نشان بن جائے اور بے شک اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ۹۲ اور ہم نے بنی اسرائیل کو (رہنے کے لیے) عمدہ ٹھکانا دیا اور ہم نے ان کو (کھانے کے لیے) پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔ پھر انہوں نے اختلاف نہ کیا حتیٰ کہ ان کے پاسِ علم آ گیا۔ بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے ۹۳ اور (اے سننے والے!) اگر تجھے اس میں کچھ شک ہو جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لو جو تم سے پہلے کتاب کو پڑھتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے پس تم شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو جانا ۹۴ اور ان لوگوں میں سے ہرگز نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا ورنہ تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے ۹۵

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ جب انہوں نے امرِ الٰہی پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ

﴿جٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ﴾ یعنی ہم نے انہیں سمندر سے صحیح سالم گذار کر ساحل پر پہنچا دیا یہ اس وقت کی بات ہے جب فرعون اور اس کے وزیروں مشیروں نے بنی اسرائیل کو اپنی راہ سے ہٹانے اور ان کا صفایا کرنے کا منصوبہ تیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا کہ رات کے وقت بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر ساحل سمندر پر لے جاؤ جب بنی اسرائیل ساحلِ سمندر پر پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنا عصا پانی پر مارو چنانچہ سمندر پھٹ گیا اور حصوں میں تقسیم ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم صحیح سالم اس میں سے گذر کر دوسرے کنارے پر پہنچ گئی جب فرعون اور اس کی افواج نے یہ منظر دیکھا۔

﴿فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ﴾ کسی تأمل اور پروا کیے بغیر سمندر میں کود پڑے۔

﴿بَغۡيًا وَّعَدۡوًا﴾ ظلم اور فخر وغرور سے، تو سمندر باہم مل گیا۔ اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ آیا اور تمام فرعونی میں اس میں ڈوب گئے۔

﴿حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدۡرَكَهُ﴾ فرعون ملعون کو

﴿الۡغَرَقُ﴾ اور وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا، اور اسے نجات کی کوئی راہ نظر نہ آئی

﴿قَالَ﴾ حالتِ اضطرار میں چیختے ہوئے اور محض اقرار کے ساتھ خلاصی کی امید کرتے ہوئے

﴿اٰمَنۡتُ﴾ اور میں نے اعتراف کیا

﴿اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ﴾ معبود بالحق

﴿اِلَّا الَّذِىۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِيۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ﴾ جو اس کے رسول کے لائے ہوئے دین پر سر جھکانے والے ہیں جب اس نے یہ کلمہ بولا تو عز وجلال کے پردوں کے پیچھے سے ایک ہاتفِ غیبی نے کہا۔

﴿آٰلۡـٰٔنَ﴾ اے طاغی اور باغی اب تو ایمان لایا ہے جب کہ ایمان لانے کا وقت گذر چکا ہے

﴿وَقَدۡ عَصَيۡتَ قَبۡلُ﴾ اپنی زندگی کے دوران

﴿وَكُنۡتَ﴾ اپنے طغیان وعصیان کے دور میں، جو کہ درحقیقت ایمان وعرفان کا زمانہ تھا

﴿مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ﴾ جو انواع واقسام کے فسادات میں مشغول رہتے تھے

﴿فَالۡيَوۡمَ﴾ تیرا ایمان تیرے لیے نافع نہیں ہے

﴿نُنَجِّيۡكَ﴾ ہم تجھے سمندر سے باہر نکالیں گے

﴿بِبَدَنِكَ﴾ مردہ جسم کو اور اسے سمندر کے کنارے پر ڈال دیں گے

﴿لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ﴾ جو جبر و کبر کرنے والے ہیں۔

﴿اٰيَةً﴾ جو ان کے لیے عبرت ہو اور انہیں ظلم وفساد سے روکنے کا باعث

﴿وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ ہمارے اس عہد ومیثاق کو بھولنے والے جو ہم نے اپنی لوح قضاء میں ان سے کر رکھا ہے

﴿عَنۡ اٰيٰتِنَا﴾ جو ہماری پکڑ اور ہمارے انتقام پر دال ہیں

﴿لَغٰفِلُوۡنَ﴾ اے باغی ونافرمان تیری طرح

﴿وَ﴾ فرعون اور اس کے لشکر کو ہلاک کرنے کے بعد

﴿لَقَدْ بَوَّأْنَا﴾ یعنی ہم نے انہیں جماؤاور ٹھہراؤدیا

﴿بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ﴾ یعنی صدق وثبوت اور استقرار وتمکین کی جگہ جیسا کہ ان کی طبائع کا تقاضا اور ان کی مرضی تھی

﴿وَّ﴾ اس تمکن وتوطن کے بعد

﴿رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ﴾ لذیذ کھانے اور پسندیدہ میوے

﴿فَمَا اخْتَلَفُوْا﴾ نزول کتاب سے پہلے اپنے دین کے معاملے میں بلکہ اپنے رسول کی تبلیغ وہدایت پر متفق ومجتمع تھے۔

﴿حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ﴾ اور کتاب نازل کردی گئی تو وہ اس میں اختلاف اور تفریق کا شکار ہو گئے راہِ حق سے انحراف کیا اور اس میں تحریف کے مرتکب ہوئے بالخصوص اے اکمل الرسل ﷺ تیری نعمت، حلیے اور اوصاف میں بھی تحریف کر گئے۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ﴾ اور ان پر فیصلہ دے گا

﴿یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ﴾ یعنی ان کے درمیان ان کے حق وباطل کا فرق واضح کرے گا اور انہیں ثواب وعقاب سے ہمکنار کرے گا

﴿فَاِنْ كُنْتَ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ

﴿فِیْ شَكٍّ﴾ ریب اور شبہے میں

﴿مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ﴾ تمہاری کتاب میں جو ان کے قصص واخبار ہیں

﴿اِلَیْكَ فَسْــَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ اور ان کی طرف جائیں اور ازالہ شبہات کے لیے ان سے رابطہ کریں حتی کہ آپ پر حقیقت حال کھل جائے گی۔

﴿لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ﴾ جو صریح اور واقع کے مطابق ہے

﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ﴾ کیوں کہ یہ شک واشتباہ کا محل نہیں ہے، اس لیے کہ باطل اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے یہ تو علیم وحکیم کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ پھر اس نصیحت کو سننے کے بعد

﴿وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ﴾ اسراف وحد سے تجاوز کرنے والوں سے

﴿الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ﴾ جو اس کی کمال قدرت اور علم وحکمت کی متانت پر دال ہیں

﴿فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ مرتبۂ خلافت اور اہل معرفت وتوحید کے مقام سے گرنے والے ہیں۔

● یاد رہے کہ اللہ کی طرف سے یہ خطابات اور عتابات جو اس کے حبیب مکرم اور صاحب خلق عظیم ﷺ کی طرف منسوب ہو رہے ہیں یہ دراصل ترغیب وتشویق ہے اہل ایمان کو کہ وہ کتاب اللہ کو پیش نظر رکھیں اور اس کے اوامر ونواہی اپناتے رہیں تاکہ ان کا ایمان وعرفان مستحکم رہے۔

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ ءَايَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ ءَامَنَتْ فَنَفَعَهَآ إِيمَٰنُهَآ إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّآ ءَامَنُوا۟ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ ٱلْخِزْىِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَمَتَّعْنَٰهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَءَامَنَ مَن فِى ٱلْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ ٱلنَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا۟ مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾﴾ [یونس: 96-100].

بے شک وہ لوگ جن پر آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿٩٦﴾ اگرچہ ان کے پاس ساری نشانیاں آجائیں جب تک وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ﴿٩٧﴾ پس کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ وہ (عذاب خداوندی کی نشانی دیکھ کر) ایمان لے آتی تو اس کا ایمان لانا اسے نفع دیتا سوائے قوم یونس کے کہ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان پر سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے ان کو ایک مدت تک زندگی سے لطف اندوز ہونے (کا موقع) دیا ﴿٩٨﴾ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو زمین میں جتنے لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ پھر کیا آپ لوگوں پر جبر کریں گے حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں ﴿٩٩﴾ اور کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ایمان لے آئے اور جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اللہ تعالیٰ ان پر (کفر کی) نجاست ڈال دیتا ہے ﴿١٠٠﴾

تفسیر البیان زینی

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ حَقَّتۡ﴾ ثابت اور جاری ہوئے ہیں

﴿عَلَیۡهِمۡ کَلِمَتُ رَبِّكَ﴾ اے اکمل الرسل ! ﷺ اس کی لوحِ قضا اور سابق علم کے مطابق ان کے کفر و شرک کے سلسلہ میں۔

﴿لَا یُؤۡمِنُوۡنَ﴾ تمہاری طرف سے قطعی دلائل و آیات کی تبلیغ کے باوجود بلکہ

﴿وَلَوۡ جَآءَتۡهُمۡ کُلُّ اٰیَةٍ﴾ جو بھی انہوں نے طلب کی ہے پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے کہ ان کا پردہ و حجاب بہت کثیف ہو چکا ہے

﴿حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ﴾ جو علیم و حکیم ذات کی طرف سے ان کے لیے تیار کیا ہوا ہے، اس لیے اے اکمل الرسل ﷺ ان سے اعراض کرو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو ہم ان سے خود بدلہ لیں گے۔

﴿فَلَوۡلَا﴾ یعنی پس کیوں نہیں

﴿کَانَتۡ قَرۡیَةٌ﴾ ان بستیوں سے جن میں رہنے والے اپنے ظلم کے باعث ہلاک کر دیے گئے

﴿اٰمَنَتۡ﴾ جب ان پر عذاب اترا اور اس کے نشانات ظاہر ہوئے جیسا کہ فرعون دردناک عذاب میں گھر کر ایمان لے آیا تھا

﴿فَنَفَعَهَاۤ﴾ اس حالت میں

﴿اِیۡمَانُهَاۤ﴾ اور عذاب سے بچالی گئی

﴿اِلَّا قَوۡمَ یُوۡنُسَ لَمَّاۤ اٰمَنُوۡا﴾ جب ان پر عذاب کی علامات اور غضب الٰہی کے نشانات ظاہر ہوئے تو وہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع وزاری کرنے لگے۔{1}

﴿فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا﴾ اگر ہم اسے نہ ٹالتے

﴿وَ﴾ ان سے عذاب کو دور کرنے کے بعد

﴿مَتَّعۡنٰهُمۡ﴾ انواع و اقسام کے منافع کے ساتھ

﴿اِلٰی حِیۡنٍ﴾ اجل اور وقت معین کے آنے تک

- یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضرت یونس علیہ السلام کو موصل کی بستیوں میں سے نینویٰ نامی بستی کی

{1} دعا و تضرع کا یہ سلسلہ چالیس دن تک جاری رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ اس عذاب سے محفوظ رہے۔

طرف مبعوث کیا گیا تو ان لوگوں نے آپ کی تکذیب وتوہین کی تو آپ نے ان سے تین یا چالیس روز کے بعد عذاب الٰہی کے اترنے کا وعدہ کیا جب وقت قریب آیا تو آسمان کے افق پر سیاہ رنگ کا کثیف بادل اٹھا اور شدید قسم کے دھوئیں نے بستی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس صورتِ حال سے وہ سخت گھبرائے وہ حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش میں نکلے مگر محروم لوٹے جب انہیں آپ کے صدق پر یقین ہو گیا تو وہ ٹاٹ کا لباس پہن کر آہ وزاری کرتے ہوئے جنگل میں چلے گئے وہاں رو رو کر انہوں نے اخلاص وتوجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور اظہار ندامت کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرماتے ہوئے ان سے عذاب کو واپس کر دیا یہ دس محرم الحرام اور جمعہ کا دن تھا۔

﴿وَ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ رب غفور رحیم سے الطاف وعنایات پر مشتمل ایسی مثالوں کو بعید از قیاس نہ سمجھنا

﴿لَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ﴾ اور اس کا ارادہ اہلِ زمین کے ایمان سے متعلق ہو جائے

﴿لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ﴾ یعنی پھر کوئی بھی زمین پر کافر نہ رہے بلکہ سب ایمان لے آئیں۔

﴿جَمِيْعًا﴾ کسی اختلاف وتفرقہ کے بغیر اجتماعی طور پر مگر حکمت کا معاملہ اختلاف اور افتراق، کفر اور ایمان، حق اور باطل، ہدایت اور گمراہی کا تقاضا کرتا ہے۔ تاکہ ان تکالیف کا راز ظاہر ہو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کی زبان پر وارد ہوئی ہیں اور جن کی بجا آوری بندوں پر ضروری قرار دی گئی ہے پھر عالمِ آخرت میں سزا وجزاء اور جنت ودوزخ اور جملہ امور آخرت کی حکمت بھی اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ یہ اختلاف برقرار رکھا جائے۔ پھر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت اس نہج پر جاری ہے تو

﴿اَفَاَنْتَ﴾ اے اکمل الرسل! ﷺ اہل اسلام کی کثرتِ تعداد پر حرص کرتے ہوئے

﴿تُكْرِهُ النَّاسَ﴾ اور آپ انہیں ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں

﴿حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ سب کے سب جب کہ کچھ تو اپنی فطرت میں پیدا ہی کفر پر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مشیت ان کے ایمان کے ساتھ متعلق ہی نہیں ہے۔

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ﴾ یعنی اس کی وسعت وطاقت میں یہ ہے ہی نہیں

﴿اَنْ تُؤْمِنَ﴾ اپنے اختیار سے ایمان قبول کرے۔

﴿اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ اس کی توفیق اور طاقت دینے کے بعد، اس لیے اے اکمل الرسل ﷺ آپ اس شخص کے ایمان لانے کی فکر نہ کریں جس کی گمراہی کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر رکھا ہے اس لیے یہ ضروری نہیں کہ آپ جس سے

محبت کرتے ہیں اسے ہدایت بخش دیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت عطا کرتا ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔{1}

﴿وَ﴾ اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ

﴿يَجْعَلُ الرِّجْسَ﴾ یعنی رسوائی اور محرومی

﴿عَلَى﴾ کافروں پر

﴿الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ یعنی وہ اپنی عقلوں کو جن پر تکالیف کا دارومدار ہے کو مقصدِ تخلیق کے لیے استعمال نہیں کرتے اور نہ ہی وہ ان آثار میں تفکر و تدبر کرتے ہیں جو قادر و مختار ذات کی طرف سے صادر ہوئے ہیں کہ ان پر اس کی توحید کے راز منکشف ہو سکیں

﴿ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ
(١٠١) فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُنْتَظِرِيْنَ (١٠٢) ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (١٠٣)
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ
الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (١٠٤) وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (١٠٥) ﴾ [یونس:101-105].

تفسیر العبدالرحمٰن

آپ فرمائیے: غور سے دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیسی نشانیاں ہیں اور یہ نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے جو ایمان نہیں لانا چاہتے (١٠١) پس یہ لوگ صرف اس طرح کے ایام کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلی قوموں پر گزر چکے ہیں۔ آپ فرمائیے کہ تم بھی

{1} اس مقام پر خلقِ ہدایت کی نفی ہے کہ آپ ہدایت کے خالق نہیں ورنہ نبی تو آتا ہی ہدایت کے لیے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے انك لتهدى الى صراط مستقيم بے شک آپ تو صراط مستقیم کے ہادی ہیں۔

انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۱۰۲﴾ پھر ہم اپنے رسولوں کو اور
ایمان والوں کو بچا لیتے ہیں اسی طرح ایمان والوں کو بچا لینا ہمارے ذمہ ہے ﴿۱۰۳﴾ آپ فرمائیے: اے
لوگو! اگر تم میرے دین کے متعلق کسی شک میں ہو تو (سن لو) تم اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے
ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنوں میں سے رہوں ﴿۱۰۴﴾ اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر اس دین کی طرف کر
لے اور مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا ﴿۱۰۵﴾

تفسیر الجیلانی

﴿قُلْ﴾ ان سے، اے اکمل الرسل! صلی اللہ علیہ وسلم ان کی استعداد و قابلیت کو تحریک دینے کے لیے
﴿انْظُرُوْا﴾ اے غور و خوض کی فطرت پر پیدا ہونے والو!
﴿مَاذَا﴾ یعنی کون سی شے اور ذات جو اس کے اسماء و صفات کے مطابق ظاہر ہوئی ہے۔
﴿فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ علویات و سفلیات اور غیوب و شہادات میں
﴿وَمَا تُغْنِی﴾ اور کافی ہیں
﴿الْاٰیٰتُ﴾ جو اس وحدت ذات پر دال ہیں جس نے کائنات اور جہات میں جلوہ گری کر رکھی ہے
﴿وَالنُّذُرُ﴾ جو آیات الٰہیہ کو بیان کرنے اور ان کے معانی پر تنبیہ کرنے والے ہیں
﴿عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ﴾ یعنی جن کے ایمان عرفان اور توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ متعلق نہیں ہوا
﴿فَهَلْ یَنْتَظِرُوْنَ﴾ یعنی ایمان پر تردد کرنے والی یہ جماعت نہیں منتظر
﴿اِلَّا مِثْلَ﴾ جو ان جیسوں پر واقع ہوا ہے زمین میں دھنسا دینے اور پانی میں غرق کر دینے وغیرذالک کا عذاب
﴿اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ مشرکین جو ان سے پہلے گذرے ہیں تو وہ یہ بھی اگر اپنے اسلاف کی طرح
تمہارے ساتھ معارضہ کریں تو
﴿قُلْ﴾ ان سے بطور الزام اور منہ بند کرنے کے لیے
﴿فَانْتَظِرُوْا﴾ میری ہلاکت اور میری بربادی کے لیے
﴿اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ﴾ تمہاری بربادی اور تمہاری ہلاکت کے لیے، لیکن معاملہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ واختیار

میں ہے۔

﴿ثُمَّ﴾ جب ہم نے سابقہ امتوں کو رسولوں کی تکذیب اور ان کے کفر و شرک پر اصرار کرنے کے باعث ہلاک کر دیا

﴿نُنَجِّيْ﴾ اس عذاب سے جو انہیں پہنچا

﴿رُسُلَنَا﴾ جو ہم نے ان کی طرف بھیجے تھے

﴿وَ﴾ نیز ہم نے بچالیا

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ہمارے ساتھ اور ہمارے رسولوں کی تصدیق و تائید کی

﴿كَذٰلِكَ﴾ جیسا کہ ہم نے انہیں بچایا ہے

﴿حَقًّا عَلَيْنَا﴾ اپنے بندوں پر تفضّل و احسان کے طور پر

﴿نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ہمارے رسولوں کے پیروکاروں اور ہمارے دین کو اپنانے والوں کو اور یہی ہمارا طریقہ قائم و دائم ہے

﴿قُلْ﴾ اے اکمل الرسل ﷺ تمہارے معاملے میں شک کرنے والوں اور تمہاری اطاعت میں تردد کرنے والوں سے

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾ غفلت و نسیان پر پیدا ہونے والو!

﴿اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ﴾ جو تمام ادیان سے افضل، اصح اور جامع ہے اور یہی وہ اکمل دین ہے جو تمام ادیان کا مرجع ہے کہ اس کی بنیاد اس توحیدِ ذات پر ہے کہ کثرتوں نے اسے مضمحل اور مشتبہ کر رکھا ہے پھر اس کے فضل و کمال اور اس کے برہان و حجت کے ظہور کے باوجود تم اس میں شک کرتے ہو تو مجھے زیادہ حق ہے کہ میں تمہارے معاملے اور تمہارے تصورِ عبادت میں شک کروں۔

﴿فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کیوں کہ وہ معبودیت کے قابل نہیں اور نہ ہی وہ الوہیت و ربوبیت کا استحقاق و استقلال رکھتے ہیں۔

﴿وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ﴾ واحد احد اور صمد ہے

﴿الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ﴾ جو تمہیں تمہارے معبودوں سمیت نیست و نابود کرے گا جیسا کہ اس نے تمہیں اور ان سب کو عدم سے ظاہر کیا ہے۔

﴿وَاُمِرْتُ﴾ اسی کی بارگاہ سے

﴿اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ جو اس کی توحید پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے حکم کے سامنے جھکتے ہیں

﴿وَ﴾ نیز مجھے اس کے حضور سے یہ حکم دیا گیا ہے۔
﴿اَنْ اَقِمْ﴾ اور مستقیم رکھ
﴿وَجْهَكَ﴾ جو حق تعالیٰ سے ملا ہوا ہے۔
﴿لِلدِّيْنِ﴾ جو تمہارے حال کی اصلاح کے لیے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اندریں حال کہ تم
﴿حَنِيْفًا﴾ تمام ادیان باطلہ اور آراء فاسدہ سے اعراض کرنے والے
﴿وَلَا تَكُوْنَنَّ﴾ جیسا کہ تم پر تمہارے دین کی حقانیت ظاہر ہو چکی ہے۔
﴿مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ جو غیر اللہ کے وجود کے مدعی ہیں اور اس کے ساتھ اس کو شریک ٹھہراتے ہیں

﴿ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِن
يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن
يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ
فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾
وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾ ﴾ [یونس:106-109].

اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کر جو نہ تجھے نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ تجھے نقصان پہنچا سکتا ہے اور اگر تو نے ایسا کیا تو پھر تو ظالموں میں سے ہو جائے گا ﴿١٠٦﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ تمہارے لیے کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ وہ بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ﴿١٠٧﴾ آپ فرمائیے: اے لوگو! بے شک تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ گیا ہے اب جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے فائدہ کے لیے ہدایت اختیار کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے نقصان کے لیے گمراہی اختیار کرتا ہے اور میں تم پر کوئی نگراں نہیں ہوں ﴿١٠٨﴾ آپ اسی کی پیروی کرتے رہیں جو آپ کی طرف

وحی کی جاتی ہے اور صبر کیجیے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے ﴿۱۰۹﴾

تفسیر الجیلانی

﴿وَ﴾ جب تم پر حقیقتِ حال کھل چکی ہے۔

﴿لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ جو واجب الوجود ہے۔

﴿مَا لَا يَنْفَعُكَ﴾ موجوداتِ باطلہ اور اظلال زائلہ

﴿وَلَا يَضُرُّكَ﴾ کیوں کہ فی ذاتہا ان کا اثر ہے اور نہ ہی فی نفسہا ان کا کوئی وجود ہے

﴿فَاِنْ فَعَلْتَ﴾ غیر حق کے وجود کا تو نے دعوٰی کیا

﴿فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ جو اللہ تعالیٰ پر ظلم کرتے ہیں بایں معنی کہ وہ اس کے غیر کے وجود اور اسکے اثر کا دعوٰی رکھتے ہیں۔

﴿وَ﴾ تو اس کے غیر کے وجود و اثر کا دعوٰی کیسے کر سکتا ہے۔

﴿اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ﴾ جو تجھ پر نگران ہے وہ تجھے پہنچائے

﴿بِضُرٍّ﴾ جو تجھے غم و حزن میں ڈال دے

﴿فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ﴾ اور تجھ سے اس ضرر کو دور نہیں کر سکتا

﴿اِلَّا هُوَ﴾ کیوں اس کے سوا کوئی اور ہے ہی نہیں موجودِ حقیقی اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی الٰہ ہے

﴿وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ﴾ اور تفضل و احسان جو تجھے خوش کر دے

﴿فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ﴾ اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں

﴿يُصِيْبُ بِهٖ﴾ فضل و نعمت

﴿مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ﴾ وہ ان کے جرم و عصیاں کے باوجود اپنا فضل نہیں روکتا کیوں کہ

﴿هُوَ الْغَفُوْرُ﴾ ان کے استغفار اور رجوع کر لینے کے بعد ان کے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔

﴿الرَّحِيْمُ﴾ ان پر کہ ان کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرتا ہے۔

﴿قُلْ﴾ اے حبیب مکرم ﷺ تمام کائنات کی طرف مبعوث ہونے والے اور اس کی طرف توحید ذاتی کے ساتھ آنے والے رسول معظم جس کے تشریع اور ارسال و تنزیل کا معاملہ حدِ تکمیل تک پہنچا کر ختم کر دیا گیا ہے پس اپنے

رب کی طرف سے لائے ہوئے پیغام کو ان لوگوں تک پہنچادو اور ندا دیتے ہوئے ارشاد فرماؤ۔

﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ﴾ عبادت وعرفان کے مکلف انسانو!

﴿قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ﴾ صریح اور واضح

﴿مِنْ رَّبِّكُمْ﴾ اور وہ اسلام ہے جو معرفت وتوحید کی نشانیوں کو ظاہر کر رہا ہے۔

﴿فَمَنِ اهْتَدٰى﴾ اسلام کے ساتھ توحید کی جانب

﴿فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ﴾ اور اس کے لیے ہدایت کو کمائے گا اور اس کا اجر وثواب پائے گا

﴿وَمَنْ ضَلَّ﴾ اور نور اسلام سے ہدایت نہ پاسکا

﴿فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا﴾ اور وہ گمراہی اس کے لیے ہی جمع کرے گا اور اس کا وبال اس پر ہی ہوگا ان سے یہ بھی کہہ دو

﴿وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ﴾ اور تمہارے امور کا ضامن اور کفیل بلکہ میں تو بشیر ونذیر ہوں جو دین لے کر آیا ہوں اس کی تمہیں تبلیغ کرنا میری ذمہ داری ہے اسے پسند و ناپسند کرنا تم پر منحصر ہے۔

﴿وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ﴾ جو آپ کو وحی کی گئی ہے اس پر قائم رہ کر لوگوں تک پہنچادو۔

﴿وَ﴾ ان کے اعراض وتکذیب کی پروانہ کرو بلکہ۔

﴿اصْبِرْ﴾ ان کی اس ایذا رسانی پر عزم وہمت کا ثبوت دو اور اپنی اس دعوت کے پیش کرنے میں غفلت وکوتاہی نہ کرو

﴿حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ﴾ تمہارے امور کا متولی، تمہاری مدد فرما کر جہاد کے ساتھ تمہیں غلبہ دے کر تمہارے دین کے ساتھ تمام ادیان کو منسوخ کر کے اسے اطراف عالم میں نشر کرتے ہوئے۔

﴿وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ﴾ کیوں کہ وہ تمام امور کے مخفی پہلوؤں پر مطلع ہے اور تم سے حسد اور اعراض کرنے والوں سے انتقام لینے پر قادر ہے

رب احکم بالخیر والحسنیٰ ووفقنا علی متابعة سید الوریٰ

[خاتمہ سورہ یونس]

اے حق میں تحقیق کے طالب توحید وعرفان کی راہ کے سالک اور اہلِ کشف اور ارباب محبت وولاء کے رموز کی کھوج لگانے والے!

اللہ تعالیٰ تمہاری امیدیں برلائے تمہارا انجام تم پر آسان کرے اور تجھے ہر ناگوار صورتحال سے بچائے رکھے تیرے لیے شعائر اسلام کی محافظت از حد ضروری ہے اور یہ وہ دینِ متین ہے جو واضح حق اور خیر الانام ﷺ پر نازل کیا ہوا ہے پھر یہ محافظت ایسی عزیمت کے ساتھ ہونی چاہیے جو صحیح ہو اور ریا کاری وشہرت اندوزی کی ملاوٹ سے صاف اور پاک ہو اور اس کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ، احادیثِ رسول ﷺ اور اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیوض وآثار سے استفادہ کرنا بھی اپنے لیے لازم قرار دے بالخصوص رضوی مرتضوی اور ان کی اولاد کرام کرم اللہ وجوھھم اور ان کے تابعین کرام کی بارگاہ سے اکتساب فیض کرنا تیرے لیے سعادتِ دارین کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مشائخ عظام اور اماثلِ اسلام انار اللہ براھینھم وقدس اسرارھم کے فیوض وبرکات سے ہمیں فیض یاب ہونے کی توفیق ارزاں فرمائے۔

پھر تجھے اپنے اس عزم وارادے میں قبلۂ توحید اور کعبۂ ذات کی طرف ہی متوجہ رہنا چاہیے بایں طور کہ اپنے دل کو ادیانِ باطلہ اور آراء فاسدہ سے صاف وپاک رکھتے ہوئے کثرت وتعدد کی علامات سے بھی بالاتر رکھنا یہاں تک کہ تیری توجہ تیری ذات وشان کی طرف بھی نہ رہے اور یہ مراقبہ یہاں تک جاری رہے کہ تجھ پر ایسی حیرت اتر آئے جو تیری شخصیت کو حق تعالیٰ کی شخصیت میں گم کردے۔ اور تیرے تعین کو کلیۃً ختم کردے۔

پھر یہ نعمتِ عظمیٰ اس وقت ہی تجھے مل سکتی ہے جب تو اپنے طبعی لوازمات سے خود کو فارغ نہ کرے اور تعیناتِ عدمیہ اور تشخصاتِ ہیولانیہ کے تقاضوں، لذاتِ فانیہ اور شہواتِ بھیمیہ سے محفوظ ومامون نہ ہوجائے۔

اور جب تیرا باطن ان دلفریب چیزوں سے پاک وصاف ہوجائے گا جو بحرذات میں تجھے غرق کیے ہوئے ہیں تو پھر منزل تیرے سامنے ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر نظر کرم فرمائے گا اور تجھے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام سے ہمکنار کردے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہدف ومقصد نہیں ہے۔

لاحول ولا قوة الا بالله هو يقول الحق وهو يهدى السبيل

تم بحمد الله تعالى الجزء الاول من مخطوط تفسير شريف لحضرة سلطان العارفين
الشيخ عبدالقادر الجيلانى قدس الله سره